

اس سلسلہ کے علاوہ جو شخص دعوتِ نبوت یا خاص دعوتِ عیسویت یا ہندویت کرے باطل ہے :

توضیح مذکور تقرب و لیل اگرچہ اس ضمن میں ہم اپنے مذکور ثابت کر چکے ہیں۔ مگر

اور کہتے ہیں۔ کہ لغت و محاورات عرب اور کلامِ اشد و احادیثِ رسولِ خدا سے ثابت ہوا۔ کہ بیت چار ہیں۔ اول بیتِ سکے (رہنے کا گھر) دوم بیتِ نسب (اولاد و احفاد و موالی)۔ سوم بیتِ شرف۔ اور بیتِ شرفِ نبیِ نبوت ہے۔ اور بیتِ شرفِ رسولِ رسالت اور بیتِ شرفِ خاتمِ انبیاءِ نبوت مطلقہ خاتمہ۔ اور ایک بیتِ بیتِ اشد ہے۔ آیاتِ متنازعہ میں بظاہر اشارہ اس امر کی طرف نہیں ہے۔ کہ بیت سے کونسا بیت مراد ہے۔ اور اس لئے بظاہر نہیں معلوم ہوتا۔ کہ اہل بیت کا مصداق کون ہیں؟ اہل بیت سکے یعنی سب گھر میں رہنے والے نوکر چاکر۔ لونڈی غلام۔ بھائی بند۔ کنبہ قبیلہ اور بیوی بچے بلکہ اگر لغت کو وسیع کیا جائے تو گھوڑے اونٹ وغیرہ جو گھر میں ہوں وہ بھی اہل بیت ہیں۔ یا اہل بیت نسب۔ اور کسی کے خاص خاندانی مراد ہیں یا اہل بیتِ شرف اور تصنفِ بادشاہت شرافت صاحبِ خانہ یا اہل بیتِ اشد۔ اور والیان کعبہ اور صاحبِ خانہ خدا۔ ہاں اہل لام تعریفی سے اتنا تو ضرور معلوم ہے اور اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ کہ یہ لام عرضِ مضامین ہے۔ اور بیت سے مراد بیتِ نبی ہے۔ خواہ بیت سکے ہو یا بیت نسب یا بیت شرف۔ لیکن یہ بھی بعید نہیں ہے کہ بیت سے بیتِ اشد مراد لیں (جیسا کہ کہنے لگے) :

پہلی صورت کہ بیت سے بیت سکے مراد لیا جائے۔ اور اہل بیت سے وہ سب گھر کے رہنے والے مراد ہوں۔ جو اس میں رہتے ہیں۔ خواہ نوکر ہوں یا لونڈی غلام مثل فضہ خادمہ و بلال و قنبر وغیرہم۔ اس کی طرف کوئی عالم نہیں گیا۔ اور نہ کوئی مسلمان ایسا خیال کر سکتا ہے کہ طہارت مطلقہ اور عصمت جیسی چیز جو نبی سے مخصوص ہے اس میں سب گھر والے شریک ہو جائیں۔ اور اس لئے یہ احتمال تو بالکل غلط اور باطل ہے۔ ہاں اگر بیت سے مسجدِ نبوی مراد لی جائے۔ اور اہل بیت سے وہ نفوسِ طاہرہ مراد ہوں۔ جو جنب نہیں ہوتے۔ اور جن کو مسجدِ نبی میں ہر حال میں جانے کی اجازت ہے۔ اور ان کے سوا کسی کو مسجد میں گزرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے۔ اور بعض روایات میں امام نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تو اس صورت میں بھی اہل بیت (گھر والوں) سے رسولِ خدا و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و حسین ہی مراد ہوں گے۔ جو اس صفت سے متصف تھے۔ اور جن کو ہر حال میں مسجد میں جانے کی اجازت تھی۔ اور مسجد میں رہتے رہتے تھے۔ خاص ازواج کو یہ حق حاصل نہیں ہے

۵۔ اس کی مصداق ہو سکتی ہیں :

دوسری صورت یعنی کہ بیت سے بیت نسب مراد ہو۔ تو اس صورت میں بھی ازدواج کو اس کوئی حصہ نہیں ملتا۔ وہ بیت نسب بنی سے نہیں ہیں۔ اور علی و فاطمہ و حسین و عروہ بیت نسب سولہ میں داخل ہیں۔ اور ایک ہی اصل سے ہیں۔ ایک نور کے اجزاء ہیں۔ اور سب مثل پیغمبر طہرہ طہرہ جیسا کہ ہم اوپر ذکر اور ثابت کر چکے ہیں۔ اور ایک حدیث میں ذکر آچکا ہے۔ لیکن تمام خاندان میں۔ اہل بیت نہیں ہے۔

تیسری صورت کہ بیت شریف نے یہ روایت صدق ہے۔ اور اس معنی
لی روئے تاحضرت ہمدی آخر الزمان تمام ائمہ علیہم السلام اہل بیت ہیں۔ اور جو ساگر جو سب عترت
رسول بھی ہیں۔ کیونکہ عترت اہل بیت سے عام ہے۔ اس میں اور لوگ بھی داخل ہیں۔ گویا عترت
اہل بیت نسب ہے۔ اور اسی واسطے عترت میں سے اہل بیت کی تخصیص کی گئی ہے۔ جیسا کہ بیان
ہوگا۔ لہذا معلوم ہوا کہ حقیقت الابرار اصل یہی ہے۔ کہ بیت سے بیت شرف مراد ہے۔ اور
اہل بیت سے اہل بیت نبوت و رسالت و ولایت و امامت اور بیت شرف نبی نبوت
مطلقہ خاتمہ ہے۔ اور مابہ النبوة علم ہے۔ اور اسی بیت کی طرف رسول خدا نے اس حدیث
شہور و معروف میں اشارہ کیا ہے۔ اَنَا هَذَا نَبِيُّ الْعَالَمِينَ شَهِرٌ عَلِيمٌ ہوں۔ اَنَا ذَا اِلْحٰكِمَةِ
ہیں خانہ حکمت ہوں۔ اس لئے اس کے اہل اور اس معنی میں اہل بیت کا مصداق محض وہ لوگ
ہوں گے۔ جو اس خانہ نبوت میں داخل ہیں۔ اور اوصاف نبوی سے متصف ہیں۔ اور علوم محمدی
کے وارث ہیں۔ چنانچہ ایک کی بابت حضرت نے خود تشخیص فرمادی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ اَنَا مَكِّيٌّ
لَعَلَّمٌ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ فمن یا تني
لبيا تني بالياب جو میرے پاس آئے۔ اس کو چاہئے کہ دروازے سے آئے۔ قَالَ اللَّهُ
مَارِكٌ وَتَعَالَى وَاقُوا الْبُيُوتَ مِنْ ۲ جَوَاباً چاہئے کہ گھر میں ان کے دروازوں سے
اور۔ وَقَالَ اَنَا ذَا اِلْحٰكِمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فمن اراد اِلْحٰكِمَةَ فَلْيَا تِمْنِ الْبَابِ میں خانہ
حکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو حکمت چاہتا ہے۔ وہ دروازے سے آئے۔
اس خانہ نبوت میں داخل اور اہل بیت نبوت و رسالت ابرار علم نبی اور دارشان ولایت و
امت اجزاء نور محمدی ہیں۔ ازواج نبی ہرگز اس شرف میں شریک نہیں ہیں۔ ہاں حضرت فاطمہ
بھی آیات قرآن نفس نبی ہیں۔ اور علم ان کا علم نبوی۔ لیکن بوجہ عورت ہونے کے امام نہیں ہوئیں۔

کیونکہ حجاب و عفت و حریت مانع امامت ہے۔ نا فہم ہے
 یہی ہم بیت شریف کی تشریح کرتے وقت ثابت کر آئے ہیں اور دکھلا چکے ہیں۔ کہ جس شخص پر
 نبوت نازل ہو اور محل انوار و وارث علوم نبوی علی و اولاد علی ہیں۔ جو صاحبان علم کتاب اور قبل نزول ظاہری
 اس کے عالم اور قبل اس کے ہمیشہ سے مسلم مطلق ہیں۔ پس یقیناً بیت سے بیت شریف نبی یعنی
 نبوت مراد ہے۔ اور اہل بیت صاحبان علم نبوی اور وارثان ولایت و امامت و وصیاء نبی و خاص اولاد
 نبی ہیں۔ وہو المطلوب ہے۔

اگر بیت سے بیت مراد ہو تب بھی اہل البیت یہی ثابت ہوتے ہیں۔ ایک تو اس
 لئے کہ مسلم و محقق ہے کہ اولاد حضرت اسمعیل میں ہمیشہ ایک نہ ایک شخص وارث و والی بیت اللہ
 رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سلسلہ حضرت ہاشم تک پہنچا۔ اور بعد حضرت ہاشم حضرت عبدالمطلب
 عبد رسول خدام والی بیت اللہ ہوئے۔ اور بعد حضرت عبدالمطلب حضرت ابو طالب والی خانہ کعبہ
 ہوئے۔ اور یہ بزرگوار زمانہ جاہلیت میں بھی اہل بیت اللہ ہی کے نام سے پکارے جاتے تھے
 جیسا کہ بعض تواریخ سے حضرت ہاشم اور عبدالمطلب کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بزرگوار
 باہر جا کر اپنا تعارف اسی نام سے کرتے تھے اور اہل بیت و مجاور بیت اللہ کہا کرتے تھے اور
 چونکہ حضرت عبد اللہ جناب رسول مقبول کے والد باپ کی زندگی ہی میں وفات پا چکے تھے۔ اور
 اسی وجہ سے حضرت ابو طالب ان کے جانشین قرار پائے۔ لہذا بعد ابو طالب ان کے فرزند علی ابن ابی طالب
 والی بیت اللہ و اہل بیت اللہ قرار پائے۔ لیکن چونکہ تمام ولایات تحت نبوت مطلقہ خاتمہ ہیں۔
 اس لئے یہ ولایت بھی انہی حضرت ختمی مرتبت کے تحت رہی۔ اور بعد وفات حضرت ختمی مرتبت
 علی استحقاق سابق و لاحق کی وجہ سے بیت اللہ کے والی قرار پائے ہیں۔ اور بعد ازاں ان کی اولاد
 و وصیاء جس طرح و وصیاء اسمعیل کے بعد دیگرے والی بیت اللہ ہوتے رہے۔ لہذا اگر یہ معنی ہوں
 تب بھی اہل بیت یہی بزرگوار ہوتے ہیں۔ نہ ازواج نبی۔ ان کو ولایت بیت اللہ سے کیا تعلق۔
 دوسرے اس واسطے یہ اہل بیت اللہ ہیں۔ کہ یہی وہ ذریت ابراہیم و امت مسلمہ ابراہیمی ہیں جس کی
 بابت حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا۔ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ
 بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُعِيمَ الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْنِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ۔
 پروردگار میں نے اپنی بعض ذریت کو اس وادی بے زراعت میں تیرے خانہ محترم کے پاس مقیم
 کیا ہے۔ پروردگار اس لئے کہ یہ دنیا میں نماز کو قائم کریں پس کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طہارت

مائل کر حضرت اسماعیلؑ ہی اول مکہ میں آکر رہے۔ انہی سے عرب کی نسل چلی۔ اور یہی ابراہیمؑ کے عرب ہیں۔ اور ان کی نسل اور ذریت ابراہیمؑ سے یہی نفوس وہ امت مسلمہ ہیں جنہوں نے دنیا میں نماز کو قائم کیا۔ اور جن کا پہلا فرد محمد مصطفیٰؐ اور دوسرا علی مرتضیٰؑ ہے۔ اور انہی کے واسطے حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی رَبِّ اجْنِبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ پروردگار مجھے اور میرے بیٹوں کو عبادتِ اصنام سے محفوظ رکھ۔ حضرت رسولؐ کی بابت اتفاق ہے کہ انہوں نے کبھی کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ اور اسی طرح حضرت علیؑ کی بابت تمام مسلمان اتفاق رکھتے ہیں کہ کبھی شرک و بت پرستی سے آلودہ نہیں ہوئے۔ اور خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کیا۔ و کھریشرك بالله طرفہ عین اید اور اسی واسطے تمام مسلمان حضرت کو ”کرم اللہ وجہہ“ کہتے ہیں۔ اور یہی وہ نفوس ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا تھا کہ خانہ کعبہ کی تطہیر کریں۔ طَهِّرْنَا بَنِيَّ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ”اے ابراہیمؑ واسماعیلؑ ظاہر کر دو میرے گھر کو ان خاص نماز گزاروں را کہین و ساجدین کے لئے۔ جو دنیا میں نماز کو قائم کرنے والے ہیں“ اور حضرت علیؑ کی خانہ کعبہ میں ولادت ان کی تطہیر کی ایک حسی دلیل ہے اور اس میں یہ برتر تھا کہ دکھلادیا جائے۔ کہ علیؑ ہر دو مطہر اہل البیت و اہل بیت اللہ و والی بیت اللہ یہی نفوس مقدسہ ہیں۔ اس لحاظ سے بھی اہل البیت کا مصداق ازواج نبی نہیں ہو سکتیں بلکہ وہ نفوس جو بعد پیغمبر ہادی اور امام اور دنیا میں نماز کو قائم کرنے والے اور کلمۃ اللہ کو عالم میں بلند کرتے والے ہیں۔

تیسرے اس لئے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ بیت اللہ حقیقی اور اول بیت۔ اول مخلوق و اول ماعد۔ حقیقت محمدیہ نبرہ ہے۔ اور وہی اصل قبلۃ الانام و کعبۃ الاسلام ہے۔ اور کعبہ کی طرف پانچوں وقت تمام اہل اسلام کے سر اسی کی تعظیم کی وجہ سے جھکتے ہیں۔ لا اقدس مھذا البلد و انت حل بھذا البلد و والد و مالد اسی واسطے فرزند رسولؐ جناب علیؑ بن الحسینؑ اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ انا ابن مکة و منی و انا ابن حزم و صفا الخ میں فرزند مکہ و منی ہوں اور میں فرزند حزم و صفا ہوں۔ پس اصل بیت اللہ حقیقت محمدیہ ہے۔ بیت اللہ اور بیت تورات نبی دو تو ایک ہی چیز ہیں۔ اور اس لئے اہل بیت اللہ اور اہل بیت نبیؐ کا مصداق ایک ہی ہوا۔ اور اس لئے اہل البیتؑ غیر از محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و علیہم و علیہم السلام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ ہی انسا یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ ”کے مصداق ہیں۔ اور وہ ہی رحمة اللہ و برکاتہ علیکم اهل البیت کے مورد۔ اور اسی لئے ہر ایک نمازیں

تمام اہل اسلام صلی اللہ علیہ محمد و آلہ محمدؑ کہتے ہیں۔ اور رحمتہ اللہ وبرکاتہ الکا و رد کہتے ہیں ازواج
نبیؑ کو اہل بیت ہرگز نہیں کر سکتے۔ وہو المطلوب:

فصل

مبحث الاحادیث

کلام حمید مجید سے تو پوری تصدیق ہو گئی۔ کہ اگر دُنیا میں کوئی اہل بیت کا مصداق ہے۔ تو
محمد و آل محمد ہی ہیں۔ اور نبیؑ کی بیویاں کسی معنی کی رُو سے اہل البیت کا مصداق نہیں ہو سکتیں اور
کسی طرح اہل البیت میں داخل نہیں کی جاسکتی ہیں۔ اب ہم دیکھیں کہ پیغمبر خرام جن کی صفت مَّا
يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ہے۔ اور وہ اپنی طرف سے ایک حرف نہیں فرماتے ہیں
اور جو کچھ فرماتے ہیں وحی الہی ہوتی ہے۔ اور جن کی بابت حکم ہے کہ مَّا اَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ جو تمہیں رسولؐ حکم دے اس کو لے لو اور مان لو۔ اور جس سے
منہ کرے اس سے باز رہو۔ اور جو حکم قرآن و نص آیات کریمہ میں دمسقر قرآن ہے۔ اور غرض بعثت
یہی ہے کہ وہ قرآن کو بیان کریں اور سمجھائیں۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ الَّذِي كُنَّا نُنْزِلُ لِلنَّاسِ مِمَّا اَنْزَلُ
اِلَيْهِمْ رَحْلًا، وہ اس باب اور اس آیت کی تفسیر میں کیا فرماتے ہیں۔ اور ان کے فیصلے کے بعد
کسی مسلمان کو اختیار نہیں ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ کہ ان کے حکم سے روگردانی کرے یا اس سے
تخلی کرے یا اپنی رائے کو دخل دے۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا فُتِنِيَ بِاللَّهِ وَ
رَسُولِهِ اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهُمْ وَمَنْ يَعْصِ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ فَقَدْ ضَلَّ صُلٰوٰتِ
جب خدا اور رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کر دیں۔ تو کسی مومن یا مومنہ کو اختیار نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے معاوضت میں
دخل دیں۔ اور اپنی رائے کو داخل کریں۔ جو خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور ان کی بات نہ مانے
وہ حکم کھلا گمراہ ہے۔ لہذا ہم یہاں پر چند احادیث نبویؑ کو ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو اطمینان کلی
حاصل ہو جائے کہ اہل بیتؑ کون ہیں؟ اور وہ احادیث چند طرح سے دلالت کرتی ہیں کہ اہل البیتؑ
سنت محمد و آل محمد ہی ہیں اور بس:

دِیْسِلِ اَوَّل

یثد کساء صحیح مسلم میں جناب ام المومنین عائشہ سے مروی ہے۔ کہ خَوَجَ النَّبِیُّ صَلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غَدَاةً غَدِیَّةً عَلَیْهِ مِرْطٌ مَوْجَلٌ مِّنْ شَعْرِ اسودَّ نَجَاءَهُ الْحَسَنُ فَادْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَهُ الْحُسَيْنُ فَادْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَادْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَادْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا یعنی فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ باہر نکلے۔ اور ان کے اوپر ایک سیاہ بالوں کی کمل تھی پس حسنؑ آئے۔ حضرت نے ان کو اس کمل میں داخل کر لیا۔ اور پھر حسینؑ آئے۔ تو ان کو بھی انہوں نے اسی میں داخل کر لیا۔ پھر فاطمہؑ آئیں۔ ان کو بھی اس میں سے لیا۔ اور پھر علیؑ آئے انہیں بھی اندر بلا لیا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ الْخَـَاصُّ حَکَمٌ نَّهَى اس حدیث کو حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے :

ترمذی میں باب مناقب اہل البیت میں عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے۔ کہ جب آیۃ التلمیذ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا نازل ہوئی۔ تو حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ فَلَذَّعَا النَّبِیُّ صَلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّعَهُمْ بِكِسَاءٍ وَغُلِیْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِیْ فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ طَهِّرْهُمْ طَهْیْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اَنَا مَعَهُمْ یَا نَبِیَّ اللّٰهُ قَالَ اَنْتَ عَلِیٌّ مَّكَانُکَ وَاَنْتَ عَلِیٌّ الْخِیَرِ یعنی آپؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلایا۔ اور ان پر ایک کمل ڈال دی۔ اور علیؑ حضرت کی پشت کی طرف تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ بارالہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے رجس کو دور رکھ۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ فرمایا۔ تم اپنی جگہ پر رہو۔ اور تم خیر پر ہو۔ یہ حدیث ام سلمہؓ اور مفصل بن یسار اور ابو الحمراء اور انس بن مالک سے مروی ہے۔ شرح الکبریٰ ت الاحمر میں شیخ علماء الدلائل السنائی نے حاکم اور بیہقی کے حوالے سے ام سلمہؓ سے اسی حدیث ترمذی کو نقل کیا ہے۔ اور طبرانی وابن المنذر اور ابن جریر نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ کہ میرے گھر میں یہ آیۃ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ فاطمہؑ ایک ہانڈی میں کچھ مائیدہ یا روٹی کے ٹکڑے لائیں۔ حضرت م نے ان سے فرمایا۔ اپنے شوہر اور حسینؑ کو بلاؤ۔ پس انہوں نے ان کو بلایا۔ وہ سب کھانا ہی رہے تھے۔ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ پس حضرت نے ان کو کساء خیر میں سے لیا۔ جو اوڑھے ہوئے

تھے۔ نَقَالَ اللَّهُمَّ هَذَا أَهْلُ بَيْتِي وَحَامَتِي فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرَّجْسَ وَطَهِّرْ طَهْرًا
 ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بارالہا ایہ میرے اہل بیت اور اقربا ہیں۔ ان سے رجس کو دور رکھ۔ تین مرتبہ یہ
 دعا کی۔ حاکم نے اس حدیث کو سعید بن ابی وقاص سے بھی روایت کیا ہے۔ اور احمد۔ ابن ابی تیمہ۔
 ابن جریر وابن المنذر۔ حاکم۔ بیہقی۔ اور طبرانی نے واثر بن الاصفع سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
 جناب فاطمہ کے گھر آئے۔ اور ان کے ساتھ علی و حسنین تھے۔ پس آپ نے علی و فاطمہ کو اپنے
 سامنے بٹھایا۔ اور حسنین کو اپنے دونوں زانوؤں پر پھر ان پر اپنا کپڑا لپیٹ لیا۔ اور میں ان کے پیچھے
 تھا۔ پھر یہ آیت پڑھی اور کہا۔ بارالہا ایہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے رجس کو دور رکھ۔
 امام احمد بن حنبل نے مناقب میں اور نیز ابن جریر اور طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت
 کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ یہ آیت تطہیر پانچ شخصوں رسول خدام۔ علی مرتضیٰ۔ فاطمہ الزہراء اور حسن و
 حسین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
 اور ایک روایت میں یہ ہے۔ کہ آخر میں آپ نے یہ فرمایا۔ اللہم هذا آل محمد
 فاجعل صلواتك وبركاتك على آل محمد كما جعلتها على ابراهيم والابراهيم
 ائلك حنیفاً مجیداً بارالہا ایہ آل محمد ہیں پس اپنی برکت و رحمت ان کے لئے قرار دے
 جیسا کہ تو نے ابراہیم و آل ابراہیم کے لئے قرار دی ہے۔
 اور ایک روایت میں یوں ہے۔ اللَّهُمَّ اَنْهَمْ مَتًی وَاَنْامِهِمْ فَاجْعَلْ صَلَواتَكَ
 وَبَرَکاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَغَفْرًا اِنَّكَ وَرِضْوَانُكَ عَلَیْهِمْ۔ خداوند ابراہیم سے ہیں
 اور میں ان سے ہوں۔ پس اپنی صلوات و برکات و رحمت و غفران درضوان ان کے لئے
 قرار دے۔
 اور ایک روایت میں ہے۔ هَذَا أَهْلُ بَيْتِي حَقًّا فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرَّجْسَ وَطَهِّرْ
 تَطْهِيرًا۔
 اور ایک روایت میں یہ زیادتی ہے۔ کہ بعد اس کے آپ نے فرمایا۔ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَ
 وَسَلَامٌ لِمَنْ سَالَمَ ثُمَّ۔ میں غلات ہوں اس کے جس کے تم غلات ہو۔ اور جنگ کرو۔ اور
 رافق ہوں اس کے جس کے تم موافق ہو۔ اور صلح کرو۔
 اور نہایت کی روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ جبریل بھی اس کساء میں داخل ہوئے۔ ان
 تمام احادیث و روایات سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت نے اہل البیت کی تفسیر اذل ان

مراہد سونے کی انوار

لے بجائے سے فرمائی ہے۔ اور اہل بیت میں اپنے ساتھ صرف علی وفاطیہ و حسنین ہی کو لیا ہے۔ جو
 لوہر گز داخل نہیں کیا۔ چنانچہ ام سلمہ نے خواہش کی اور کہا۔ تب بھی آپ نے ان کو داخل
 نہیں کیا۔ اور فرمایا۔ تم اپنی جگہ پر رہو تم خیر پر ہو جس کا صاف مطلب یہی ہے۔ کہ ان محسہ بنجاء اور
 بختی پاک میں داخل نہیں اور اہل بیت بخت کا مصداق تم نہیں ہو سکتی ہو کیونکہ یہ خاص ان مخصوصین
 کے واسطے ہے۔ اسی واسطے بعض موقع پر حضرت نے "البیہتی" کے بعد "عاصی" اور "عاصی" کا لفظ
 زیادہ کیا ہے۔ کہ میرے اقرب اقرباء اور مخصوصین ہیں۔ اور پھر اس کی تشریح یوں کی۔ کہ یہ مجھے
 ہیں اور میں ان سے۔ ہم سب ایک ہی ہیں۔ اور ایک اصل اور ایک ہی نور ہیں۔ اور بعد
 بیانات سابقہ اور ان احادیث کے یہ کہنا۔ جہالت یا عداوت پر مبنی ہے۔ کہ ان بزرگواروں کو اس
 کسار میں داخل کر کے دعا کی۔ کہ دراصل مفہوم اہل البیت میں داخل نہ تھے۔ کیونکہ ہم ثابت کر چکے
 ہیں کہ لغت و معاد و اہل البیت کا منطوق و مفہوم اول ہرگز اذواج نہیں ہیں۔ جو وہ منطوق آیت یا
 مفہوم میں داخل ہوتے ہیں۔ اور علی وفاطیہ و حسنین چونکہ داخل نہ تھے۔ اس لئے ان کو داخل کرنے کی
 ضرورت پڑتی۔ پھر عجیب بات اس قول میں یہ ہے۔ کہ آیہ تطہیر اہل البیت کی شان میں خصوصیت
 کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ اور اس قائل کے نزدیک منطوق اور مفہوم اہل البیت میں یہ آل محمد
 داخل نہیں۔ بلکہ صرف اذواج داخل ہیں۔ پھر رسول خدا نے ان کو کس طرح بلا حکم خدا داخل کر لیا۔ یا
 تو معاذ اللہ خدا کی تکذیب اور تحقیق کی۔ اور کہا۔ کہ تو نہیں سمجھا۔ جو تو نے اذواج کو میرے اہل بیت کہہ
 کر ان کی شان میں آیہ تطہیر نازل فرمائی۔ میرے اہل بیت تو یہ ہیں۔ یا یہ کہ تو نے غلطی کی۔ جو ان کو اہل بیت
 میں داخل نہیں کیا۔ حالانکہ یہ بھی میرے اہل بیت ہیں کا حوالہ دلا قوۃ الا باللہ خدا کی پندلیے
 و اعتقادات اور خیالات سے۔ جب اصل یہ اہل البیت میں داخل نہیں۔ لفظ اہل البیت کے مفہوم
 میں شامل نہیں۔ پھر رسول خدا نے کس طرح خلاف حکم خدا ان کو اہل بیت کہا۔ اور ان کو ایک کلمی
 میں لے کر ان کی تخصیص و تخصیص کی۔ تاکہ ہر ایک جان لے۔ کہ اہل بیت یہ ہیں۔ مَا یَنْطِقُ عَنْ
 الْحَی مان ہوا لادھی یحکم کما طے سے تو حضرت کا یہ فرمانا اور ایسا کرنا اور کلمی میں لینا سب وحی الہی
 اور حکم خدا سے ہے نہیں عین حکم خدا ہے۔ خدا نے یہ حکم نبی کو دیا تھا۔ کہ اس طرح سے ان اہل البیت کی
 تخصیص کر دو اور تعارف کرادو تاکہ آئندہ انکار نہ کر سکیں۔ مگر منکرین پھر بھی باز نہ آئے۔ اور خواہ
 خلاف حکم خدا اور رسول اہل البیت کا مصداق بیویوں کو بنادیا۔
 یہ بھی بالکل غلط و باطل ہے کہ حضرت ام سلمہ اپنی زوجہ کو حضرت نے اس لئے دعا کے

وقت میں کئی میں نہیں لیا۔ کہ وہ تو اہل البیت میں منطوق آیا ہی سے داخل تھیں۔ اور اَنْتَ عَلٰی مَكَانِكَ
 سے یہ مطلب ہے۔ کہ تم تو اہل بیت میں پہلے ہی سے ہو۔ تم کو اس میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں
 کیونکہ آنحضرتؐ جانتے تھے۔ کہ ایسی ایسی تاویلیں گھڑی جائیں گی۔ اور اَنْتَ عَلٰی مَكَانِكَ کا یہ مطلب
 لیا جائے گا۔ اس لئے دوسرے موقع پر صاف اس کی تشریح کر دی۔ کیونکہ یہ حدیث کئی موقع پر بیان
 ہوئی ہے۔ اور حضرت نے چند مرتبہ ایسا کیا ہے۔ جیسا کہ علمائے شیعہ علامہ طبرسی وغیرہ کے تصریح
 کی ہے۔ کہ چند مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ کبھی خانہ ام سلمہؓ میں اور کبھی خانہ فاطمہؓ الزہراءؓ میں۔ پس
 سنن ترمذی میں باب مناقب اصحاب میں ام سلمہؓ ہی سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ آپؐ نے
 فرمایا کہ حضرت نے اپنے ساتھ علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ کو ایک کپڑے میں لیا۔ اور فرمایا۔ اللہم ھؤلاء
 اہلیتی و خاصتی اذھنکم الرحمن طہرھم کطھیلاً۔ پھر وہ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ
 میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ فرمایا۔ حق فی مکانک انک علی خیر۔ تم اپنی جگہ ہی گھڑی ہو بیشک
 تم خیر پر ہو۔ جس کا صاف مطلب یہی ہے۔ کہ تم یہاں نہ آنا اور ان میں شامل نہ ہونا تم وہیں گھڑی رہو۔
 تم بیشک نیک اور خیر پر ہو۔ مگر ان مخصوص میں مطہرین میں داخل نہیں ہو۔ اور اَنْتَ عَلٰی مَكَانِكَ کا یہی
 مطلب ہے۔ نہ یہ کہ تم تو اہل بیت میں پہلے ہی سے ہو۔ اور بالضرر اگر وہ پہلے ہی سے تھیں۔ تو کیا
 اس کئی میں داخل ہونے سے خارج ہو جاتیں۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ جو اہل البیت ہیں۔ وہ پہلے ہی سے
 ہیں۔ نہ کہ اس وقت بنائے گئے ہیں۔ بلکہ ان کی صفت و ثنا کی ہے۔ اور رسول اللہؐ نے ان کی تخصیص
 کی ہے۔ اَنْتَ عَلٰی مَكَانِكَ اختلاق۔
 اور ابن عباسؓ نے عمار سے اور انہوں نے عمرہ بنت رفاعی سے اور اس نے ام سلمہؓ سے
 جو روایت کی ہے۔ اس میں اس سے بھی زیادہ تشریح ہے۔ چنانچہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آیت میرے
 گھر میں نازل ہوئی۔ اور گھر میں سات نفوس تھے۔ نہیریل و میکائیل اور یحییٰ و یونس۔ رسول خداؐ علی و فاطمہؓ
 حسنؓ و حسینؓ۔ اور میں درمیان گھڑی تھی۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ میں بھی اہل بیت میں سے ہوں۔
 فرمایا۔ انک الی الخیر انک من ابواب النبی و ما قال انک من اہل البیت۔ یعنی فرمایا
 ”تم خیر کی طرف ہو۔ اور تم بیشک ازواج نبی میں سے ہو۔ اور یہ نہ کہا۔ کہ تم اہل بیت میں سے ہو۔ پس ہرگز
 ام سلمہؓ نہ وہ نبی اہل بیت میں داخل نہیں۔ اور ازواج نبی اہل البیت کا مصداق نہیں ہے۔ اور
 ایک روایت میں یہ بھی زیادتی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے ام سلمہؓ سے یوں فرمایا۔ یرحمک اللہ اَنْتَ عَلٰی
 الخیر والی الخیر وما ارضانی عنک و لکنھا خاصتی لھم لے ام سلمہؓ خدا تجھ پر رحم کرے۔

تو نیکی پر اور نیکی کی طرف ہے۔ اور میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔ لیکن یہ آیت تو خاص میرے لئے اور انہی کے لئے ہے۔ جیسا کہ جناب حسن بن علی بن ابی طالب سے بھی مروی ہے۔ اور بعض روایات میں "إِنَّمَا أَنْتَ إِلَى الْخَيْرِ سَبِيلٌ" ہے۔

صحیح مسلم میں یزید بن حیان سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم زید بن ارقم کے پاس گئے۔ اور ہم نے ان سے کہا۔ تم نے بہت کچھ خیر دیکھی۔ اور رسول اللہ کی صحبت میں رہے۔ حضرت کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ کوئی حدیث سنائیے۔ زید بن ارقم نے کہا۔ میں ضعیف ہو گیا۔ بہت کچھ احادیث بھول گیا۔ اب جو میں بیان کروں اُس کو لو اور عمل کرو۔ اور جو مجھے یاد نہیں ہے اس کی تکلیف نہ دو۔ ایک روز مقام غدیر خم پر رسول خدا ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے لوگو! میں بشر ہوں۔ قریب ہے کہ مجھ کو بلایا جائے اور میں جاؤں (انتقال کروں) اور میں تم میں دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑنے جاتا ہوں۔ اول تو کتاب اللہ ہے۔ جس میں ہدایت و نور ہے۔ اس کو لو اور اس سے تسک کرو۔۔۔ اور (دوسرے) میرے اہل بیت۔ میں تمہیں اپنی اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں (مکرر) ہم نے کہا۔

کون اہل بیت کیا عورتیں؟ زید بن ارقم نے جواب دیا۔ اَيُّمُ اللّٰهِ الْمَرْءَةُ كَمَكُونِكَ مَعَ الْوَجَلِ الْعَصْرَةِ مِنَ الدَّهْرِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ اِلَيْ اَيُّمِهَا وَ قَوْمِهَا وَ اَهْلُ بَيْتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ سَلَّمَ اَصْلُهُ وَ عَصْبَتُهُ الَّذِينَ حُرِّمُوا الصَّدَقَةُ بَعْدَكَ۔ یعنی خدا کی قسم۔ عورت کا تو یہ حال ہے۔ کہ ایک زمانے تک مرد کے ساتھ ہوتی ہے۔ پھر وہ انہیں طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتی ہے اور اہل بیت میں کہاں ہو سکتی ہے (رسول اللہ کے اہل بیت تو اس کی اصل اور عزت ہیں۔ جن پر آنحضرت کے ساتھ صدقہ حرام ہے)۔ اس میں زید بن ارقم صحابی رسول نے صاف انکار کیا ہے کہ ازواج اہل بیت میں نہیں ہیں۔ اور علت بھی بتلا دی۔ ابو جہار و (کہتے ہیں۔ کہ زید بن علی ابن الحسین نے کہا۔ ذَٰلِكَ جَهْلٌ مِنَ النَّاسِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ اَنَّمَا اَوْلَادُ بَيْتِهِ الْاَيَّةِ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ وَقَدْ كَذَبُوا كَاثِمُوا وَاَيُّمُ اللّٰهُ كَوْعْنِي بِمَا اَزْوَاجُ النَّبِيِّ لَعَالِ لَيْدُ هَبْ عَنْكَمُ التَّوَجُّسُ اَهْلُ الْبَيْتِ وَ يُطْعَمُونَ كُنْ طَعْمُهُمْ اَوْ لَكَ اَنَّ الْكَلَامَ مَوْثِقٌ بَيْنِي بَيْنَ اَنْ لَوْ كُنْتُ فِي مَهْلِكٍ كُنْتُ اَمِنٌ۔ کہ اہل البیت سے خدا نے ازواج مراد لی ہیں۔ اور وہ جھوٹے اور گنہگار ہیں۔ خدا کی قسم اگر اہل بیت کے معنی ازواج نبی ہوتے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ کلام مؤنث ہوتا۔ اور عنک و يطعمک آتا۔

علاوہ انہیں یہ آیت ایک بہت بڑی شرافت و فیضیت ہے۔ اور اس پر جس قدر فخر و ناز کیا جائے بجا ہے۔ کسی کی نگو کاری۔ حقانیت۔ صداقت۔ جفت اور عصمت کی اس سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ پس اگر اہل البیت کے معنی ازواج ہوتیں۔ تو ضرور تھا کہ ازواج نبی اس پر فخر کرتیں۔ اور اس فیضیت کا تذکرہ فرمائیں۔ حالانکہ کسی زوجہ رسولؐ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس پر فخر نہیں کیا۔ کہ وہ اہل البیت ہیں یا اہل البیت میں داخل ہیں۔ درآنحالیکہ خود ہی مخدرات راوی ہیں۔ ستنے کہ عائشہؓ اس کی راویہ ہیں۔ انہوں نے کبھی اشارۃً بھی یہ نہیں کہا۔ کہ وہ اہل البیت میں سے ہیں۔ اگر لفظ اہل البیت اور جناب رسولؐ کے جناب ام سلمہؓ سے یہ فرمانے کا مطلب کہ "انت علی مکانک" یہی ہوتا کہ اہل البیت سے مراد ازواج ہیں۔ یا ازواج اس میں داخل ہیں۔ جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین کا خیال ہے۔ تو حضرت ام سلمہؓ جو اصلاً عرب تھیں اور جن کی زبان عربی تھی اور جو صحبت رسولؐ میں رہتی تھیں۔ ان کے طرز بیان سے آشنا تھیں۔ وہ بہتر سمجھ سکتی تھیں۔ اور اگر ایسا ہوتا۔ تو کہہ سکتی تھیں۔ کہ وہ اہل بیت میں سے ہیں۔ حالانکہ کبھی انہوں نے اس کا اشارہ بھی نہیں کیا۔ اور ان اہل بیت سے جو اس کے حقیقی مصداق ہیں سیکڑوں روایات مذکور ہیں۔ کہ انہوں نے بار بار فرمایا ہے۔ کہ اہل البیت ہم ہیں۔ اور ہماری ہی شان میں یہ آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ اور روانہ امام میں سے ہر ایک نے اس کو ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ خدا خود فرماتا ہے۔ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّهِ فَحَدِّثْ۔ اپنے پروردگار کی نعمت کو بیان کر۔ اخفاء نعمت کفران نعمت ہے۔ اس واسطے رسولؐ کے قول سے وہ یہی سمجھتی تھیں۔ کہ آنحضرتؐ نے ان کو ان اہل البیت میں داخل نہیں کیا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ آج کل کے عربی دانوں سے بہت بہتر عربی سمجھتی تھیں۔

شعبہ نہ ہر کہ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ حضرت ام سلمہؓ کو بھی چادر میں لے لیا تھا۔ کیونکہ بشرطِ صحت روایت جہاں اس میں یہ ہے کہ ان کو بھی چادر میں لے لیا یہ بھی موجود ہے۔ کہ بعد انقضاء الدعاء یا بعد انقضاء الدعاء لعلیٰ وابتیہ وبتیہ یعنی علیٰ وناظر اور حسنین کے لئے یہ دعا کرنے کے بعد کہ اللہم ھؤلاء اہلبیتی فاذهب عنہم الرجس الخ حضرت ام سلمہؓ کو کسار میں لیا تھا۔ پس اس سے یہ استدلال نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کو اہل بیت میں داخل کر لیا۔ اگرچہ یہ روایت صحیح ہی ہے۔ حالانکہ حدیث احاد سے ہے۔ اور اس کے خلاف بہت سی روایات و احادیث موجود ہیں۔ جن کے ہر تے ان کی طرف کوئی

توجہ نہیں ہو سکتی اور یہ روایت ان کے مقابل سند نہیں مانی جاسکتی۔ لہذا یہ بالکل غلط و باطل ہے کہ اہل البیت سے مراد نبی کی بیویاں ہیں یا وہ ان میں داخل ہیں۔ بلکہ اہل البیت وہ ہی نفوس قدسیہ ہیں جو خانہ نبوت و رسالت میں داخل اور آنحضرت کے اجزاء نور یہ اور اسی اصل سے ہیں:

فصل دوم

امْرُؤُةٌ وَاَهْلُ بَيْتِ نَبِيٍّ خداوند عالم اپنے کلام پاک میں اپنے حبیب کے اہل کا ذکر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ **وَاَمَّا هٰذَا هَلْكَ** یا الصَّلٰوةُ صَاطِبٌ عَلَيْهِمَا یعنی ارشاد فرماتا ہے ”لے ہمارے حبیب اپنے اہل کو نماز کا حکم دے اور اس پر صبر کر“ اب ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس آیت میں اہل نبی کے کیا معنی ہیں۔ اور خدا نے کس کو اہل نبی کہا ہے۔ اور رسول نے اس سے کیا سمجھا اور کیا عمل کیا ہے۔ چنانچہ انسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَأْتِي سِتَّةَ أَشْهُرٍ** باب قاطمة عند صلوة الفجر فيقول الصلوة الصلوة يا أهل البيت النبوة تلك حرابت انكم تريد الله ليذن حب عتكم والرجس أهل البيت فيطهركم تطهيراً یعنی ”چھ مہینے تک رسول خدام کا یہ ورد رہا کہ نماز صبح کے وقت دروازہ قاطمہ پر تشریف لاتے۔ اور فرماتے نماز۔ نماز۔ نماز۔ اہل بیت نبوت۔ اور یہ آیت پڑھتے۔ **اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ الْخَيْرَ** بعض روایات میں چھ ماہ ہیں اور بعض میں آٹھ اور بعض میں نو ماہ مذکور ہیں۔ صاحب نیایع المودت فرماتے ہیں ”اس حدیث کو تین سوراویوں نے بیان کیا ہے جو گویا تین سودیلیں ہیں اس امر پر کہ اہل بیت محمد و آل محمد ہی ہیں۔ اور ازواج ان میں داخل نہیں ہیں۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا۔ جیسا ہم ثابت کر آئے ہیں کہ بیت سے بیت شرف نبی بیت نبوت مراد ہے۔ اور اہل بیت سے اہل بیت نبوت۔ نہ کہ اہل بیت سکے۔ چنانچہ اس مقام پر رسول خدام نے ”اہل بیت النبوة“ ہی فرمایا ہے:

نیز ابن علیؓ ابن الحسینؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ اور امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ نے انس بن مالک سے اس کو روایت کیا ہے۔ مگر اس میں لفظ ”يُحْكِمُكَ اللَّهُ“ زیادہ ہے۔ اور بطریق اہل البیت بہت سی روایات ہیں۔ چنانچہ ابواسحاق نے حرث سے

جناب امیر کا قول روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا ہر صبح کو ہمارے مکان پر آتے تھے اور فرماتے تھے: الصلوة یوحکمہ اللہ الصلوة انما یرید اللہ لیدن حب عنکم اللہ حب اهل البيت ویطہرکم قطہمیرا اور ابو جہراء سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے چالیس روز تک دیکھا۔ کہ آنحضرت دروازہ علی وفاطمہ پر تشریف لاتے تھے۔ اور چوکھٹ کے بازو پکڑ کر فرماتے تھے۔ السّلام علیکم اهل البیت ورحمۃ اللہ الصلوة یرحمکم اللہ انما یرید اللہ ان یتّی مضمون متعدد مقام پر جناب حسن بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے پس تین سو صحابیوں کی شہادت اور تصدیق سے ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ وَاَمْرٌ اَهْلَکَ الْاِہْلَ میں اہل رسول سے وہی اہل بیت نبوت آل محمد مراد ہیں۔ اور یہی اہل بیت کے معنی ہیں۔ اور یہی رسول نے اس آیت سے سمجھا۔ اور اسی کو بیان کیا۔ ازواج اہلبیت علیہم السلام میں ہرگز داخل نہیں ہیں۔ وہو المطلوب:

سُورَةُ

حَدَّثَ ثَقَلَيْنِ سنن ترمذی میں بسند روایت زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَّارَ اَنْ تَمْسُکُمْ بِهْ کَنْ تَصِلُوْا بَعْدَیْ اَحَدُھَا اَعْظَمُ مِنَ الْاُخْرِیْ کِتَابُ اللّٰہِ حَبْلٌ مَّمْدُودٌ مِنَ السَّمَاوِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِزَّتِیْ اَہْلَیْکُمْنِیْ وَلَنْ یَفْترِقَ حَقِّیْ یُرَدُّ عَلَی الْخَوْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَحْلِفُوْۤہِ فِیْہِمْ اَیْنِیْ فَرَمَیْتُ فِیْہِمْ تَمَّ مِیْنِ وَہِ حِزْبٌ جَعَلْتُہُ جَاہِلًا ہرگز اور اگر اس سے تنک رکھو گے۔ تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور ایک دوسرے سے اعظم شے ہے۔ ایک کتاب اللہ جو ایک رستی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی ایک سہرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک ماترپ کتاب کے ہاتھ میں زمین پر اور دوسری میری اہل بیت عترت۔ اور یہ دونو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں پس تم خیال رکھو۔ کہ میرے بعد ان دونو سے کیسا سلوک کرتے ہو! ابواسحاق ثعلبی نے بھی اپنی تفسیر میں ابو سعید خدری سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے:

کتاب مودۃ القربی میں جبیر ابن مطعم سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَفْشَکُ اَوْحَیْ فَاُجِیْبُ فَاِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ رَبِّیْ وَعِزَّتِیْ

اَهْلِيَّتِي فَاَنْظُرْ كَيْفَ تَخْلِفُوْنِي فِيْهِمْ؟ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک خدا کی کتاب دوسری اہلیت۔ دیکھنا ان سے میرے بعد اچھا سلوک کرنا۔
مسند امام احمد بن حنبل میں ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ”رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس سے تمسک رکھو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ وہ دو بڑی بھاری چیزیں ہیں۔ اور ایک دوسری سے بڑی ہے۔ بڑی تو کتاب خدا ہے جو آسمان سے زمین تک متصل ہے۔ اور دوسری میری عزت اہل بیتؑ آگاہ ہو کہ یہ دونو کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پہنچ جائیں۔“ اور عبد اللہ ابن احمد بن حنبل نے زیادات اللسند میں زید بن ارقم کے حوالہ سے حدیث ثعلبن کی تصحیح کی ہے۔ اور نیز زید بن ثابت سے۔ اور ابو سعید خدری سے۔

تعلبی نے اپنی تفسیر میں ابو سعید خدریؓ سے اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور کتاب المناقب میں سلیم بن قیس کے حوالہ سے جناب امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ ”رسول خداؐ نے خطبے میں فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان سے تمسک رکھو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ بڑی ان میں سے کتاب اللہ ہے۔ اور چھوٹی میری عزت اہلیت۔ اور خدا نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ یہ دونو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پہنچ جائیں۔“ اور اپنی کلمے کی دونو انگلیاں ملا کر دکھلایا کہ ”اس طرح یہ علیؑ ہوئی رہیں گی اور ساتھ ساتھ ہوں گی۔ اور یہ بات نہیں ہے کہ ایک دوسری سے مقدم ہے نہیں بلکہ دونو مساوی ہیں۔ ان دونو سے تمسک رکھو۔ کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور آگے نہ بڑھو۔ اور نہ ان سے پیچھے ہٹو اور انہیں ترک کرو۔ اور انہیں تعلیم نہ دو۔ کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ عالم ہیں۔“ اور کتاب المناقب میں حذیفہ یمانؓ سے قریب قریب یہی مضمون مروی ہے۔ اور ابن عباسؓ سے یوں منقول ہے کہ ”رسول خداؐ نے خطبے میں فرمایا۔ اے مسلمانو! مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ میں عنقریب کوچ کر جاؤں گا۔ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کیا۔ تو نجات پائی۔ اور اگر اس کو چھوڑ دیا۔ تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ تحقیق کہ میری عزت اہلیت میرے مضمون مقررین اور اقرب اقرباء ہیں۔ اور ضرور تم سے ان دو بڑی چیزوں کتاب اللہ اور میری عزت کی بابت سوال کیا جائے گا۔ اگر تم نے ان سے تمسک رکھا۔ تو گمراہ نہ ہو گے۔ دیکھنا تم کس طرح میرے بعد ان کے ساتھ پیش آتے ہو۔“ اور اسی کتاب میں مسند ابن ابی وقاص سے

یہی حدیث مروی ہے۔ اور طبرانی نے کتاب الاوسط میں۔ اور حافظ ابو محمد عبد العزیز الاصفہانی نے معالم العترة میں۔ اور حافظ جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی المدنی نے دارالسمطين میں۔ اس میں یہ زیادتی ہے۔ پس ان کو قتل نہ کرو۔ اور ان پر ظلم نہ کرو۔ اور ان سے کوتاہی نہ کرو۔ میں نے ان کی بابت خدا سے دعا کی۔ کہ وہ دونوں جہان ہوں۔ خدا نے میری دعا قبول کی۔ وہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور ان دونوں انگلیوں کی طرح ملے رہیں گے۔ ان کا ناصر میرا ناصر ہے۔ اور ان کا غاذل میرا غاذل۔ ان کا دوست میرا دوست ہے اور ان کا دشمن میرا دشمن۔ اور ابن عقدة نے کتاب الموالات میں اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔ صرف بعض الفاظ کا فرق ہے۔ اور طبرانی نے جامع الکبیر میں حذیفہ بن اسید غفاری سے اسی مضمون کو روایت کیا ہے۔ مگر حدیث طبرانی ہے۔ نیز ابن عقدة نے کتاب الموالات میں عامر بن ابی ملیح بن حمزہ اور حذیفہ بن اسید سے اسی مضمون کو روایت کیا ہے۔ ان میں دو باتیں زیادہ ہیں۔ ایک یہ کہ کتاب اللہ کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ ایک سرا اس کا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک تمہارے ہاتھ میں۔ اور دوسری یہ کہ اہل بیت کی نسبت فرمایا۔ ان پر سبقت نہ کرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور ان کو نہ چڑھاؤ۔ وہ تم سے بہت زیادہ عالم ہیں۔ اور علامہ دولابی نے کتاب الذریۃ الطاہرہ میں عبد اللہ بن حسن بن الحسن سے روایت کی ہے:

کتاب صواعق محرقة میں یہ حدیث تیس صحابہ میں اور تیس طریقوں سے مروی ہے۔ اور سید ابو الحسین یحییٰ بن حسن نے جابر بن عبد اللہ الانصاری سے اسی حدیث کو روایت کیا ہے کہ مرض الموت میں آنحضرت نے یہ فرمایا۔ مگر اس میں یہ الفاظ اور زیادہ ہیں۔ **كَلَّا تَنَافَرُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَوَدُّوا اخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللَّهُ ثُمَّ أَوَّصِيكُمْ بَعْدِي كَمَا أَوْصِي بِي**۔ الخ۔ اور وہابی نے کتاب الفردوس میں اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔ نیز ذخائر القبۃ میں متعدد طرق سے یہ حدیث مروی ہے۔ اور ثردۃ القربۃ میں چند طرق سے منقول ہے وغیر ذلک بعض روایات میں بجائے تسک اتباع کا لفظ ہے۔ جیسا کہ کتاب معالم العترة میں **لَنْ تَصِلُوا إِلَيْنِ أَبْتَعَثْتُمُوهُمْ** ہے:

اور بطریق اہل بیت خود ائمہ اہلبیت اور ابو سعید خدری۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ جابر بن عبد اللہ انصاری اور حذیفہ یمان سے متعدد طرق سے یہ حدیث مروی ہے۔ اور گویا متفق علیہ جملہ اہل اسلام ہے۔ اور ہرگز قابل شک و شبہ نہیں۔ بعض احادیث مرویہ اہل بیت علیہم السلام کو

آئندہ ذکر کریں گے،

نتیجہ

اس حدیث میں جناب رسول خداؐ نے کافی تشریح فرمادی ہے۔ کہ اہل بیتؑ سے مراد ازواج ہرگز نہیں ہیں۔ اور ان کو ان سے کوئی نہیں ہے۔ کیوں کہ اسی شہ کے رخ کرنے کے لئے حضرتؑ نے اس حدیث میں ہر جگہ عترت کا لفظ زیادہ کیا ہے۔ اور سلم ہے کہ عترت میں بیڑیاں داخل نہیں ہوتیں۔ بلکہ عترت وہ لوگ ہیں۔ جو ایک ہی اصل سے ہوں۔ اور عترت نبیؐ وہ ہے جو اصل پیغمبری سے ہے۔ اور چونکہ عترت عام تھا۔ بسبب رشتہ داریوں کو بھی شامل ہو سکتا تھا۔ اور تمام بنی مطلب اس میں داخل ہو سکتے تھے بلکہ اہل بیتؑ سے تخصیص فرمائی۔ کہ تمام عترت نہیں بلکہ عترت میں سے وہ جو اہلبیتؑ ہیں۔ وہ میرے بعد واجب الطافہ ہیں۔ اور ان کی اقتداء اور متابعت مسلمانوں پر فرض ہے۔ پھر یہ فرما کر اور تخصیص کر دی۔ کہ وہ دو فوجی کتاب الشرا اور میرے اہل بیتؑ ایک دوسرے سے تار و زجرا جدا نہ ہوں گے۔ وہ کتاب کے ساتھ ہیں اور کتاب ان کے ساتھ ہے۔ اس تشریح سے اور تخصیص ہو گئی۔ کہ اہل بیتؑ کا مصداق بیڑیاں یا اور تمام رشتہ دار نہیں ہیں۔ اس لئے کہ یہ صفت ہرگز ان سب میں نہیں پائی جاتی۔ اور ازواج حامل کتاب الہی ہو سکتی ہیں اور نہ تمام افراد اولاد بنی مطلب۔ ازواج کو اس میں کوئی دخلیت نہیں۔ چنانچہ اور چند مقام پر اس کی مزید توضیح فرمائی ہے۔ کہ اہل بیتؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن اہل بیتؑ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ صراحۃً محرقہ میں علامہ طبرانی کے حوالے سے مروی ہے۔ کہ ام سلمہؓ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا۔ علیؑ مع القرآن والقلم مع حلی علیؑ۔ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور کتاب النائب میں مروی ہے۔ کہ آنحضرتؑ نے مرض الموت کی حالت میں فرمایا۔ اے لوگو! میں عنقریب انتقال کر جاؤں گا۔ اور میں نے پہلے سے خبر دی ہے۔ کہ میں کتاب اللہ اور اپنی عترت اہلبیتؑ کو چھوڑے جاتا ہوں۔ پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ حذنا علی مع القرآن والقلم مع علی کا یَقْتَرِ قَانِ حَقِّی بِرَحَالِی الْمَوْضِیْہِ عَلَی قُرْآنِ کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں پس میں ان دونوں کی باہم سے سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ان سے کیا سلوک کیا؟ اور حسنؑ بن علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا۔ میں سرمدیہ بنی آدم ہوں اور علیؑ سرمدیہ عربؑ اور سب انصار کو بلایا۔

یہ تشریح آئندہ آئے گی

اور کہا: یا معاشرۃ انصار! کیا میں تم کو ایسی چیز کی طرف راہ نمائی نہ کروں۔ کہ اگر اس سے تسک رکھو۔ تو گمراہ ہو۔ عرض کیا: کیوں نہیں۔ فرمایئے: فرمایا: یہ علیؑ ہے۔ اس کو دوست رکھو۔ اور اس کا اتباع کرو۔ کیوں کہ یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اس کے ساتھ ہے۔ اور یہی تم کو ہدایت کی راہ دکھائے گا اور ہلاکت کی طرف نہ لے جائے گا۔ جبریلؑ نے مجھے یہی خبر دی ہے: اور مجمع الفوائد میں ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے: اور اسی مضمون کو شہر بن حوشب نے ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے۔ اور کتاب مواعق میں عروہ بن خاربہ نے فاطمہ الزہراءؓ سے روایت کیا ہے۔ اور بعینہ یہی الفاظ ہیں:

ان احادیث سے یہ معلوم ہونے کے بعد کہ "اہلبیت قرآن کے ساتھ ہیں۔ اور قرآن اہلبیت کے ساتھ ہے" یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اہلبیت کا ایک فرد علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔ اور مواعق میں "عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ" میں بھی مروی ہے پس معلوم ہوا کہ اہلبیت محمد و آل محمد ہی ہیں۔ چنانچہ باقی ائمہ اہلبیت کی نسبت بھی یہی فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے جو روایت ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ اس کتاب اللہ سے تسک رکھو۔ اور تبدیل نہ کرو۔ اور دوسری چیز میری عزت اہلبیت ہیں۔ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے۔ یہ دونو کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچ جائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کی عزت کون ہے۔ فرمایا: میرا اہل بیت علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ اور نو امام اولاد حسینؑ سے۔ وہ امام ہیں نیکو کاروں کے۔ وَفَّحْمٌ عَشْرَتِیْ فَمِنْ کُلِّحِیٍّ وَکُلِّحِیٍّ وَہی میری عزت ہیں۔ میرے گھر ت اور خون سے بنے ہوئے۔ اور قریب قریب ہی مضمون سلمان فارسیؓ سے مروی ہے۔ اور سلیم بن قیس السملیؓ سے مروی ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے ایک طرلانی خطبے میں جبکہ بہت سے مساجد میں انصار جمع تھے ممبر پر فرمایا اور حدیث ثقیلین وغیرہم کا ذکر کر کے فرمایا۔ لوگوں نے رسول خداؐ سے غدیر خم میں دریافت کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ آیات آیت ولایت اور آیت اولی الامر علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ فرمایا۔ ہاں علیؑ اور اس کے بعد جو اوصیاء میرے روز قیامت تک ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت! ان کو بیان فرمائیے۔ فرمایا۔ علیؑ میرا بھائی میرا وارث میرا وصی اور تمام مومنین کا ولی۔ پھر حسینؑ۔ پھر نو امام اولاد حسینؑ سے وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ نہ وہ اس سے جدا ہوں گے اور نہ وہ ان سے جدا ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ سب حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ سب نے کہا ہاں اسے علیؑ ہم نے رسول خداؐ سے یہ سنا ہے۔ کانہوں نے یہ فرمایا۔ اور ہم شہادت دیتے ہیں الخ۔

پس اہل بیت رسول آل محمد ہیں۔ وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ حق انکے ساتھ ہے اور وہ حق کے ساتھ ہیں۔ اگر بغرض محال اہلبیت سے ازدواج نبی مراد ہوں۔ تو یا معاذ اللہ پیغمبر م
 جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ازدواج میں سے اب کوئی بھی باقی نہیں ہے۔ اور قرآن دنیا میں موجود
 ہے۔ پس وہ دونو جدا ہو گئے۔ یا یہ کہنا پڑے گا کہ قرآن بھی اہل بیت نبی یعنی حضرت کی بیویوں کے ساتھ
 دنیا سے اٹھ گیا۔ قیامت آچکی۔ حساب و کتاب ہو چکا۔ اور اہلبیت نبی اور قرآن دونو حوض کوثر پر
 حضرت رسول کی خدمت میں جا پہنچے۔ اور یہ دونو احتمال باطل محض ہیں۔ لہذا ازدواج نبی کا اہلبیت
 میں داخل یا شامل ہونا بھی غلط و باطل محض و محال ہے۔ اور اسی طرح دیگر محتملات باطل ہیں۔ نہ تمام
 نبی ہاشم اہل ابیت ہیں اور نہ تمام نبی مطلب اور نہ کوئی فرد امت محمدی۔ وہ ہوا المطلوب ہ
 بکھانا چاہیے۔ کہ معیت قرآن اور اہل بیت سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ وہ ہمیشہ
 نبی قرآن مجید بقل میں دبائے پھریں گے۔ اور ایک ساحت ان سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک
 اسی طرح بقل میں لئے ہوئے حوض کوثر پر جا پہنچیں گے۔ کوئی حق سے اجتناب بھی یہ خیال نہیں کر سکتا بلکہ
 مطلب یہ ہے کہ علم قرآن اہلبیت کے سینوں میں ہے۔ نہ وہ اس سے جدا ہو سکتا ہے اور نہ وہ اس سے
 جدا ہو سکتے ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں اہلبیت میں سے ایک شخص ایسا موجود رہے گا۔ جو حامل قرآن
 ہو۔ اور قرآن اس کے سینے میں ہو۔ کیونکہ قرآن کتاب غیر ناطق ہے۔ اس کے لئے ایک مبین کی ضرورت
 ہے۔ جو تمام قرآن کا علم حقیقی واقعی رکھتا ہو۔ اور علم واقعی حقیقی اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے
 جو معلم تعلیم الہی اور صاحب علم موصی لدنی ہو۔ چنانچہ اول مبین قرآن آنحضرت ہیں۔ کہ خدا
 ان کی بعثت کی علت بھی بیان فرماتا ہے۔ لمتبین للناس ما نزل الیہم کہ اے پیغمبر تم نے
 تم کو اس لئے بھیجا ہے۔ کہ تم بیان کر دو لوگوں سے جو کچھ کہ ان کو بھیجا گیا ہے۔ اور بعد رسول خدام
 مبین قرآن اور مفسر قرآن اور شراح قرآن وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے سینوں میں علم قرآن مبن
 جانب الہی موجود ہے اور ان کو بخش دیا گیا ہے۔ جن کی بابت خدا فرماتا ہے۔ بَلَّغُوا آيَاتِ
 بَيِّنَاتٍ فِي مَوَدِّدِ الدِّينِ اَوَّلُ الْعِلْمِ بَلَّغُوا آيَاتِ بَيِّنَاتٍ فِي مَوَدِّدِ الدِّينِ اَوَّلُ الْعِلْمِ بَلَّغُوا آيَاتِ
 عطا کر دیا اور بخش دیا گیا ہے۔ اور یہی وہ صاحبان کتاب ہیں جو قبل نزول قرآنی عالم کتاب ہیں اور
 انہی کی شان میں من عندہ علم الکتاب آیا ہے۔ اور وہی او تو العلم کا مصداق ہیں۔ اور یہ
 اہلبیت محمد ہیں۔ جو قرآن کے ساتھ ہیں۔ اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ چنانچہ سلیم بن قیس ہلالی
 سے ہی مروی ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہی طاہر و مطہر و معصوم

بنایا ہے۔ اور ہمیں اپنی مخلوق پر شہید و شاہد قرار دیا ہے۔ اور اپنی زمین میں اپنی حجت قرار دیا ہے۔
 وَجَعَلْنَا مَعَ الْقُرْآنِ كِتَابَ الْفُرْقَانِ كَذَلِكَ يَفْهَمُونَ وَلَا يَخْفَىٰ عَلَيْنَا شَيْءٌ وَهُوَ كِتَابُ الْفُرْقَانِ
 ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ کتاب اللہ اور علی بن ابی طالب۔ اور
 علی تمہارے لئے کتاب اللہ سے افضل ہے۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے کتاب کا بیان کرنے والا اور
 اس کا مفسر ہے۔ اور مرفق خوارزمی نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے
 روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا نے غدیر خم میں فرمایا۔ یہ علی مرسل ہے ہر ایک مومن اور مومنہ کا اور فرمایا
 اے علی! ترجمہ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ توحید الہی ہے۔ وَاَنْتَ تَبَيَّنَ مَا اشْبَهَ عَلَيْكَ
 میں بعدی تو میرے بعد بیان کرنے والا ہے اس چیز کا جو ان پر مشتبہ ہوگی اور انہیں معلوم نہ ہوگی۔
 اور میں نے یہ روایت کی ہے۔ وَاَنْتَ تَبَيَّنَ لَامَتِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ بَعْدِي یعنی تو بیان
 کرے گا وہ تمام باتیں جن میں میری امت کے لوگ اختلاف رکھتے ہوں گے۔ اور علی کے عالم قرآن ہونے
 اور صاحب علم و ہمتی ہونے کے متعلق بہت سی آیات و روایات ہیں۔ جن کو باب متفرقات
 میں ہم ذکر کریں گے۔ یہاں اتنا ہی اشارہ کافی ہے۔ کہ اہلبیت نبی میں ایک عالم ہمیشہ موجود ہے
 جس کے سینے میں علم قرآن ہے قرآن اس کے ساتھ ہے اور وہ قرآن کے ساتھ ہے۔ اور تار و زار
 جزا و جزا ہر دو جہان ہوں گے۔ دنیا میں قرآن اور اہلبیت ساتھ ساتھ رہیں گے۔

تکملہ ان میں سے اکثر احادیث میں کتاب اللہ کی صفت میں یہ آیا ہے۔ کہ وہ ایک جہل
 مند و دہے آسمان سے زمین تک۔ ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر
 تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اور یہ قابل غور ہے۔ کیونکہ ظاہر میں قرآن ایسی رستی نہیں معلوم ہوتا جو
 ہم سے خدا تک براہ کھنچی ہوئی ہو۔ اور ایک سر ہمارے ہاتھ میں ہو اور ایک خدا کے حقیقت امر
 یہ ہے کہ اس میں حقیقت اصل یہ کتاب کو بیان کیا گیا ہے بطور تعبیر و تمثیل۔ اس کی واقعیت ثابت
 کرنے کے لئے ہم ایک آیت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ وَكُنَّا إِلَيْكَ رُحَدَا
 مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا هَدًى يَهْدِي
 مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا إِنَّكَ لَتَمْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ یعنی اے ہمارے حبیب! اسی طرح سے
 ہم نے تجھ کو ایک روح اپنے عالم امر سے عطا کی ہے۔ تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔
 لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے ہم جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے
 ہدایت کرتے ہیں۔ اور اے حبیب! تم لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہو اس آیت مبارکہ

سے ثابت ہوا کہ خدا نے اپنے حبیب کو ایک روح خاص اپنے عالم امر سے عطا کی ہے۔ اور قسمل اس روح کے پیغمبر کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور حقیقت کتاب و ایمان نہ رکھتے تھے۔ اللہ نے اس روح کو نور بنا کر عطا کیا۔ پس یہ کتاب جو موقوف علیہ اور باب النبوة ہے اس روح کے ساتھ ہے۔ نہیں بلکہ علم نور ہے اور یہ روح نور۔ پس اصل کتاب و جودی یہی روح علمی نورانی ہے اور وہی دراصل نبی ہے نہ جسم نبوی اور یہی وہ اول مخلوق الہی ہے۔ جو مادہ نورانیہ جسمانیہ محمدی سے منسوب ہوئی اور منتقل کی گئی اور یہ روح نورانی علمی جو اصل کتاب اور اصل نبی ہے چونکہ اول مخلوق و مصنوع ہے۔ اس لئے اس کے اور خدا کے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بلکہ یہی واسطہ مطلقہ ہے۔ اور اس روح کا مقام و مرتبہ دینی فتالی فکان قاب قوسین ادا دینی۔ سے معلوم ہے کہ ملائکہ مقربین کو بھی وہاں رسائی نہیں اور اسی کی طرف اس آیت مجیدہ میں اشارہ ہے۔ ذَرْنِيْهُمۡ الدَّٰكۡحَاتِ ذُوۡاۤلۡ عُرۡشِ يٰۤاٰلِیُّہٖمۡ السُّوۡرۡہِ مِنْ اٰمِرٍ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لَیۡبِئۡنَ رَکِیۡمُ التَّلَاقِ خدا در درجات کا بلند کرنے والا صاحب عرش علمی ہے۔ وہ اپنے عالم امر سے ایک روح خاص اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے القاء کرتا ہے تاکہ وہ اسی روح کے ذریعہ سے روز قیامت سے ڈرائے۔ پس یہ روح پیغمبر بشیر و نذیر ہی سے متعلق ہوتی ہے۔ اور اس سے وہ نذیر و بشیر ہوتا ہے۔ اور تعلق اس کا عرش الہی سے ہے۔ وہاں سے اخذ کرتی ہے۔ اور صورت جسمانی بشری نبوی میں دنیا میں لوگوں کو فیض پہنچاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث نور میں یہ مضمون آچکا ہے۔ اور ہم الباب سابقہ میں ثابت کر چکے ہیں۔ پس یہی نور حقیقت نبی اور یہی نور اصل کتاب ہے۔ اور یہی وہ رستی ہے جس کا ایک سر خدا سے ملا ہوا ہے اور ایک بصر صورت جسمانی بشری نبی ہمارے پاس موجود ہے۔

اُدھر موجود ہے اصل رادھر مخلوق سے شامل و خواص اس بزرگ کبرئے میں تھا حرف مشترک اس کی پوری تفصیل ہماری کتاب کشف الاسرار سے دیکھنی چاہیئے) یہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نور محمد دال محمد ایک ہی ہے۔ اور بہت سی احادیث میں اس کا بیان موجود ہے۔ چنانچہ احادیث نور میں گزرا۔ اور کتاب المناقب میں مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نور خدا سے خلق ہوا۔ اور میرے اہلبیت میرے نور سے مخلوق ہوئے۔ اور ابن منذری نے اپنی کتاب مناقب میں اپنے رواۃ کے سلسلے سے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں اور علیؓ ایک نور تھے۔ خدا کے سامنے اس کی تسبیح و تقدیس و تحمید کرتے تھے۔ وغیر ذالک اور بعد آنحضرتؐ اس روح کا تعلق ان اہلبیت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی اصل کتاب ہے۔ اور خدا

قرآن میں فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ذریت ابراہیم میں نبوت و کتاب قرار دے دی ہے۔ مگر نبیؑ آئے قرآن نبوت
آنحضرتؐ پر ختم ہو گئی اور کتاب تا قیام قیامت باقی ہے۔ اور صاحبان کتاب موجود ہیں اور انہی کو آنحضرتؐ
نے کتاب سے قرین اور اس کا تالی قرار دیا ہے۔ پس روح نورانی علمی جو اصل کتاب ہے بعد آنحضرتؐ
انہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہی جبلِ عمر و دہ ہے۔ اور مطلب پیغمبر کا یہ ہے۔ کہ میں اس حقیقتِ نور یہ
کو ہر راہ نہیں لئے جاتا ہوں یہیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور وہ میرے اہلبیت کے ساتھ ہے۔
انہی سے تم تک رکھو۔ یہ حقیقتِ نور یہ ہمیشہ زمین سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے۔
جس کی وجہ سے زمین قائم ہے۔ اور یہی امان زمین و زمان ہے۔ اس سے دنیا کبھی خالی نہیں ہو سکتی
اگر یہ حقیقت دنیا سے بالکل اٹھ جائے۔ اور قطع تعلق ہو جائے۔ تو زمین مع اہل زمین منصف ہو جائے
اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ چونکہ حقیقت کتاب اور روح نورانی نبوتی ناماتی متحد و ایک ہے۔
اور اس لئے ایک سے تسک کرنا دونوں سے تسک کرنا ہے۔ اور تسک بالکتاب کے یہ معنی ہیں۔
کہ علم کتاب اللہ اہلبیت پیغمبرؐ ہی سے ہے۔ اور انہی کی متابعت کرو۔ یہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن
ان کے ساتھ۔ یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ اہل حق وہی ہیں۔ جو اہل بیت نبوت سے محبت اور
تسک رکھتے ہیں۔ یہ حقیقتِ نور یہ اصل کتاب ہے۔ اور یہ روح نورانی وجود جمالی بشری نبوتی میں
ہے۔ اور قرآن اسی کتاب وجودی کی صورت مرقوۃ یعنی یہ حقیقتِ نور یہ علیہ بعد قرأت انس پیغمبرؐ
قرآن کہلاتی ہے۔ اسی واسطے خدا فرماتا ہے۔ **وَإِنَّكَ لَنَظُنُّكَ كَاشِفِ الْعُقَدِ رُبِّي كِتَابٍ مَّكْتُوبٍ** تحقیق کہ
یہ قرآن کریم ہے کتاب کتون کے اندر۔ یہ حقیقتِ قرآن اور وہ نور علمی جس کی صورت مرقوۃ قرآن
وجود محمدی کے اندر ہے۔ اور چونکہ یہ نور علمی موبدہ اہل بیت پیغمبرؐ میں عطا ہوا ہے اور ان کے سینوں
میں ہے جو مطہر ہیں اور اس حقیقتِ نور یہ سے وہ مس باطنی رکھتے ہیں۔ اور کوئی اس کو مس نہیں کر سکتا
وہ نور انہی میں ہے۔ یہ اس کے ساتھ ہیں اور وہ ان کے ساتھ۔ فرمایا **عَلَيْكُمْ إِلَّا الْمَطْهَرُونَ**
وہ اس حقیقت کتاب کو سوائے مطہرون اور کوئی مس نہیں کر سکتا۔ پس یہ علم اہل بیت نبوتی میں ہے
جو مطہر ہیں۔ اور انہی سے علم قرآن لینے کا پیغمبرؐ نے حکم دیا ہے۔ اور احادیث کا یہی صریح مطلب
ہے۔ اور اسی واسطے اس حقیقت طاہرہ نور یہ کی صورت کتوبی اور اس کے نقوش و خطوط (کتابت)
کو باطارت و ضر و غسل مس کرنا جائز نہیں ہے۔ پس نہیں ہیں مطہرین بطہیر الہی مگر
مُحَمَّدٌ وَآلٌ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وذاک فضل اللہ یوتیہ من یشاء فافہم
و تامل فیہ ولا تکن من الغافلین

سوال چہارم

حاشیہ خلیفہ کو دو علامہ طبرانی نے جامع الکبیر میں اپنے ثقہ رواۃ کے سلسلے سے ارادیت کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: **رَأَيْتُكَ نَارًا فِيكُمْ** الخلیفہ بنی اللہ وَاھل بیتی وَاھل مائتہ لَنْ یُفْضَرَفَا حَتّٰی یُؤَدَّ سَکَلِ الْخَوْضِ لِنَبِیِّیْنِ میں اپنے دو خلیفہ اور جانشین پھر پڑے جاتا ہوں۔ جو کتاب خدا اور میرے اہلبیت ہیں۔ اور یہ دونو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں، اور بعض احادیث میں ہے۔ اپنی مختلف دیکھو الخ میں تم میں دو پیروں کو خلیفہ بنائے جاتا ہوں۔ کتاب اللہ اور اپنی عزت اہلبیت کو انہی سے رکھو اور اسی طرح کی بعض احادیث ہیں جن میں آنحضرتؐ نے بھانے تعلیم خلیفہ بنی فرمایا ہے۔ یا بجائے تا وہ مکہ مختلف فرمایا ہے۔ اور یہ حدیث مثل حدیث تعلیم بالعرفہ دال ہے۔ کہ اہل بیت کا مصداق محمد و آل محمد ہی ہیں۔ اور حضرت کے بعد ان کی عزت ہی ان کی جانشین و خلیفہ ہے۔ ازواج حضرت کی خلیفہ نہیں ہیں۔ اور نہ نبی ہاشم اور بنی مطلب خلیفہ رسول ہیں۔ اور نہ کسی کی بابت حضرت نے ایسا فرمایا ہے۔ اور ازواج کو تو حضرت کا جانشین نہ کبھی کسی مسلمان نے کہا اور نہ کر سکتا ہے۔ اور وہ ہرگز لفظ خلیفہ کا مصداق و مورد نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے ان کو اہلبیت نبی ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ اور ان میں کسی طرح شامل نہیں ہو سکتیں۔

دلیل پنجم

حاشیہ خدیج کتاب نوادر الاصول میں بسلسلہ رواۃ خلیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے ارادیت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے۔ تو خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا: مجھ کو خداوند لطیف و خیر نے خبر دی ہے۔ کہ کسی نبی کی عمر پہلے نبی کی نصف عمر سے زیادہ نہیں ہوتی۔ قریب ہے کہ میں بلایا جاؤں اور جواب دوں۔ میں تم سے حوض کوثر پر ہوں گا۔ اور میں تم سے تعلیم کی بابت سوال کروں گا۔ پس وحیان رکھو۔ کہ تم کس طرح میرے بعد ان کے پیش آتے ہو۔ نقل اکبر کتاب اللہ ہے۔ جس کا ایک سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک دست خدا میں تم اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ اور گمراہ نہ ہو۔ اور اس کو تبدیل نہ کرو۔ اور دو مرتبہ نقل میری عزت اہلبیت ہے۔ یہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے تا آنکہ حوض کوثر پر پہنچ جائیں۔

مشکاۃ المصابیح میں برادر بن عازب سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول خدام
حجۃ الوداع سے واپس ہو کر غدیر خم پر اترے۔ اور علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ کیا
میں تم پر تمہاری جانوں سے زیادہ متصرف اور ان کا مالک نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں بیشک
آپ اگلے با متصرف ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں سب مومنین و مومنات پر ان کے نفسوں سے زیادہ متصرف
نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں ضرور ہیں۔ فرمایا اللہم من کنت مولاً فعلی
مولاً۔ بارالہ! جس کا میں مولے دو آئی ہوں۔ علیؑ اس کا مولے دو آئی ہے۔ خداوند دوست رکھ
اس کو جو اس کا دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اس کو جو اس کو دشمن رکھے۔ پس حضرت عمر بن الخطابؓ
حضرت علیؑ سے ملاقات کی۔ اور فرمایا مبارک ہو آپ کو اے ابن ابی طالب! آپ سب مومنین
و مومنات کے مولے ہو گئے۔

کتاب مؤدۃ القربی میں جبر بن مطعم سے یہی مضمون مروی ہے۔ اور مشکاۃ المصابیح
میں اسی مضمون کی ایک حدیث زید بن ارقم سے مروی ہے۔ اور اسی کو امام احمد بن حنبل اور ترمذی
بھی روایت کیا ہے۔ اور احمد بن حنبل نے برادر بن عازب سے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔
اور ابن المنازلی الشافعی نے زید بن ارقم سے یوں روایت کی ہے کہ رسول خدام حجۃ الوداع
سے واپس ہوتے ہوئے غدیر خم پر اترے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! میں اپنی دونوں بڑی چیزوں
کی بابت تم سے سوال کروں گا۔ کہ تم نے میرے بعد ان سے کیا سلوک کیا۔ ان میں سے بڑی کتاب
اللہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک تمہارے پاس اس سے تمسک رکھو اور نگراہ
نہو۔ اور دوسری میری عمرت الہیہ ہے۔ پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑا۔ اور ان کو اٹھایا اور فرمایا من کنت
مولاً فعلی مولاً اللہم وال من والیہ و عاد من عاداہ قالہا ثلاثین جس کا میں مولہ ہوں
اس کا علیؑ مولہ ہے۔ خدا یا دوست رکھ اُس کو جو اس کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اُس کو جو اس کو
دشمن رکھے۔ تین مرتبہ یہی فرمایا ابن المنازلی نے مزید یہ سے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔
اور حافظ جمال الدین محمد بن یوسف مدنی نے دارالسمطین میں زید بن ارقم سے حدیث غدیر خم کو
روایت کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے کتاب المراتب میں حذیفہ ابن اسید غفاریؓ سے اسی حدیث
ولاء کو روایت کیا ہے۔

حافظ البرہن نے کتاب المحلیس میں ابو لطفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے خطبہ
پڑھتے کھڑے ہوئے۔ اور بعد حمد و ثناء الہی حاضرین سے فرمایا میں خدا کی قسم دلاتا ہوں اُن لوگوں کو

جو غدیرِ خم میں موجود تھے کہ وہ کھڑے ہو جائیں۔ اور ایسا شخص کھڑا نہ ہو۔ جو یہ کہے کہ مجھے خبر دے گئی ہے یا خبر پہنچی ہے۔ بلکہ وہ کھڑا ہو۔ جس کے کانوں نے رسول کے الفاظ سنے ہیں۔ اور اُن کو دل میں محفوظ و ضبط رکھا ہے۔ اس وقت سترہ صحابی کھڑے ہوئے۔ خزیمہ بن ثابت۔ سہل بن سعد۔ عقیل بن عقیقہ۔ ابن عباس۔ ابوالربیع انصاری۔ ابوسعید خدری۔ ابوشوحہ خضاعی۔ ابوقدحہ انصاری۔ ابویعلیٰ انصاری۔ ابوالاسود دؤلی۔ ابوالفضل۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ بیان کرو جو کچھ تم نے اس دن رسول خدا سے سنا ہے۔ سب نے کہا۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہم رسول خدا کے ہمراہ حجۃ الوداع سے واپس آئے اور غدیرِ خم میں اترے۔ حضرت نے نمازِ جماعت کی نداء دی۔ اور سب نے نمازِ جماعت پڑھی۔ پھر حضرت کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الہی بجالانے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! تم کیا کہو گے۔ سب نے کہا ہم کہیں گے کہ آپؐ نے رسالتِ اِدا کی۔ اور خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ پھر تین مرتبہ حضرت نے فرمایا۔ خداوندِ آفرینہ یہو پھر فرمایا۔ قریب ہے کہ میں خدا کی طرف بلایا جاؤں۔ اور اس دعوت کو قبول کر دوں۔ اور مجھ سے باز پُرس ہوگی۔ اور تم سے بھی باز پُرس ہوگی۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری عترتِ اہلبیت۔ اگر تم ان سے تشک رکھو گے تو گمراہ ہو گے۔ پس دھیان رکھنا۔ کہ تم کس طرح ان سے پیش آتے ہو۔ یہ دو تو ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ عرض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ خدا نے مجھ کو اس کی خبر دے دی ہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میرا ملا والی ہے۔ اور میں مولاؑ مومنین ہوں کیا تم نہیں جانتے ہو۔ کہ میں تمہارے نفسوں سے زیادہ تم پر حق تعریف رکھتا ہوں؟ سب نے کہا۔ کیوں نہیں۔ بیشک۔ تین مرتبہ ایسا ہی کیا۔ پھر اے امیر المومنین! تمہارا ہاتھ پکڑا اور اس کو بلند کیا۔ وَقَالَ جُنْ كُنْتُ مَوْلَا مُحَمَّدٍ عَلِيٍّ مَوْلَا آلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مِنْ عَادَمِنْ عَلِيٍّ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا۔ اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔ "آبِ طَيْفِلٍ اور حضرت علیؑ اور بہت سے حاضرین کے سامنے سترہ صحابیوں نے اس حدیث ولاء و حدیثِ قدیر کی تصدیق کی ہے۔ اور متعدد طرق سے یہ حدیث مروی ہے۔ اور کتاب الولائیۃ میں محمد بن جریر الطبری نے یہ حدیث غدیرِ خم پچھتر طرق سے روایت کی ہے۔ اور محمد بن سعید بن عقیقہ نے کتاب الموالات میں ایک سو پانچ طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ہم نے اس حدیث کو اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ اوّل تو اس حدیث سے حدیثِ ثقلین کی تصدیق ہوتی ہے۔ دوسرے اس میں اہلبیت کی تشخیص کی گئی ہے۔ اور علیؑ کا ہاتھ پکڑنے کے لوگوں کو دکھلایا گیا ہے۔ کہ اہل بیت یہ لوگ ہیں۔ اور

میرے بعد تمہارا مولا اور میرا خلیفہ یہ ہے۔ اور اس لئے یہ ایک سو پانچ دیلیں ہیں اس بات پر کہ اہل بیت کا مصداق یہی بزرگوار ہیں۔ اور آیت تطہیر انبی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ سوائے ان اہل بیت طاہرین دیگر نبی یا شمع یا نبی مطلب یا اور کوئی مدعی وغیرہ مدعی یا ازواج و رسول ہرگز اہلیت کا مصداق نہیں ہیں۔ اور وہ ہرگز اہل البیت میں داخل و شامل نہیں۔ ہرگز ان کی شان میں آیت تطہیر نازل نہیں ہوئی مگر وہ و معصومون ہی نفوس قدسیہ ہیں۔ وھو المطلوب :

دلیل ششم

حَدَّثَنَا إِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ سَيِّدِ رِوَايَتِهِ عَنْ رَسُولِ خُدَامِهِ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا ذَهَبَ السَّمَاءُ فَإِذَا ذَهَبَتِ النَّجْمُومُ ذَهَبَ أَهْلُ السَّمَاءِ وَكَأَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي ذَهَبَ أَهْلُ الْأَرْضِ
یعنی ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں۔ پس جب ستارے جاتے رہیں گے اہل آسمان بھی جاتے رہیں گے اور ہاک ہو جائیں گے۔ اور میرے اہل بیت اہل زمین کسے لئے امان ہیں۔ پس جب میرے اہلیت میں سے اٹھ جائیں گے اور ان میں سے کوئی نہ رہے گا۔ تو اہل زمین بھی نہ رہیں گے۔ ابن احمد نے زیادات المسند میں اور حمزہ بنی نے قرأنا المسطین میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے انس بن مالک سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔ ستارے اہل آسمان کی امان ہیں۔ اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں۔ پس جب میرے اہل بیت گئے۔ اہل ارض پر خدا کی وہ نشانیاں ظاہر ہونے لگیں گے۔ جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یعنی عذاب تہارت آجائے گا۔ ابن حنبل فرماتے ہیں خدا نے زمین کو آنحضرت کے واسطے اور حضرت کی وجہ سے خلق کیا ہے۔ اور اس کا دوام و بقا دوام بقا اہل بیت و عترت نبوی کو قرار دیا۔ جہت تک ان میں سے کسی ایک کا وجود زمین پر ہے۔ زمین باقی ہے۔ جب وہ اٹھیں گے زمین فناء ہو جائے گی۔ اور محدث موصوف نے بطریق البرید مدینی روایت کیا ہے حضرت رسول خدا نے حضرت علیؑ اور عقد فاطمہؑ کے وقت جو خطبہ پڑھا۔ اس کے آخر میں فرمایا۔ خذتم دوفوں کی پرانگی کو جمع کرے۔ اور تمہارا نصیب اٹلے کرے اور نسل کو بڑھائے اور پاک بنائے۔ اور تمہاری نسل کو مفلح و رحمت۔ معاون حکمت اور امن اتمت قرار دے۔ تمہارے لئے برکت ہے اور تم میں برکت ہے۔ اور تمہارے اوپر برکت نازل کرے اور تمہیں سعید رکھے۔ اور تم سے بہت سے پیغمبر و طاہر پیدا کرے۔ بالالہائیں ان دو کو سے ہوں اور یہ مجھ سے ہیں۔ بارالہا جس طرح تو نے مجھے پاک و پاکیزہ

رکھا ہے۔ ان کو بھی اور ان کی نسل کو بھی جس سے پاک و طاہر رکھ۔ صاحب موائع نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور چند شخصوں سے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے جابر۔ ابن عباس۔ ابو موسیٰ الاشعری سے اور حمزہ بنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ أَهْلُ الْأَرْضِ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ خدا ان پر عذاب نازل نہیں کر سکتا۔ پس پیغمبر اہل زمین کے لئے امان تھے اور ان کے بعد اسی طرح ان کے اہل بیت اہل زمین کے لئے امن و امان ہیں۔ اور اس لئے کسی وقت میں زمین امام اہل بیت سے خالی نہیں رہ سکتی۔ پس اہل بیت نبویؐ کا وجود دنیا میں ہر وقت اور ہر زمانے میں ضروری ہے۔ کبھی دنیا ان سے خالی نہیں ہوتی۔ اور وہی امان زمین ہیں۔ لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ اہل بیت سے مراد ازواج نبیؐ ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ ورنہ لازم آئے گا اور ماننا پڑے گا۔ کہ دنیا ختم ہو چکی اہل زمین فنا ہو چکے۔ قیامت ہو چکی اور وعدہ عذاب آچکا کیونکہ ازواج نبیؐ میں سے اب کوئی بھی باقی نہیں ہے۔ یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ نبیؐ کی بعض بیویاں ابھی زندہ ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی رسولؐ کی بیوی دنیا میں موجود رہتی ہے۔ اور وہی امان زمین و زمان ہے۔ حالانکہ یہ دونوں خیال باطل محض و قطعاً محال ہیں۔ لہذا یہ بھی محال ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج نبیؐ ہوں۔ اہل بیت محمدؐ و آل محمدؐ ہیں۔ اور ان میں سے ایک فرد ہمیشہ موجود رہتا ہے اور اب بھی موجود ہے۔ عمل الشرف جلد ۵

دلیل سہم

کتاب المناقب میں سنائے سے روایت ہے۔ کہ حضرت حسن بن محمدؑ نے علی بن ابی طالبؑ سے فرمایا۔ کہ ایک دن میرے جد بزرگوار نے اپنے خطبے میں بعد حمد و ثناء فرمایا۔ ایتھا الناس میں حنفریب بٹھایا جاؤں گا۔ اور میں تم میں دو بھاری چیزیں لے جاتا ہوں۔ کتاب اللہ اور اہل بیتؑ جو میری عزت ہیں۔ اگر ان سے تمسک رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور یہ دو ترکیبیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس پہنچ جائیں پس ان سے علم حاصل کرو۔ اور ان کو نہ پٹھاؤ۔ کہ یہ تم سے بہت زیادہ پڑھے ہوئے ہیں۔ اور زمین ان سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ اور ان سے خالی ہو۔ تو مع اپنے بہنے والوں کے نیست و نابود ہو جائے۔ پھر فرمایا۔ بارالہ! بیشک تو زمین کو کبھی اپنی جہت دینی یا امامؑ سے خالی نہیں رکھے گا۔ تاکہ تیری محبت باطل نہ ہو جائے اور تیرے دوست بھٹک نہ جائیں۔ بعد اس کے کہ تو نے ان کی ہدایت کی ہے۔ کیوں کہ وہ تعداد میں بہت کم ہوئے ہیں۔ اور تیرے نزدیک قدر و منزلت میں زیادہ ہیں۔ اور میں نے دعا کی۔ کہ خدا غلم و حکمت کر

میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور نسل اور نسل کی نسل میں روز قیامت تک باقی رکھے۔ پس میری یہ دعا قبول کی گئی:

یہ حدیث بھی چند طریق سے مروی ہے۔ اور اس سے صحت ثابت ہے۔ کہ زمین اہل بیت سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ اور وہی زمین میں خلق خدا پر خدا کی رحمت ہیں۔ اگر زمین ان سے خالی ہو جائے۔ تو اوپر پہننے والوں سے تباہی و نابود ہو جائے۔ پس معلوم ہوا کہ اہلبیت سے وارث بنی اور اوصیاء رسول ائمہ اہلبیت مراد ہیں جو حج الشد ہیں۔ انہوں نے اہل بیت کا مصداق نہیں ہیں بلکہ زمین ان سے مرت سے خالی ہے۔ اور وہ باوجود ان سے خالی ہونے کے نیست و نابود نہیں ہوئی۔ ویسی ہی موجود ہے۔ اور عورت حجۃ الشد نہیں ہو سکتی۔ لہذا اہل بیت علیہم السلام کا مصداق ازواج بنی ہو گئے ہیں۔ وهو المقصود:

دلیل، ششم

نَزَّلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ
وَجُودِ صَادِقِينَ اَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ اے ایمان والو! خدا سے ڈرو۔
 اور سچوں کے ساتھ ہر جاؤ۔ مرفق بن احمد خوارزمی نے بحوالہ البصائر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
 انہوں نے فرمایا کہ صادقین اس آیت میں محمد و اہلبیت محمد ہیں۔ اور ابوالیوب انصاری سے احمد بن
 حنبل اور ابو نعیم اور ابن المغازلی اور مرفق خوارزمی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔ صدیق
 ہیں کہ میں ہوں۔ حبیب بنہار حذقیل مومن آل فرعون۔ علی ابن ابی طالب۔ اور وہ ان سے افضل ہے
 اور محمد بنی نے ابو ذر غفاری سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا کہ رسول خدا علی سے فرمایا ہے تھے
 کہ اے علی تم ہی سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرو گے۔ اور تم ہی صدیق اکبر ہو۔
 اور تم ہی حق و باطل میں فرق کرنے والے فاروق ہو۔ اور یعسوب المسلمین ہو۔ اور مال یعسوب الکافرین
 ہے۔ اور امین ماجہ۔ احمد۔ ابو نعیم۔ ثعلبی۔ اور محمد بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ علی نے
 فرمایا اَنَا عِبْدُ اللَّهِ أَخُو رَسُولِ اللَّهِ وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْكَبِيرُ لَا يَقُولُ لِي بَعْدِي إِلَّا الْكَذَّابُ
 وَلَقَدْ صَلَّيْتُ بَيْنَ النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ ۚ میں بندہ خدا اور برادر رسول اور صدیق اکبر ہوں۔ میرے
 بعد کوئی صدیق اکبر ہونے کا دعویٰ نہیں کرے گا مگر جھوٹا۔ اور میں نے تمام لوگوں سے سات سال پہلے
 نماز پڑھی ہے۔ یعنی اس وقت پیغمبر کی تصدیق کی اور ساتھ دیا جبکہ کوئی مسلمان نہ ہوا تھا خدا فرماتا ہے

صادق رہے ہیں۔ جو سچ لائیں اور جو سچ کی تصدیق کریں۔ اور ان صادقین کی تشفی میں فرمایا جن المؤمنین علیہم السلام
 صَلَّوْا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ حُجَّتَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَلُوا تَبَدُّلًا مُّؤْمِنِينَ
 میں سے کچھ مرد ہیں جنہوں نے اس عہد کو پورا کیا جو خدا سے کیا تھا۔ بعض ان میں سے شہید ہو چکے اور بعض منتظر
 شہادت ہیں۔ اور انہوں نے کسی امر میں تبدیلی نہیں کی:

پس ان احادیث میں صادقین کی تفسیر اہل بیت سے کی گئی ہے۔ اور وہ کچھ مرد ہیں جن میں سے بعض
 شہید ہو چکے اور بعض منتظر ہیں۔ اور ایک فرد صادقین صدیق اکبر علیہ السلام ہے۔ لہذا ان آیات و احادیث سے
 ثابت ہوا کہ اہل بیت کا لفظ انہی مختصر صیغہ معصومین کے لئے بولا گیا ہے۔ ازواج ہرگز اہل بیت میں
 داخل نہیں ہیں:

دلیل نہم

احادیث اور جرمہ کرہ ہر جگہ ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل بیت نبی وہ ہیں۔
حَدَّثَنَا ابوزر بنی سے خلق ہوئے ہیں۔ اور وہ ایک نذر ہیں اور ایک ہی اصل و ایک ہی
 عزت اور ایک ہی شجرہ طہیبتہ ہیں۔ اور ازواج نبی نذر نبی سے خلق نہیں ہوئیں۔ اور وہ اصل و عزت و
 شجرہ نبی سے نہیں ہیں۔ لہذا ازواج نبی لفظ اہل بیت کا مصداق نہیں ہو سکتیں اہل بیت نبی کے
 اجزاء نذر یہ ہیں:

دلیل دہم

حَدَّثَنَا مشکاۃ المصابیح میں ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول خدا
 نے باب کعبہ کو پکار کر فرمایا: اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِي فِیْكُمْ مَثَلُ سَفِیْنَةٍ
 تُورِجُ مِنْ دُرِّکُمْ مَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَکَ یعنی میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے
 جو ان کے ساتھ ہو یا نجات پا گیا۔ اور جو ان سے ہٹ رہا ہلاک ہو گیا۔ اسی حدیث کو احمد بن حنبل نے
 بھی روایت کیا ہے۔ اور جمع القوائد میں ابن زبیر سے یہ روایت ہے۔ اور ابو طفیل نے ابوذر غفاری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخانہ کعبہ پکڑ
 کر فرمایا: میرے اہل بیت علیہم السلام کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی سی ہے۔ جو ان کے
 ساتھ ہو گیا۔ نجات پا گیا۔ اور جو ان سے ہٹ رہا۔ ہلاک ہو گیا۔ اور میرے اہل بیت علیہم السلام کی

شال تم میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں بابائے حطہ۔ جو اس میں داخل ہوا۔ بخشا گیا۔ طرانی نے کتاب الاسط اور ابولعلی نے جامع البصیر میں اور احمد نے اپنی مستد میں اس کو روایت کیا ہے۔ اور محوشی نے ابوسعید خدری سے اسی حدیث باب حطہ کو روایت کیا ہے۔ اور متعدد طرق سے یہ حدیث مروی ہے۔ اور مشہور و معروف ہے۔ اس سے دو طرح پر اہل بیت کی شخصیں پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ اول اس لئے کہ اس میں اہلبیت کی متابعت کا تمثیل حکم دیا ہے۔ کہ جس نے ان کی متابعت کی اور ان کے ساتھ ہو گیا۔ وہ ناجی ہے۔ اور مسلم ہے۔ کہ پیشوا عورت نہیں ہو سکتی۔ اور عورت کی متابعت واجب نہیں کی گئی۔ لہذا ازواج نبی اہلبیت نہیں ہو سکتیں۔ دوسرے یہ کہ متابعت حکم عام ہے اُس وقت کے مسلمانوں اور اس وقت کے مسلمانوں سب کے لئے۔ پس اگر بغرض محال ازواج نبی امام بھی ہوں۔ تو اس وقت کے مسلمان ان سے محروم ہیں۔ اور ان کی کشتی ایمان مطاع موجود نہ ہونے کی وجہ سے کبھی کی غرق ہو چکی۔ لہذا یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ کہ اہل بیت کا مصداق جو سفینہ نجات ہیں ازواج نبی نہیں ہیں۔ اور کوئی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور نہ سوائے اوصیاء رسول اور کوئی ہو سکتا ہے۔ اور حلق نازل نبی اولاد فاطمہ و علی اہل بیت نبوت و رسالت ہیں۔

اس کی توضیح حدیث ذیل سے اور زیادہ ہوتی ہے۔ حمزہ بن جبر سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔ اے علی میں شہر حکمت ہوں اور قراس کا دروازہ ہے۔ اور نہیں آیا جاسکتا شہر میں مگر دروازے ہی سے۔ اور وہ جھوٹا ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ مجھ تک پہنچ جائے گا دریا خالی کہ تجھ کو دشمن رکھتا ہے۔ کیونکہ تم مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تیرا گوشت پوست میرا گوشت پوست ہے اور تیرا خون میرا خون ہے۔ تیری روح میری روح ہے۔ تیرا ظاہر میرا ظاہر۔ تیرا باطن میرا باطن۔ تو اسی میری امت کا امام ہے اور میرا وصی ہے۔ سفید ہے وہ جس نے تیری اطاعت کی۔ اور بد بخت ہے وہ جس نے تیری نافرمانی کی۔ جس نے تجھے دوست رکھا نازہ اٹھایا۔ اور جس نے تجھ سے عداوت کی خسائے میں رہا۔ جس نے تجھ کو پکڑ لیا نجات پا گیا۔ اور جس نے تجھے چھوڑ دیا۔ ہلاک ہو گیا۔ اور تیری اور تیری اولاد کے ناموں کی شال سفینہ نوح کی سی ہے۔

لے خدا ہی اس لئے سے مواتا ہے۔ داد عطا الباب مسجد و قلوب حطہ تغفلکم خطایکم مستزید الحسنین و اعلیٰ ہر جاد و دستان میں سجدہ کرتے ہوئے اور زبان سے جملہ بخشش بخشا کرتے جاؤ۔ ہم تمہاری خطائیں بخشیں گے۔ اور تمہارے دلوں کے درجے اور بڑھائیں گے۔ نبی باب حطہ بنی اسرائیل ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا۔ نجات پا گیا اور بخشا گیا۔ امت محمدی میں باب حطہ یعنی دروازہ بخشش و نجات اہل بیت نبی ابواب علوم ہوتی ہیں۔

جو تمہارے ساتھ ہو گیا نجات پائی۔ اور جو تم سے ہٹ رہا اور الگ ہو گیا ہلاک ہو گیا۔ اور تمہاری مثال ستاروں کی سی ہے۔ جس وقت ایک ستارہ غائب ہو گیا دوسرا نکل آیا۔ روز قیامت تک یہی سلسلہ ہے۔ اس سے صاف توضیح ہو گئی۔ کہ سفینہ نوح جواہریت نئی ہیں۔ وہ علی و اولاد علیؑ ائمہ معصومین ہیں۔ ان سے کبھی دنیا خالی نہیں رہتی۔ ایک گیا تو دوسرا موجود ہے تا روز قیامت۔ ازدواج نبی و خیراہل بیت کا مصداق اور سفینہ نجات اور ائمہ امت ہرگز نہیں ہیں۔

مزید توضیح کا حافظ الباقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ جس کو یہ بات پسند اور محبوب ہے۔ کہ وہ میری زندگی بسر کرے اور میری موت مرے اور جنات عدن میں سکونت پائے۔ پس چاہیے کہ وہ علیؑ کو دوست رکھے اور اس کی اولاد کے اماموں کی اقتدار کرے۔ کیونکہ وہی میری عمرت ہیں جو میری ہی طینت سے خلق ہوئے ہیں۔ اور جن کو نعم و علم عطا کیا گیا ہے۔ بڑا ہر ان لوگوں کا جو ان کی فیصلت کے منکر اور مکتذب ہیں۔ اور ان کے باب میں مجھ سے قطع رحم کرتے ہیں۔ ان کو ہرگز میری شفاعت نہ پہنچے گی۔ حدیث کسا اور حدیث ثعلین اور حدیث ولایت میں پیغمبرؐ نے اپنی عمرت کو اہلبیت کہا ہے۔ اور اس حدیث اور اسی مضمون کی دیگر احادیث میں صاف اور صریح الفاظ میں عمرت کی تفسیر علیؑ اور اولاد علیؑ کے حضرات ائمہ اثنا عشرؑ سے کی ہے۔ جو صاف اور صریح دلیل ہے اس بات کی۔ کہ اہل بیتؑ نبرت کا مصداق چارہ وہ معصومین اور اہل بیت نبیؐ کا موروثہ ائمہ اثنا عشرؑ علیؑ اور اولاد علیؑ ہیں۔ ازدواج نبی و اہل بیت کا مصداق ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ اور نہ آل محمدؐ میں داخل ہیں۔ وہوالمطلوب۔

دلیل یازدہم

ولایت اسرار سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے۔ کہ ایک روز ایک طویل خطبے کے اثناء میں مومن اور کافر کی تعریف کرتے ہوئے حضرت علیؑ نے فرمایا۔ کہ اُن نے وہ چیز جس سے آدمی گمراہ کہلاتا ہے یہ ہے۔ کہ انسان حجۃ اللہ اور اس شہید کو نہ پہچانے جس کو خدا نے اپنے بندوں پر شہید قرار دیا ہے۔ جس کی اطاعت کا خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے۔ اور جس کی ولایت واجب کی ہے۔ میں نے سلیم نے کہا۔ یا امیر المؤمنینؑ بیان کیجئے۔ کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا۔ وہ لوگ جن کو خدا نے اپنے اور اپنے رسولؐ کے ساتھ ملایا ہے اور فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ ذَاقُوا لِسَانِ السُّوَالِ وَأُذُنِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** ایمان والہ! اطاعت کرو خدا کی اور

اطاعت کرو اس کے رسول کی اور اوسے الامر کی۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر فدا ہوں۔ خدا واضح بیان کیجئے۔ فرمایا۔ وہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی بابت چند موقعوں پر اپنی زندگی کے آخری خطبے میں فرمایا۔ کہ میں تم میں دو چیزیں پھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان سے تم تک رکھو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور میری عمرت الہیہ۔ خدا نے مجھ سے عہد کیا ہوا ہے۔ کہ وہ دو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے تا انکے حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ اور دونوں کلمے کی انگلیاں ملا کر فرمایا۔ اس طرح پھر کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا۔ کہ اس طرح نہیں کہتا ہوں۔ پس انہی سے تم تک رکھو۔ اور ان سے بڑھو۔ اور ان پر مقدم نہ ہو۔ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ اہل بیت پیغمبر وہ ہیں۔ جو حجۃ اللہ۔ شہید علی الخلق اور اوسے الامر ہیں۔ اور جن کی اطاعت مثل اطاعت رسول واجب ہے۔ اور یہ مسلم ہے۔ کہ حور حجۃ اللہ۔ شہید علی الخلق اور اوسے الامر صاحب اطاعت نہیں ہوتی۔ اور نہ ائمہ آل نبی علیہ السلام و آلہ وسلم و اولاد علی و بتول علیہم السلام کے سوا کسی اور کے لئے امامت و ولایت و خلافت الہیہ ثابت ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ اہل بیت کا مصداق یہی معصومین ہیں نہ ازواج نبی وغیرہ۔

اور سلمان فارسی سے کتاب المناقب میں مروی ہے۔ کہ جب سورہ حج کی یہ آیت نازل ہوئی
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا سُجُّدًا وَابْعُدُوا بِكُمُ وَانْعَلُوا الْخَيْرًا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا
شَهِيدًا عَلَى النَّاسِ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ کون لوگ
ہیں۔ جن پر آپ شہید ہیں۔ اور وہ باقی سب لوگوں پر شہید ہیں۔ جن کو خدا نے چنا ہے
اور مجتبیٰ بنایا ہے۔ اور ان پر دین میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ ان کے باپ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے۔ فرمایا۔ خدا نے ان سے تیرہ مرد مراد لئے ہیں۔ میں نے عرض
کی۔ ان کو بیان فرمائیے۔ فرمایا۔ میں اور علی علیہ السلام اور میری اولاد کے گیسارہ
امام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اس حدیث میں شہید کی تشخیص بھی کر دی گئی۔ اور اسی طرح
اوسے الامر کی تفسیر میں۔ کتاب المناقب و تفسیر مجاہد وغیرہ میں بہت سی احادیث ہیں۔
جن کو اوسے الامر کی خاص تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے۔ پس اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام
جو شہداء اور اوسے الامر ہیں یہی بزرگوار ہیں۔ ان کے سوا دیگر حضرات و افراد امت کی یہ صفت
نہیں ہے۔ اور نبی کی بیڑیاں ہر گز اہل بیت کا مصداق نہیں ہیں (وہو ما نحن فیہ)

دلیل دوازدهم

حدیث سدابواب مرفوعی خود زنی نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ کے سامنے اور بہت سے فضائل کے مضمون میں فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دلا کر پرچھتا ہوں۔ تم بتلاؤ کیا تم جانتے ہو کہ رسول خداؐ نے مسجد کے سب دروازے بند کرائے سوائے میرے دروازے کے اور سوائے میرے تم میں سے کوئی مسجد میں بحالت جنابت داخل نہیں ہو سکتا۔ سب نے کہا: ہاں۔ ۴

صحیح بخاری اور مسلم میں مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: کہ کسی کو مناسب اور جائز نہیں ہے کہ مسجد میں جنب ہو مگر نبیؐ اور علیؓ اور مسجد ابواب مسجد کی بہت سی روایات ہیں کہ مسجد نبویؐ سے سب کے دروازے بند کر دئے گئے۔ صرف علیؓ کا دروازہ کھلا رہا۔ کہ شکاۃ کنوز الدقائق بسند احمد بن حنبل ترمذی بخاری و غیرہ وغیرہ میں مروی ہے ۵

تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ مساجد میں جو خانہ خدا اور طیب و طاهر مقام ہیں بحالت جنب کسی کو قیام کرنا جائز نہیں ہے۔ اور مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں بحالت جنابت گزرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مگر جن احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہؐ اور علیؓ و اولاد علیؓ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ یعنی یہ کہ وہ مطہرین معصومین و معصومین ہیں۔ جو جنابت سے نجس نہیں ہوتے۔ یہ پاک ہی رہتے ہیں۔ اور اس لئے ان پر وہ حکم جاری نہیں ہوتے۔ جو اور جنسین پر ہوتے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے ان احادیث کا جن کو شروع مضمون میں ذکر کر آئے ہیں۔ کہ یہ لوگ جنب نہیں ہوتے یعنی نجس نہیں ہوتے۔ اور حکم جنابت ان پر جاری نہیں ہوتا۔ اب کو قیام بھی جائز گزرنا بھی جائز بلکہ وہیں جنب ہونا بھی جائز۔ اور ہوتے تھے مسجد نبویؐ میں رہتے تھے۔ اور ناممکن ہے کہ خدا مقام طیب و طاهر میں بحالت نجاست و پلیدی قیام کا حکم دے۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ نفوس طیبہ دراصل طاهر و مطہر ہی ہوتے ہیں۔ یہ دراصل نجس ہوتے ہی نہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کو حکم ہے کہ اس مقام طیب و طاهر و خانہ خدا میں ہر حال میں کہیں جائیں۔ قیام کریں۔ اور یہی وہ نفوس مقدسہ ہیں۔ جن کو خدا نے ہر ایک قسم کی پلیدی سے خواہ جنابت لگی ہو یا غیر جنابت کی ظاہری ہر یا باطنی سب سے طاهر و مطہر بنا دیا ہے۔ اور یہی بینہ حبیب عندکہ الرحمن اہل البیت و بیطہ صمد تظہیرہ کا مصداق اہل بیت نبوت و رسالت ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر جناب ابن علیؓ بن ابی طالبؓ نے اسی سے اپنی تطہیر پر استدلال کیا ہے۔ جیسا کہ

ان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ مطہر ہیں ہر ایک دس دس و سیل کچیل سے پس جب ان کو پاک کر دیا۔ اور ان کو مصطفیٰ بنایا۔ تو ان کے لئے وہی چیز پسند کی ہے جو اپنے لئے کی۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَلِلَّهِ خُمُسُهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَلِلْيَتَامَىٰ وَلِلْفُقَرَاءِ** اور اس کے رسول اور رسول کے اہل القرباء کو اس کا خمس دو۔ اور جو اہل القرباء میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبی کو رسول کے ساتھ بہت سی چیزوں میں شریک کیا ہے۔ اور فخر الدین الرازی نے پانچ چیزیں ان میں سے یہ شمار کی ہیں۔ **أَوَّلُ سَلَامٍ** کہ اپنے پیغمبر کے لئے فرمایا ہے۔ **اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ** اور اس کے اہل بیت کے لئے فرمایا **سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَسِينَ** دوسرے شہدیں درود محمد و آل محمد و فرج واجب ہے۔ اور بلا اس کے حضرت پر درود ناقص ہے۔ تیسرے طہارت کہ خدا نے اپنے پیغمبر کے لئے فرمایا۔ **ظَهَرَ لِي طَاهِرٌ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَتَشْفُقَنَّهُ** اے طاہر ہم نے تجھ پر کتاب اس لئے نازل نہیں کی ہے کہ تو تکلیف اٹھائے اور اہل بیت پیغمبر کے حق میں فرمایا۔ **أَشَاءُ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** چوتھے تحریم صدقہ کہ حضرت نے فرمایا: "نہیں حلال ہے صدقہ محمد و آل محمد پر" پانچویں اپنے پیغمبر کی بابت فرمایا ہے۔ **إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ خدا تمہیں محبوب بنائے گا اور اہل بیت نبی کے لئے فرمایا۔ **قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ** اے پیغمبر کہہ دو کہ میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں چاہتا مگر یہی کہ میرے ذوی القربی اہل بیت سے مودت رکھو۔

ان احادیث و آیات سے ثابت ہوا کہ اہل بیت کو اس طرح صدقات سے پاک و پاکیزہ رکھا گیا ہے اور طاہر و مطہر بنایا گیا ہے۔ اور وہ اہل بیت جن پر صدقہ حرام ہے۔ محمد و آل محمد ہیں۔ جو ذوی القربی پیغمبر ہیں۔ اور جن کی مودت و محبت واجب ہے۔ اور جن کا حق خمس ہے۔ لہذا طاہر و مطہر یہی ہیں۔ اور تطہیر انہی کی شان ہے۔ اور آیت تطہیر انہی اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ انہی کے لئے جو اس میں کوئی بدعت و شرکت نہیں۔ صاحب کتاب البیان والتمییز۔ یعنی ابو عثمان عمر بن بحر المجاہظ البصری اسی المستزلی فرماتے ہیں: "للقب نے لوگوں کی عقلوں کو کھردرایا ہے اور اخلاق خراب کر دی ہیں۔ اور خواہ مخواہ نفی بدعت اہل بیت میں تنازع کرتے ہیں۔ اگر خدا نبی ہاشم کو تمام لوگوں کے مساوی بناتا۔ تو ان کو خمس میں جمعہ ذوی القربی سے مخصوص نہ فرماتا۔ اور نہ فرماتا کہ اپنے قریب ترین کچھ اور مخلص خاندان کو ہدایت کر۔ اور اگر ان کو خدا اور لوگوں کے مساوی

بناتا۔ تو ان پر صدقہ حرام نہ کرتا۔ **فَمَا هَذَا إِلَّا لِيُكَرِّهَهُمُ عَلَى اللَّهِ لِطَهَارَتِهِمْ** ہے یہ تحریم صدقات مکران کی طہارت اور عند اشدان کی کراہت کی وجہ سے۔ اسی واسطے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ **نَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ لَا يَقَاسُ بِنَا أَحَدٌ** ہم اہل بیت کے ساتھ کسی دوسرے کا قیاس نہیں کیا جاسکتا! پس طاہر و مبہر اور آیہ تطہیر کا مصداق اہل بیت محمد و آل محمد ہی ہیں۔ نہ ازواج نہ بیٹے

دلیل چہار و ہم

طَهَارَتِ مَوْلَدِ اہم نور محمدی اور ولادت پیغمبر کے ذکر میں احادیث و روایات ترجیح اگر چلے ہیں۔ آنحضرت کے آباء و اجداد تا حضرت آدمؑ طیب طہارہ و سلمان و مومنین بنی یا وحی بنی تھے۔ اور کہیں حضرت نجاست کفر و شرک و جاہلیت سے طوٹ نہیں ہوئے۔ ہمیشہ اصحاب طہارہ سے ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں کسی رسم جاہلیت سے آلودہ نہیں ہوئے۔ اور اس صفت میں محمد و اہل بیت بن کا نور ایک ہی ہے سب مساوی ہیں۔ اور یہ شرافت صرف نبیؐ اور اہل بیت نبیؐ ہی کے لئے ہے۔ **لَمَّا قَالَ وَهَكَذَا يُنْقَلُ اللَّهُ نُورِي مِنْ طَيْبٍ إِلَى طَيْبٍ طَهَارَتِي طَهَارَتِي أَنْ أَوْصَلَهُ اللَّهُ إِلَى صَلَافِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَصَلَهُ إِلَى أَبِي** امینہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ **قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَهْبَطَنِي اللَّهُ إِلَى الْأَرْضِ فِي صَلَافِ آدَمَ وَصَلَنِي فِي صَلَافِ نُوحٍ فِي السَّفِينَةِ وَقَدْ نَابَنِي فِي صَلَافِ إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ بَدَّلَ اللَّهُ يُنْقَلُنِي مِنَ الْأَصْلَابِ الْكَرِيمَةِ إِلَى الْأَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتَّى أَخْرَجَنِي مِنْ بَيْنِ أَمْزِجٍ لَمْ يَلْتَقِ عَلَى سَخَابٍ قَطُّ نَبِيٌّ قَدَانِي نَبِيٌّ آدَمَ فِي بَيْنِ مَجْهَ زَمِينٍ** پر آتا رہا۔ اور پشتِ نوحؑ میں کشتی پر سوار کیا۔ اور صلیب ابراہیمؑ میں مجھ کو آتشِ نمرود میں پھینکا۔ اور برابر خدا مجھے اسی طرح اصحابِ کریم سے ارحام طہارہ کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھ کو میرے والدین سے نکالا۔ جو کبھی زنا سے اکٹھے نہیں ہوئے! اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نور نبیؐ اور اہل بیت نبیؐ ایک ہی ہے۔ اور یہ نور صلیب عبدالمطلب میں علیحدہ علیحدہ ہوا ہے۔ اس لئے اس طہارت میں وہ سب مساوی ہیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں: **لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ قَدْ جَاءَكُمْ تَمَاسًا** نفیس ترین نفوس میں سے آیا ہے (فرماتے ہیں) کہ

پیغمبر از روئے سب نسب و مہر نفیس ہے یعنی فی ابائی من لدن آدم سفاہ کثنا
 ہنگام۔ ہمارے آباء و اجداد میں آدم سے تا ایں دم کوئی زنا سے پیدا
 نہیں ہوا۔ ہم سب کے سب نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔ کبھی نے لکھا ہے۔
 کہ میں نے نبی کی پانچ سو مائیں گئیں۔ جن میں سے کوئی زنا کی اولاد اور معاذ اللہ زانیہ نہیں
 ہے۔ اور ان میں کوئی وہ بری رسم نہیں پائی۔ جو اہل جاہلیت میں پائی جاتی تھی۔ اور جمع الفوائد میں
 ابن عباس وغیرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مَخْرُجٌ مِنْ نِكَاحٍ وَ كُنْ اَخْرَجَ مِنْ
 سَفَاحٍ مِنْ لَدُنْ اَدَمَ اِلٰی اَن ذَكَرْتَنِيْ اَوْ اَمَّا اَيْضًا مَا ذَكَرْتَنِيْ مِنْ سَفَاحٍ لِّجِبِلِيَّةٍ
 شَقِيٍّ مَّا ذَكَرْتَنِيْ اِلَّا نِكَاحٌ كِنِكَاحٍ اَنْ اَسْلَمَ۔۔۔ یعنی میں نکاح سے
 پیدا ہوا ہوں۔ اور آدم سے لے کر تا ایں کہ میری ماں نے مجھے جنا کبھی رسم زانیہ سے نہیں نکلا۔
 اور زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ تا آدم تمام اصحاب و ارحام طیب و طاہر ہیں۔ اور زمانہ جاہلیت کے
 زنا نے مجھے کہیں نہیں جنا۔ میرے تمام آباء و اجداد تا حضرت آدمؑ اسلام کی طرح نکاح صحیح
 ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔

پس یہ امارت بالصرحت وال ہیں کہ طہارت مخصوص ہے نبی و اہل بیت نبی سے اور
 یہی مطہر تطہیر الہی ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ سے پاک و پاکیزہ۔ اسی وجہ سے جس وقت امام حسینؑ پیدا ہوئے
 ہیں۔ توصیفہ نے کہا۔ میں نے ابھی ان کو پاک نہیں کیا ہے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا۔ تم اس
 کو کیا پاک کر دو گی۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَهُ ذَهَبًا خَدَّاهُ خَدَّاهُ خَدَّاهُ خدا نے اس کو پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے۔
 محمد و آل محمدؑ کے سوا اور کسی کی بابت قطعی طور سے نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ نکاح جاہلیت سے
 پیدا نہیں ہوئے۔ ازواج نبیؑ اس تطہیر میں ہرگز تشریک نہیں ہیں۔ اور یہی ایک کامل و مکمل و
 اعلیٰ صفت اہل بیت طاہرین کی ہے۔ کہ سوائے ان طاہرین معصومین مخصوصین منصورین اور کوئی
 شخص اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کوئی صحابی و غیر صحابی اس تطہیر کا یقینی ثبوت نہیں دے سکتا اور
 یہی اقول دلائل طہارت اہل بیت نبویؑ ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ آیہ تطہیر کا مصداق
 سوائے ان مطہرین معصومین اور کوئی بن نہیں سکتا۔ سوائے خاندان نبویؑ کوئی عرب اس کا مدعی
 نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ہندو اصل ہندی النسل پنجابی مدعی نبوت کا ذہاب اہل بیت طاہرین
 میں داخل ہونے کا دعویٰ کرے۔ اِنَّ هٰذَا الْاَفْتِرَاءُ اور ان کی یہ دائمی ابدی
 طہارت دلیل ہے۔ کہ مطہر اور معصوم اور آیہ تطہیر کے مصداق اہل بیت

یہی ہیں۔ وذاک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

المستفاد

[illegible]

اگر تم نہیں جانتے۔ تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ پس ہم ہی اہل ذکر ہیں۔ کیونکہ ذکر رسول ہے۔ اور ہم اس کے
اہل ہیں حال اللہ تعالیٰ قل انزل اللہ الیکم ذکرا رسوٰی ایہ تحریم نبات ہے۔ پس اگر
تمام زمینیں آل رسول ہوتے۔ تو ان کی لڑکیاں نبی پر حلال نہ ہوتیں جس طرح عائشہ کی بیٹیاں نبی پر حلال نہیں
ہیں۔ کیا رخصتیں خدا فرماتا ہے۔ قال رجل من آل خرعون لہم اوردہ شخص یمن فرعون کے
یمن کا بیٹا تھا۔ پس اس کو اوردہ نے نسبت فرعون کی طرف منسوب کیا اور اوردہ سے دین اس کی طرف
منسوب نہیں کیا۔ اسی طرح ہم مخصوص ہیں۔ کہ سب ہم آل نبی سے ہیں۔ کہ ہماری ولادت اسی سے ہے
انھم منی وانا منہ

بارھویں خدا فرماتا ہے۔ وَاَمَّا اَهْلُكَ بِالْمَقْلُوۡحِ وَاصْطَبٰۤیْ عَلَیْہَا۔ حضرت رسول
درود اوردہ ناظر زہرا پر کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ القسۃ اہل ولایت تمام علماء اور اماموں نے کہا۔
خدا تم اہل بیت کو تمام امت کی طرف سے جزائے خیر دے۔ کہ ہر ایک امر شبہ کی تفسیر و بیان تمہارے
ہی پاس ملتا ہے۔

کتاب المناقب میں ابو طفیل عامر بن واہب سے مروی ہے۔ اور باتفاق امت انہوں نے
تمام صحابہ کے آخرین وفات پائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ عی کریم اللہ جب نے فرمایا۔ کہ رسول خدا
نے فرمایا۔ اے علی تو میرا وصی ہے۔ تیری لڑائی میری لڑائی ہے اور تیری صلح میری صلح۔ اور تو امام
اور ان کے گیارہ اماموں کا باپ ہے۔ جو سب کے سب مظہر و معصوم ہیں۔ اور انہی میں سے مہدی ہے۔
جو زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اے علی
اگر کوئی تجھے اور تیری اولاد کو اللہ دوست رکھے۔ تو وہ میرے ساتھ محشور ہوگا۔ اور تم میرے ساتھ
درجہ عالی میں ہو گے۔ اے علی تم ہی تاسم جنت دہار ہر اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو نار میں داخل
کر دے گا۔ (جیسا کہ سابقاً ذکر کیا)

سنن ابن ماجہ میں ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ ایک روز ہم رسول خدا کی خدمت میں
حاضر تھے۔ کہ چند جوانان۔ نبی مائیم آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے آئے۔ یہ دیکھ کر آنحضرت کا رنگ
متغیر ہو گیا۔ ہم نے عرض کیا۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ آپ کے چہرے کے آثار حزن و دلال نمایاں
ہیں۔ فرمایا۔ ہم اہل بیت کے لئے خدا نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا ہے۔ اور
میرے اہل بیت میرے بعد بلاؤں مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے۔ متفرق و پریشان
اور ہلا وطن کئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ سیاہ علم لٹے ہوئے مشرق سے آئیں اور وہ خیر کی

تلاش کریں۔ پس ان سے بھڑائی نہ کی جائے گی۔ وہ جنگ کریں گے۔ پس ان کی نصرت ہوگی اور جو کچھ وہ مانگیں گے ملے گا۔ مگر وہ اس وقت قبول نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ دے دیں گے اس کو میرے اہلیت میں ایک شخص کو جو زمین کو عدل و داد سے پُر کرے گا۔ ورنہ نیک لوگوں نے ظلم و جور سے پُر کر دیا ہوگا۔ پس تم میں جو یہ چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ ان سے مل جائے۔ اگرچہ گھٹوں کے بل برت پر چل کر پہنچے پھر کتاب الفردوس میں اور دوسرے مروجی سے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا: عَلِيٌّ بَابُ عَلِيٍّ وَمَعِينٌ مَتَى مَا ارْسَلْتَ يَدَهُ مِنْ بَعْدِي حَبْلٌ اِيْدَانِ بَغْضِهِ نِفَاقٌ وَالْمَنْظَرُ لِيَهْ رَافَةٌ وَمُؤَدَّتُهُ عِبَادَةٌ ۔ ۔ ۔ علی میرے علم کا دروازہ ہے میری امت کے لئے بہتین رسالت ہے۔ جو کچھ میں لایا ہوں۔ اس کا پہنچانے والا وہ ہے۔ علامہ محمّد بن جابر بن عبد اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک روز رسول خدا مدینہ کے ایک باغ میں تھے۔ اور علیؑ کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا۔ پس ہم ایک کھجور کے پاس سے گزرے۔ کہ وہ کھجور چھانی ہوئی۔ محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء و ابوالانیمۃ الطاهرین پھر ہم ایک کھجور کھچے پاس سے گزرے۔ تو آواز آئی۔ ہذا المہدی و ہذا الہادی۔ پھر آگے بڑھے۔ تو ایک کھجور کے آواز آئی۔ ہذا محمد رسول اللہ و ہذا علی سید اللہ۔ پھر رسول خدا نے فرمایا اے علیؑ اس کا نام صحابی رکھ دو۔ پس اس کا نام صحابی رکھا گیا۔ کہما حر و ذکر۔

شرح الکبریٰ الامم قال علیؑ لکم اللہ و بھجہ لکم سیرت الریاسة و جلست علیہ لکھیت بین اہل التوراة بتوراتہم و بین اہل الانجیل بانجیلہم و بین اہل القرآن بقرانہم الحدیث یعنی اگر میرے لئے سند لگائی جائے۔ اور میں اس پر بیٹھوں۔ تو اہل توریت میں توریت سے اور اہل انجیل میں انجیل سے اور اہل قرآن میں قرآن سے فتوے دوں۔ اور فیصلہ کروں۔ فلینظر الی جامعیتہ بعلم خاتم الرسل و یعلم شرایع الانبیاء و انما وکسبت لہ صلیۃ الحجا معیتہ بمطالعة کتبہم بل جامعیتہ من الودائے و العلم اللدنی و الالہامات الالہیة و ہذا المرتبة بالانسان الکامل و ہذا اخر تراترک الخسنة و یقال لہا الخسرات الخمسة عنہ الصوفیة و الانسان الکامل جامعہم جمع الخسنة و ہونیتہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و انہ پس حضرت علیؑ کی جامعیت علم قائم الانبیاء و جمیع علم شرایع الانبیاء کی طوت۔ یکساں چاہئے کہ سب پر احاطہ نامہ رکھتے ہیں۔ اور یہ جامعیت علم و اور احاطہ ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ یہ وراثتہ آیا ہے وادتنا بکتاب الدین۔ صطفین من عبادنا و جعلنا فی ذریت النبوۃ و الکتاب و العلم لدنی و الہامات الہیہ سے حاصل

ہوتا ہے۔ اور یہ مرتبہ انسان کامل کا ہے۔ اور یہ آخرت نزلات خمسہ سے ہے۔ اور صوفیہ ان کو حضرات
خمسہ کہتے ہیں۔ اور انسان کامل جامع ہوتا ہے جمیع مظاہر الہیہ کو۔ اور وہ انسان کامل
ہمارا پیغمبر اور اس کا یہ وارث علوم و باب شہر علوم و حکمت علی ابن ابی طالب
ہے۔ جو اکثر فرماتے تھے۔ سلونی قبل ان تفقدونی فان بین جنبی علما جما کالبحار
الزواجر پر پھر قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میرے سینہ میں علوم کے دریا ئے زخار موج زن
ہیں۔ ولو کان البحر مداد الکلمات لریح لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
و لو جئنا بمثل صلا حاد یہ تمام احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اہل بیت کا مصدر اقی سوائے
محمد و آل محمد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور یہی اہل بیت نبوی ہیں۔ کہ جو بدر پیغمبر طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا
ہوئے۔ کسی کو تیغ ظلم سے مسجد میں شہید کیا گیا۔ اور کسی کو زہر سے ہلاک کیا گیا۔ اور کسی کو جلتی ہوئی
زمین پر جھوکا پیاسا مع میال و اطفال و احباب و اصحاب ذبح کیا گیا۔ کسی کو قید میں رکھا گیا۔ جلاوطن
کیا گیا۔ اور پھر زہر سے ہلاک کیا گیا۔ ازواج نبی کو کس نے قتل کیا۔ کس نے زہر دیا۔ اور
کس نے جلا وطن کیا۔ اہل بیت نبی کو اس طرح پریشان و بے وطن کیا گیا۔ کہ کسی کی قبر مدینہ میں ہے
اور کسی کی کوثر میں۔ کسی کی دریا ئے فرات کے کنارے اور کسی کی بغداد میں۔ اور کسی کی خراسان میں۔
و قبر بغداد لنفس ذکبة تضمنها الرحمن فی الغرقات و قابر بطوس یا لہذا
من مصیبة توقد بالاحشاء لہم اہل بیت نبی زرنجی اور تمام فضائل میں شل نبی ہیں۔ الا انہ لا
نبی بعدک۔ مگر نبوت آنحضرت پر ختم ہو چکی۔ اہل بیت نبی جامع جمیع مظاہر الہیہ و مصدر
کلمات ربو یہ ہیں۔

ہا علی بشر کیف بشر ربہ فیہ تجلی و ظہر
اہل بیت کی تشفیص اور ان کے ثبوت میں اور بیشمار احادیث اور دلائل ہیں۔ اور ستائشیں
کی احادیث کتب صحاح ستی و شیعہ میں مروی ہیں۔ مگر اس مختصر میں ان کی گنجائش کہاں۔ اگر
سب کو جمع کیا جائے۔ تو ایک مجلد نہیں پندرہ مجلد بلکہ بیسوں جلدیں تیار ہوں۔ امام الحرمین علی
بن محمد البحرینی استاد ابراہیم غزالی تعجب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے بغداد میں ایک
جلد گر کی دکان پر ایک کتاب دیکھی جس میں روایات حدیث غدیر خم کا بیان تھا۔ اور اس پر
لکھا ہوا تھا۔ "اسٹائیسویں جلد" اور اس کے بعد اٹھائیسویں اور پچاسویں جلدیں۔ کہ
حدیث ولاد و حدیث غدیر خم اہل بیت ہی کی تعریف و تشفیص میں ہے۔ پھر اس مختصر میں تمام

احادیث کہاں جمع ہو سکتی ہیں اور جملہ دلائل کہاں لکھی جاسکتی ہیں۔ مگر اثبات مقصود کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے۔ اور جس کے دل میں ذرا سا بھی نور ایمان ہوگا۔ ان کو دیکھ کر یقین کر لے گا کہ اہل بیت محمد وآل محمد ہیں۔ ازواج نبی کسی صورت میں اہل بیت کا مصداق نہیں ہو سکتیں۔ اور نہ ان کے سوا اور کوئی مصداق اہل بیت ہو سکتا ہے۔ محض جہالت یا عداوت سے ایسا کہا جاتا ہے۔ اور علماء محققین سب اس پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ اہل بیت یہی بزرگوار ہیں۔ اور کوئی اس فیضیت میں ان کا شریک نہیں ہے۔

ان احادیث و روایات و آیات کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ خدا اور رسول حرام نے اہلبیت کی فیضیت اور شان ظاہر کرنے اور لوگوں کو بتلانے اور ان کو راہ حق دکھانے اور نجات کی صورت بتلانے میں کیا کچھ اہتمام کیا ہے۔ اور کس کس طریق سے لوگوں کو ہدایت کی ہے۔ اور کن کن تدابیر و طرق سے کتاب اللہ و اہل بیت کی متابعت کا حکم دیا ہے۔ اور کن کن طرق سے بتلایا ہے۔ کہ قرآن انہی کے پاس ہے۔ علم قرآن انہی سے حاصل کرو۔ اگر ان سے علم قرآن نہ لیا۔ تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہلاک ہو جاؤ گے۔ صراطِ مستقیم سے پھر جاؤ گے۔ مگر افسوس صد افسوس بلکہ صد ہزار افسوس کہ مسلمانوں نے ایک بات پر بھی کان نہ دھرا۔ اور دونوں سے ایک کی بھی متابعت نہ کی۔ حتیٰ کہ ہر و شما سے ہزاروں بلکہ لاکھوں احادیث مروی ہیں۔ اور اہل بیت جن کے سینوں میں قرآن ہے اور جواہر باب علوم نبوی ہیں اور قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ ان کی متابعت تو کیا مثل عام راویوں کے ان سے احادیث بھی نہیں لیں۔ تمام کتب صحاح میں مشکل سے چند حدیثیں نکلیں گی۔ وہ بھی نہ اصول و فروع و معارف میں بلکہ نہایت جزوی فروعات بعیدہ ہیں۔ حالانکہ ان سے ایک راوی نے ستر ستر ہزار حدیثیں یاد کی تھیں۔ صاحب صحیح مسلم حار بن یزید جعفیؓ کی بابت لکھتے ہیں۔ جو محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کے اصحاب میں سے تھے۔ اور صادق آل محمد کی صحبت سے فیضیاب تھے۔ کہ ان کو ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ جو کل کی کل رسول خدا سے مروی تھیں۔ مگر اس سے اس لئے نقل نہیں کی گئیں۔ کہ وہ مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ کتب تفاسیر کو اول سے آخر تک دیکھ جائیے۔ شاید ہی کہیں کسی تفسیر میں ان مفسرین قرآن و مبیین قرآن کا قول ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ وفات رسول سے تین سال اور بلکہ بعض روایات کی رو سے سترہ ماہ پیشتر مسلمان ہوئے۔ ان سے کتب صحاح اہل سنت میں پانچ ہزار احادیث مروی ہیں۔ اور اہل بیت نبوت و رسالت و معاون تنزیل و تاویل و ابواب

علوم نبرتی کے بارہ اماموں سے چند روایات۔ حالانکہ قرآن اور اہل بیتؑ ساتھ ساتھ ہیں۔ قرآن ان کے ساتھ ہے۔ اور وہ قرآن کے ساتھ ہیں۔ اور قرآن باطن اہل بیتؑ ہے اور اہل بیتؑ قرآن ناطق۔ پھر جب اہل بیتؑ کو چھوڑا۔ تو قرآن بھی ضرور چھوٹ گیا۔ اور اس لئے روز قیامت یہ دونوں رسول خدام سے شکایت کریں گے۔ اور رسول خدام امت سے انہی دونوں کی بابت سوال کریں گے۔ اور مسلمانوں کے پاس کچھ جواب نہ ہوگا۔ اگر مسلمان علوم قرآن کو ان مفسرین قرآن سے لیتے تو آج علم کے لئے در بدر نہ بھٹکتے پھرتے۔ قرآن اس وقت باور بند پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ رسول خدام روز قیامت بارگاہ الہی میں یوں شکایت کریں گے۔ **وَكَايَ الرَّسُولِ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُومًا** اور گاریری تو تم نے اس قرآن کو جھاڑ ڈال دیا۔ اور اس پر عمل نہ کیا۔ اور اہل بیت علیہم السلام شکایت ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ ان کو ترک ہی نہیں کیا گیا بلکہ طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ اور وہ ظلم کئے گئے۔ جو کسی نے نہ دیکھے تھے نہ سنے تھے۔ شجرہ اہل بیتؑ کی ایک شاخ فرزند رسولؐ جب گر گئی تو بنو ناس آل عباؑ و اصحاب کساء و چادرِ تطہیر حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام روز عاشورا اپنے آخری سجدے اور آخری عبادت میں فرماتے ہیں۔ **اللهم متعال مکان عظیم الجبروت شدید الکبریا و انا عزت بنیک و ولد حبیبک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خذلونا و طردنا و غدرنا و قتلونا۔ الخ۔** اے پروردگار صاحب بندی و بزرگی صاحب عظمت و جبروت و کبریا۔ میں تیرے نبیؐ کی عزت ہوں۔ اور تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں۔ تیری امت نے ہم کو ذلیل و رسوا کیا۔ اور آوارہ وطن کیا۔ ہمارے ساتھ بے وفائی کی۔ اور ہم کو قتل کیا الخ۔ یہی دیگر ائمہ اہل بیتؑ فرماتے رہے۔ اسی پر اکتفاء نہیں۔ اب ان سے اس نام اہل بیتؑ کو بھی چھینا جاتا ہے۔ اور اس فضیلت کو مٹایا جاتا ہے۔ **فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْبَصَارِ ذِبْ اِهْدِ قَوْمِي اَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ**۔

دی ان احادیث مبارکہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر و بیشتر **تلمیح** (جگہ اہل بیتؑ سے پہلے "عترت" فرمایا ہے۔ اور اس کے نکتہ کی طرف اشارہ بھی کر چکے ہیں۔ لیکن ہم یہاں اس کی کچھ اور تشریح کرنی چاہتے ہیں۔ تاکہ فائدہ کامل ہو۔ لغت عرب میں "عترت" کے معنی "اصل" (جڑ) ہیں۔ اور "شق کرنے"۔ "چیرنے" اور "ذبح" کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ پس اگر ذرے لغت کسی کی "عترت" وہ ہیں۔ جو ایک ہی اصل سے ہوں۔ اور "عترت رسولؐ" وہ لوگ ہوں گے

جو رسول ہی کی اصل سے ہوں۔ پس اگر سلسلہ توالد کو اصل قرار دیا جائے۔ تو عزت رسول و عزت رسول ہیں۔ اور پھر ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد۔ لیکن احادیث صحیحہ وال ہیں۔ کہ حضرت علیؓ عزت رسول ہیں جیسا کہ انہی احادیث اہل البیت میں آچکا ہے۔ اور علامہ ابن حجر صواعق محرقة میں بالتقریح فرماتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ کہ علیؓ عزت رسول سے ہیں۔ حالانکہ حضرت علیؓ اولاد رسول اللہ میں نہیں ہیں۔ پس حقیقت امر یہ ہے کہ یہاں اصل رسول سے مراد اصل حقیقت نورانیہ محمدیہ ہے وہ نور محمدی جو صلب حضرت آدمؑ سے تا صلب حضرت عبدالمطلب اصحاب طاہرہ ارحام مطہرہ میں منتقل ہوتا آیا ہے۔ اور وہ نور یہاں سے تقسیم ہوا۔ اس نور کے دو ٹکڑے ہوئے۔ ایک صلب حضرت عبد اللہ میں گیا۔ اور ایک صلب حضرت ابوطالب میں۔ پس نور علیؓ اور نور نبیؐ ایک ہی ہے۔ یہ ایک اصل ہے جس کے دو تنے یا دو شاخیں علیؓ و نبیؐ ہیں۔ اور یہیں سے حضرت علیؓ عزت رسول ہیں۔ اور یہی تاویل ہے اس آیه مبارکہ کی۔ **ذٰلِی الْاَرْضِ قَطَعُ مِّنْ جَبْرٰتٍ کَجَبْرٰتِ مِّنْ اَعْنَابٍ وَ زُرْعَةٍ وَ نَخِیْلٍ صِنَوٰنٍ وَ غَیْرِ صِنَوٰنٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ یَّنْفِلُ بِعَظْمٍ اَعْلٰی بَعْضُہٗ لِی الْاُخْرٰی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَا یَاتِ لِقَوْمٍ یُّزِیْنُوْنَ** اور زمین میں بعض قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ اور انگوٹھ کے باغ ہیں اور زراعت ہے۔ اور کھجوریں ہیں۔ جن میں سے بعض ایک جڑ سے دو رنگ ہیں اور بعض ایک ہی۔ اسی کی تفسیر میں علامہ ثعلبی جابر ابن عبد اللہ الانصاریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ **اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ وَ النَّاسُ مِنْ اَشْجَارٍ شَتٰی** میں اور علیؓ ایک ہی درخت سے ہیں۔ ایک درخت کی دو شاخیں اور ایک جڑ کے دو تنے ہیں۔ اور باقی تمام لوگ مختلف درختوں سے۔ اور یہیں سے **اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُّوْرٍ وَّاحِدٍ** مستنبط ہے۔ علیؓ اور نبیؐ ایک ہی اصل سے ہیں اور ایک ہی نور کے دو ٹکڑے۔ اور اس لئے حضرت علیؓ حقیقی عزت رسول ہیں۔ اور جناب ناظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا جزد نور محمدی ہیں۔ کیونکہ اولاد جزد ہوتی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ حضور میرت سے نور ناظمی بھی مثل علیؓ نور محمدی ہی ہے۔ پس وہ بھی ہر اعتبار سے عزت رسول ہیں۔ اسی طرح حضرت حسین علیہما السلام جزد نور علویؓ و محمدی ہیں۔ پس وہ بھی عزت رسول ہیں۔ پھر حضرت علیؓ بن الحسین زین العابدینؓ نور علویؓ و محمدی ہیں۔ اور حضرت محمد بن علیؓ بن الحسینؓ جامع نور نبیؐ و نور محمدیؐ و نور علویؓ ہیں۔ بعد ان کے جعفر بن محمد نور محمدی و علویؓ ہیں۔ اور ان کے بعد ان کے فرزند موسیٰ بن جعفر۔ بعد ان علی بن موسیٰ۔ پھر محمد بن علیؓ۔ پھر علی بن محمد۔ پھر حسن بن علیؓ۔ پھر محمد بن حسن بن علیؓ۔

بروز نور محمدی و علوی ہیں۔ اور اس طرح سے تمام ائمہ اہل بیت علیہم السلام رسول ہیں۔ اور اسی طرح وارث علوم نبوت و صاحب شرف رسالت و داخل خانہ نبوت و رسالت و ولایت و خلافت مطلقہ و طہارت و عصمت ہیں۔ پس حقیقی مصداق اہل البیت سوائے ان حضرات معصومین طاہرین اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ احادیث مرویہ میں حضرت نے فرمایا۔ کہ ”میری عمرت وہی ہے جو میرے گوشت پرست اور میری اصل سے ہیں۔“ یہ حضرت نے اس لئے فرمایا۔ یعنی لفظ عمرت بولا اور اس کی تشریح و تفسیر کی۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ بعض اہل فریب جہال کو دھوکا دیں۔ اور کہیں کہ وہ وارث علم نبی ہیں۔ اس لئے اہل البیت میں داخل ہیں۔ حضرت نے اس اہل فریب کا پچھلے ہی علاج کر دیا۔ کہ میرے اہل بیت اور وارث علوم نبوت تو صرف وہی لوگ ہوں گے جو میری عمرت میری اصل سے ہیں۔ اور میرے نور کے ٹکڑے ہیں۔ اور کوئی وارث علوم نبوت نہیں ہو سکتا۔ اور اہل بیت نہیں کہلا سکتا۔ اور تشریح فرمایا۔ کہ میں اور میرے اہل بیت ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس اجزاء نور یہ محمدیہ اس کی عمرت و اہل بیت ہیں۔ اور صرف انہی کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ اور صاحبان ولایت و امامت و خلافت اور وارث علوم نبوت ہیں۔ اور اس وقت میں اصل عمرت رسول میں سے سوائے حضرت جنت ابن الحسن العسکری اور کوئی وارث علوم نبوت و داخل خانہ شرف رسالت و عصمت و طہارت نہیں ہے۔

”والناس من الشجر الشخی“ سے اور مزید تشریح کر دی کہ باقی لوگ اس شجرہ طیبہ سے نہیں ہیں۔ انکی اصل اور ہے۔ یہ شجرہ طیبہ نور سے ہے وہ خاکی ہیں۔ وہ عرشی ہے یہ ارضی ہیں۔ وہ معصوم ہے۔ یہ غاطی ہیں۔ وہ صالح دہا ہر ہے یہ مجس و عامی ہیں۔ وہ ہرگز اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔ وہ وارث نبوت و صاحب شرف رسالت نہیں کہلا سکتے۔ یہاں سے پنجابی جھوٹے مدعی عیسویت و مہدویت کا یہ قول بھی بالصراحت باطل ہو گیا۔ کہ وہ وارث علوم و معارف نبوی ہے اس لئے اہل بیت میں داخل اور اس لئے وہ نبی ہے۔ مہذا اللہ معاذ اللہ کہاں ایک ہندو اصل ہندی زلمہ پنجابی۔ کہاں نور قدیم محمدی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ”انھذا الاختلاف عمرت وہ بلکہ جو بھی یہ دعویٰ کرے۔ باطل محض ہے اور مدعی کاذب و مفتری و ناسق و ناجر۔ واللہ کا

یہدی القوم القاسقین :

نتیجہ یہ کہ اس بیان سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اہل بیت نبوت و رسالت صرف حضرات چہارہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور سابق الذکر اسی شخصہ ہیں

علاوہ تصریح اسم و نسب تفصیلی و تشخیص تصریحی دلالت کرتی ہیں۔ کہ مہدی موعود و ہادی آخر الزماں
 اور سب سے آخری مصلح عالم الہدیت نبوت ہی سے ہے۔ اور اس لئے یہ چودہ احادیث نبویہ متعلق
 تشخیص اہل بیت اور چھ دلائل قرآنیہ احادیث سابق الذکر سے مل کر ایک سو خاص دلیلیں ہیں
 اس بات پر کہ مہدی موعود فرزند رسول و جگر بند بتول و بلند علی و خلف حسین بن
 علی محمد بن الحسن العسکری حجتہ العصر والزماں عجل اللہ فرجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 ہے۔ پھر ان دلائل کے ساتھ باب دوم کی احادیث حصر عدد ائمہ و تشخیص خلفاء رسول مہدی کو ملانے سے
 جو دلالت کرتی ہیں۔ کہ خلافت حقیقیہ رسول اور امامت ایک ہی سلسلہ ہے۔ اور یہ خلافت و
 امامت مخصوص و منحصر ہے۔ ائمہ اہل بیت میں۔ اور امام مہدی آخر الزماں انہی ائمہ سے ہے۔ تشخیص
 مہدی و تشخیص امامت حضرت حجت محمد بن الحسن العسکری میں ایک سو اٹھائیس دلیلیں ہوتی
 ہیں۔ اور باب اول کی چیل حدیث جو علاوہ اثبات وجود امام تشخیص مہدی پر بھی شہادت دیتی ہیں۔
 جیسا کہ ہم بعض جگہ اشارہ بھی کر آئے ہیں۔ اثبات امامت حضرت محمد بن الحسن العسکری پر ایک سو
 اڑتھ دلیلیں ہوتی ہیں۔ اور باقی دلائل اسی باب اور ابواب لاحقہ کے ضمن میں مذکور ہوں گی۔
 اور یہ ایک سو اڑتھ دلیلیں ہر دیگر منہی دلائل کتاب و سنت مل کر تقریباً دو سو ہو جاتی ہیں جو ناظر
 بمقتصر سے پوشیدہ نہیں ہیں بکمال وضاحت ثابت کرتی ہیں۔ کہ سوائے اس خاص شخص شخص حضرت
 محمد بن الحسن العسکری بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
 علیہم السلام جتنے مدعی امامت و مہدویت گزرے ہیں خواہ وہ کسی ملک کسی قوم اور کسی خاندان سے کیوں
 نہ ہوں۔ خواہ وہ علوی و ناظمی ہی کیوں نہ فرض کئے جائیں۔ اور جتنے ناظروں امام مہدی موعود آئندہ ہونگے
 جو سائنہ کا ذہین کے عدد کو پررا کریں گے۔ سب یقیناً جھوٹے ہیں۔
رد مخالف جن فرق نے اس جناب کے سوا کسی کو مہدی موعود جانا ہے خواہ کیسا نیسہ ہوں
 یا ادا قبیہ یا زیدیہ یا عسکریہ۔ سب جھوٹے ہیں۔ اقول اس لئے کہ ان دلائل
 امامت میں سے ایک دلیل بھی ان کی صداقت پر دلالت نہیں کرتی۔ دوم احادیث تشخیص
 ائمہ میں سے کسی حدیث میں پیغمبر نے ان کی امامت کی خبر نہیں دی ہے۔ اور نہ ان کو مہدی کہا
 ہے۔ سوم ان حضرات میں کوئی خصوصیت خصوصیات مہدی آخر الزماں سے نہیں پائی
 جاتی۔ جیسا کہ احادیث سابقہ سے ظاہر ہے۔ اور آئندہ معلوم ہوگا چہارم ائمہ اہل بیت
 میں سے ان فرق باطلہ نے جس امام کی مہدویت کا دعویٰ کیا ہے۔ خود انہی حضرات نے

ان کی تکذیب فرمادی ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ ہمدی آخر الزماں نہیں ہیں۔ اور ائمہ
اہل بیت سے ہر ایک امام نے ہمدی آخر الزماں کی خبر دی ہے۔ اور اس کی تصریح و تفسیح فرمائی
ہے۔ پیغمبر ان تمام کی وفات ثابت ہے۔ سب سے پہلے بعض جہال نے محمد بن حنفیہ کی امامت
و مددیت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ احادیث دال ہیں کہ جس وقت امام زین العابدین حضرت علی
بن الحسین نے ان کو لے جا کر حجر السود سے محاکمہ کیا ہے۔ اور خداوند عالم نے حجر اسود کو گویا
کیا اور امامت علی بن الحسین پر شہادت دلائی۔ اور محمد حنفیہ کی تصدیق نہ کی۔ تو خود محمد حنفیہ نے
اس دعوے سے اعراض کیا اور حضرت علی بن الحسین کی امامت کا اقرار کیا۔ اور اسی بناء پر
ستید حمیری و ابو خالد کابلی وغیرہا نے اس خیال باطل سے توبہ کی اور رجوع کیا۔ اور
وفات محمد حنفیہ مشہور و معروف ہے۔ اور **ستید حمیری** فرماتے ہیں کہ میں غلو کرتا تھا
اور محمد بن الحنفیہ کی غیبت کا قائل تھا۔ اور اس اعتقاد میں مدت تک گمراہ رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ
نے محمد پر صادق آل محمد کے ذریعے سے احسان کیا۔ اور مجھ کو آتش جہنم سے نکالا۔ اور میں نے
بعد موت عقیدہ حضرت صادق آل محمد سے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ! ہم احادیث و اخبار
میں غیبت کا حال پڑھتے ہیں پس یہ غیبت کس کے لئے واقع ہوگی۔ اور امام غائب کون ہے؟
آپ نے فرمایا کہ غیبت میری نسل کے چھٹے فرزند کے لئے واقع ہوگی۔ اور وہ ان ائمہ اثنا عشر
میں سے بارہواں امام ہے۔ جو بعد رسول اللہ ہادیان خلق ہیں۔ اول علی ابن ابی طالب ہیں۔
اور آخری قائم باقی بقیۃ اللہ فی الارض و صاحب الزماں ہے۔ اگر وہ اپنی غیبت میں اتنے
عرصے تک بھی باقی رہے جتنے عرصہ حضرت نوح کی رسالت۔ تو بھی وہ ظاہر ہوئے بغیر دنیا
سے نہ جائے گا۔ اور زمین کو عدل و داد سے پُر کرے گا۔ جب میں نے یہ سنا۔ تو فوراً توبہ کی۔ اور
اس جناب کی شان میں یہ قصیدہ کہا۔ **قلما دایت الناس فی الدین قد علموا بچخضرت**
باسم اللہ فیمن تبجھروا الخ

اور حیان بن السراج سے مروی ہے۔ کہ وہ حضرت صادق آل محمد کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ تو آپ نے دریافت کیا۔ یا حیان تیرے اصحاب محمد بن الحنفیہ کی بابت کیا کہتے ہیں۔
عرض کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ وہ زندہ ہے اور خدا کے پاس سے رزق پاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ
میرے پر بزرگوار اس کے مرض الموت میں موجود تھے۔ انہوں نے مرتے وقت آنکھیں بند
کیں۔ اور قبر میں اتارا۔ اور ان کی نو بیویوں کے نکاح کئے۔ اور ان کی میراث تقسیم کی۔

عرض کیا۔ حضرت محمد بن الحنفیہ کا حال حضرت عیسیٰ کا سا ہے۔ کہ ان کا معاملہ لوگوں پر مشتبہ رہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ عیسیٰ کا معاملہ ان کے اویام پر مشتبہ رہا یا اعداد پر؟ عرض کیا۔ اعداد پر فرمایا کیا میرے والد اپنے چچا کے اعداد میں تھے؟ عرض کیا۔ نہیں۔ فرمایا۔ پھر ان پر کبیر نکران کا حال مشتبہ رہ سکتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے تدفین و تکفین کی۔ اور قبر میں رکھا۔ دو سستوں سے حال مشتبہ نہیں رہتا۔ اشتبہ و دشمنوں کے لئے ہے اور حضرت باقر العلوم خود فرماتے ہیں کہ میں محمد بن الحنفیہ کے پاس اس وقت گیا۔ کہ جب ان کا آخری وقت تھا۔ میں نے کہا۔ کچھ وصیت کیجئے۔ تو ان کی زبان بند ہو گئی اور کچھ نہ کہہ سکے۔ میں نے لگن میں ریب بھر کر منگایا۔ اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ کہ اس پر انگلی سے نقش کر دیجئے۔ انہوں نے انگلی سے لکھا۔ اور میں نے اس کو نقل کر لیا۔ اور وفات محمد بن الحنفیہ سب سے میں واقع ہوئی۔ اور قتل محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن مشہور و معروف اور خیال فرد مغیرہ صریح البطلان۔ بعد اس کے بھی نادوسیمہ غلطی میں پڑ گئے۔ اور حضرت صادقؑ کو امام غائب کہنے لگے۔ حالانکہ حضرت نے بیگزوں مرتبہ امام غائب کی خبر دی ہے۔ اور آپ کی وفات منصور و والقی کے زہر سے ہوئی۔ اور بعد ازاں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کا امام ہونا ان کے اعتقاد کو باطل کرتا ہے۔ اور یہ اعتقاد محض عبداللہ بن النافس کی بہالت ہے۔ اسی طرح قول وانیسہ باطل ہے۔ خود امام موسیٰ بن جعفرؑ امام غائب کی تصریح فرمایا چکے ہیں۔ اور وفات آپ کی مسلم ہے۔ چنانچہ عمر بن ولید سے مروی ہے۔ کہ مجھ کو ایک رات کو جبکہ میں بغداد میں تھا۔ سندی بن شہاب نے بلایا اور مجھے کہا۔ کہ کیا تم ایسے لوگوں کو جانتے ہو۔ جو موسیٰ بن جعفرؑ کو بیچتے ہیں۔ میں نے لوگوں کے نام بتلائے۔ اس نے ان کو بھی بلوایا۔ پھر ان سے بھی یہی سوال کیا۔ انہوں نے بھی کچھ نام بتلائے۔ اور اس نے ان کو بھی بلوایا۔ اور پیاس سے زیادہ آدمی ہو گئے۔ پھر وہ سندی ہی ہم کو بلا کر لے گیا۔ اور مجھ سے کہا۔ موسیٰ بن جعفرؑ کے منہ سے کپڑا ہٹاؤ۔ میں نے کپڑا ہٹایا۔ تو ان کو مردہ پایا۔ اور میں رونے لگا۔ پھر سب لوگوں سے کہا۔ کہ دیکھو سب نے یکے بعد دیگرے دیکھا۔ پھر کہا۔ کیا تم سب شہادت دیتے ہو۔ کہ یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں۔ سب نے کہا۔ ہم شہادت دیتے ہیں۔ کہ یہ وہی جناب ہیں اور مردہ ہیں۔ پھر آپ کی شرم کا، کپڑا ڈال کر باقی جسم اقدس کھول کر سب کو دکھلایا۔ پھر سب نے تصدیق کی۔ اور کہا کوئی شبہ نہیں۔ بیشک یہ وہی جناب ہیں۔ بعد ازاں سندی نے حکم دیا۔ کہ تم سب یہیں رہو۔ اور ان کی تجہیز و تکفین میں شریک ہو۔ اور

روایات کتب تواریخ میں درباب وفات جناب مرثیہ بن جعفر و جناب علی بن موسی الرضا بہت ہیں۔ اور اسی طرح وفات جناب امام حسن العسکری ثابت و محقق ہے۔ اور اس جناب نے اپنے فرزند اور امام غائب کو لوگوں کو دکھلادیا ہے۔ اور اس لئے ان کو امام غائب کہنے والے جھوٹے اور کاذب ہیں۔ اور نہیں ہے امام غائب مگر وہ محمد بن حسن العسکری۔ ابتداً اس قسم کے شبہات وفات کی حضرت عمرؓ سے ہوئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر آپ نے اعلان کیا۔ مآصات محمد و انبا غاب کعبیہ موسیٰ عن قومہ واندہ سیطرہ بعد غیمۃ یعنی رسول خدا مر گئے ہیں۔ یہ کربل مرثیہ غائب ہو گئے ہیں۔ اور بد نصبت ظاہر ہوں گے۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ یہ کیا کہو ہے۔ ہر خدا تو اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ انک میت و انھم میتون یعنی پیغمبر تو بھی مرد ہے اور وہ بھی۔ تب وہ اپنے اس قول سے باز آئے۔ پس جس طرح حضرت عمرؓ کے فرمانے سے بیات ظاہر یہ پیغمبر ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ دلائل وفات پر دال تھیں۔ اسی طرح بعض جہال کیسیانیہ و واقیفہ وغیرہم کے کہنے سے حیات امام محمد بن حنیفہ مرثیہ بن جعفر و علی بن مرثیہ و حسن بن علی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اتنی احادیث کثیرہ و دلائل قاطعہ کے مقابلہ میں ان جہال کے اقوال سند نہیں ہو سکتے اور ان روئے دیانت اسلامی ان سے تمسک نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے شبہات مصلحہ سے دلائل قطعیہ و براہین یقینیہ مشکوک و مشتبہ اور باطل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح وفات اسمعیل بن صادق مشہور و معروف ہے۔ اور حضرت صادقؓ نے تمام ماضین گو ان کا جنازہ دکھلایا۔ اور منہ کھول کر پہنچوا یا۔ جیسا کہ روایات و کتب تواریخ و سیر شاہد ہیں۔ دعویٰ اسمعیلیہ درباب اسمعیل باطل محض ہے۔ اور ان کا قول مردود۔ اور اسی طرح ان کے فرستے قرامطہ و مبارکیہ باطل محض ہیں۔ سوائے تہمت و قیاسات و خرافات و شبہات و شکوکات کوئی دلیل قطعی خدا و رسولؐ سے نہیں رکھتے۔ اور ان کے قیاسات فاسدہ و دلائل قطعیہ یقینیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وٹس علی ذالک اصل یہ ہے کہ جب اصل امامت ہی ان کے لئے ثابت نہیں ہے۔ تو دعویٰ ہمدویت بالمشک باطل ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ بعد پیغمبر امامت خلق مخصوص ہے اہل بیت سے۔ اور امام ہمدی و امام آخر الزماں انہی ائمہ اہل بیت میں سے ہر مہواں امام ہے۔ تو یہ قول بھی باطل مطلق ہے کہ ہمدی آخر الزماں اولاد عباس سے ہوگا۔ اور کوئی دلیل اس باب میں موجود نہیں ہے۔ ہاں پیغمبر نے عباسیوں کے ملک و سلطنت کی خبر دی ہے۔ اور وہ ضرور بادشاہ ہوئے۔ لیکن اس بادشاہت کو اس امامت سے کوئی تعلق نہیں۔ امام مخصوص و

منصوص ہیں۔ اس مہدی کی بابت یہ جھوٹی روایت کہ اولاد عباسؑ سے ہوگا عباسیوں کے زمانے میں وضع کی گئی ہے۔ جس کی عادت تھی۔ کہ ان کے خوش کرنے کو ایسی روایات گھڑتے تھے۔ چنانچہ بعض شعراء خلیفہ مہدیؑ کی مہدی آخر الزماں کہ دیتے تھے۔ لیکن یہ قول کہ مہدیؑ اولاد عباسؑ سے ہے۔ ایسا رکبیک و شیعہ ہے۔ کہ علامہ شیعہ و سنی میں سے کبھی نے بھی اس پر اعتبار نہیں کیا ہے۔ حتیٰ کہ علامہ ابن حجر صاحب المعاد نے بھی اس کی تاویل کی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ شاید اس وجہ سے عباسؑ کو پدر مہدیؑ کہا گیا۔ کہ مہدیؑ کے جد بزرگوار نے ام الفضل زوہدہ عباسؑ کا دودھ پیا تھا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ آنحضرتؐ سے ہرگز ایسا نہیں فرمایا۔ روایت محض جعلی ہے۔ فتنہ بڑے محض بادشاہت نہ دلیل امامت علیؑ ہے نہ ہوگی۔ احادیث مذکورہ الصدر سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ مہدیؑ آخر الزماں ہم نام و ہم کیفیت جناب رسول انامؑ ہے۔ یعنی ابوالقاسم المحمّد والبر ابراہیم الاحمّد۔ اور یہ روایت محض مجہول و مرفوع ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے باپ اور مہدیؑ آخر الزماں کے باپ کا نام بھی ایک ہے۔ روایت واحد ایک سوا حدیث صحیحہ کہ باطل نہیں کر سکتی۔ اور علامہ شافعیؒ نے تصریح فرمادی ہے۔ کہ روایت میں اسحٰب ابیہ اسحٰب ابیہ نے زیادہ کیا ہے۔ کیوں کہ اس کی عادت تھی کہ زیادہ کر دیا کرتا تھا۔ اور میں سے زائد روایات ثقات نے جو روایت کیا ہے۔ اس میں سے کسی میں یہ لفظ نہیں ہے۔ کہ اس کے باپ کا نام مثل نام رسول خداؐ ہے۔ اور اس لئے علامہ ابن حجر نے جو کچھ اس باب میں لکھا ہے۔ یقیناً غلط ہے اور کسی طرح قابل توجہ نہیں۔ ان کے باپ کا نام عبد اللہ نہیں ہے بلکہ الحسنؑ ہے۔ اور بفرض محال اگر روایت کو مانا جائے۔ تو مراد باپ سے داد ہوگی۔ اور مطلب یہ ہوگا۔ وہ اولاد حسینؑ سے ہے۔ اور اس کے جد بزرگوار ابو عبد اللہ الحسینؑ بن علیؑ ہیں۔ یعنی اولاد حسنؑ سے نہیں ہے۔ اور یہ بھی یقیناً صحیح ہے۔ کہ مہدیؑ آخر الزماں اولاد حسینؑ سے ہے۔ جیسا کہ دلائل قرآنیہ اور احادیث سے ثابت ہے۔ ہرگز اولاد امام حسنؑ سے نہیں ہے۔ تعجب ہے۔ کہ اس قدر احادیث کثیرہ کے ہونے سے جناب علامہ ابن حجر جیسے عالم بھی محض ایک روایت کی بنا پر مہدیؑ آخر الزماں کو امام حسنؑ کی اولاد سے کہتے ہیں حالانکہ خود سلسلہ ائمہ اہل بیتؑ انہوں نے اولاد حسینؑ ہی سے قرار دیا ہے۔ کہ لا یخفی علیٰ متبحرین ہاں سلسلہ ائمہ ایک طرف سے جناب امام حسنؑ بسط اکبر پر منتهی ہوتا ہے۔ یعنی نسل حسینؑ اولاد آدم اہل بیتؑ حضرت امام زین العابدین علیؑ بن الحسینؑ سے جلی ہے۔ اور وہ امام ہیں اور علیؑ ابن الحسینؑ کا عقد امام عبد اللہ یا امام الحسنؑ دختر جناب امام حسنؑ سے ہوا تھا۔ اس لئے

جناب محمد بن علی الباقرا امام خامس دوحیال کی طرف سے جناب امام حسین کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔ اور خضیال کی طرف سے جناب امام حسن سے۔ اور آپ میں نور سبطین کا اجتماع ہوا ہے۔ اور چونکہ ہمدی آخر الزماں انہی محمد بن الباقرا کی نسل سے ہیں۔ اس لئے وہ جناب دوزبور گواہ حسن و حسین کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ اصل نسب باپ دادا کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے اصل اولاد حسین ہیں۔ نہ اولاد حسن۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کو آپ کے والد ماجد حسن عسکری کے اسم مبارک سے شبہ پڑ گیا ہے۔ کیونکہ ان کا نام حسن ہے۔ اور حسن سے حسن بن علی ابن ابی طالب خیال کر لیا۔ یا جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے۔ تاکہ امر مشتبہ ہو جائے۔ اور جو روایت سنن ترمذی میں مروی ہے۔ کہ ہمدی اولاد حسن سے ہے یقیناً مرفوع ہے۔ کیونکہ بیشمار روایات مبہمہ متواترہ کے خلاف ہے۔ یا نسخ کو شبہ ہوا ہے۔ اور بجائے حسین حسن پڑھا گیا اور جو تاویل علامہ ابن حجر نے کی ہے کہ چونکہ حضرت حسن نے امامت ترک کر دی تھی اور معاویہ سے صلح کر لی تھی۔ اس لئے خدا نے ہمدی کو ان کی ذریت سے قرار دیا۔ نہایت اکذب ہے۔ اول اس لئے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ متبع شہادت سید الشہداء امامت ذریت حسین ہے۔ اور معاویہ سے صلح کرنا ترک امامت کا ہم معنی نہیں ہے۔ اور نہ امامت خلافت ظاہری کے ہم معنی ہے۔ وہ اپنے وقت میں ضرور امام ہے۔ امامت اولاد حسین کے لئے روز ازل سے مخصوص و منصوص ہے۔ بیساکر ثابت کیا جا چکا ہے۔ اور اس باب میں جملہ اقوال اور تمام تاویلات غلط و باطل ہیں۔ بہر صورت یہ خیال غلط ہے کہ ہمدی آخر الزماں حسنی ہے۔ اور یہ جزئی اختلافات دلائل قطعیہ اجماعیہ کے مقابلہ میں کسی شمار میں نہیں آسکتے۔ اور ان سے اصل پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ جبکہ وہ ہر طرح مبرہن مدلل و محقق ہے۔ اور اس روایت میں یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی کے پیر و فرزند مغربہ نے اس کو وضع کیا ہو۔ کیونکہ بعض روایات کی رو سے محمد بن عبد اللہ مذکور مدعی ہمدویت تھے۔ بہر صورت اس کے غلط ناقابل عمل و غیر معتد ہونے میں کسی عاقل کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ ان دلائل و براہین سے اس روایت کی رکاکت و سفاکت بھی واضح دلائل سے ہے۔ کہ لا محمدی الا حسینیؑ ابن مسیحہ دینی نہیں ہے ہمدی مگر عیسیٰ بن مریمؑ جیسا کہ حاکم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ لیکن حاکم نے نقل کے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اور دلتہ تعجب لا محتجبا بہ یعنی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اس روایت کو بطور تعجب نقل کیا ہے نہ بغرض احتجاج۔ علامہ بیہقی کہتے ہیں۔ کہ روایت محض محمد بن خالد سے مروی ہے۔ اور اس لئے متواترات کے مقابل سند نہیں ہو سکتی۔ اور حاکم نے

تصریح فرمائی ہے۔ کہ یہ روایت مجہول ہے۔ اور اصلاً مرفوع۔ اور نسائی فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت
 مشکوٰۃ ہے۔ اور ابن ماجہ کھتے ہیں۔ شافعی کے سوا کسی محدث نے اس کو روایت نہیں کیا ہے۔
 لیکن چونکہ شافعی سے اور روایات عجمی مترجمہ در باب ہندی آخر الزماں مروی ہیں۔ اس لئے معلوم ہوتا
 ہے۔ کہ انہوں نے بھی مثل حکم بطور تعجب نقل کیا ہے نہ بغرض استدلال و احتجاج اور از روئے التقاض
 اگرچہ وہاں اس کی تصریح نہ کی ہو۔ اہل عقل پر چھوڑ دیا ہو۔ اور اعتقاد شافعی دوسری روایات و بیانات
 سے واضح ہے۔ کہ وہ ہرگز یہ اعتقاد نہیں رکھتے۔ کہ عیسیٰ بن مریم ہی ہندی ہیں۔ اور کیوں کہ ہر مسلمان
 ہے کہ وہ ایسا اعتقاد کر سکیں۔ اگر ایسا کریں۔ تو وہ سیکڑوں اہادیث نبوی کے منکر ہوں گے۔
 علامہ سلیمان قندوزی فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت اور تین درجہ سے مجہول و مجہول ثابت ہوتی
 ہے۔ اول یہ کہ اصل روایت یہ ہے۔ عَنْ أَنَسٍ مِّنْ قَوْلِ كَلَامِ يَزِيدُ الْأَمْرُ الْأَشَدَّ وَلَا
 الدُّنْيَا إِلَّا دُبَابًا وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُعَاعٌ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شَرِّ الْخَلْقِ وَلَا
 تَهْدِي إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَنِ النَّبِيِّ (معاذ اللہ فرمایا) نہیں بڑے کاموں دنیا مگر سختی میں اور دنیا
 اور آدمی اور لوگ بھل میں۔ اور نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدترین خلق پر۔ اور نہیں ہے ہندی مگر عیسیٰ
 بن مریم اس لئے اگر یہ روایت صحیح ہو تو چاہئے۔ کہ یزید بن معاویہ کے وقت اسے مسلمانوں پر سختی
 آج تک زیادہ ہی ہوتی گئی ہو۔ اور دنیا میں خیر و صلاح باقی نہ رہے۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقع ہے۔
 دوم اس لئے کہ آنحضرت کی بعثت سے پہلے عرب میں خبر ہندی مشہور و معروف نہ تھی۔ جو حضرت
 ان سے یہ فرماتے۔ کہ نہیں ہے وہ ہندی جس کو تم کہتے ہو مگر عیسیٰ بن مریم۔ سوم اس لئے کہ
 خدا نے اپنی کتاب اور کتب سابقہ میں ہندی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پس اس وجہ سے پیغمبر نے
 اپنی امت کو خبر دی ہے۔ جس طرح کہ انبیاء سابقین نے ہمارے پیغمبر کی اور احوال ہندی کی بشارت
 دی تھی۔ اور ان تمام بشارات کو میں نے مشرق الا کو ان میں ذکر کیا ہے۔ پس کیونکہ بشارات ہندی
 عیسیٰ کے لئے ہوں۔ حالانکہ تمام انبیاء مع حضرت عیسیٰ ان کی بشارت دیتے آئے ہیں۔ اور اس لئے
 یہ روایت باطل محض ہے۔ علاوہ انہیں پیغمبر نے ہندی کے حسب السبب و اسم و رسم و مناقب و
 فضائل و علامات و نشانات کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ جن میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ پر صادق نہیں
 کیوں کہ ممکن ہے۔ کہ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین
 بن علی بن ابی طالب فرزند زہراء بنت محمد المصطفیٰ عیسیٰ بن مریم بن جانیں۔ کیوں کہ ممکن ہے۔
 کہ خود ہی رسول خدا یہ فرمایاں۔ کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نزول فرمائیں گے اور اس ہندی آخر الزماں کے

ثابت نہیں ہو سکتا۔ جو جہاں اس کو سند لاتے ہیں۔ یہ ان کی حماقت کی دلیل ہے۔ اگر مہدی عجیے ایک ہو۔ تو لازم آتا ہے۔ کہ کل ائمہ اہل بیت و عیسیٰ ایک ہوں۔ اور ائمہ اہلبیت میں سے کوئی بھی امام نہ ہو۔ بلکہ کسی کا بھی وجود نہ ہو۔ اور یہ باطل محض و محال صریح ہے۔ لہذا یہ خیال بھی باطل ہے کہ مہدی عجیے ہیں اور بالکل محال و محتجہ مطلق ہے۔

بلاشبک ولا یریب اول اول جناب رسول خدا نے دنیا میں اسلام کو قائم کیا۔ اور قیام باسیت فرمایا۔ لیکن بعد الاسلام غریباً و مدیعوں غریباً الاسلام حالت غربت میں ظاہر ہوا۔ اور عنقریب اسی حالت میں لوٹ جائے گا، بھی آپ نے ہی فرمایا۔ اور پھر اسلام اسی حالت غریبی پر لوٹ گیا۔ بعد ازاں امام حسینؑ نے اسلام کے حق و باطل میں دیوار قائم کی۔ اور اس کو بالکل فنا ہونے سے بچا لیا لیکن حالت غربت سے نہ نکال سکے۔ اور یہ نفسیت مہدی آخر الزماں کے لئے مخصوص رہی۔ کہ اسلام کئی طور پر ان کے زمانے میں عزت و غلبہ حاصل کرے۔ اور وہ جناب دنیا میں اسلام کو پورے طور سے ذبح و اور قائم کریں گے۔ اور بعد ظہور آنجناب عیسیٰ آسمان سے اتر کر ان کی تصدیق فرمائیں گے اور نصرت کریں گے۔ اور لوگوں کو اس جناب کی طرف دعوت دیں گے۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لن تمھدک امة انا و اولما و المہدی فی وسطھا یعنی فی الخیر باختلاف بعض الفاظ) فافہم و تدبر۔

علامہ ابن حجر اس روایت کی بابت یہ تحقیق فرماتے ہیں۔ کہ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جزیرہ کے مفسرین نے اور مل مخالفہ اسلام کے ہلاک کرنے کے لئے سوائے عیسیٰ بن مریم اور کوئی مہدی نہیں ہے۔ یا یہ کہ نہیں ہے مہدی معصوم مگر عیسیٰ دیکھ اس لئے تاویل کی گئی ہے۔ کلن کے نزدیک عصمت اگر ہے تو صرف نبی کے لئے ہے نہ امام کے لئے۔ اس کے متعلق ہم کچھ چکے ہیں۔ یعنی عصمت لازم امامت ہے۔ اور امام نہیں ہوتا مگر معصوم۔ اور محی الدین العربی کے نزدیک ہر نص رسول اللہ نے مہدی کی عصمت کی بابت کی ہے۔ وہ کسی کی بابت نہیں ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے۔ اور ابراہیم بن یسرو نے طاؤس سے کہا۔ کہ کیا عمر بن عبد العزیز مہدی ہے؟ کہا۔ نہیں۔ کیونکہ اس نے عدل کو کامل نہیں کیا مہدی آخر الزماں تمام لئے زمین کو عدل سے پُر کر دے گا۔ یعنی وہ من جملہ مدیین ہے۔ نہ مہدی آخر الزماں جس کی خبر دی گئی ہے۔ اور وعدہ کیا گیا ہے۔ اور محمد بن حنفیل نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ منجملہ ان مدیوں کے ہے۔ جن کا ذکر رسول اللہ نے اس حدیث میں کیا ہے۔ تم پر لازم ہے۔ کہ میری سنت پر عمل کرو۔ اور ان کی سنت پر جو

یصلک یعنی دمی ہمارا بہترین اوصیاء ہے اور وہ تیرا شہر ہے۔" جیسا کہ بعض احادیث میں آچکا ہے۔ اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا۔ تو اللہ اس کو دراز کر دے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص مالک تمام روئے زمین ہو جو مالک ہر گاہ و دلیم اور قسطنطنیہ کا پٹا

اور حاکم سے یہ حدیث صحیح مروی ہے۔ کہ ابن عباسؓ نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے۔ کہ ہم اہل ابیت میں سے چار ہیں۔ ہم میں ہی سے سفاح ہوگا۔ ہم میں ہی سے منذر ہوگا۔ ہم میں ہی سے منصور اور ہم میں سے مدئی۔ پس اگر اہل بیت سے مراد تمام بنی ہاشم ہیں۔ تو پہلے یہ تین نسل عباس سے ہوں گے۔ اور چوتھا یعنی مدئی نسل فاطمہ سے۔ پس اس میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ کہ مدئی اولاد فاطمہ سے ہے۔ اور اگر ان چاروں سے مراد اولاد عباس سے ہوں۔ تب مدئی سے مراد تیسرا خلیفہ عباسی ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ عباسیوں میں ایسا ہی ہے جیسا کہ عمر بن عبد العزیز بنی امیہ میں۔ کیونکہ اس کو عدل تمام اور سیرت حسنہ حاصل تھی۔ اور اس لئے بھی کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ مدئی کا نام نام نبی ہے۔ اور ان کے باپ کا نام آنحضرتؐ کے باپ کے نام کے موافق ہے۔ اور یہ مدئی ایسا ہی ہے۔ کیونکہ وہ محمد بن عبد اللہ المنصور ہے۔ اور اسی کی تائید ابن عدی کی اس خبر سے ہوتی ہے۔ کہ مدئی میرے چچا عباسؓ کی اولاد سے ہے۔ لیکن ذہبی نے کہا ہے۔ کہ یہ حدیث صرف محمد بن الولید مولاؓ بنی ہاشم سے مروی ہے۔ اور وہ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ اس لئے ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتی اس لئے یہ بھی غلط ہے۔ کہ مدئی کے باپ کا نام مثل نام پدر بزرگوار حضرت رسولؐ مختار ہے۔ اور تاویل اس کے خلاف نہیں ہے۔ جو اوصاف ابن عباسؓ نے مدئی کے بیان کئے ہیں۔ کیونکہ ان کو اس مدئی پر بھی حمل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ خیال باطل محض صدق حقیقی صرف مدئی آخر الزماں ہی پر ہو سکتا ہے۔ اور جب کہ اس کلام کی یہ تاویل ہو سکتی ہے۔ تو یہ بات ان احادیث صحیحہ کے منافی نہیں ہے۔ جس میں ثابت ہے کہ مدئی اولاد فاطمہ سے ہے۔ کیونکہ اس سے مراد وہ مدئی ہے۔ جو آخر الزماں میں ظاہر ہوگا۔ اور اسی کی بابت بحث ہے نہ اس مدئی عباسؓ کی بابت۔ اور وہ مدئی ہے۔ جس کے پیچھے علی بن مرثم نماز پڑھیں گے۔ اور یہ روایت کہ بعد مدئی بارہ شخص مالک زمین یا بادشاہ ہوں گے۔ چھ اولاد حسنؓ سے اور پانچ اولاد حسینؓ سے اور آخر کسی اور خاندان سے۔ بالکل واهیات ہے۔ یعنی اول تر یہ احادیث صحیحہ کے مخالفت ہے۔ دوسرے احادیث

میں یہ آچکا ہے۔ کہ وہ مہدی آخر الزماں میں آئے گا اور عیسیٰ اس کی اقتداء کریں گے۔ لہذا اس کے بعد کسی اور کا بادشاہ ہونا خلافت فرض ہے اس کی تشریح ابواب لاحقہ میں آئے گی اور یہ اس حدیث طبرانی کے بھی خلافت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ اور بعد خلفاء اسراء۔ اور بعد اسراء ملک۔ اور بعد ملک شاہان جبائر۔ پھر میری اہل بیت میں سے ایک شخص خروج کرے گا۔ اور وہ زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ پس مہدی سب سے آخر میں ہے اس کے بعد اور کوئی نہ ہوگا۔ اور قحطانی نے کہا ہے۔ کہ ہم اس کلام ابن عباس کو اس پر بھی محمول کر سکتے ہیں۔ جو ابن عباس نے ہی رسول اللہ سے روایت کیا ہے۔ یعنی کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ وہ امت ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں میں ہوں اور وسط میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ بن مریم۔ بایں طور کہ اس مہدی سے مراد مہدی عباس ہیں نہ مہدی آخر الزماں۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ وسط سے مراد ماقبل آخر ہے۔ اور اس صورت میں مطلب حدیث یہ ہوگا۔ کہ نزول عیسیٰ سے پہلے مہدی خروج فرمائیں گے۔ اور بعد ازاں حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے۔ اس بیان کے بعد علامہ حدیث احمد رو مارودی کو روایت کر کے جس کا آئندہ ذکر آئے گا تنبیہ میں فرماتے ہیں کہ اظہر یہ ہے۔ کہ خروج مہدی قبل نزول عیسیٰ ہے۔ اور ایک قول ضعیف یہ ہے۔ کہ بعد نزول عیسیٰ ہے۔ اور ابوالاسود الدیلمی نے کہا ہے۔ کہ خروج مہدی کے باب میں احادیث متواترہ مستفیضہ آنحضرت سے مروی ہیں۔ اور یہ کہ وہ اہل بیت نبوی سے ہے۔ اور وہ سات سال ملک زمین رہے گا۔ اور زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ اور وہ عیسیٰ بن مریم کے ساتھ خروج کرے گا۔ اور عیسیٰ اس کی قتل و قبال پر مدد کریں گے۔ اور دقبال کو ارض فلسطین میں باب الشہر پر قتل کر دیں گے۔ اور وہی اس امت کا امام ہوگا۔ اور عیسیٰ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور یہ بات جرمدی ہے۔ کہ مہدی عیسیٰ کو نماز پڑھائیں گے اور عیسیٰ ان کی اقتداء کریں گے۔ اس پر احادیث دال ہیں۔ جیسا کہ معلوم ہو چکی ہیں۔ اور جو سعد الدین التفتازانی نے روایت کی ہے۔ کہ عیسیٰ مہدی کو نماز پڑھائیں گے کیوں کہ وہ بوجہ نبوت اس کے سزاوار ہیں۔ اس پر کوئی شاہد اور کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مہدی عیسیٰ بن مریم کو اس لئے نماز پڑھائیں گے۔ کہ یہ ظاہر ہو جائے۔ کہ وہ ہمارے نبی کے تابع ہو کر آئے ہیں۔ اور انہی کی شریعت پر عمل کریں گے۔ اور حکم کریں گے۔ اور انہی شریعت میں کسی قسم کا اختیار و استقلالی نہیں رکھتے ہوں گے۔ اور اگر مہدی یا اور کوئی فرد امت مہدی عیسیٰ ابن مریم کی اقتداء کرے۔ تو یہ غرض نرت ہو جائے گی۔ اور حضرت اپنی شریعت میں مستقل سمجھے جائیں گے۔ اور یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ یہ تابع شریعت

محمدی ہیں۔ پس ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ممدی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کریں گے۔ انتہی پر

علامہ موصوت کے اس بیان اور تحقیق سے بخوبی واضح ہے۔ کہ یہ امر باطل محض ہے۔ کہ عیسیٰ ہی ممدی امت ہیں۔ اور یہ حدیث محض مجہول و مجہول ہے۔ ہرگز قابل سند نہیں۔ اور کید نیک ایک روایت مجہول مجہول سیکڑوں احادیث صحیحہ متواترہ و مستفیضہ کے مقابل سند ہو سکتی ہے اور کیوں کر دشمن متغائر الذات والصفات شخص واحد ہو سکتے ہیں۔ اسی بیان سے یہ بھی تصدیق ہو گیا۔ کہ حدیث عیسیٰ فی آخر عالم بھی اس کی دلیل نہیں ہے۔ کہ ممدی اور عیسیٰ ایک ہی ہیں۔ اور آخری ہادی عیسیٰ ہیں۔ اور یہ ہرگز علماء محققین اہل سنت کے نزدیک مسلم نہیں ہے۔ اور یہ روایت کہ ممدی آخر الزماں اولاد عباس سے ہے بالکل موضوع ہے۔ اور یہ کسی طرح ثابت نہیں ہے۔ کہ ممدی آخر الام اولاد عباس سے ہے۔ بلکہ جملہ محققین علماء کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ کہ ممدی آخر الزماں اولاد فاطمہ اور اہل بیت نبوی سے ہے۔ اور انہی کے پیچھے عیسیٰ نزول فرما کر نماز پڑھیں گے اور ان کی متابعت و اقتداء کریں گے۔ اور انصیت امام مطلق و خلیفہ خدا حضرت ممدی آخر الام نبی جزئی پر ثابت اور محقق و مبرہن ہے۔ کما حود کذا اس لئے جناب ممدی کا حضرت عیسیٰ کے پیچھے نماز پڑھنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ممدی امت کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ فافہم۔ اس سے انکار ضروریات دین سے انکار کرنا اور معاذ اللہ آنحضرت صادق امین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین اطہا ہرین کی تنکزیب کرنا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جملہ اقوال فرق باطلہ غلط محض ہیں۔ اور ممدی صرف حضرت جبرائیل بن الحسن ہیں یہاں تک کہ ممدی آخر الزماں کا اطلاق ائمہ اہلبیت سے کسی امام پر نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ جو سلسلہ امامت ہی سے خارج ہیں۔ خصوصاً وہ مدعی جو دراصل دائرہ اسلام ہی سے خارج ہیں۔ ان پر کیونکر اس ممدی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ خواہ ممدی ہوں یا ہندی پنجابی ہوں یا ہندوستانی کشمیری ہوں یا لداخی۔ ہاں ان ہندی مدعیان عیسویت و ہندویت کے لئے یہ ضرور شایاں ہے۔ کہ وہ کرشن یا راجندر یا ہنومان یا راون کی رمج کے بروز و ظہور کے اپنے میں مدعی ہوں۔ اور ان کے مظہر نہیں محمد عربی کے سلسلہ امامت میں ان کو دخل ممکن نہیں۔ وہ ہندویت اسی جناب سے مخصوص ہے۔ جو روز ازل سے دنیا کو شرک و کفر و اتحاد سے صاف و پاک کرنے کے لئے

منسوب و منصوص کیا گیا ہے۔ اور اسی واسطے جمع علماء امامیہ اثنا عشریہ اور اکثر و بیشتر علماء محققین اہل سنت جن کی کتب مدار دیانت ہیں اور جن کے اقوال موثوق بہ و معتد علیہ وہ سب باتفاق اسی کے قائل ہیں۔ کہ مہدی موعود وہی حجت ابن الحسن العسکری ہیں۔ اور وہ پیدا ہو چکے ہیں۔ اور حکم خدا و غائب موجود ہیں۔ اور جب اذن خدا ہو گا ظاہر ہوں گے۔ پشیمانچہ بیان ذیل سے اس کی مزید تائید و تصدیق ہوتی ہے:

فصل

اسماء کرامی علماء محققین اہل سنت جو موجود و غیبت امام مہدی کے قائل ہیں

ایشخ العلامة کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ بن الحسن القرشی نصیبی النسی الشافعی
 اپنی کتاب مستطاب مطالب السؤل میں فرماتے ہیں۔ (الباب الثاني عشر في ابني
 القاسم محمد بن الحسن الخالص بن علي المتوكل بن محمد القانع بن علي
 الرضا بن موسى الكاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علي بن الحسين
 بن علي بن ابی طالب المہدی الحجة الخلف الصالح المنتظر عليهم
 السلام (ملاحظہ ہو آخر کتاب)۔ بعد ازاں فرماتے ہیں۔ وہ بضعة الرسول و طاہرة البتول کی نسل
 طیب و طاہر سے ہے۔ ستر من سئے میں ۲۵۵ھ میں ولادت ہوئی۔ اور آپ کا نسب باپ کی
 طرف سے یہ ہے۔ ابن ابی محمد الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا بن موسیٰ کاظم
 بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسن النضر بن علی المرتضیٰ امیر المومنین
 علیہم السلام۔ اور آپ کی والدہ ام ولد صقیلہ ہیں۔ جن کو حکیمہ و غیرہ بھی کہتے ہیں۔ نام آپ کا محمد
 ہے۔ اور کنیت ابوالقاسم۔ لقب الحجة۔ الخلف الصالح اور المنتظر ہے۔ اس کے بعد
 احادیث و روایات نقل کر کے شبہات و اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے

ہیں۔ کہ اگر کوئی معترض یہ اعتراض کرے۔ کہ یہ احادیث نبویہ جو کثیر التعداد ہیں۔ اور کل کی کل مصرح ہیں۔ اور صحیح و متفق علیہ ہیں۔ اور ان پر اجماع امت ہے کہ آنحضرت ہی سے صادر ہوئی ہیں۔ اور وہ مصرح اور صحیح ہیں اس بات کے ثابت کرنے میں کہ مہدی اولاد فاطمہ زہرا سے و حضرت رسول و اہل بیت نبوت و رسالت سے ہے۔ اور یہ کہ اس کا نام مثل نام رسول ہے۔ اور وہی زمین کو عدل و داد سے پُر کرے گا اور اولاد عبدالمطلب ہی سے ہے اور وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور اس میں کسی کو نزاع نہیں ہے۔ مگر یہ اس پر دلالت نہیں کرتی ہیں۔ کہ وہ مہدی موصوف جس کی یہ صفات ہیں اور علامات ہیں۔ وہی ابوالقاسم محمد بن الحسن المجتہد الخلف الصالح ہے۔ کیوں کہ اولاد فاطمہ بہت ہے اور ذریت رسول کثیر۔ اس لئے اس کے اثبات کے واسطے اور دلیل کی ضرورت ہے۔ پس اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جب رسول خدا نے مہدی کو اوصاف متعددہ سے موصوف کیا اور بتلادیا ہے۔ کہ وہ اولاد فاطمہ اور اولاد عبدالمطلب سے ہے۔ وہ روشن پیشانی اور بلند بینی ہے۔ اور اس کا نام فلاں ہے اور نسب فلاں ہے۔ اور ان سب اوصاف و صفات مذکورہ کو علامت قرار دیا ہے۔ کہ جس میں یہ تمام باتیں جمع ہوں وہی شخص مہدی ہے۔ پھر ہم یہ صفات کل کی کل محمد بن الحسن الخلف الصالح کے سوا اور کسی میں نہیں پاتے۔ اور اس لئے ضروری و لازم ہے۔ کہ ہم اس بات کے قائل ہوں۔ کہ وہی مہدی موعود ہے نہ اور کوئی۔ ورنہ اگر ان علامات اور دلائل کا وجود تو تسلیم کریں اور معلوم و مدلول کو تسلیم نہ کریں۔ اور وہ ثابت نہ ہو۔ تو ان کو علامت و دلائل قرار دینا غلط و باطل ہوگا۔ اور آنحضرت پر کذب مرتج لازم آئے گا۔ اور یہ دلائل و علامات نہ ہوں گی۔ اور اس کا کوئی عقلمند قائل نہیں ہو سکتا۔ الخ

ہم کہتے ہیں۔ کہ عاقل بصیر پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ نے الحقیقت یہ اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جہاں یہ علامت و صفات مذکور ہیں۔ وہاں صاف تصریح احادیث میں موجود ہے۔ کہ مہدی موعود ابوالقاسم محمد بن الحسن السکری بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ یعنی کہ وہ ذریت رسول اولاد بتول سے گیارہ ہواں فرزند ہے۔ اور وہ سوائے حجر بن الحسن اور کوئی نہیں ہے۔ اور اسی میں تمام صفات جمع ہیں۔ اگر احادیث و روایات میں بطور عموم ذریت و عمرت رسول کا لفظ ہوتا اور خاص تخصیص و تخصیص نہ ہوتی۔ تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا۔ اور اس کا یہی جواب ہو سکتا تھا۔ جو علامہ موصوف نے

دیا ہے۔ لیکن جب خاص تشخیص و تخصیص موجود ہے۔ تو اس اور اس جیسے کسی اعتراض کو یہاں دخل نہیں۔ احادیث بالکل صاف و صریح ہیں۔ کہ مہدی موعود یہی جناب ہیں۔ دھواں مطلوب اور علامہ موصوف نے جو کچھ کہ اپنی کتاب معظم الدرام المنظم میں فرمایا ہے۔ اس کو آئندہ الزاب میں ذکر کیا جائے گا۔

شیخ الاکبر محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن عربی الحاتم الطائی الاندلسی فتوحات
مکیہ کے تین سو چھیاسٹھویں باب میں فرماتے ہیں۔ منزل و زراء مہدی۔ وہ مہدی جو آخر الزماں میں ظاہر ہوگا اور جس کی رسول نے بشارت دی ہے اور وہ اہل بیت رسول سے ہے۔ بیشک وہ خدا کا ایک خلیفہ ہے جو اس وقت خروج کرے گا۔ جبکہ زمین ظلم و جور سے پُر ہو گئی ہوگی پس وہ اس کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ اور اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے۔ تو خدا اس کو بڑھائے گا۔ یہاں تک کہ حضرت رسول سے وہ شخص مالک و دالی زمین ہو۔ جس کی درمیان رکن و مقام بیعت کی جائے گی۔ اور سب سے زیادہ نیک بخت اس وقت اہل کو ذہب ہوں گے۔ وہ مال کو مساوی تقسیم کرے گا۔ اور رعیت میں عدل پھیلانے گا۔ اور قضایا فیصل کرے گا۔ وہ زمانہ فترۃ دین میں شروع کرے گا۔ یعنی تب کوئی حجت خدا ظاہر نہ ہوگا۔ جو اس کا انکار کرے گا قتل کیا جائے گا۔ اور جو اس سے جھگڑے گا ذلیل ہوگا۔ وہ اس دین کو ظاہر کرے گا جو نے الحقیقت دین ہے۔ اور اگر رسول خدا زندہ ہوتے۔ تو اس دین پر حکم کرتے۔ یعنی خالص و حقیقی دین محمدی کو ظاہر کرے گا۔ زمین سے کل غائب مختلفہ کو اٹھا دے گا۔ پس نہ باقی رہے گا مگر دین خالص۔ اس کے دشمن علماء مجتہدین ہوں گے۔ پس وہ از روئے کما بیت اس کے تحت حکم داخل ہوں گے اس کی سطوت و تلوار کے خوف سے اور اس مال کی خواہش سے جو اس کے پاس ہوگا۔ اور اس سے تمام مسلمان خوش ہوں گے۔ عارفین اہل حقائق و شہود اس کی بیعت کریں گے۔ اس کے کچھ خدا پرست مرد ہوں گے۔ جو اس کی دعوت کو قائم کریں گے۔ اور مدد دیں گے۔ اور وہی زراء مہدی ہیں۔ وَهُوَ السَّيِّدُ الْمُهْدِيُّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ هُوَ الْوَالِي الْوَسِيُّ حِينَ يَخْرُجُ۔ اور وہ خلیفہ خدا مژدہ من الشہ ہے۔ وہ حیوانوں کی آواز سمجھتا ہے۔ اور اس کا عدل جن و انس سب میں پھیلے گا۔ اور اس کے ذراء ایرانی ہوں گے۔ کوئی ان میں عربی نہیں ہے۔ مگر سب عربی بدلتے ہوں گے۔ اور اصل عبارت شیخ محی الدین عربی متفق مہدی یہ ہے۔ وَاعْلَمُوا أَنَّكَ لَا يَأْتِي مِنْ خُرُوجِ الْمُهْدِيِّ لَكِنْ لَا يَخْرُجُ حَتَّى تَمُوتَ الْأَرْضُ جَرَسًا أَوْ ظُلَمًا فَيَمْلَأُهَا قِسْطًا وَعَدْلًا وَكَوَلَوْكَ مَيْمَنَ بَيْنَ الدُّنْيَا الْآيَوْمَ وَطَمَنًا

قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى ذِيكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَلِي ذِيكَ الْخَلِيفَةُ وَهُوَ مِنْ عِثْرَةِ الرَّسُولِ مِنْ
 وَلَدِ فَاطِمَةَ رَحِمَةَ جَدَّةِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَوَالِدَةِ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ ابْنِ
 الْإِمَامِ الثَّقِيِّ ابْنِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ الثَّقِيِّ ابْنِ الْإِمَامِ عَلِيِّ بْنِ الرِّمَاءِ ابْنِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ
 الْكَاطِبِ ابْنِ الْإِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ الصَّادِقِ - ابْنِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ ابْنِ
 الْإِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ الْإِمَامِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُمْ يُوَالِي اسْمُهُ اسْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْقَامِ شِبْهُ
 رَسُولِ اللَّهِ فِي الْخَلْقِ وَيَنْزِلُ عَنْهُ فِي الْخَلْقِ هُوَ أَجَلُ الْكِبَرَةِ أَثْنَى الْأَنْفِ أَسَدُ
 النَّاسِ بِهِ أَهْلُ الْكُوْتَةِ يَقْسِمُ الْمَالَ بِالسُّوِيَّةِ وَيَعْدِلُ فِي الرَّعِيَّةِ يَا تَيْبَهُ
 الرَّجُلُ يَقُولُ يَا مَهْدِيٍّ أَعْطِنِي دَرَبَيْنِ يَدِيهِ الْمَالَ فَيُحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا
 اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ يَخْرُجُ عَلَى فِئْرَةٍ مِنَ الدِّينِ يَزْعُمُ اللَّهُ بِهِ مَا لَا يَزْعُمُ بِالْقُرْآنِ
 يُمْنِي الرَّجُلُ كَجَاهِلٍ وَجَبَانًا وَتَحْتِيْلًا نِيْصِيْهِمْ عَالِمًا شَجَاعًا كَرِيْمًا يَمْنَعِي النَّصْرَ
 بَيْنَ يَدَيْهِ يَعِيشُ حَسَنًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا يَقِفُوا أَعْرَ الرَّسُولِ لَا يُخْطِي لَهُ مَلَكٌ
 يُسَدُّ ذَا مِنْ حَيْثُ لَا يَرَاهُ يَعْبُدُ الْكَلَّ وَيُعِينُ الضَّعِيفَ وَيُسَاعِدُ عَلَى كُرَائِبِ
 الْحَقِّ يَفْعَلُ مَا يَقُولُ وَيَقُولُ مَا يَقْعُدُ وَيَعْلَمُ مَا يَشْهَدُ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي كَلْبَةٍ
 يَقْضِي الْمَدِيْنَةَ الرُّومِيَّةَ بِالشَّكْبَرِ مَعَ سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ وَلَدِ الثَّقِيِّ
 يَشْهَدُ الْمَلَأَةَ الْعَظْمَى نَادِيَةَ اللَّهِ بِمُوجِ عَكَيْدِهِمُ الظُّلَمَ وَأَهْلَهُ وَيَقِيْمُ
 الدِّينَ وَأَهْلَهُ وَيَنْفَعُ الرُّوحَ فِي الْإِسْلَامِ يُعْزِيهِ اللَّهُ الْإِسْلَامَ بَعْدَ ذَلَّةٍ
 وَيُجَيِّدُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ يَضَعُ الْحِزْبِيَّةَ وَيَدْعُو إِلَى اللَّهِ بِالسَّيْفِ كَمَنْ أَبِي قَتْلَهُ
 مَنْ نَارَعَهُ خَدِلَ يُطْرَقُ مِنَ الدِّينِ مَا هُوَ عَلَيْهِ فِي نَفْسِهِ حَتَّى كَوْنَهُ رَسُولَ اللَّهِ
 حَتَّى حَاكَمَهُ فَلَا يَبْقَى فِي دَمَانِهِ إِلَّا الدِّينُ الْخَالِصُ عَنْ الرَّايِ الْمُخَالَفِ
 وَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ مِنْهُ لِيَذْلِكَ لِقَانِهِمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَخْدُثُ بَدَلًا
 أَنْتُمْ مَجْمَعُهُمْ وَقَالَ اعْلَمُ أَنَّهُ كَمْ يَنْبَغُنَا أَنْ التَّيَّ نَقْصَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْأَجْمَةِ أَنْ يَقْعُدَ
 بِشْرُهُ لَا يُخْطِي إِلَّا الْإِمَامُ الْمَهْدِيُّ حَاصِرٌ مَقْدَرُ شَرْعًا لَهُ بِعَصْمَتِهِ فِي خِلَافَتِهِ أَيْ
 كَمَا شَهِدَ أَنَّ بَيْتَ الْعَقْلِ بِعَصْمَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ أَعْلَى الشَّرْعِ كَمَا شَهِدَ
 بَيْنَ فِرَاقِهِمْ كَرَّ جَانِبًا جَانِبًا كَرَّ خُرُوجَ مَهْدِيٍّ مُرَدِّدِي دَلَالَتِي بِهِ بَسِيكُ وَه

نروج کرے گا یہاں تک کہ زمین ظلم و جور سے پُر ہو جائے۔ پس وہ اس کو عدل و داد سے پُر کر دے
 اور اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے۔ تو خدا اس کو بڑھا دے گا۔ کہ وہ خلیفہ خدا مالک زمین ہو۔
 اور وہ عزت رسول و اولادِ فاطمہ سے ہے۔ اس کے بعد بزرگوار حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔
 اور خالد بن العسکری بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد
 باقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام۔ اور نام مہدی موافق نام رسول خدا
 ہے۔ مسلمان رکن و مقام کے درمیان اس سے بیعت کریں گے۔ وہ صورت میں مشابہ رسول
 ہے۔ اور خلق میں ان سے کم۔ کیونکہ آنحضرت کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ روشن پیشانی
 بلند بینی ہے۔ سب سے زیادہ سعید اس کے عہد میں اہل کوفہ ہوں گے۔ وہ مال و مساوی
 تقسیم کرے گا اور رعیت میں عدل قائم کرے گا۔ آدمی اس کے پاس آئے گا اور کہے گا۔ کہ مہدی عطا
 فرمائیے۔ اور اس کے آگے مال ہو گا۔ اور وہ بلا شمار دونوں ہاتھ بھر کر اتنا اس کے کپڑے میں ڈال
 دے گا جتنا کہ وہ اٹھا سکے۔ اور فترت دین کی حالت میں نروج کرے گا۔ اللہ اس کے ذریعہ سے
 وہ فساد رفع اور حق پیدا کرے گا۔ جو قرآن سے نہیں کرتا ہے۔ آدمی شام کرے گا اس حال میں کہ
 جاہل نامرد اور بخیل ہو گا۔ اور صبح کو عالم شجاع اور کریم ہو کر اُٹھے گا۔ نصرت اس کے آگے
 پے گی۔ وہ پانچ یا چھ یا سات سال زندہ رہے گا۔ وہ رسول کے بالکل قدم بقدم چلے گا اور کسی امر میں
 خطا نہ کرے گا۔ ایک ملک مدد اس کے ساتھ ہو گا جو دکھائی نہ دیتا ہو گا وہ عاجز کو اٹھائے گا۔ ضعیف
 کی اعانت کرے گا اور مضائب میں مدد دے گا۔ وہ جو کہے گا وہ کرے گا۔ اور جو کہے گا وہی کہے گا۔
 اور جو جانے گا اسی کی شہادت دے گا۔ خدا ایک شب میں اس کا کام درست کرے گا۔ وہ شہر
 رومہ الکبرئے صدائے تجکیر سے ستر ہزار مسلمانوں کے ساتھ فتح کرے گا۔ جو اولاد اسحاق سے
 ہوں گے۔ وہ جنگ اعظم میں حاضر ہو گا۔ جو مرج حکام میں دعوتِ خدائی ہے۔ اور اہل ظلم کو
 ہانک کر دے گا۔ اور دین اور اہل دین کو استحکام بخشنے گا۔ اسلام میں روح حیات پھونکے گا
 اللہ اس کے ذریعہ سے بعد ذلت اسلام کو عزت بخشنے گا۔ اور بعد موت زندہ کرے گا۔ وہ جبرئیل
 اُٹھائے گا۔ اور تلوار سے دعوتِ اسلام دے گا۔ جو انکار کرے گا قتل کیا جائے گا
 جو جھگڑے گا ذلیل ہو گا۔ وہ اصل دین محمدی کو ظاہر کرے گا۔ کہ اگر رسول ہوتے تو اسی پر حکم کرتے
 پس اس کے زمانے میں دین خالص باقی رہ جائے گا۔ وہ اکثر احکام میں مذاہب علماء کے خلاف
 ہو گا۔ پس علماء اس سے تنگ دل ہوں گے۔ کیونکہ ان کا گمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے

لاوہ روایت حکیمہ اور بھی روایات حالات ولادت میں درج کی ہیں۔ جو انشاء اللہ باب ولادت میں نقل ہوں گی۔

(۱۰) حافظ محمد بن محمد بن محمود بخاری حنفی معروف خواجہ پارسا نے کتاب فصل الخطاب میں اور جعفر فرزند علی النقی برادر جناب حسن عسکری علیہ السلام کا حال اور ان کے دعوتے امامت کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ کہ اولاد جناب حسن عسکری میں سے مرحوم ذی الحسن ہیں۔ جو خواص اصحاب اہل ثقاہت میں معلوم و معروف ہیں۔ بعد ازاں حالات ولادت آنجناب کو لکھا ہے۔ بعد ازاں حاشیہ کتاب پر ابن مسعود کی اس روایت کے ضعیف ہونے میں کامل بحث کی ہے۔ کہ مدعی کے والد ماجد کا نام وہی ہے جو آنحضرت کے والد ماجد کا نام تھا۔ پھر مقصد عباسی کی اس حکایت کو ذکر کیا ہے۔ جو علامہ جامی نے شراہ میں درج کی ہے۔ اور بعض علامات ظہور مدعی کو بیان کیا ہے۔ اور آخر میں فرماتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ اکتون من ان تحصى ومناقب المصداق رضی اللہ عنہ صاحب الزمان الغائب عن الاعیان الموجود فی کل زمان کثیرہ وتظاہر الاخبار علی ظہورہ واشراق نورہ یعنی اس باب میں احادیث پیشمار ہیں۔ اور مناقب مہتری صاحب الزمان امام غائب موجود بہت ہیں۔ اور اس کے ظہور واشراق نور پر احادیث کثیرہ وال ہیں وہ شریعت محمدیہ کو تازہ کرے گا۔ اور راہ خدایں حق جہاد کو ادا کرے گا۔ اور شہروں کو ظلم و کفر و شرک کی بنجاست سے پاک کرے گا۔ اس کا زمانہ زمانہ حکم استرگہ ہے اور اہل زمانہ بندگان مخلص ہر عیب سے پاک۔ بِخْتِمِ الْخِلَافَةِ وَالْإِمَامَةِ وَهُوَ الْأَرَامُ مِنْ لَدُنْ مَاتَ أَبُوهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَعِيسَى يُصَلِّي مُسَلِّفًا وَيُصَلِّي نُهَ عَلَى دَعْوَاهُ وَيَدْعُو إِلَى مِلَّتِهِ الَّتِي هُوَ عَلَيْهَا وَالْبَقِيَّةُ الْمَلَكُوتِيَّةُ فرماتے ہیں اسی محمد بن الحسن علیہ السلام پر امامت و خلافت ختم ہے۔ وہ امام ہے اس وقت سے جب سے کہ ان کے والد نے وفات پائی تا روز قیامت۔ اللہ عیسیٰ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور اس کے دعوت کے تصدیق کریں گے۔ اور اس کی اور اس کے جبر بزرگوار رسول ممتاز کی ملت کی طرف دعوت دیں گے۔

(۱۱) حافظ ابو الفتح محمد بن الفوارس نے اپنی کتاب الربعین میں جس میں چالیس حدیث فضائل اہل بیت نبوت و رسالت میں درج کی ہیں۔ بعد ذکر محمد بن ادریس شافعی و تصدیق جس حدیث فضائل اہل بیت ایک حدیث ذکر ائمہ اہل بیت اور ان کے فضائل میں احمد بن نافع

اس بیان سے اعتقاد محدث موصوت ظاہر و باہر ہے :
 (۱۴) حافظ ابو محمد احمد بن ابراہیم بن ہاشم الطوسی البلاذری سے ایک حدیث
 مسلسل خود جناب امام عصر صاحب الزماں محمد بن الحسن العسکری سے سلسلۃ الذہب جناب
 رسول خدا سے نقل کی ہے۔ اور اعتقاد محدث موصوت یہی ہے۔ کہ مہدی موعود یہی محمد
 بن الحسن العسکری ہے۔ روایت مطولات سے ملاحظہ ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
 اس حدیث کو مشافہ بن عقیقہ سے نقل کیا ہے :

(۱۵) ابو محمد عبداللہ بن احمد بن احمد بن الخشاب نے اپنی کتاب تاریخ مرایس
 وفات ائمہ اہلبیت میں موافق علماء سابق الذکر امام دواؤد ہم محمد بن الحسن العسکری کا ذکر کیا ہے۔
 اور چند روایات تشخیص مہدی میں لکھی ہیں۔ کہ وہ صاحب الزماں و مہدی موعود ہے۔ کینت
 ابو القاسم نام مادر گرامی بیعت و بعض روایت میں نام مادر گرامی حکیمہ و نرجس و سوسن ہے
 اس کے دو نام خلعت و محمد ہیں۔ آخر الزماں میں ظاہر ہوگا۔ ابراہیم پر ہمیشہ سایہ رکھے گا اور
 ہر جگہ سر پر منادی ندا کرے گا۔ کہ یہ مہدی ہے :

(۱۶) فاضل ملا علی قاری مرتقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ذکر خلفاء اثناعشر کا ذکر کے لکھتے ہیں
 شیعوں کا اعتقاد یہ ہے۔ کہ یہ اس حدیث میں بارہ خلفاء رسول سے مراد بارہ امام ہیں۔ یعنی
 علی بن ابی طالب و حسن بن علی و حسین بن علی و علی بن حسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ
 بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد و حسن بن علی و محمد بن حسن مہدی جیساکہ
 زبدۃ الاولیاء خواجہ محمد پارسانے فصل الخطاب میں لکھا ہے۔ اور اس سے ملا جامی نے
 شہادۃ النبوة میں اتفاق کیا ہے۔ اور یہ خیال شیعوں کا غلط ہے۔ کہ ہم ان ائمہ کو دشمن رکھتے
 ہیں :

(۱۷) قاضی جواد ساباطی سنی براہین ساباطیہ میں جو رد و نصارے میں ہے اسی کے
 قائل ہیں اور اعتقاد امامیہ ہی کو ترجیح دیتے ہیں کہ مہدی محمد بن الحسن العسکری فرزند
 نرجس خاتون ہے :

(۱۸) نصیر بن علی جہضمی شیخ امام سلم و بخاری نے تاریخ مرایس ائمہ میں اولاد
 حسن عسکری کا ذکر کیا ہے۔ اور ایک روایت خود امام حسن عسکری سے نقل کی ہے۔ اور حدیث
 تولد جناب محمد بن الحسن انہ جناب حکیمہ بعد ازاں ابواب امام قائم محمد بن الحسن کے حلالات لکھے

ہیں مانتے ہیں:

(۱۹) ملک العلماء شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر دولت آبادی صاحب تفسیر بحر مواج ہدایۃ السعداء میں تصدیق فرماتے ہیں کہ امامت دوازہ امام حدیث سے ثابت ہے کہ اقل علی ابن ابی طالب اور آخر مہدی آخر الزماں امام قائم منتظر ہے۔ اور روایت جابر بن عبد اللہ الانصاری کو ذکر کیا ہے اور تصدیق فرمائی ہے:

(۲۰) شیخ العالم المحدث علی المتقی کنز العمال میں امامت ائمہ اہلبیت کی مثل خواجہ پارسا و ملا جامی تصدیق فرماتے ہیں۔ اور امام دوازہم مہدی محمد بن حسن العسکری علیہ السلام کو مانتے ہیں:

(۲۱) عبد الرحمن صوفی مرآۃ الاسرار میں لکھتے ہیں: ”ذکر اہل آفتاب دین و دولت آن ہادی جمیع اہم و قیمت آل قائم مقام پاک احمدی امام برحق البراقع اسم محمد بن حسن مہدی رضی اللہ عنہ ہے امام دوازہم است از ائمہ اہل بیت۔ مادر شش ام ولد بود ز حبش نام داشت۔ ولادتش شب جمعہ پانزدہم ماہ شعبان ۲۵۵ھ در سرمن ہائے عرف سامرہ واقع شد۔ و امام دوازہم در کیفیت و نام با حضرت رسالت پناہی موافقت دارد۔ و القابش مہدی و حجت و قائم و منتظر و صاحب الزماں و قائم آشنا حضرت صاحب الزماں در وقت پدر خود پنج سالہ بود۔ کہ بر سند امامت نشست۔ چنانچہ حق تعالیٰ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام مادر عالیت طفولیت حکمت کرامت فرمود۔ و یحییٰ بن مریم علیہ السلام مادر وقت صبا بمرتبہ بلند رسانید۔ پچیس در صغر سن اور امام گردانید کمالات و خارق عادات اور چند نسبت کہ دریں مختصر گنجائش دارد۔ بعد از ان شواہد النبوة سے روایت حکیمہ در باب ولادت یا انعادت آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نقل کی ہے:

(۲۲) علی اکبر بن اسد اللہ مؤدودی مکاشفات میں دجور مہدی موجود محمد بن حسن العسکری کی تصدیق کرتے ہیں۔ حکایت ملا مرصوف آئندہ باب میں آئے گی:

(۲۳) العالم المعروف فضل بن روز بہاں شرح شائل ترمذی میں بعد تو صیف تہریف ائمہ اولاد فاطمہ اور ان کے فضائل و مناقب کا ذکر کر کے آخر میں جملہ اہل بیت پر سلام منظوم ہیں فرماتے ہیں۔

سَلَامٌ عَلَى الْقَائِمِ الْمُنْتَظَرِ اَبِي الْقَاسِمِ الْقَهْرِ نُورِ الْمَدِي

سَيُظْلَمُ كَالشَّمْسِ فِي غَاسِقٍ
تَرَى يَمْلَأُ الْأَرْضَ مِنْ عَدْلِهِ
يُنَجِّيهِ مِنْ سَيِّئِهِ الْمُتَضَيِّ
كَمَا مِلَّتْ جُوسُ أَهْلِ الْهَدْيِ
وَنَصَارِهِ مَا شَدَّ دُمُ السَّمَاءِ
سَلَامٌ عَلَيْهِ وَآبَائِهِ

ظاہر و باہر ہے۔ کہ محدث موصوت نے ماوجود اپنے مذہب کے سخت پابند ہونے کے اقرار کیا ہے۔ کہ مہدی موعود جو زمین کو عدل و داد سے پُر کرے گا۔ یہی ابوالقاسم محمد بن الحسن امام دوازدهم ائمہ اہلبیت اولاد فاطمہ علیہم السلام ہے۔

(۲۴) ناصر باللہ عیسیٰ وجود امام قاضی ابوالقاسم محمد بن الحسن کا قائل تھا۔ اور اسی نے سرداب سرمن رنے پر گنبد بنوایا ہے۔ اور کہتے ہیں اس جناب قائم بالغن کا نام پاک زمرہ ائمہ اہل بیت میں ذکر کیا ہے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کے زمانے میں کل یا اکثر علماء ولادت باسعادت محمد بن الحسن کے قائل اور اس پر اتفاق رکھتے تھے۔ اور غلبہ موصوت خود مسلک علماء و محدثین میں داخل ہے۔ اور بعض محدثین نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

(۲۵) شیخ سلیمان بن خواجہ کلال قندوزی بلخی حنفی یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتاب ستطاب ینایع المودۃ میں بکمال سعی ثابت کیا ہے۔ کہ مہدی موعود ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری علیہ السلام ہیں۔ اور اکثر عارفین الہیین و محدثین سے روایات نقل کی ہیں۔ بعض روایات ینایع ہم درج کر چکے ہیں۔ اور کچھ اس قدر نقل کریں گے۔

(۲۶) شیخ الاسلام شیخ احمد جامی السی اپنی تصنیف لاجواب میں وجود امام مہدی کے قائل ہیں۔ اور صاحب ینایع نے ان کے فارسی اشعار یہ نقل کئے ہیں۔

من زمر حیدرم ہر لحظہ اندرون صفاست از پے حیدر حسن داد امام در ہماست
اسی طرح امام حسن عسکری علیہ السلام تک ہر ایک امام کا ذکر کر کے آخر میں فرماتے ہیں۔
عسکری زرد و چشم عالم است آدم است ہم چو یک مہدی سپہ سالار در عالم کجا است
شیخ موصوت کے اشعار سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ ائمہ اہلبیت کی تصدیق فرماتے ہیں۔ اور مہدی فرزند حسن العسکری کو جانتے ہیں۔ اور اس لئے ضرور ان کی ولادت کے قائل ہیں۔
(۲۷) شیخ صلاح الدین الصفدی شرح الدائرہ میں فرماتے ہیں۔ کہ مہدی موعود

امام دوازہم ائمہ اثنا عشر ہیں۔ جن کا اول علی بن ابی طالب اور آخر مہدی آخر الزماں علیہ
الصلوة والسلام ہیں :

(۲۸) شیخ عبدالرحمن البسطامی کتاب درۃ المعارف میں قائل ہیں۔ کہ مہدی موعود
جو زمین کو مدد و داد سے پُر کرے گا فرزند امام حسن العسکری علیہ السلام ابو القاسم
محمّد بن اسماعیل ہے :

(۲۹) قطب المداہرین کے واسطے عبدالرحمن صوفی نے کتاب مرآۃ الاسرار
لکھی ہے یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔ حکایت مذکور آئندہ باب میں مذکور ہوگی :

(۳۰) شیخ سعد الدین حموی دلائل مطلقہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ
بعد آنحضرت بارہ اولیاء ہیں۔ اور وہ ائمہ اہل بیت ہیں۔ بارہواں ولی ولی آخر الزماں و
صاحب الامر مہدی عاقل و صیاء ہے۔ اور ولایت انہی میں منحصر ہے :

(۳۱) شیخ عامر بن عامر بصری اپنے قصیدہ ذات الانوار میں وجود مہدی
آخر الزماں اور ان کی ولادت کے قائل ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ النور التاسع فی معرفتہ
صاحب الوقت ذاتہ و وقت ظہورہ یعنی نواں نور امام صاحب الزماں کی ذات
اور ان کے وقت ظہور کی معرفت میں۔ اور پھر اس شعر سے ابتداء کرتے ہیں۔

إِنَّمَا كُنَّا الْهَدَى حَتَّى مَتَى أَنْتَ غَائِبٌ قَسَمَ عَلَيْكَ يَا أَبَانَا يَا دُبَّةَ

اے امام ہدایت آپ ہم سے کب تک غائب رہیں گے؟ اب ہم پر اپنے رجوع و ظہور سے
احسان فرمائیے اور محنوں بتائیے۔ الخ :

(۳۲) شیخ صدر الدین قونوی صاحب ینایع المؤدات نے ان کا بھی ایک
قصیدہ لکھا ہے۔ جو شیخ موصوف نے شان مہدی موعود علیہ السلام میں لکھا ہے۔

در غیبت و ظہور امام علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ اور شیخ موصوف مثل امامیہ و جہد مہدی
کے قائل ہیں۔ اپنے آخر وقت میں شیخ موصوف نے اپنے شاگردوں کو وصیت کی۔ کہ جو میری
تفانیات طب۔ حکمت وغیرہ میں ہیں ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت فقراء پر تقسیم کر دینا
اور کتب تفاسیر و احادیث کی حفاظت کرنا۔ اور ہر ایک شب ستر مرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا
اللہ۔ بحضرت قلب پڑھا کرنا۔ اور میری طرف سے حضرت مہدی علیہ السلام کو
سلام پہنچانا :

(۳۳) شیخ المشائخ مولانا جلال الدین الروسی اپنے ایک قصیدے میں جملہ ائمہ اہل بیت کو تحریف کر کے ہمدی آخر الزماں سے اہل ہدایت و تقیدت فرماتے ہوئے تحفہ درود و سلام بھیجتے ہیں اور وجود و نبود آنجناب کے قائل ہیں :

(۳۴) شیخ عطار حسب تحریر صاحب ینایع وجود ہمدی موعود کے قائل ہیں۔ اور ان کو موجود و غائب جانتے ہیں۔ اور اپنے ایک قصیدے میں بعد ذکر یا زہ امام ہمدی موعود کی شان میں لکھتے ہیں۔ ۵

صد ہزاراں اولیائے زمیں از خدا خواہند ہمدی را یقین
یا الہی ہمہ ایم از غیب آ رہ تا جہان عدل گردد آشکارا
(۳۵) مولانا شمس الدین تبریزی اس اعتقاد میں علماء و عرفاء سابقین کے ہم خیال ہیں :

(۳۶) سید نعمۃ اللہ الہولی مثل شمس موصوف قائل و معتقد وجود ہمدی موعود علیہ السلام ہیں :

(۳۷) سید النیسبی سی اعتقاد رکھتے ہیں (ملاحظہ ہو ینایع المودۃ)
(۳۸) عارف کامل سید علی ہمدانی اپنی کتاب مؤودۃ القربا کے دسویں ہودت میں یہی اعتقاد ظاہر فرماتے ہیں :

(۳۹) شیخ محمد العیان المصری اسلاف الایمن میں یہی عقیدہ ثابت کرتے ہیں :

(۴۰) صدر العلماء موفق بن احمد ابوالموید الخطیب المکی الخوارزمی کتاب مناقب میں یہی عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے کلمات سے مستنبط ہے۔ اور اکثر احادیث ہمدی آخر الزماں فرزند حسن العسکری کے باب میں کہ وہ اولاد حسین سے ہیں نقل کی ہیں :

علما و علماء مذکورۃ الصدر اور بہت سے علماء مثل عماد الدین حنفی و ملا حسین ارکاشفی بعض مشائخ صوفیہ جن کا سلیمان قندوزی موصوف نے ذکر کیا ہے یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ قصہ مشائخ و ملاقات ہمدی آئندہ باب میں ملاحظہ فرمائے گا : اسی طرح شیخ الاسلام صدر الدین محمودی کے کلام سے بھی یہی مستنبط ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی وجود ہمدی کے قائل

ہیں چنانچہ ان کی کتاب فرائد السمیعین سے بہت سی روایات علامہ سلیمان قندوزی نے بیانیہ میں نقل کی ہیں۔ اور بعض روایات اس کتاب میں بھی آپکی ہیں۔ اور ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی اشاعی تصدیق فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اہل کشف و معرفت۔ وجود محمدی موجود ابو القاسم محمد بن الحسن کے قائل ہیں۔ اور ان کو امام غائب موجود جانتے ہیں۔ اور ان کے طول عمر میں کوئی استحالہ و امتناع نہیں ہے مثل خضر و ایسا س و عیسیٰ بن مریم۔ اسی طرح قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ و دیگر موفیان وغیرہ ۛ

ان کلمات علماء اعلام میں غور و تدبیر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام غائب کے اعتقاد میں شیعہ منفرد نہیں ہیں بلکہ کل اہل اسلام اس اعتقاد میں شریک ہیں۔ اور جملہ احادیث و روایات و اقوال علماء میں من حیث المجموع نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خبر ولادت و غیبت و وجود محمدی موجود ابو القاسم محمد بن الحسن متواترات بیتہ سے ہے۔ اور از روئے دیانت اسلامی کسی طرح ان کا انکار ممکن ہی نہیں۔ اس کا انکار گویا منظم احادیث نبویہ و روایات و تحقیقات علماء و مکاشفات عرفاء و اولیاء و اقطاب کا انکار ہے۔ علماء محققین کی بڑی تعداد اسی کی قائل ہے۔ اور اہل کشف و معرفت میں سے تو شاذ و نادر کوئی وجود غیبت کا منکر ہے۔ اور اکثر مشائخ اہل سنت و اہل کشف خدمت محمدی میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور ان سے استفادہ نور ہدایت کیا ہے۔ بنا بریں یہ اعتقاد وجود و غیبت امام منکرات و سفوات سے نہیں جیسا کہ بعض منکرین بروت و کاذبین و منکرین اہل سفاہت کہتے ہیں۔ بلکہ عین دیانت ہے۔ اور اس کا انکار وہی کر سکتے ہیں۔ جو اپنی سفوات کے مقابلہ میں قرآن و حدیث کی پروا نہیں کرتے۔ اور ان کے نزدیک قول پیغمبر کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور در پردہ مثل منافقین سابقین تخریب اسلام کے درپے ہیں۔ خدا انہیں ہدایت فرمائے ۛ

غرض حق تحقیق یہی ہے۔ کہ مدعی موجود اہل بیت رسول و ذریت علی و تبرئ کے ہے۔ اور وہ محمد بن الحسن السکری النضر ہیں۔ اور جب یہ باحادیث و روایات کثیرہ و تصدیق علماء محققین و عرفاء کا ملین و حکماء متالین ثابت و محقق ہے۔ کہ مدعی موجود حجتہ ابن الحسن علیہ السلام ہیں۔ تو پھر تمام مدعیان مدو بیت گزشتہ و آئندہ جھوٹے ہیں۔ اور یہ دلائل یقینیہ قطعیہ تشہات و توہمات جہال سے باطل نہیں ہو سکتیں اور بعض فرق باطلہ کا اختلاف تشخیص و تخصیص مدعی میں بطلان و وجود یا شخصیت مدعی موجود کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اگر اتنی احادیث کثیرہ و موثقہ و محققہ علماء محدثین و عارفین محض بعض جہال کے شبہات و توہمات سے باطل اور غلط ٹھہریں۔ تو پھر کوئی

امریثیت محمدی میں پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا۔ دلائل ایک شبہات بھی نہایت درجہ رکیز و
مہمل ہوں۔ جیسا کہ باب دفع شبہات میں ذکر کیا جائے گا۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ

بَابُ تَحْكَامِ

وَلَادَتِ بِاسْعَادَتِ وَشُكْلِ شَامِلِ اِمَامِ عَلِيٍّ



وَلَادَتِ اَنْبِيَاءُ وَاٰمَنَةٌ اَہم لکھ چکے ہیں۔ اور آئندہ انشاء اللہ اور بھی لکھیں گے اور کشف
الاسرار میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی جا چکی ہے، اگر درج نورانی
انبیاء علیہم السلام فوق روح عامہ ناس ہے۔ اور اس لئے اس کے کمالات اور نیز تعلیمات کمالات فوق
کمالات انسانی اور اس کے تصرفات اکثر و بیشتر خرق عادت ہوتے ہیں۔ اور ان سے ابتداءئے عمر
سے آخر عمر تک غیب ضرورت و مصلحت و اتقنائے زمان و مکاں ایسے افعال و اعمال صادر ہوتے ہیں۔
جو عام لوگوں سے عادیہ صادر نہیں ہوتے اور نہیں ہو سکتے۔ اور یہی ان کی صادق اور برگزیدہ و
مقرب بارگاہ الہی ہونے کی اول دلیل ہے۔ اور اسی سے بقول حکماء معلوم ہوتا ہے۔ کہ
عنایۃ اللہ بلہ اکثر خدا کی عنایت و توجہ اس پر سب امت سے زیادہ ہے۔ اور یہی
شناخت نبرت ہے۔ چنانچہ ولادت باسعادت انبیاء علیہم السلام بھی اکثر و بیشتر
باتقنائے حکمت و مصلحت الہی خلاف عادت عامہ بطور اعجاز و کرامت ہوتی ہے۔
کلام عمید مجید میں جن انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا ذکر ہے اور جو احادیث نبویؐ میں ہے اس
سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے۔ اور مومن کو جائے انکار باقی نہیں رہتی۔ حضرت آدم

ابو البشر کی ولادت بطریق خاص ہوئی تو مزدی و لازمی تھی کہ ابو البشر تھے۔ لیکن بعد ازاں بھی یہی سلسلہ رہا ہے۔ اور ولادت انبیاء بطور خرق عادت واقع ہوتی رہی ہے۔ حضرت شجرۃ الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ کی ولادت کا حال کتب تواریخ و امارت میں مروی ہے۔ کہ جب فرد نے حکم دیا ہوا تھا۔ کہ مرد عورتوں سے جدا کر دئے جائیں۔ اور اگر کسی کے لڑکا پیدا ہو۔ تو ہلاک کر دیا جائے۔ تو لطفہ جناب خلیل اللہ خاص تھو فردی میں سات ڈیڑھ جیسوں کے اندر اس کی خواب گاہ اور اس کے سر ہانے سے ایک گز کے فاصلے پر اسی شب میں اور عین اسی وقت اور اسی ساعت قائم ہوا۔ جبکہ فرد یہ خواب دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک ستارہ آسمان سے اُترا۔ اور اُس کی روشنی نے قعر کا احاطہ کیا اور قعر کی پھٹ سے گزر کر اس کے سر ہانے ایک گز کے فاصلے پر زمین پر اُتر آیا۔ اور غروب ہو گیا۔ تاہم دالہ ماجد جناب ابراہیم علیہ السلام فرد کے اردلی تھے۔ اور شب کو اس کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور توار لٹے سر ہانے کے کھڑے ہتھے تھے جس وقت اس نور ابراہیم کے ظہور اور نزول کا وقت آیا۔ نصف شب میں والدہ گرامی حضرت سات ڈیڑھ جیسوں اور پیروں سے گزر کر اپنے خاوند کے پاس پہنچ گئیں۔ اور وہ نور دیں امانت گاہ میں ودیعت کیا گیا۔ اور وہ گھر بیکتا صرف طیب و طاهر میں رکھا گیا۔ مَسْجِدَاتُ اللہ و تَعَالٰی عَمَّا یَشْرُکُونَ دھو علی کل بیٹی قدیرہ

پھر محل جناب شکیم مادر میں نمایاں نہ ہوا۔ جب وہ نور عالم جسمانی میں بصورت بشری ظاہر ہوا۔ یعنی جناب متولد ہوئے۔ تو ان کی والدہ بخوبی ہلاکت ان کو باہر ایک فار میں رکھ آئیں۔ جہاں نہ کوئی مرنے کی ہر ہر تقدیر اور نہ محافظ و نگہبان۔ اپنے انگوٹھے چوس چوس کر پرورش پاتے تھے۔ جب محبت مادر میں جوش میں آتی ان کی والدہ جا کر دیکھ آتی تھیں۔ نشو و نما بھی خلاف عادت عام ہاں تھا۔ ایک دن میں اتنے بڑھتے تھے۔ جتنا کہ اور بچے ایک ہفتے میں۔ اور ایک ہفتہ میں اتنا جتنا کہ دوسرے لڑکے ایک ماہ میں۔ اور ایک ماہ میں اتنا جتنا کہ عام بچے ایک سال میں اور پندرہ ماہ کی عمر میں جوان روحنا اور رشید تھے۔ کہ خدا فرماتا ہے۔ وَ لَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدًا فَمِنْ قَبْلُ ذُكِّرْنَا بِهٖ عَالَمِينَ۔ ہم نے اس کو قبل سن رشد عقل و فہم کامل اکمل عطا کر دی تھی۔ اور ہم اس کو پہلے ہی سے جانتے تھے۔ اور اسی وقت ستارہ سے استدلال کیا۔ اور ان کے غروب و اُفول سے ان کے حادث ہونے اور تسلیم نہ ہونے کا ثبوت دیا۔ مفصل حالات کتب مطولہ سے دیکھنے چاہئیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کی جب آپ کو بشارت دی گئی۔ تو آپ کا اور حضرت سارہ کا سن کو والد و تناسل کی مدد سے گزر چکا تھا۔ جناب ابراہیم کی عمر ایک سو بیس سال کی اور جناب سارہ کی تو ۷۵ سال کی ہو چکی تھی۔ اللہ بن تحمل حمل سے گزر چکی تھیں۔ چنانچہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ کہ ہمارے قاصد فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ اور نبیہہ سلام ادا کیا۔ آپ فوراً اٹھے۔ اور ایک بچہ اچھڑا بھون لائے۔ مگر جب دیکھا..... کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں بڑھتے۔ تو آپ دل میں خائف سے ہوئے۔ اور اس کو مکروہ جانا۔ تب انہوں نے کہا۔ ڈرو نہیں ہم فرشتے ہیں۔ قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَا فَلَمَّا رَآهُمَا يُبَاحِحَانِ مِنْ دُونِ مَا يُنْفِقُونَ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَهْلَكَذَا أَتَا عِجُوزًا هَذَا أَبْنَايَ ثَمَّةً إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجِيبٌ مگر ملائکہ اور حضرت ابراہیم میں ہر دو ہی تھی، ان کی بیوی سارہ پاس کھڑی ہوئی تھی۔ وہ ہنسی۔ اور ہم نے اس کو اسٹن اور بعد اسماعیل یقوت کی بشارت دی۔ تو وہ کہنے لگی۔ اے ہے کیا اب میں جنوں کی علامت میں بڑھیا ہوں۔ اور یہ میرا شوہر بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔ بیشک یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ مگر فرشتے نے کہہ دے سارہ! کیا تم امر الہی سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہلیتِ نبوت تم پر یہ خدا کی خاص رحمت و برکت ہے۔ اور بیشک خدا قابلِ حمد و صاحبِ مجد ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کے اس ضعیف العمری اور کبر سن اور حضرت سارہ کے اس تعجب اور ملائکہ کے جواب سے بخوبی ثابت ہے۔ کہ ولادت با سعادت جناب اسماعیل خلافتِ عادت عامہٴ ناس تھی۔ اور یہاں اسبابِ ظاہر یہ کو دخل نہ تھا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ حسب ارشاد الہی عالمِ خلق اور عالمِ امر علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ خلق اور امر دو نواسی کے لئے ہیں۔ اور خلقت عالمِ امری آنی ہوتی ہے۔ مادی تدبیر اور اسبابِ مادیہ خارجیہ کہ یہاں دخل نہیں ہوتا۔ اور خلقتِ انبیاء اسی عالمِ امر سے ہے۔ اور اس کو دوسرے لوگوں کی خلقت پر ہرگز تیا س نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ یہ خلقت حضرت اسماعیل آنی امری ہے نہ خلقی مادی۔ جیسا کہ اَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ سے ظاہر ہے۔ اور یہ مختصر میں ہے مگر خاندانِ نبوت و رسالت سے۔ دوسروں سے اس کو تعلق نہیں۔ یہی سلسلہ حضرت آدم سے چلا آ رہا ہے۔ وہاں صرف وَ إِذَا اسْتَوَيْنَا وَ نَحْنُ رِيَّةٌ مِنْ دُونِهِ فَتَعَاوَنَّا لِكُلِّ مَصْنُوعٍ مِّنْ آيَاتِهِ جَمِيعًا

ذکر ہے۔ جو اس نے اپنے بندہ برگزیدہ زکریا کے ساتھ کی۔ جب کہ زکریا نے اپنے پروردگار کو دینی آواز سے پکارا اور کہا۔ اے میرے پالنے والے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ اور میرا سر بڑھاپے کی آگ سے مشتعل ہو گیا۔ سارا سفید ہو چکا ہے (اور میں اسے پروردگار تیری بارگاہ میں دُعا کر کے کبھی محروم نہیں رہا۔ اور میں اپنے وارثوں سے ڈرتا ہوں۔ کہ وہ فساد پیدا کر دیں۔ اور یہ وارث برباد ہو جائے۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ پس تو ہی مجھے ایک وارث عطا کر۔ جو میرا اور نسل بے مقرب کا وارث بنے۔ اور اے پروردگار تو اس کو اپنا پسندیدہ و برگزیدہ بنا۔ ارشاد باری ہوا۔ اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہے۔ اور اس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا ہے۔ عرض کیا۔ پروردگار! میرے کیوں کر لڑکا ہوگا۔ حالانکہ میری عورت بانجھ ہے۔ اور میں بھی انتہائے پیری کو پہنچ گیا ہوں؟ ارشاد ہوا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ کہ نہ تم قابلِ اولاد ہو۔ اور نہ تمہاری بیوی۔ لیکن یہ تمہارے پروردگار نے بشارت دی ہے (جو ہر شے پر قادر ہے) اور اس نے کہا ہے۔ کہ یہ ہم پر بالکل آسان ہے۔ بانجھ عورت اور عقیقہ مرد کے بچہ پیدا کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ یقیناً میں نے تم کو خلق کیا۔ ورنہ ایک تم کچھ بھی نہ تھے (جب میں معینِ عدم سے وجود خطا کر سکتا ہوں۔ اور لاشے سے شے بنا سکتا ہوں۔ تو ایک بانجھ عورت سے بچہ پیدا کرنا مجھ کو کیا مشکل ہے؟) یہاں بھی تصریح ہے۔ کہ ولادت با سعادت جناب یحییٰ بطور اعجاز اور خرقِ عادت تھی۔

اور فقہ جناب عیسیٰ علیہ السلام مشہور و معروف ہے۔ اور ان کی ولادت کا مفصل حال قرآن میں مذکور۔ اور جناب مریم بھی یہ بشارت سن کر یہی تعجب کرتی ہیں۔ اور فرماتی ہیں وَكُنْتَ بِكُنُوزِ لِي غَلَامٌ وَكُنْتُ بِكُنُوزِ لِي بَغِيًّا۔ میرے کیوں کر لڑکا ہوگا؟ حالانکہ نہ تو مجھے شوہر نے مس کیا ہے اور نہ میں بدکار ہوں (جو غیر شوہر سے کہتے ہیں جناب مریم اپنی عفت و عصمت کا ثبوت دے رہی ہیں۔ خداوند عالم تصدیق فرماتا ہے ہر شے ارشاد فرماتا ہے قَالَ كُنَّا إِلَيْكَ قَالِ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئْ وَلِيَجْعَلَ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ كَمُلًّا مَّقْصُودًا۔ بیشک ایسا ہی ہے۔ اور تیرے پروردگار نے کہا ہے۔ کہ یہ بات مجھ پر آسان ہے۔ اور اس لئے بھی ایسا کریں گے۔ کہ اس بچے کو لوگوں کے لئے اپنی نشانی اور آیت بنائیں۔ کہ ہم ہر شے پر قادر ہیں اور ہر طرح سے خلق کر سکتے ہیں۔ اور اس کو ہم اپنی خاص رحمت قرار

دیں گے (یہی رحمت مخصوص ہے اہل بیت رسالت سے) اور بات بالکل طے شدہ ہے۔
 پس حیات عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اس لئے اعجاز و خرق عادت ہے کہ اولاد آدم میں تو اللہ
 تعالیٰ اس اجتماع والدین سے ہوتا ہے۔ اور یہ اس کے خلاف ہے۔ اور اس کی ایک علت یہ بھی
 ہے کہ حضرت آدم بلا والدین کے پیدا ہوئے تھے۔ اور بعد طوفان نوح و انقراض سینین و دہر و
 انقطاع سلسلہ تاریخ و ہری خیالات کے لوگ خلقت آدم میں شک کرنے لگ گئے تھے۔
 کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بلا ماں باپ کے کوئی بچہ پیدا ہو۔ خدا نے عظیم حکیم تعالیٰ شانہ نے
 حضرت عیسیٰ کو بلا باپ کے خلق کر کے پھر اپنی یہ قدرت نمائی کی۔ اور دکھلادیا۔ کہ اس طرح
 بلا باپ کے پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح بلا ماں باپ کے۔ اور فرمایا۔ **إِنَّمَا مَثَلُ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ**
كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا يَكُنُ
مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ (آل عمران ۶۶) بیشک خدا کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی
 ہے کہ اس کو تراب سے بنایا ہے۔ پھر کہا کہ ہو جا۔ پس وہ ہو گیا۔ یعنی خلقت اس کی عالم امر
 سے ہے۔ اور عالم امر کی خلقت آتی ہوتی ہے۔ ارادہ الہی متعلق ہوتا۔ اور ہو گئی۔ تاخیر و تاخیر
 نہیں ہوتی **إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ** اس کا امر تو یہی ہے کہ
 جب کسی چیز کا ارادہ کیا۔ تو وہ کہے کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جائے گی۔ پس اسی طرح خلقت آدم و عیسیٰ
 کا ارادہ کیا۔ اور وہ وجود میں آ گئے۔ اسباب ظاہر یہ مادیہ کی دواں ضرورت نہیں۔ اور اسی طرح دیگر انبیاء
 و کرمین۔ چنانچہ آل عمران میں حضرت مریم کے استعجاب پر فرمایا ہے۔ **كَذَٰلِكَ بَشَّرَ**
تَمِيمٌ كَتَبِي (یسا ہی ہے)۔ **اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا اقْتَضَىٰ امْرَأًا كَمَا يَشَاءُ يَفْعُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ**
(آل عمران ۵) اللہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ جب اس نے کسی امر کا فیصلہ کیا۔ تو پس وہ
 کہتا ہے کہ ہو جا۔ وہ ہو جاتی ہے۔

یہ صاف صاف علامات ولادت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور خداوند عالم کمال تشریح و توضیح فرماتا
 ہے۔ کہ عیسیٰ کو ہم نے بطور خرق عادت مثل آدم کے پیدا کیا ہے۔ اور یہ بالکل حسن و صدق
 ہے۔ اس میں ہرگز شک نہ کرنا چاہیے۔ ہم نے اس کو اپنی قدرت کی نشانی بنایا ہے۔ اور خاص
 رحمت سے مخصوص کیا ہے۔ اور یہ امر ہمارے لئے کوئی دشوار نہیں ہے۔ ہمارا امر یہی ہے۔ کہ
 جہاں ارادہ کیا۔ شے موجود ہو گئی۔ پس حضرت عیسیٰ کی اس اعجازی ولادت میں شک
 کرنے والے مکذیب خدا و آیات خدا اور اس کی حکمت و قدرت میں شک کرنے والے اور

فنقول وھمل وغلان منشاد الہی اس کی تاویل کرنے والے اس پر اتر کر نے والے ہیں۔ وَمَنْ أَظْلَمُ
 مِمَّنْ اخْتَرَىٰ عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا اَنْ سَعَىٰ لِيَاكُلْ ظُلْمًا مِّنْ ظُلْمِهِۦ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنُثَبِّتَنَّ
 اِلَيْكَ الْيَمِينَ فَمَا يَرْكَبُ اِلَيْهِ ظُلْمًا مِّنْ ظُلْمِهِۦ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُ لَنُثَبِّتَنَّ اِلَيْكَ
 اِلٰهَ اللَّهِ يَبْيُطِرُكَ مِنْهُ اَمْنًا مِّنْهُ اَلَمْ يَكُنْ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَجُلًا مِّنَ الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمَقْبُورِينَ يَكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْقَلِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ اَلَمْ يَكُنْ دَمًا
 مِّنْ دَمِ فَجَاءَتْ بَشَارَتُهَا بِهٖ اِسْمُهَا مَرْيَمُ بِنْتُ مَرْيَمَ هِيَ۔ اور وہ دنیا و
 آخرت میں باعزت و صاحبِ وجاہت ہے۔ اور وہ مقربینِ بارگاہِ الہی سے ہے۔ وہ لوگوں
 سے شیر خوار سی میں جبکہ وہ گوارے میں ہوگا۔ اور بڑا ہو کر بھی دونوں حالتوں میں لوگوں سے
 باتیں کرے گا۔ اور وہ نیکو کاروں سے ہوگا۔ وَتَالِیٰ اَهْلًا لِّکِتَابٍ تَعْلُوْا فِيْهِ دِیْنُکُمْ وَکَلَّا۔
 تَقُوْا لَوْ اَنَّكَ اِلَّا الْحَقُّ رَاٰنَا الْمَسِيْحَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَکَلَّیْنٰهُ الْقَلَمَ
 اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَمَآ مِّنْهُ اِلَّا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِۦ دَسَّاعِ ۝۳۳ لے اہل کتاب اپنے
 دین میں غلو نہ کرو۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ اور خدا کے لئے سوائے حق اور کچھ نہ کہو۔ سوائے
 اسی کے نہیں ہے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم کو
 القا کیا۔ اور اس کی روح ہے۔ پس تم خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور رسول کو خدا نہ بناؤ
 کہ یہ غلو ہے۔ ان آیات مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔ کہ جناب عیسیٰ کی خلقت میں مادہ جسمانی
 کو کوئی دخل نہیں ہے۔ روح ان کی روح خاص نورانی ہے۔ جو منسوب ہے خدا کی طرف۔ اور
 جسم ان کا مثل دوسرے انسانوں کے نطفہ مادہ جسمانیہ سے نہیں بنا ہے۔ بلکہ وہ ایک کلمہ وجودیہ
 الہیہ ہے۔ جسم بھی خاص ہے اور روح بھی خاص۔ اور مادہ بھی خاص ہے۔ صورت بھی خاص۔ اور
 اسی طرح: فَاکْثَمُوْهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ سے ثابت ہے۔ کہ مادہ جسمانیہ
 حضرت آدم اور روح حضرت آدم دو تو خاص ہیں۔ اور یہ مادہ جسمانیہ کثیفہ عالم جسمانی بنائی وہاں
 نہیں ہے۔ اور بعد کس توالد و تناسل گزرنے کے حضرت زکریا اور حضرت ابراہیم کے اولاد کا
 ہر نابلی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ان بزرگواروں کا مادہ کثیفہ عالم جسمانی زمانی نہ تھا۔ اور اس
 مادہ کو ان کی خلقت میں دخل نہ تھا۔ اور ان کی خلقت دراصل اس پر موقوف نہیں ہے۔ یہ ایں
 زمین و آسمانے دیگر است۔ اصلیت یہ ہے۔ کہ ہمیشہ ظرف مطابق منظوف اور محل مناسب
 حال ہر ماضوری لازمی ہے۔ پس نبیاء علیہم السلام کی ادوار قدسیہ طیبہ طاہرہ نورانیتہ کے

واسطے جن کو خدا اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور عالم امری اور عالم عرش سے یعنی فوق عالم زمینی ہیں۔
 مادہ بھی ایسا ہی نورانی و پاک و طاہر چاہیے۔ تاکہ وہ ان انوار کا متحمل ہو سکے۔ پس مادہ بھی ان کا نورانی
 ہی ہوتا ہے۔ اور وہ عالم عرش سے تعلق رکھتا ہے نہ عالم جسمانی زمینی سے۔ بلکہ فوق عالم جسمانی و
 زمینی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جناب سرور کائنات اس جسم بشری سے مع لباس تعلیلین
 عرش اعظم پر پہنچ گئے۔ اور سدرۃ المنتہی سے گزر گئے۔ ورنہ اگر ان کے مادے کا تعلق
 اس عالم انوار سے نہ ہوتا۔ اور مرکز اس کا عرش الہی نہ ہوتا۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ وہاں پہنچ سکیں۔ اور
 اس عالم میں زندہ رہ سکیں۔ جہاں جبرئیل امین سے مقرب فرشتے یہ فرمائیں۔ کَوْنُ فَوْتِ اُمَّلَکَ
 کلاحت وقت مگر یہاں سے ایک پور بھر بھی آگے بڑھوں۔ تو تجلیات انوار عالم انوار سے جل
 جاؤں۔ نور محمدی ہی میں یہ قوت و طاقت و قدرت تھی۔ کہ ان انوار اور ان تجلیات کے
 متحمل ہو سکیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جناب یحییٰ عیسیٰ بن مریم اپنے اسی جسم بشری سے
 چرخ چارم پر زندہ و موجود ہیں۔ اور اسی جسم سے وہاں پہنچے۔ اگر مادہ ان کا اس عالم جسمانی زمینی
 سے ہوتا۔ تو یہ بات نہ ہوتی۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ آتش نمرودی نے جسم ابراہیمی پر اثر نہ کیا۔
 اور یہی وجہ تھی۔ کہ جناب موسیٰ نور میں رہ گئے اور نوکر نے اس میں آگ روشن کر دی۔ اور
 آپ اس سے کیستے رہے حالانکہ یہاں یاناکا کَوْنُ بَوْدَا اَدَسَلَا مَآ عَلٰی مَوْجِہِی ذَا اَمْتَا۔
 یہ ان کے وجود کے ساتھ عطا کیا گیا ہے۔ جس کا اظہار حضرت ابراہیم کے لئے کیا گیا۔ کم سے کم
 تین دن صندوق میں بند ہے ہوتا زندہ ہے۔ کیونکہ ہر اکے لئے صندوق میں سوراخ رکھے جاتے
 تو غرق ہو جاتا۔ پھر مدت تک کسی کا دودھ نہ پیا۔ اور بلا غذا زندہ رہے۔ اور حضرت ابراہیم
 انگوٹے چوس کر غار میں زندہ رہے۔ یہ تمام اثرات روح قدس نبوی ہیں۔ جو باذن خدا حسب مصلحت
 موقع ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام خوارق عادات اور اعجازات ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ہر شے مافوق
 شے ماتحت میں اثر کر سکتی ہے۔ اور اس پر احاطہ پیدا کر سکتی ہے۔ مگر شے ماتحت مافوق پر مؤثر
 اور محیط اور حاکم نہیں ہو سکتی۔ روح نفس پر حاکم و متصرف ہو سکتی ہے۔ اور نفس جسم پر مگر بالعکس
 ممکن نہیں کہ جسم نفس پر متصرف ہو جائے یا نفس روح پر۔ پس عالم روحانی ملکوتی عالم نفسانی دہری
 پر مؤثر و محیط و متصرف ہے۔ اور عالم نفسانی دہری عالم زمینی جسمانی پر۔ مگر اس کا عکس نہیں
 ہو سکتا۔ پس جو چیز کہ فوق عالم زمینی جسمانی ہو۔ اس پر عالم جسمانی زمینی متصرف نہیں ہو سکتا۔ اور
 جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ مادہ نورانیہ انبیاء فوق عالم جسمانی ہے۔ تو اس پر عالم جسمانی متصرف و

نثر نہیں ہو سکتا۔ اور عوارض زمانہ جہانہ وارد نہیں ہو سکتے۔ الا ان کے اختیار و ارادے سے۔ اور اس لئے انوار جہانہ نبویہ پر عوارض مادہ جہانہ یعنی خلقت جہانت وغیرہ وغیرہ اثر نہیں ہو سکتے۔ اور جس طرح اس جسم مادی جہانی انسانوں میں ابتدائے عمر و حسن و فصاحت و صباوت و طہریت میں کمالات روح ظاہر نہیں ہو سکتے۔ انبیاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یعنی مثلاً جب تک بچے کے اعضائے محکم قوی نہ ہو جائیں اور ایک خاص سن تک پہنچ جائیں۔ تکلم نہیں کر سکتا۔ جب تک ترائے ساعت قوی نہ ہو جائیں۔ آوازوں میں تمیز نہیں کر سکتا۔ جب تک قوت بصارت قوی نہ ہو جائے۔ اشیاء مرئیہ میں تمیز نہیں کر سکتا۔ انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی روحانیت و نورانیت ایسی قوی ہوتی ہے۔ کہ وہ پیدا ہوتے ہی محکم کر سکتے ہیں۔ دیکھنے کی چیزوں میں تمیز دے سکتے ہیں۔ آواز میں تفریق کر سکتے ہیں۔ **يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَحَدِّ دَكَلًا**۔ مرن حضرت عیسیٰ سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اور انبیاء میں بھی یہ صفت ہوتی ہے۔ ہاں اظہار حسب مصلحت و حکمت ہوتا ہے۔ اور اسی طرح تکلم۔ حالات انبیاء کے دیکھنے سے یہ ضرور ثابت ہو گا کہ وقت ولادت یہ کلمہ تو حید ضرور پڑھتے ہیں۔ اور یا **اَوَّلُ شَيْءٍ نَبِيُّ الشَّرِّ وَخَلِيفَةُ خُذَّاءٍ** اور برگزیدہ الشہر کے کی ہوتی ہے۔ اور حقیقت اعجاز یہی ہے۔ البقی بھی دو کوکان صدیق چنانچہ آئندہ باب معجزات میں ہم اس کو اور تفصیل دیں گے۔ یہاں مرن اتنا دکھانا ہے۔ کہ خلقت انبیاء غیر خلقت عامہ ناس ہے۔ اور ان کی ولادت کے وقت اور زمانہ فصاحت و طہریت و صباوت میں خرقی عادات و معجزات و کرامات ضرور ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اکثر ولادت خلافت عادت عامہ ناس ہوتی ہے۔ ہاں تصرفات و اعجازات میں حسب مصلحت زمان و مکان و اہل زمان فرق ہوتا ہے۔ کوئی بلا باپ کے پیدا ہوا۔ تو کوئی بعد سن ولادت کے۔ و علیٰ ہذا القیاس۔

چونکہ یہ رحمت و برکت الہی خاندان نبوت و رسالت کے لئے ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اصل اہل بیت و وارث ختم نبوت و رسالت ہیں۔ تو ان سے یہ صفت کب جدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وقت ولادت با کرامت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے خوارق عادات و اعجازات ظاہر ہوئے۔ جب نے کہ نطفہ نورانیہ آنجناب رحم مادر گرامی میں قائم ہوا۔ والدہ گرامی کی پیشانی سے ہمیشہ

نورِ ساطع تھا۔ بلکہ یہ بھی مروی ہے کہ شکم سے تسبیح و تمہیل کی آواز سنی جاتی تھی۔ جب اس عالمِ ظلمانی کو اپنے نورِ جمال سے منور کیا۔ تو وہ نورِ ساطع ہوا۔ کہ شہرِ شام کے قصرِ مکہ سے دکھلائی دینے لگے۔ اور آذانی مجاہد الحق و ذوق الباطل ان الباطل کا زہوق اپنا پانچ مقام افتخاریں فرماتے ہیں۔ وَصَعْتُنِي اُمِّي رَأَتْ نُوْرًا اَنَا لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ۔ یعنی جب میری ولادت واقع ہوئی۔ تو میری والدہ ماجدہ نے ایک نورِ ساطع دیکھا جس سے اس نے شام کے قصرِ روشن دیکھے۔ جیسا کہ علامہ قندری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور مشکاة المصابیح وغیرہ میں مروی ہے۔ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ اِنَّ اَدَمَ لَمْ يَجِدْ فِي طِينَتِهِ دَسًا خَبِرَكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِي دَعُوْنِي اِنْبِلَا هَلِيْمَ وَكَشَاةَ عَيْسَى دَرُوْبَا اُمِّي اَلَّتِي رَأَتْ حَيْنَ وَصَعْتُنِي وَفَدَّ حَرْجَ لَهَا نُوْرًا صَاوًا لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ۔ یعنی میں عند اشد اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم کا ٹیلا بھی نہ بنا تھا۔ اور میں خبر دوں گا تم کو اپنے اول امر کی۔ میں دعائے ابراہیمؑ۔ بشارت عیسیٰ اور خواب مادرِ گرامی ہوں۔ جو انہوں نے اس وقت دیکھا تھا۔ جب کہ مجھے جنا۔ ورا آسمان لیکہ ان کے لئے ایک نورِ روشن ہوا۔ جس سے انہوں نے شام کے قصر دیکھ لئے۔ (مفصل عمالات ولادت بخار الا نوار وغیرہ کتب احادیث میں مذکور ہیں)۔

حافظ ابو الفضل بن حجر شرح بخاری میں روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے ازل ولادت میں تکلم فرمایا۔ اور ابنِ مریج نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ کہ جب حضرت گہوارے میں ہوتے تھے۔ تو ملائکہ گہوارہ ہلاتے تھے۔ اور اقول کلمہ جو آپ کی زبان سے نکلا۔ وہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا تھا۔

بیہقی وصابونی وخطیب و ابنِ عساکر نے حضرت عباسؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے پیغمبرِ صلعم سے کہا۔ کہ مجھ کو تمہارے دین میں تمہاری ہر بات کی ایک علامت داخل کیا ہے۔ میں نے دیکھا تھا۔ کہ جب پیدا ہوئے اور گہوارے میں تھے۔ تو چاند سے باتیں کرتے تھے۔ اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ پس جو مصر کو تم اشارہ کرتے تھے اُدھر کو وہ جھٹک جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس سے باتیں کیا کرتا تھا اور وہ مجھ سے اور مجھے رونے سے بھلاتا تھا۔ اُدھر میں سنتا تھا اس کا گنا اور جھکنا جبکہ وہ تحتِ عرش سجدہ تھا

سبحان اللہ و تعالیٰ جمعا بيشركون و انه على كل شيء قدير۔
 یہ محکم جناب سرور کائنات معلوم محکم جناب حیثیت سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔ وہی گہوارے
 میں محکم ہے۔ مگر عام خیال کے موافق غیر روح اور جرم سماوی سے۔ گہوارے میں اس سے باتیں
 اور بڑے ہرگز اشارہ انگشت سے دو ٹوک ہے۔ و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اور
 بہت سی کرامات و خوارق عادات ہیں۔ جن میں اکثر کو ہم نے کشف الاسرار میں بیان کر دیا
 ہے۔ یہاں اثبات دعا کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

یہ سلسلہ ذریت پیغمبر میں بھی برابر جاری رہا ہے۔ اور سنت الہی انبیاء دائمہ ہدئے
 میں ایک ہی ہے۔ گہوارے درشتہ ایک ہے۔ مبداء ایک ہے۔ مرکز ایک ہے۔ مقصد ایک
 ہے۔ نرد ایک ہے۔ روحانیت ایک ہے۔ عصمت ایک ہے۔ طہارت ایک ہے۔ اور
 اصل منصب یعنی خلافت الیہ میں سب شریک ہیں۔ ایک نبی ہیں باقی امام و ولی۔ اور اس
 قسم کا اصطفا و ذریت انبیاء سے مخصوص ہے۔ اور اسی سے ان کو خدا نے تمام عوالم پر برگزیدہ
 بنایا ہے۔ نَقَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَ نُوحًا وَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ
 ذُرِّيَّتَهُ يَعْصِيهِمْ وَ اللَّهُ مَبِيتُهُمْ عَلَيْهِمْ بِشَاك خدائے آدم و نوح و آل ابراہیم و
 آل عمران کو تمام عوالم پر برگزیدہ کیا ہے۔ یہ ایک ہی ذریت ہے۔ جو ایک دوسرے سے
 وابستہ و مرتبط ہے۔ اور خدا سب باتوں کا سننے اور جاننے والا ہے۔ یہ رحمت و برکت
 خاص تار و زقیا مت خاندان رسالت میں جاری و ساری ہے۔ اور وارثان نبوت میں باقی
 پس جس طرح ولادت انبیاء خلافت عادت عامہ ناس ہوتی ہے۔ اور وقت ولادت و زمانہ رضا
 و صباوت و طفولیت میں ان سے اعجازات ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ائمہ اولاد نبی ہیں۔
 اور ان کی ولادت بھی بطور اعجاز ہوتی ہے۔ اگرچہ صورت اعجاز میں فرق ہو۔ جناب امیر کی ولادت
 کا حال معلوم ہے۔ کہاں اور کس طریق سے ہوئی۔ اول خانہ کعبہ کی دیوار شفق ہوئی۔ حران
 بستی خدمت کے لئے آئیں۔ زمین پر تشریف لاتے ہی کلمہ پڑھا۔ جب رسول خدا تشریف
 لائے۔ تو فرمایا۔ اَسْلَمَ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اور اکثر روایات میں موجود ہے۔ کہ جب
 آنحضرت نے کہا۔ پڑھو یا سنناؤ۔ تو آپ نے قرآن سنایا۔ اور روایات اہل سنت میں تشریح
 ہے کہ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ پڑھی۔ چنانچہ جیسا کہ مطالب السؤل در شفا الصادق۔ بحار۔
 میات القلوب وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور علامہ محمد بن محمد قزوینی شافعی سے روایت کی ہے

سیر در مشور و طبری و برہان دقعی وغیرہا و دیگر کتب احادیث و تواریخ میں مرقوم ہے۔ اور بعض
بات میں عام کتب آسمانی کا تلاوت فرمانا مذکور ہے۔ پس منہاج امامت عین منہاج
تہ اور ایک ہی ہے۔ اور یہ تصریحات جس طرح نبی میں پائے جاتے ہیں اسی طرح امامت میں بھی۔
یہ تکلم حضرت عیسیٰ سے مخصوص نہیں ہے۔

ہم علامات امامت میں ذکر کر چکے ہیں۔ منجملہ علامات امامت یہ ہے۔ کہ جس وقت وہ شکم مادر سے
آتا ہے۔ تو اول ہاتھ زمین پر ٹیکتا ہے۔ اور سر آسمان کی طرف بلند کرتا ہے۔ اور کھڑے پڑھتا
ہے۔ اور جناب صادق آل محمد نے وقت ولادت ہوئے بن جعفر جب آپ مکان سے
اجزادے کی ولادت کے بعد خوشی خوشی باہر تشریف لائے تو ابو بصیر سے خوشی کے سبب
متفصلاً فرمایا۔ کہ حمیدہ بنی (والدہ ماجدہ جناب موسیٰ بن جعفر) مجھ کو ایک بات سنائی
میں کہ میں پہلے سے جانتا ہوں اور اس سے بہتر جانتا ہوں۔ راوی نے کہا۔ حضرت وہ
یا بات ہے۔ فرمایا۔ کہ جس وقت بچہ پیدا ہوگا۔ تو ہاتھ زمین پر ٹیکے گا
اور سر آسمان کی طرف بلند کیا۔ میں نے اس سے کہا۔ یہ نشانی
بے رسول اللہ کی۔ ان کی ولادت بھی ایسی ہی ہوئی تھی۔ اور یہی
امام کی نشانی ہے۔ الخ۔ اور علی بن راشد سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ
بے اللہ چاہتا ہے۔ کہ امام کو خلق فرمائے۔ تو زیر عرش سے کچھ پانی لیتا ہے اور ایک
رشتے کو دیتا ہے۔ کہ وہ امام کے باپ کو پلا دے۔ پس اس پانی سے خود امام کو خلق فرماتا ہے
در جب اس کی ولادت کا وقت قریب آتا ہے۔ تو خدا اسی فرشتے کو بھیجتا ہے۔ اور وہ اس
لی پیشانی پر لکھ دیتا ہے۔ وَتَمَّتْ حُكْمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا لَا كَامِبَدَلٍ لِّكَلِمَتِهِ
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اس میں تشریح ہے۔ اس امر کی کہ نطفہ امام جو مادہ جسمانیہ امام ہے۔
ہو فوق عالم زمان عالم عرشی و عالم امری سے ہے نہ عالم جسمانی زمانی سے۔ اور ان کی ولادت
نیل نبی بطور امجاز ہوتی ہے۔ اور غوارق عادات ضرور وقت ولادت مثل رسول خدا ظاہر
دیتے ہیں۔ چنانچہ تمام ائمہ کے حالات ولادت سے یہ بات خوب ثابت ہے۔ اور کہیں
ن کہ مفصل ذکر کریں گے۔

وَلَادَتْ بِاسْعَادَتْ اِمَامٌ مَّهْدِيٍّ اٰخِرُ الزَّمَانِ { اب ہم اصل مقصود یعنی
حالات باسعادت و کرامت

جناب مدی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور یہ جو کچھ لکھا گیا صرف اسی واسطے تھا۔ کہ حالات آنجناب سُن کر اور خوارق و یکجہ کر متعجب نہ ہوں۔ پہلے سے بعیرت حاصل ہو جائے۔

وَالِدَةُ مَاجِدَةٍ اِمَامٍ عَلِيٍّ سَلَامٍ شیخ صدوق شیخ طوسی شیخ طبرسی شیخ
برودہ فروش انصاری سے روایت کی ہے۔ جو سامرہ میں عسکرین کا ہمسایہ تھا۔ وہ کہتا
ہے۔ کہ کافر خادم امام میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ حضرت ابوالحسن علی بن محمد تجھے بلاتے
ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ اور جب میں پاس بیٹھ گیا۔ تو فرمایا۔ اے بشیر تو اولاد انصار سے
ہے۔ اور ہماری محبت و مودت و موالات تم میں ہمیشہ رہی ہے اور اس کو میراث میں
پاتے رہے ہو۔ اور تم ہم اہل بیت کے معتمدین میں ہو۔ میں تجھے ایک خاص بزرگی کے لئے
پسند کرتا ہوں اور ایک نصیبت مخصوص کے لئے تجھے اختیار کرتا ہوں۔ جس سے تو تمام
ہمارے دوستوں پر سبقت لے جائے گا۔ اور تجھے ایک راز پر مطلع کرتا ہوں۔ ایک کینز کی خریداری
کے لئے بھیجتا ہوں۔ پھر آپ نے ایک خط رومی زبان اور رومی خط میں نہایت عجیب و
لطیف لکھا اور مہر کر دی۔ اور ایک چھوٹا سا سر کا دوپٹہ نکالا۔ جس میں ایک سو بیس
دینار بندھے ہوئے تھے۔ اور وہ مجھ کو دے دیا اور فرمایا۔ یہ ایک سو بیس دینار لے اور
بنداد کو جا۔ اور چاشت کے وقت فرات کے گھاٹ پر پہنچ۔ اس وقت چند کشتیاں اسیروں
کی آئیں گی۔ وہاں تو بہت سی کینز ہیں اور بہت سے خریدار سرداران بنی عباس کے وکیلوں
سے اور کچھ جوانان عرب دیکھے گا۔ جب یہ دیکھے۔ تو دور سے عمر بن یزید نخاس پر نظر ڈال
اور دن بھر اس کا خیال رکھ۔ یہاں تک کہ وہ ایک کینز اس اس صفت کی پیش کرے جو دو جا
رہنمیں پیسے ہوگی۔ اور وہ کینز خریداروں پر پیش ہونے اور ان کے دیکھنے اور کس کرنے سے
انکار کرتی ہوگی۔ اور اس پر راضی نہ ہوگی۔ کہ کوئی اس کو ہاتھ لگا سکے۔ اور تو اس وقت سنے گا۔ کہ
وہ بازیک پردے میں رومی زبان میں کچھ کہ رہی ہے۔ اور وہ یہ کہتی ہوگی مَحْتَدَاتِ سَحْرَا
لے دائے مصیبت کہ میری پردہ دہی کی جاتی ہے۔ اس وقت ایک خریدار کہے گا۔ کہ اس کو
میں تین سو دینار میں خریدتا ہوں۔ کیونکہ اس کی پاکدامنی نے میری رغبت کو بڑھا دیا ہے۔

لے بعض روایات میں یہ رقم دو سو بیس ہے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتی ہے۔

تب وہ اس کو زبان عربی میں جواب دے گی۔ کہ اگر تو سلیمان بن داؤد کے پاس اور اس کی شوکت و
تخت میں میرے پاس آئے۔ تو بھی تیری طرف مائل نہ ہوں گی۔ اس وقت نخاس کہے گا۔ کہ بچنا تو ضرور
ہے۔ پھر اس کی کیا صورت ہوگی۔ جواب دے گی۔ کہ جلد ہی نہ کرے۔ تا وقتیکہ خریدار پہنچے۔ جس کی
وفاء و دیانت و ایمان پر میں اعتماد کروں۔ اس وقت تو محمد بن یزید کے پاس جا۔ اور اس
سے کہو۔ کہ میرے پاس ایک ستید کا خط ہے جو اس نے بڑی ملاحظت سے رومی زبان اور
رومی خط میں لکھا ہے۔ اور اس میں اپنے فضل و کرم و سخا و عطا اور اپنی شرافت و کرامت کا
ذکر کیا ہے۔ پس یہ خط اس کینز کو دے دے۔ کہ اس بزرگوار کے اخلاق و اوصاف میں غور و فکر
کرے۔ اگر یہ اس کے ہاتھ فروخت ہونے پر راضی ہو گئی۔ تو میں ان کی طرف سے وکیل ہوں۔
اور جو کچھ کہ مجھے میرے مولانا نے حکم دیا تھا۔ میں نے بالکل اسی طرح کیا۔ اس نے وہ خط لے کر
پڑھا اور غور کیا اور رونے لگی۔ اور کہا۔ مجھ کو صاحب خط کے ہاتھ فروخت کر دے۔ اور سخت
قیمتیں لکھائیں۔ کہ اگر اس کے ہاتھ نہ بیچے گا۔ تو میں اپنے کو ہلاک کر لوں گی۔ میں قیمت کی بابت برابر
مجھ کو بتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اسی قیمت پر راضی ہو گیا۔ جو میرے مولانا نے دی تھی۔ میں قیمت ادا
کر کے اس کو لے آیا۔ اور بغداد میں اپنے کمرے میں آیا۔ جس وقت وہ مغفلہ وہاں پہنچی۔
فردا امام کے خط کو نکالا۔ اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ میں نے تعجب سے کہا۔
کہ اس خط کو بوسہ دیتی ہو جس کے لکھنے والے کو نہیں جانتی ہو۔ اس نے کہا۔ اے عاجز
اور بزرگی فرزندان انبیاء کی معرفت کم رکھنے والے میری طرف متوجہ ہو
اور کان لگا کر سن۔ تاکہ میں تجھے اپنا حال سناؤں۔ میں طیکہ دختریشو عارفہ فرزند قیصر روم پر
اور میری ماں شمعون الصفاء و صبی حضرت عیسیٰ کی اولاد سے ہے۔ میں تجھے ایک عجیب بات
کی خبر دیتی ہوں پس ترجمان لے۔ کہ میرے دادا نے چاہا۔ کہ میرا عقد اپنے بیٹے سے کرے
جبکہ میں تیرہ سال کی تھی۔ پس اس نے اپنے قہر میں نسل حواریین اور علماء و عباد نصائے سے
تین سو بزرگ اور اہل مناصب و اہل کاماں سے سات سو شخص اور سرداران لشکر و بزرگان قبائل
میں سے چار ہزار نفر جمع کئے۔ اور ایک تخت مرصع لایا گیا۔ جو اس نے اپنے زمانہ بادشاہی
میں تیار کرایا تھا۔ اور اس کو چالیس پایوں پر نصب کیا۔ اور صلیبوں اور تختوں کو اچھے اچھے مقامات
پر رکھا۔ اور اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔ پس جس وقت پادریوں نے انجیلیں کھلیں کہ پڑھیں۔ تو وہ تمام
بُت اور صلیبیں سرنگوں ہو گئیں اور زمین پر گر پڑیں۔ اور تخت کا پایہ ٹوٹ گیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اور وہ

تخت پر سے گر کر بیہوش ہو گیا۔ اس وقت پادریوں کے دنگ متغیر ہو گئے اور جوڑ بند کا پھینکے گئے۔ اور ان میں سے سب سے بڑے پادری نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ اے بادشاہ ہم کو ایسے امر سے معاف رکھ۔ جس کی وجہ سے یہ نحوست پیدا ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دین مسیح جلد زائل ہو جائے گا۔ بادشاہ نے اس کو فال بد سمجھا۔ اور علماء و راہبوں کو حکم دیا۔ کہ دوبارہ تخت کو نصب کریں۔ اور میلیبوں کو اپنی اپنی جگہ قرار دیں۔ اور اس بد بخت کے بھائی کو لاڈ۔ تاکہ اس سے اس لڑکی کا عقد کریں۔ کہ اس کی نحوست اس کی سعادت سے دنیج ہو۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور دوسرے لڑکے کو تخت پر بٹھایا۔ جو نہی انہوں نے انجیل کو پڑھنا شروع کیا۔ وہی حالت ادلی پیدا ہوئی۔ اور وہی نحوست ظاہر ہوئی۔ اور وہ نہ سمجھے۔ کہ یہ ان دولہ بھائیوں کی نحوست نہیں ہے۔ بلکہ ایک اور سرور و مردار کی سعادت کا اثر ہے۔ پس لوگ متفرق ہو گئے۔ اور میرا دانا حرم سرا میں بھاگ گیا اور نکالت سے باہر نہ نکلا۔

جب رات ہو گئی اور میں سو گئی۔ تو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ جناب مسیح عیسیٰ بن مریم چند حواریتین کے ہمراہ تشریف لائے۔ اور ایک مہر نور نصب کیا گیا۔ جو بلندی میں آسمان سے مقابلہ کرتا تھا۔ اور اس کو اسی جگہ نصب کیا جہاں تھر شاہی میں وہ تخت نصب کیا گیا تھا۔ بعد ازاں جناب محمد مصطفیٰ مع اپنے داماد دوسری علی ابن ابی طالب اور ائمہ اولاد علی تشریف لائے۔ جناب مسیح تعظیم و استقبال خاتم الانبیاء کے لئے آگے بڑھے اور گلے ملے۔ اور جناب خاتم الانبیاء نے فرمایا۔ اے روح الشہداء! میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ میکہ و ختر شمعون الصفا کی لہنے اس فرزند کے لئے خواستگار رہی کروں۔ اور انگشت مبارک سے ماہ برج امامت جناب حسن عسکری کی طرف اشارہ کیا۔ جو اس جناب کے فرزند ہیں جن کا تر خط لایا ہے پس حضرت مسیح نے شمعون کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے شمعون! جناب خاتم النبیین دو زوجہ ان کا شرف تمہارے لئے لائے ہیں۔ جلد یہ رشتہ کر دیجئے۔ اور رحم آل محمد سے اپنے دم کو پرندہ بجئے انہوں نے عرض کیا۔ اے روح الشہداء! کر دیا۔ جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ مہر پر تشریف لے گئے اور خطابہ شاد فرمایا۔ اور جناب مسیح اور جناب پیغمبر خاتم الانبیاء نے امام حسن عسکری سے میرا عقد کیا۔ اور باقی ائمہ اور صحابہ میں گواہ ہوئے۔

جب میں اس خواب سعادت تاب سے بیدار ہوئی۔ تو خوف قتل سے میں نے کسی سے ذکر نہ کیا۔ اور اس کو اپنے سینے ہی میں رکھا۔ آتش محبت خورشید ملک امامت روز بروز میرے سینے

میں شعل ہوتی جاتی تھی۔ اور دامن مہر و قرار کو ہاتھ سے چھڑاٹے دیتی تھی۔ یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ کھانا
 چنا حرام ہو گیا اور ہر روز جسم گھٹنے لگا۔ اور بلا دردم میں کوئی طیب ایسا نہ رہا تھا۔ جس کو میرے دادا
 نے معالجہ کے لئے نہ بلایا ہو۔ جب میرے علاج سے مایوس ہو گیا۔ تو کہا۔ میری نور چشم کیا تیرے
 دل میں کوئی خواہش دینا ہے۔ تاکہ اس کو پورا کر دوں۔ میں نے عرض کیا۔ میں صحت و آرام سے
 مایوس ہوں اور درکشائش اپنے اوپر بند کھتی ہوں۔ اگر تم مسلمان قیدیوں کی اذیت کم کر دو۔ اور ان
 کو قید غم سے نجات دے دو۔ تو امید ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اور جناب شیخ اور جناب مریمؑ
 مجھے صحت بخشیں۔ جب اس نے ایسا کیا اور مسلمان قیدیوں کو چھوڑنا اور ان کی اذیت کم کرنی شروع
 کی۔ تو میں نے کچھ صحت کا اظہار کیا۔ اور کچھ کھانا کھایا۔ وہ خوش ہوا۔ اور دوسرے مسلمان
 قیدیوں کو بہت عزیز رکھنے لگا۔ پس میں نے چار شب کے بعد خواب میں دیکھا کہ فاطمہ الزہراءؑ
 سیدۃ النساء العالمین اور جناب مریمؑ ہزار حوریان بہشتی کے ہمراہ تشریف لائیں۔ اور جناب
 مریمؑ نے فرمایا۔ اے نور چشم یہ مادر گرامی امام حسن عسکری ہیں۔ میں نے ان کا دامن پکڑ لیا۔
 اور رونے لگی۔ اور میں نے شکایت کی کہ امام حسن عسکری میرے دیکھنے کو نہیں آتے اس وقت
 اپنے فرمایا۔ کہ میرا فرزند کیوں کرتا ہے۔ حالانکہ تو مشرک ہے۔ اور ہمیشہ مریمؑ بن عمرانؑ تجھ سے
 الیرے دین سے پیڑا ہے۔ اگر تو چاہتی ہے کہ حق تعالیٰ اور حضرت شیخ اور جناب مریمؑ تجھ سے
 غرض ہوں۔ تو کہو۔ اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جب میں نے یہ کلمات طیبہ ادا کئے۔ تو جناب زہراؑ نے مجھے اپنے سینے سے پٹالیا اور مجھے تسلی
 دی اور فرمایا۔ اب میرے فرزند کی ملاقات کی منتظر رہو۔ میں اس کو بھیجوں گی۔ جب میں بیباک
 ہوئی۔ اور یہ کلمات طیبہ پڑھنے شروع کئے۔ اور دوسری رات کو سوئی۔ تو آفتاب جمال آنحضرتؐ
 طالع ہوا۔ اور میں نے کہا اے میرے حبیب مجھے اسیر محبت کر کے مجھ سے جدا لائی کیوں اختیار
 کی؟ فرمایا۔ میرے دیر میں آنے کی یہ وجہ تھی کہ تو مشرک تھی۔ اب مسلمان ہو گئی ہو۔ اب میں ہر شب
 آؤں گا۔ جب تک خدا ظاہر مجھے اور تجھے ملانے۔ اس وقت سے آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔
 کہ وہ جناب خواب میں نہ آئے ہوں۔

بشیر بن سلیمان نے عرض کیا۔ تم اسیروں میں کس طرح سے آگئیں؟ فرمایا۔ کہ ایک شب مجھے
 اس جناب نے خبر دی۔ کہ مقدار ادا اظلاں روز مسلمانوں کی طرف ایک شکر بھیجے گا۔ اور خود بھیجے
 سے جائے گا۔ تو بیس بدل کر خدمت گاروں اور کینزوں میں شامل ہو جائنا اور اپنے دادا

کے پیچھے روانہ ہونا اور فلاں راہ سے چلنا۔ میں نے ایسا کیا؟ مسلمانوں کی جاسوسی جماعت نے ہمیں دیکھ لیا اور گرفتار کر کے لئے گئے۔ اور میرا انجام یہ ہوا جو تو نے دیکھا۔ اور جس کے جھٹے میں میں آئی تھی۔ اس نے میرا نام دریافت کیا تو میں نے ترجمان بتلایا۔ اس نے کہا۔ یہ کینزوں کا سا نام ہے۔ بشیر نے کہا۔ یہ تعجب ہے۔ کہ تم اہل روم سے ہو۔ اور عربی خوب جانتی ہو۔ فرمایا۔ کمال محنت کی وجہ سے میرا دادا چاہتا تھا۔ کہ مجھے آداب حسنہ سکھائے۔ ایک زن مترجمہ کو میرے لئے مقرر کیا۔ جو رومی اور عربی خوب جانتی تھی۔ پھر صبح و شام آتی تھی اور زبان عربی سکھاتی تھی۔ تاہیں کہ میں عربی خوب برتنے لگی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ جب میں اس منظر کو سامہ لے گیا۔ اور خدمت امام علی النقی میں پہنچیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہو۔ خداوند عالم نے دین اسلام کی عزت اور دین نصاریٰ کی ذلت اور محمد وآل محمد کی فضیلت تجھ کو کس طرح دکھلائی۔ عرض کیا۔ اے فرزند رسول میں کیا بیان کروں اس امر کا۔ جس کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ میں تجھے عزت دینا چاہتا ہوں پس تو کیا پسند کرتی ہے۔ یہ کہ میں دس ہزار شرفی دے دوں یا بشارت دوں شرافت و کرامت ابدی کی؟ عرض کیا۔ میں مال نہیں چاہتی ہوں۔ فرمایا۔ پس تجھ کو بشارت ہو ایک ایسے فرزند کی جو مغرب و مشرق عالم کا بادشاہ ہوگا۔ اور زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ جب کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ عرض کیا۔ یہ فرزند کس سے ہوگا؟ فرمایا۔ اس سے جس کے لئے رسول خدا نے جناب شیخ سے تیری خواست گاری کی تھی۔ پھر پوچھا کس سے جناب شیخ اور ان کے دوستی نے عقد کیا تھا؟ عرض کیا۔ تمہارے فرزند سے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا ان کو پہچانتی ہو؟ عرض کیا۔ جس دن بہترین زنان عالمین کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی ہوں ہر شب وہ میرے دیکھنے کو آتے تھے۔ پس کا فور خادم کو بلایا اور کہا۔ ہائیکہ خاتون کو بکالا۔ جب وہ آئیں تو فرمایا۔ یہی وہ کینز ہے۔ انہوں نے گلے سے لگایا۔ اور بہت مہربانی سے پیش آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے بن! اس کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اور الفض و سنت دین تعلیم دو۔ یہ زوجہ امام حسن عسکری اور والدہ جناب صاحب الزماں ہے۔ انتہی ۛ

یہ شرافت و کرامت و سعادت و برکت و رحمت و فضیلت کہ عقد عالم انوار و ارواح میں ہمال بیت رسالت و نبوت ہی سے مخصوص ہے۔ اور اس کی نظریں دیانت اسلام میں بہت موجود ہیں۔ اور کتب سیر و تواریخ و احادیث مجید میں جناب فاطمہ کے عقد کا

ہر انوار و ارواح میں ہر ناشائستہ و محقق ہے۔ نیز جناب شہر بانور والدہ جناب امام زین العابدین کا
 یہ بھی اسی طرح جناب امام حسین سے ہوتا تھا۔ اور ان کو بھی عالم رویا ہی میں جناب سیدہ مطہرہ
 و سلام علیہا کے سمان کیا تھا۔ اور یہ بشارت دی تھی۔ پس جناب صاحب الزمان علیہ السلام
 مادر گرامی کا اس طرح سے آنا اور عالم رویا میں سمان ہونا اور عالم ارواح میں مقصد ہونا ان
 آباد و اجداد کی سنت ہے۔ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ اور ان ارواح قدسیہ کے
 منات عالم رویا و عالم خراب میں اہل کشف و معرفت کے نزدیک مشہور و معروف ہیں
 چنانچہ نظر ہمارے تحریر کے ضمن میں آئندہ ابواب میں ملاحظہ کیجئے گا۔ اور ان آیات
 کی تکذیب اور انکار وہ ظالمین و حامدین ہی کرتے ہیں۔ جو دیدہ و دانستہ حق سے
 شرم پرشی کرنے والے منال و مضل ہیں ﴿وَمَا يَجْعَلُ يَأْيَا تُبَّارًا إِلَّا الظَّالِمُونَ﴾ وَمَنْ
 نِيلَ اللَّهُ خَمَلًا لَهُ مِنْ هَآجٍ

اس روایت سے یہ بھی واضح ہے کہ جناب علیکہ والدہ ماجدہ جناب صاحب الزمان
 لونڈی اور کینز کا اطلاق محض ظاہری اور رواجی ہے۔ ورنہ فی الحقیقت وہ لونڈی کسی
 مدے کی رو سے نہیں ہو سکتیں۔ وہ شامزادی ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آئی
 ہیں۔ اور خود آئی ہیں۔ اور شکر اسلام و نصارے میں جنگ بھی واقع نہ ہوتی تھی۔ جیسا کہ ظاہر روایات
 سے ثابت ہوتا ہے۔ لہذا وہ لونڈی نہیں کہلا سکتیں۔ فافہم و تدبر فیہ۔

شہادات سابقہ الذکر اور آئندہ مذکور ہونے والی روایات سے معلوم ہے کہ جتنے علماء و شہداء
 شیعہ و جہد مہدی آخر الزماں کے قائل ہیں اور حجت بن الحسن ہی کو مہدی موعود جانتے ہیں۔
 سب متفق ہیں کہ مادر گرامی جناب صاحب الزمان جناب زکریا خاتون ہیں۔ جن کا پہلا
 نام علیکہ ہے۔ اور ان کا سلسلہ نسب ان کی والدہ کی طرف سے جناب شہر بانور الصفاء دمی
 اب علیہ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ اور خاندان قیصرہ روم سے ہیں۔ اور اس سے انکار
 ہر محمودی ہے۔ رباقی تفصیل باب روایات میں ملاحظہ ہوا۔

الد ماجد امام علیہ السلام اکثر احادیث مذکورہ ابواب سابقہ میں اکثر علماء
 اہل سنت و اجماعت اور علماء اہل التشیع کی تصریح
 لی ہے کہ والد ماجد جناب صاحب الزمان حضرت امام حسن العسکری بن علی بن محمد بن
 بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔ اور بعض احادیث

اور بھی آئندہ اسی باب اور ابواب آئندہ میں مذکور ہوں گی۔ جناب شیخ جلیل نبیل وفاضل بے نظیر وٹیشل
فضل بن شافان جنہوں نے بعد ولادت صاحب الزمان اور قبل وفات امام حسن العسکری و وفات
پائی ہے محمد بن علی بن حمزہ بن الحسین بن عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے
ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام حسن العسکری نے بیان کیا۔ ولی خدا و حجت خدا اور
میرے بعد میرا خلیفہ منتخب شدہ ۵۷۵ شعبان ۳۵۵ ہجری نزدیک طلوع صبح صادق پیدا ہوا
اور اقل اقل جس نے اس کو غسل دیا وہ رعونان خازن بہشت تھا۔ اور اس کے ہمراہ اور ملائکہ
مقرین تھے۔ جنہوں نے آپ کو ثرو سلبیل سے اس کو غسل دیا۔ بعد ازاں لوگوں نے مادی حدیث
محمد بن علی سے آپ کی حلقہ کا حال اور نام دریافت کیا۔ کہا۔ ان کی والدہ کا نام طیکہ تھا۔ اور کبھی ان
کو سو سن اور کبھی دس چنانہ کہتے تھے۔ اور یہ حقیقت و خبر جس بھی ان کے نام تھے۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ مادر گرامی کے اسم مبارک میں اختلاف کی یہی وجہ
ہے۔ کہ ان کو ان پانچوں ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ اور اصل نام طیکہ تھا۔ اور باقی القاب و
خطابات ہیں۔

نیز شیخ موصوف نے محمد بن عبد الجبار سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے
حسن العسکری بن علی علیہما السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسول میں آپ پر سلامتوں
میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ یہ بتائیں۔ کہ آپ کے بعد امام اور بندگان خدا پر حجت خدا کون ہے۔
فرمایا۔ میرے بعد امام اور حجت خدا میرا فرزند ہے جو رسول خدا کا ہم نام اور ہم کیفیت ہے۔
اور خاتم نبی خدام ہے اور آخری خلفاء اللہ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کس کے بطن سے۔ فرمایا۔
دختر فرزند قیصر روم کے بطن سے۔ الخ۔

بحین چالیس علماء اعلام اہل السنۃ کے اسماء گرامی ہم نے نقل کئے ہیں۔ وہ سب اسی کے
فاضل ہیں۔ کہ ہمدی فرزند جناب الحسن العسکری ہیں۔ دھوا الحق اور اس کے خلاف تمام
خیالات و توہمات بر محض تیا سی ہیں یا محض بغض و عداوت اہل البیت پر ہنی ہیں باطل
محض ہیں۔ اور آپ کے باپ کا نام حیدر ثابت کرنے والی حدیث مرفوعہ ثابت ہو چکی ہے۔
اور ہر فرض محال اگر صحیح بھی ہو۔ تو اس کی تاویل ہمدی عباسی سے ہو سکتی ہے نہ ہمدی آخر الزمان
جو آخر خلفاء اللہ ہیں۔ اس میں ہٹ دھرمی عین بے دینی ہے۔ فلا تکن من الممتزین۔
المکذبین الذین ضلوا و اضلوا کثیرا۔

لَا تَوْلَادَتْ بِالسَّعَادَةِ
بِخَوْلَادَتِهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ

تاریخ ولادت میں مثل اختلافات اہل اسلام فی الجملہ
اختلاف ہے۔ چنانچہ شیخ مفید مسار الشیخہ میں
۲۵۴ھ لکھتے ہیں۔ اور حسن بن محمد بن حسن قمی تاریخ
۲۵۴ھ میں تاریخ ولادت ۸ شعبان بتلاتے ہیں۔ اور

روایت میں ۲۵۴ھ اور ایک میں ۲۵۵ھ ہے۔ اور مسعودی نے اثبات الوصیہ میں
۲۵۶ھ لکھا ہے۔ لیکن صحیح یہ روایت ہے۔ کہ ولادت باسعادت روز جمعہ (متفق علیہ)
۸ شعبان ۲۵۴ھ ہے۔ چنانچہ شیخ مفید ارشاد میں اور ثلثۃ الاسلام کھینی کافی میں اور کراچی
مزا الفوائد میں اور شمسید اول درو کس میں اور شیخ ابراہیم کفعمی اور دیگر محققین سنی و شیعہ
ایات صحیحہ روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی بعض اقوال سے ظاہر ہوگا پس یہی تاریخ صحیح و محقق ہے
فی ۸ شعبان العظم ۲۵۴ھ ہجری نبوی صلعم

ولادت
جناب شیخ سلیمان القندوزی السنی بحوالہ کتاب الفیہ شیخ محمد بن علی
ابن الحسین موسیٰ بن محمد بن حمزہ بن موسیٰ الکاکم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے
ہے کہ حکیم خاتون دختر محمد بن ابیاد نے بیان کیا۔ محمد کو ایک دن ابو محمد الحسن نے بلایا اور کہا۔ اے
دبھی آج کی شب ہمارے ہی پاس افطار کیجے۔ کہ یہ شب نصف شعبان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
ی شب میں اپنی حجت اپنی زمین میں ظاہر کرے گا۔ میں اس شب کو وہاں طہیر گئی اور لہذا نظر کر گئی۔
وقت سحر اٹھی اور میں نے آگے۔ المسجد اور سورۃ یسین تلاوت کی۔ کناگہاں جس خاتون نے
فرار ہوئیں۔ جرنی میں نے کپڑا کھولا۔ بچے کو سجدے میں دیکھا۔ اور ابو محمد الحسن نے مجھ کو ندا
دی کہ اے بھوپھی بچہ کو جلد یہاں لاؤ۔ میں ان کے پاس بے آئی۔ انہوں نے اس کو اپنے
پیشے پر کھڑا کیا۔ اور اپنی زبان اس کے منہ میں دے دی۔ اور اس کی آنکھوں اور کانوں اور سب
بہ بندوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر فرمایا۔ اے فرزند لڑو۔ فَقَالَ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا
شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه واله وسلم۔ پھر
دوبھی علی امیر المومنین اور ائمہ طاہرین پر۔ یہاں تک کہ اپنے والد ماجد پر درود بھیجا۔ پھر
حسن مسکری نے فرمایا۔ اے بھوپھی اس کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ۔ پس میں ان کے
سے گئی۔ بچے نے اپنی والدہ کو سلام کیا۔ پھر میں نے اس کی گردن میں دے دیا۔ اور ماتم لے
لیا۔ اے بھوپھی ساتریں دن تم پھر آنا۔ میں ساتریں دن گئی۔ تو آپ نے پھر فرزند کو طلب کیا۔

اور پھر ویسا ہی کیا۔ اور بچے نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے آباء طاہرین پر درود بھیجا۔
 اور پھر یہ آیت تلاوت کی۔ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ وَ
 نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلُكُمُ الْوَارِثِينَ پھر فرماتی ہیں۔ کہ پھر میں ایک دن آئی۔ اور
 پردہ اٹھا کر دیکھا۔ کہ بچے کو نہ پایا۔ میں نے دریافت کیا۔ کہ مولود کہاں ہے۔ تو فرمایا۔ ہم نے اس
 کو خداوند حقیقت قدیر کے سپرد کر دیا۔ جس کی سپرد اہم مڑے نے مڑے کو کیا تھا۔
 لیکن محمد بن عبد اللہ المظہری سے جو روایت ہے۔ اگرچہ وہ معنی موافق و مطابق
 ہے۔ مگر اس سے مفصل ہے۔ اور اس کو شیخ صدوق وغیرہ اور نیز سلیمان مرصوف نے نقل کیا
 ہے۔ اس میں اور نیز اس روایت میں جس کو مسعودی علی بن حسین نے اثبات الرصیہ میں علقا قلی کلینی اور
 موسیٰ بن محمد غازی و احمد بن جعفر بن محمد سے باسانید صحیح روایت کی یہ زیادت ہے۔ کہ جس وقت
 حکیم خاتون کو امام نے افطار کر کہا۔ اور ولادت باسعادت امام زمان اور خلیفۃ الرحمن کی خبر دی۔
 تو انہوں نے دریافت کیا۔ کہ کس سے ہو گا۔ فرمایا۔ نہ جس سے۔ کہا۔ میں تو کوئی اثر نہ جس میں
 ولادت کا نہیں پاتی۔ آپ مسکرائے اور فرمایا۔ جس وقت صبح ہو گی۔ اثر حمل عتیس ظاہر ہو گا۔ کیونکہ
 اس کی مثال مثل مادر مڑے ہے۔ کہ ان کا حمل ظاہر نہ ہوا تھا۔ اور وقت ولادت تک کسی کو معلوم
 نہ تھا۔ کیونکہ فرعون مڑے کی جستجو میں حاملہ عورتوں کے شکم چاک کر دیتا تھا۔ اور یہ فرزند نظیر مڑے
 ہے۔ یہ الفاظ محمد بن علی سے ہیں۔ روایت مسعودی کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ فرمایا۔ اے پھوپھی! ہم
 کو وہ انبیاء و اوصیاء شکموں میں نہیں اٹھائے جاتے۔ اور ہم کو مائیں پیٹروں میں رکھتی ہیں۔ اور
 ہم دایں ران کی طرف سے باہر آتے ہیں۔ کیونکہ نور خدا میں۔ اور نور خدا کو کسی قسم کی تذاوت و پیدہ
 نہیں پہنچ سکتی (نطفہ طاہرین طیب و طاہر ہی ہوتا اور رہتا ہے۔ درحمتہ اللہ و بركاتہ علیہ)
 اہل البیت محمد بن عبد اللہ کی روایت کی ابتداء یوں ہے۔ کہ میں لہدونات امام حسن عسکری علیہ
 خاتون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ محبت خدا کی بابت سوال کروں۔ تو اس منظمہ نے بعد حمد و ثناء الہی فرمایا کہ
 خدا کبھی اپنی زمین کو محبت سے خالی نہیں چھوڑتا خواہ محبت ناطق ہو یا صامت۔ اور امامت کو خدا کے سرا
 سنیں کے دو بھائیوں میں قرار نہیں دیا ہے۔ اور خدا نے اولاد حسین کو اولاد حسن پر فضیلت دی ہے
 جس طرح اولاد ہارون کو اولاد موسیٰ پر۔ اور ضروری ہے کہ امت محمدی میں حیرت واقع ہو۔ جس میں
 مبطین شک کریں اور محققین خالص ہو جائیں۔ اور لوگوں کو خدا پر کوئی محبت باقی نہ رہے۔ اور
 چاہیے کہ امام حسن عسکری کے بعد حیرت واقع ہو۔ راوی انہیں نے عرض کیا۔ اے سپردہ بکبا امام

من عسکری کا کوئی فرزند ہے۔ آپ نہیں اور فرمایا۔ اگر ان کا کوئی فرزند نہ ہو۔ تو پھر حجت خدا کون ہے؟
 تجھے خبر دے چکی ہوں۔ کہ امامت بعد حسن و حسین دو بجائیں میں نہیں ہے۔ عرض کیا۔ مجھے ولادت
 بت امام کی خبر دیجئے۔ آپ نے حکایت ولادت سنانی الخ:

شیخ صدوق موسیٰ بن محمد سے جو اکمال الدین میں روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ تفصیل
 ہے کہ جس وقت حکیم خاتون وقت سحر اُٹھیں۔ اور ادھیہ وغیرہا میں مشغول ہوئیں۔ فرماتی ہیں۔
 نبی میں آسمان اور لیس تلاوت کر چکی۔ تو نہ جس خاتون مضطرب ہوئیں۔ میں فوراً ان کے پاس پہنچی
 گلے سے لگایا۔ اور پوچھا۔ کیا کچھ احساس کرتی ہو؟ کہا۔ ہاں اے پھوپھی جان۔ اتنے میں مجھے اور
 عے خفیف سی سینڈ آگئی۔ پس میں اس مولود سردار کو نبی کی جستجو میں اُٹھی اور کپڑا اُٹھا دیا۔ تو اس
 درگزن کو سجدے میں پایا۔ میں نے گود میں اُٹھالیا۔ دیکھا۔ کہ پاک و پاکیزہ و بے لائش
 ہے۔ اور محمد بن عبد اللہ کی روایت مرویہ شیخ صدوق میں یہاں پر یہ بھی فرماتی ہے کہ جس
 ت نہ جس خاتون بیمار و مضطرب ہوئیں۔ تو امام نے فرمایا۔ اے پھوپھی۔ ان پر سورہ قدر پڑھو
 مانے پڑھنی شروع کی۔ اور پوچھا۔ کچھ اثر محسوس کرتی ہو۔ فرمایا۔ ہاں۔ پھر میں نے سورہ مذکور کی
 ادت شروع کی۔ تب اس مولود نے شکم مادر میں میرے ہمراہ سورہ قدر
 نا انزلناہ تلاوت کرنی شروع کی۔ اور جس طرح میں پڑھتی تھی اُسی طرح وہ پتہ بھی پڑھتا
 ہا۔ اور مجھ کو سلام کیا۔ میں ڈری۔ تو امام نے آواز دی۔ اے پھوپھی قدرت خدا
 ن تعجب نہ کرو خداوند عالم ہمارے بچوں کو حکمت کے ساتھ گویا کرتا ہے
 بد بزرگی میں ظاہر بظاہر حجت قرار دیتا ہے۔ ابھی حضرت کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ نہ جس
 روں سے غائب ہو گئیں۔ اور میں نے ان کو نہ دیکھا۔ گویا میرے ادران کے درمیان پردہ سا
 ل ہو گیا۔ میں دوڑی ہوئی امام کی خدمت میں آئی۔ فرمایا۔ اے پھوپھی۔ واپس جاؤ نہ جس کو اپنی جگہ
 گی۔ میں واپس آئی۔ تو دیکھا کہ پردہ اُٹھا دیا گیا ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ نہ جس خاتون سے ایسا
 تسلیع ہے کہ آنکھوں کو اس سے خیرگی ہوتی ہے۔ اور صاحب الامر کو دیکھا کہ سجدہ خدا
 س جھکے ہوئے دوزانو بیٹھے ہیں۔ اور انگشت شہادت کو آسمان کی طرف
 ند کئے ہوئے فرماتے ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنْ جَدِّي
 مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللهِ وَ اَنْ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حُجَّتُ اللهِ عَلَیْهِمْ اُولَئِکَ اس طرح سے تمام
 دن کا ذکر کیا۔ اور اپنے نام تک پہنچے۔ اور پھر فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَمْرِیْ الْاُخْرٰی

رُشِمَتْ وَطَاقِي وَفُكِرَ بِي الْأَرْضِ قَسْطًا وَعَدْلًا ہاں اللہ جو وعدہ تو نے میرے لئے کیا ہے۔ اس کو پورا کر۔ اور میرے امر کو انجام کو پہنچا۔ اور تم کو ثابت رکھ۔ اور مجھ سے زمین کو عدل و دلا سے پُر کر۔ اور نیزہ بھی مروی ہے۔ کہ اس وقت نور ساطع ہو کر اطراف آسمان میں پھیل گیا۔ اور وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ کچھ سفید پرند آسمان سے چنے آتے ہیں۔ اور اپنے پُر اور بازوان کے سر اور بدن پر سلتے ہیں اور اڑ جاتے ہیں۔ اور روایت مسعودی میں یہاں یہ زیادتی ہے کہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے دیکھا۔ آپ کی پیشانی پتیلیوں۔ دونوں انگوٹوں۔ پاؤں اور انگوٹھوں اور دائیں ہاتھ پر لکھا ہوا تھا۔ یعنی تمام اعضاء سجود اور دائیں ہاتھ پر لکھا ہوا تھا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوًّا۔ اور غنیمت شدہ و ناف بریدہ پاک و پاکیزہ و بے آلائش تھے۔

مشارق الانوار میں حسین بن محمد سے مروی ہے۔ کہ جس وقت حکیمہ عاتقہ نے مولود مسعود کو والد ماجد کی گرد میں دیا۔ تو امام نے فرمایا۔ اے حجتہ اللہ و بقیۃ انبیاء و نور اصفیاء و غوث نقیہ و خاتم اوصیاء و نور اقیاء و صاحب کرہ بمضیاء کلام کر۔ اس وقت فرمایا۔ اشہدان لا الہ الا اللہ و محمدک لا شریک لہ و اشہدان محمد عبدا و رسولہ و اشہدان علیہ علی اللہ اور پھر تمام ائمہ کا ذکر اسی طرح کیا۔ پھر امام حسن نے فرمایا۔ پڑھو تو اس مولود مسعود نے صحیفہ انبیاء کی تلاوت کی۔ اور ابتداء صحیفہ ابراہیم سے کی۔ اور ان کو زبان سریانی میں پڑھا۔ پھر کتاب دریش و زح و صانع و تدریت موسیٰ و انجیل جیسے و فرقان محمد مصطفیٰ کو پڑھا۔ اور پھر قصص انبیاء کو نقل کیا۔ شیخ بلوسی نے اس مقام پر یہ لکھا ہے۔ کہ ابتداء استقامہ اور بسم اللہ سے کی۔ اور آخر میں یہ آیت تلاوت کی اَنْ تَرْبِیْہُ اَنْ تَنْسِیَ عَلَی الدِّیْنِ اَسْتَغْفِرُ فِی الْاَرْضِ فَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَجَعَلَ الْکَوَافِرِیْنَ وَتُمْکِنَ لَہُمْ فِی الْاَرْضِ دُثْرَیْ فِیْ دُثْرَیْ وَہَا مَانَ وَجَعَلَ وَہُمْ مِنْہُمْ مَا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ اور پھر رسول خدام اور ائمہ پر درود بھیجا۔ مسعودی نے حصینی سے بھی قرأت کتب و صحیفہ انبیاء کی تلاوت کو روایت کیا ہے۔

اور شیخ صدوق نے محمد بن حسن سے یہ بھی روایت کیا ہے۔ کہ جس وقت مرغان سفید اس جناب یعنی مولود مسعود کے سر و بدن سے پرواز دیتے تھے اور ایک نور زمین سے آسمان تک ساطع تھا۔ تو امام حسن حکمرانی نے ایک پرند کو حکم دیا۔ اس مولود کو لے اور اس کی حفاظت کر۔ اور ہر پالیس دن کے بعد ہمارے پاس لاؤ۔ پس وہ پرند اس جناب کو آسمان کی طرف اُڑا لے گیا۔ اور بال پرند اس کے پیچھے اُڑ گئے۔ اور امام فرماتے تھے۔ کہ میں نے تجھ کو اس کے سپرد کیا۔ جس کو

بچے نے موسے کو سپرد کیا تھا۔ نہ جسٹن خاتون یہ دیکھ کر رونے لگیں۔ آپ نے تسلی دی اور فرمایا۔
 میں رہوں۔ حنفریب وہ تمہارے پاس آئے گا اور تمہارے سوا کسی کا دودھ نہ پیئے گا۔ جس طرح
 اپنی والدہ کے پاس واپس گئے۔ تاکہ وہ خوش ہو اور محزون نہ ہو۔ حکیم فرماتی ہیں۔ میں نے
 یہ پرندہ کن تھا؟ فرمایا۔ یہ روح القدس ہے۔ جو ائمہ پر موقوف ہے۔ جو ان کو موقوف کرتا ہے اور
 لے رہا ہے۔ اور ہر ایک خطا و لغزش سے محفوظ رکھتا ہے اور تعلیم دیتا ہے (یاد رہے
 روح القدس کوئی فرشتہ نہیں ہے بلکہ ایک روح قدس نورانی ہے جو مخصوص ہے اہل
 طاہرین سے۔ اور روح مُکذّبہ کے نام سے معروف ہے۔ ملک غیر از روح ہے شیخ صدوق
 در روایت نقل کی ہے۔ اس میں روح القدس نہیں بلکہ صرف روح ہے ناقص ولا تعقل
 لہ ہمارے کتاب کشف الاسرار میں دیکھنی چاہئے)۔

محمد بن عبد اللہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ وہ پرند چالیس دن کے بعد اس مولود مسعود کو
 لایا۔ کچھ خاتون اس دن گئیں۔ تو دیکھا کہ وہ جناب پھر رہے ہیں اور راہ چل رہے ہیں۔ میں نے
 سن کر حیرت سے کہا۔ لے میرے سردار! یہ طفل دو سالہ معلوم ہوتا ہے جو چل پھر رہا ہے جعفر
 زئی اور فرمایا۔ فرزند انبیاء و اوصیاء علیہم السلام جس وقت امام پیدا
 تے ہیں یعنی تمام اولاد ائمہ امام نہیں ہوتی۔ امام ہر ایک زمانے میں صرف ایک ہوتا ہے۔
 جب امام پیدا ہوتا ہے تو اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ مؤلف (توان کی نشو و نما خلافت
 بت نشو و نما عامۃ ناس ہوتی ہے۔ اور ہمارا ایک ماہ کا بچہ (امام) ایک سال کے بچے
 مثل ہوتا ہے (جیسا کہ جناب ابراہیم موسیٰ و جناب محمد مصطفیٰ اسی طرح بڑھتے تھے)۔
 ہمارا بچہ شکم مادر میں کلام کرتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے جس طرح جناب امیر
 مادر میں کلام کرتے تھے) اور زمانہ شیر خوار ہی میں اپنے پروردگار کی عبادت
 نہا ہے جس طرح جناب عیسیٰ وقت ولادت سے نماز و روزے پر مامور اور محکوم تھے)۔
 فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور ہر سحر اس پر نازل ہوتے ہیں۔
 رہاتے ہیں کہیں اسی طرح سے پرندہ سفید اس مولود مسعود کو ہر چالیسویں روز لاتا رہا۔ یہاں تک کہ
 والد ماجد کی وفات سے پہلے وہ تھوڑے ہی عرصے میں مرد جوان ہو گیا جس طرح جناب
 یثیم بندہ ماہ میں پندرہ سالہ جوان ہو گئے تھے)۔ اور میں ایک دن آئی۔ تو میں نے نہ پہچانا۔
 میں نے امام سے عرض کیا۔ یہ کون ہے؟ فرمایا۔ یہی تو فرزند جسٹن اور میرا خلیفہ ہے۔ اور میں

مقریب اس عالم سے کوچ کرنے والا ہوں۔ پس اس کی بات سنو۔ اللہ اس کی اطاعت کرو۔ بعد ازاں
 دیگر خاتون نے محمد بن عبداللہ سے کہا۔ کہ چند روز بعد امام حسن عسکریؑ نے وفات کی۔ اور میں
 اب ہر روز صبح و شام صاحب الامرؑ کے پاس جاتی ہوں۔ اور جو کچھ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں۔
 وہ جناب مجھ کو بتلا دیتے ہیں۔ اور میں ان سائلین کو بتلا دیتی ہوں۔ خدا کی قسم کبھی میں دریافت
 کرنے کا ارادہ ہی کرتی ہوں کہ سوال سے پہلے ہی وہ جناب جواب دے دیتے ہیں۔ اور شب گزشتہ
 مجھے تیرے آنے اور ان سوالات کی خبر دی تھی۔ پڑھاوسی حدیث (محمد بن عبداللہ) کہتے ہیں۔ کہ
 خدا کی قسم مجھ کو جیسے خاتون نے وہ باتیں بتلائیں اور ان سوالات کے جواب دے۔ جن کو سوائے خدا
 کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ پس میں نے یقین کر لیا۔ کہ یہ باطل صحیح و درست ہے۔ کیونکہ خدا نے ان کو
 ان چیزوں پر مطلع کیا ہے جس پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں کیا ہے۔ حصینی نے اس مولود
 مسودہ کو روح مٹوکل کے سپرد کرنے کے ذکر میں یہ زیادتی کی ہے۔ کہ وہ روح مٹوکل اس کو سر پر وہ
 عرش میں لے گئے۔ تاہم وہ جناب حضور قرب الہی میں کھڑے ہوئے۔ اور خطاب الہی
 پہنچا۔ مرحبا لے میرے بندے۔ میرے دین کے ناصر۔ میرے امر کے
 منظر۔ میرے بندوں کے امام مہدی۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ تجھ سے
 لوں گا اور تیرے ہی ذریعہ سے پکڑوں گا۔ اور تجھ سے عطا کروں گا اور تیرے وسیلہ
 سے دشمنوں کا اور تیرے ذریعہ لوگوں کو عذاب کروں گا۔ اے مٹوکلین اس مولود کو
 اس کی والدہ کے پاس لے جاؤ۔ اور کہو کہ یہ ہماری حفاظت و حمایت و
 عنایت میں ہے اس وقت تک جبکہ میں اس کے ذریعہ سے حق کو ظاہر
 کروں۔ اور باطل کو نیست و نابود کروں۔ اور صرف میرا دین خالص دنیا میں
 باقی رہے پڑیہ بھی مروی ہے کہ جب اقول اول آپ نے چھینکا۔ تو فرمایا الحمد للہ رب
 العالمین و صل اللہ علی محمد و آلہ عبد ذاکر اللہ عنہ و ستکف و لا مستکبر
 اور پھر فرمایا۔ ظالم لوگ گمان کرتے ہیں کہ حجت خدا باطل ہو جائے گی۔ اگر مجھ کو یہ کلام کرنے کا اذن
 دے دیا جاتا۔ تو ضرور شک باطل ہو جاتا۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بھی قریب قریب۔ یہی روایت
 کیا ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے محمد بن عثمان عمری سے جو روایت کی ہے۔ اس میں جہاں
 ولادت سجدہ کا ذکر ہے۔ یعنی دیکھا۔ کہ جناب سجدہ باری میں ہیں اور انکشت شہادت

آسمان کی طرف کئے ہوئے اور سر بلند کئے ہوئے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ آپ فرما رہے ہیں۔ شَهِدَ اللّٰهُ
 اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْكَفْكَةُ وَاُولَئِكَ عَلِمُوا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ
 الْحَكِيمُ اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۝

اور خدامِ امام سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں خدمتِ صاحبِ الامر علیہ السلام
 میں داخل ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میرے واسطے صندلِ سرخ لاؤ۔ میں نے لے آیا۔ پھر دریافت کیا۔
 کہ تو مجھے پہچانتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ آپ میرے آقا اور آقا زادے ہیں۔ فرمایا میں
 یہ نہیں پہچانتا۔ میں نے عرض کیا۔ پھر فرمائیے آپ کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا۔ میں خاتمِ اوصیاء
 ہوں۔ خدا میری وجہ سے میرے اہل اور میرے شیعوں سے بلاؤں کو دفع
 کرے گا۔ کتابِ بشارِ الانوار میں شیخ رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ کہ صادق آلِ محمد نے فرمایا
 ہے۔ کہ جو بچہ اس شبِ ولادتِ امامِ زمان میں پیدا ہوگا۔ وہ مومن ہوگا۔ بہرکت وجودِ امامِ صاحبِ
 الزماں علیہ السلام ۝

مستودعی کتابِ الرمیۃ میں اور حسین بن حمدان ہدایہ میں روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت
 امام علی نقی سرائے مخصوصین کے اکثر شیعوں سے اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور حضرت امام
 حسن العسکریؑ اکثر پس پردہ سے کلام کیا کرتے تھے۔ الا جبکہ سوار ہو کر خانہ سلطان میں جاتے۔ اور
 یہ عمل مقدمہ غیبتِ صاحبِ الزماں تقیہ تاکہ شیعوں مانوس ہو جائیں اور وحشت نہ کریں۔ اور اختفاء
 کے عادی ہو جائیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ نفسِ مضمون دراصل ان تمام روایات کا ایک ہی ہے۔
 اور تلاوت و قرأت و تکلم صاحبِ الزماں میں فرق ہے۔ وہ اول تو باعتبارِ زماں ہے۔ یعنی وقت
 ولادتِ حالتِ سجدہ میں اور کچھ فرمایا ہے۔ اور بعد ولادتِ حکیمہ خاتون کے اٹھانے اور لینے کے بعد
 اور کچھ تلاوت کیا ہے۔ اور جب پدرِ عالی قدر کی گود میں آتے ہیں۔ تو اور کچھ فرمایا۔ اور آپ نے
 حکم دیا ہے کہ پڑھو۔ تو سمعِ انبیاء تلاوت کئے ہیں۔ پھر روزِ اول اور تکلم تھا۔ روزِ دوم
 اور روزِ سوم اور۔ دوسرے اس نے بعض کلمات میں اختلاف ہے۔ کہ بعض راوی کلماتِ جناب
 حکیمہ خاتون کو پورا ضبط نہیں کر سکے ہیں۔ اور سرورِ نسیان واقع ہوا ہے۔ بنا بریں اس میں کوئی
 تناقض و منافی نہیں ہے۔ اللہ یہی دبر بعض اور احمد کے مختلف ہونے کی ہے۔ کیوں کہ بیانِ وسیع
 اور واقعاتِ کثیر ہیں۔ روایاتِ خوب حفظ و ضبط نہیں کر سکے ہیں۔ اور وقتِ ولادتِ کلمہ
 شہادت اور آئیہ شہادت اور نیز قرآن اور دیگر کتبِ سادہ کا پڑھنا اور امشہر کے لئے بھی

مردی و منقول ہے۔ اور ادائے شہادتین و آیہ شہادت خاص علامت امام ہے۔ ہر ایک امام ضرور ایسا ہی کرتا ہے۔ پس ان امور سے انکار بیشمار احادیث صحیحہ مسلمہ سے انکار ہے۔ جس پر کوئی مسلمان جرأت نہیں کر سکتا۔ اور روح کو بعد فرمانے جناب امام حسن عسکریؑ کو چالیس دن کے بعد لایا کرنا اس سے پہلے حضرت کا اپنی والدہ کے پاس آ جانا اور دودھ پینا منافی نہیں ہے۔ کیوں کہ آپؑ نے جناب ترہس خاتونؑ سے فرمایا تھا۔ کہ یہ بچہ سوائے تمہارے کسی اور کا دودھ نہ پیئے گا۔ اس لئے جب اس جناب کو خواہش دودھ کی ہوتی ہوگی۔ روح مؤکل لاتے ہوں گے۔ اور پھر عالم قدس و سراپدہ عرش میں سے جاتے ہوں گے۔ باب خصائص میں اس کی پھر تائید ہوگی۔ کہ پرورش آپؑ کی عالم قدس میں ہوئی ہے۔ شیخ صدوقؑ نے باب ولادت میں موسیٰ بن محمدؑ۔ محمد بن عبد اللہ۔ جعفر بن محمد مسرور۔ علی بن محمد۔ محمد بن علی ماجیلویہ۔ محمد بن موسیٰ المتوکل۔ علی بن الحسن بن الفرج المنوفی۔ محمد بن ابراہیم بن اسحاق۔ ابوالعباس احمد بن الحسن بن عبد اللہ سے روایات متعدد روایت کی ہیں۔ اور دیگر مصنفین مؤرخین نے اپنے اپنے سلسلہ اسانید سے روایات درج کتب کی ہیں۔

اور سلیمان قندوزیؑ شیخ محمد بن علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے موسیٰ بن محمد سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے عقیدہ خادم امام سے حدیث حکیمہ خاتون کو تصدیق کیا۔ ترانوں نے کہا۔ صدقت حکیمہ علیہ المرافۃ والوصوان یعنی حکیمہ رضوان اللہ علیہا نے سچ کہا ہے۔ نیز محمد بن اسمعیل الحسینی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اور یسیم واریہ سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ ہم ولادت صاحب الزماں کے وقت حاضر تھے۔ جس وقت شکم مادر سے زمین پر تشریف لائے۔ تو دونوں زانوؤں کے بل جھک کر بیٹھ گئے۔ اور انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی۔ اور چھینک آئی۔ تو فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین و صل علی محمد و آلہ اور یسیم کہتی ہے۔ کہ دوسرے دن آپ کے سامنے مجھے چھینک آئی۔ تو فرمایا۔ یرحمک اللہ اور فرمایا۔ العطاس امان من الموت لی ثلثة ايام یعنی چھینک کا آنا تین دن تک موت سے آمان ہے۔

شیخ کامل عالم عامل خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ سابق ترین خلفا شاہ نقشبند بہاء الدین محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور ائمہ اہل بیت طہرین میں سے ابو محمد الحسن عسکریؑ ہیں۔ وہ چھ ربیع الاول ۲۳۱ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے اور اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اور اپنے باپ کے

درعالت طفولیت حکمت کرامت فرمودہ۔ دور وقت عبا پر تہ بلند امامت رسانیدہ۔ الخ ۛ
 نیز شیخ عبدالرحمن الصوفی اپنی کتاب مرآۃ الاسرار میں تاریخ ولادت امام زمان
 شب جمعہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ ہجری لکھتے ہیں۔ اور مفصل حال ولادت کو درج کیا ہے۔ اور ان
 میں ان کا اپنا ایک یہ فقرہ بھی ہے۔ و خوارق عادات او نہ چنداں است۔ کہ دریں مختصر گنجائش
 داد۔ الخ ۛ

قاضی جواد الساباطی بھی ۱۵ شعبان المعظم ۲۵۵ھ ہجری تاریخ ولادت نقل کرتے ہیں
 اور اس کو معتد جانتے ہیں ۛ

علامہ ابن خلکان اپنی تاریخ میں بعد ذکر ولادت مرحوم ذہن الحسن العسکری لکھتے
 ہیں کہ شیعوں کے نزدیک وہی امام دوازہم اور ہمدی آخر الزماں ہیں۔ اور وہ قائم و منتظر ہیں۔
 اور وہ ان کے ظہور کے منتظر ہیں۔ کہ سر داب سر من رائے سے ظہور کریں گے۔ یہ غلط محض ہے ان کی
 ولادت روز جمعہ ۱۵ شعبان المعظم ۲۵۵ھ کو ہوئی ہے۔ ان کا سن شریعت اپنے والد ماجد کی وفات
 کے وقت پانچ سال کا تھا۔ الخ ۛ اسی طرح اور بھی چند روایات صحیحہ اس باب میں کتب غیبت میں
 مروی ہیں۔ اور اکثر روایات میں جو یہ ہے کہ اپنے والد کی وفات کے وقت ان کی عمر پانچ سال
 کی تھی یہ بھی اس کی تائید ہیں۔ کہ ولادت باسعادت ۲۵۵ھ ہی میں واقع ہوئی ہے۔ محمد بن طلحہ
 شافعی تاریخ ولادت ۲۲ رمضان لکھتے ہیں۔ مگر اور کوئی روایت صحیحہ اس کی تائید نہیں کرتی
 اور شہر و معروف ۱۵ شعبان ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۛ

عقیدہ امام علیہ السلام ابو جعفر عمری سے کتاب الکمال الدین میں روایت
 ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو امام علیہ السلام نے بلایا۔
 اور فرمایا۔ ہمارے لئے دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت خرید اور بنی ہاشم میں تقسیم
 کر دے۔ اور اتنے بکرے عقیقہ کر۔ اور دوسری روایت میں تصریح ہے۔ کہ تین سو بکرے
 عقیقہ کئے گئے۔ اور محمد ابن ابراہیم کوئی کہتے ہیں کہ امام حسن عسکری نے ایک شخص کے گھر ایک
 بکری ذبح کی ہوئی بھیجی۔ اور فرمایا۔ میرے بیٹے مرحوم دے دے عقیقہ کی ہے ۛ

بعض دیگر روایات ولادت شہادت وجود امام کے ضمن میں مذکور ہوں گی ۛ
 شامل امام علیہ السلام ابو جبار و ابو جواد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جناب
 امیر المومنین نے مہر پر فرمایا۔ کہ ایک مولود میری اولاد

میں سے آخر الزماں میں خروج کرے گا۔ جس کا رنگ سفید مائل بصرخی ہوگا۔ شکم اور رانیں چوڑی اس کے شانوں کی ہڈیاں بڑی۔ اس کی پشت پر دو خال ہوں گے۔ ایک بزرگ جلد دوسرا مثل خال پیچھے اس کے دو نام ہیں۔ ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر۔ جو پوشیدہ ہے احمد ہے۔ جو ظاہر ہے وہ حم ح ص و۔ جس وقت اپنے علم کو جنبش دے گا مشرق سے مغرب تک عالم منور ہو جائے گا۔ مومن کے سر پر ہاتھ رکھے گا۔ قراس کا دل مثل آہن کے قوی ہو جائے گا۔ اور خدا اس کو چالیس مردوں کی قوت عطا کرے گا۔ اور اس کے خروج کے وقت کوئی مردہ باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اس کی قبر ہی میں اس کے دل میں خوشی داخل ہوگی۔ اور مرنے والے ایک دوسرے کو اس کے خروج کی بشارت دیں گے۔

حمران سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں خدمت ابی جعفر میں حاضر ہوا۔ اور میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر فدا ہوں۔ میں مدینہ میں داخل ہوا ہوں۔ تو میری کمر میں ایک ہمیانی ہے۔ جس میں ہزار اشتر فیاں ہیں۔ اور میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے۔ کہ یا تو میرے سوالات کا جواب دیں۔ ورنہ تو میں ان تمام اشتر فیوں کو آپ کے گھر میں ایک ایک کر کے خپچ کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اے حمران جو کچھ تیرا دل چاہے پوچھ اور اپنی اشتر فیوں کو خپچ نہ کر۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ کو قرابت رسول کی قسم سے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ امام قائم (صاحب خروج) ہیں؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں پس وہ کون ہے؟ فرمایا۔ وہ ایک مرد ہے۔ جس کا رنگ مائل بصرخی ہے۔ آنکھیں گڑھی ہوئی۔ اور دو نو ابروؤں کے درمیان بلندی۔ دو نو کھوڑوں کے درمیان کشادگی۔ اس کے سر کے بال سیدھا ہیں۔ اور چہرہ مبارک میں ایک نشان ہے۔ خدا رحم کرے مہر بن جعفر پر کہ بعض لوگ ان کو قائم آل محمد گمان کرتے ہیں (حالانکہ وہ قائم نہیں ہیں)۔

ابو وائل سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ امیر المؤمنین نے امام حسینؑ کی طرف نگاہ کی۔ اور فرمایا۔ یہ میرا فرزند سردار ہے جیسا کہ پیغمبر نے اس کو سردار فرمایا ہے (الحسن والحسین سید شباب اہل بیت)۔ جلد فدائے تعالیٰ اس کے صلیب سے ایک مرد کو پیدا کرے گا جو ہم نام پیغمبر ہے اور صورت و سیرت و خلق و خلق میں شبیہ پیغمبر۔ وہ خروج کرے گا بحالت غفلت مردم و منصفی ظہور باطل میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ خروج نہ کرے (قتال بالسیف) تو لوگ اس کی گردن مار دیں۔ اور اس کی امامت سے اہل آسمان خوش ہوں گے۔ وہ ایک شخص ہے کشادہ پیشانی۔ ورازا باریک بینی۔ بزرگ شکم۔ چوڑی ران والا اور دائیں مان میں ایک تل ہے۔ اگے کے پاؤں دانت کھلے کھلے ہیں۔ وہ زمین کو عدل و داد سے پڑ کر دے گا جبکہ وہ ظلم و جور سے پڑ ہو گئی ہوگی۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ

دار و سلم سے مروی ہے۔ ہُوَ أَحْلَى الْجَنَّةِ اُنْثَى الْأَنْفِ وَجْهَهُ كَالِدِيَّتِ اسْرَ عَلَى خَدَّيْهَا لَأَمِنْ خَالٍ كَأَنَّكَ كَوْنُكَ كَيْدُ خَدَّيْنِ مَدَى كَشَاةٍ بِشَامَانٍ دِرَانِ بَارِيكٍ بِنِي هِيَ۔ اس کا چہرہ مثل اشرفی کے یکبارہ ہے۔ دائیں رخسار پر تل ہے۔ گریا کہ وہ ستارہ درخشاں ہے :

اور دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ الْمَعْدِي طَائِفٌ أَهْلُ الْجَنَّةِ بِمَدَى طَائِفٍ اہل بہشت ہے۔ وَجْهَهُ كَالْقَمَرِ الدُّرِّيِّ اس کا چہرہ مثل ماہ تاباں۔ عَلَيْهِ جَلَدٌ بَيْبُ التَّوْبَةِ اس پر نور کی چادریں ہیں۔ اور جنابِ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عَلَيكَ جُيُوبُ التَّوْبَةِ وَتَقْدُّ شُعَاعُ ضِيَاءِ الْقُدُسِ یعنی اس جناب کے اوپر جامہائے تہ سیتہ و معلقہائے نورانیہ رہاں ہیں بر شمع الہدایہ حضرت حق جل و علا سے روشن ہیں :

محمد بن طلحہ الشافعی کتاب معظم الہدایہ میں نقل کرتے ہیں۔ وَرَأَى لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَيْسَةً يَخْرُجُ فِي أَحْزَانِ الزَّمَانِ وَقَدْ امْتَلَأَتِ الْأَرْضُ جُودًا وَظُلْمًا كَيْمَلَاهَا قِسْطًا وَغَدَا وَكُلُّهُ يَبْقَى مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ تَطْوِلُ اللَّهُ ذُلَّكَ حَتَّى يَلْجَأَ هَذَا الْخَلِيفَةُ مِنْ وَلَدٍ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ اُنْثَى الْأَنْفِ الْكُلُّ الطَّرِيفِ وَعَلَى خَدَّيْهَا الْأَيْمَنِ خَالٌ يَعْرِفُهُ أَرْبَابُ الْحَالِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ وَهُوَ مَرْبُوعُ الْقَامَةِ حَسَنُ الْوَجْهِ وَالشَّعْرِ وَسَمِيَتْ اللَّهُ بِهِ كُلُّ يَدْعَةٍ وَجَبِي بِهِ كُلُّ سُنَّةٍ يُسْقَى خَيْلُهُ مِنْ أَرْضٍ صَنْعَاءٍ وَحَدَّيْنِ اسْعَدَ النَّاسَ بِهِ أَهْلُ الْكُوْفَةِ يَقْسِمُ الْمَالَ بِالسَّوِيَّةِ وَيَعْدِلُ فِي الرَّعِيَّةِ وَيَقْصِلُ فِي النَّفِيسَةِ فِي أَيَّامِهِ لَا تَدْعُ السَّمَاءُ مِنْ فِعْزِهَا شَيْئًا إِلَّا سَبَّهَ وَلَا تَدْعُ الْأَرْضُ مِنْ بَنَاتِهَا شَيْئًا إِلَّا أَحْرَقَتْ وَحَدَّ الْأَعْيَانُ الْمَعْدِي الْقَامُ بِمَا حَرَّمَ اللَّهُ بِرُفْعِ الْمَذَاهِبِ لَا يَبْقَى إِلَّا الَّذِينَ الْخَالِصُ الْمَعْنَى خَلَاكًا بَعْدَ غَيْبِهِ وَجْهٌ آخِرُ الزَّمَانِ يَخْرُجُ كَرِيحٍ دَسَّخَالِكَةٍ مِنْ طَلْمٍ وَجْهٍ مَوْجُودٍ لَمْ يَكُنْ يَكُنْ بِهِيَ مَدَى دَعَا سَعَى اسْمُهُ لَمْ يَكُنْ يَكُنْ عَزَا لَيْسَ بِنَاقِي تَوْحِيدٍ اسْمُهُ دَرَكِيكَ كَرِيحٍ خَلْفَهُ خَدَا مَالِكُ زَمِينٍ هَرَجُونَا طَمَّةُ الزَّهْرَاءِ كِي اَوْلَادُ سَعَى هِيَ۔ وہ ہندوستانی اور سرگس چشم ہے۔ اس کے دائیں رخسار پر ایک تل ہے۔ اس کو صاحبانِ حال اور عارفین پہناتے ہیں۔ اس کا نام محمد ہے۔ اور وہ سترجی القارت میانہ قد ہے۔ چہرہ اور بال خوب صبروت۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے ہر ایک بدعت کو مٹا دے گا۔ اور ہر ایک سنتِ رسول کو زندہ کرے گا۔ اس کے گھوڑے ارضِ صنعاء و عدن سے سیراب ہوں گے۔ اور اس کی سعادت سب سے زیادہ اہل کوفہ کو نصیب ہوگی۔ وہ مال کو مساوی تقسیم کرے گا۔ رعیت میں عدل کو قائم کرے گا اور قضا یا

فیصل کرے گا۔ اس کے زمانے میں آسمان تمام بارش برسا دے گا اور زمین تمام نباتات اگا دے گی اور
کچھ نہ چھوڑے گی۔ یہ خلیفہ خدا امام مہدی قائم ہا مرثیہ ہے۔ تمام مذاہب بالحد کو دنیا سے اٹھا
دے گا اور صرف ایک دین خالص خدا باقی رہ جائے گا۔ الخ

اور ایک روایت میں بطریق اہل سنت مروی ہے۔ كُوْنَةُ كُوْنِ عَصَايَ وَحِجْمَةِ حِجْمَتِمْ
(سُورَةُ يٰسِيٰ) یعنی اس کا رنگ عربی ہے اور جسم قوی و بلند مثل بنی اسرائیل۔ اور حضرت صادق مفراتے
ہیں۔ اَسْمُهُ يَخْتَوِي مَعَهُ مِائَةً وَصَفْرَةً مِنْ مَسْهَرٍ الْكَلِيلِ یعنی گندم گوں رنگ اور
جس میں شب بیداری کی کچھ زردی شامل ہے۔ اور جناب امیر فرماتے ہیں۔ حُسْنُ الْوَجْهِ دُوْنُ
رَحْمَةٍ يَحْكُو سِنَوَاذَ حَيَاتِهِ وَرَأْسُهُ يَنْوِي بِغُلَامٍ مَرُورٍ لِيَسْمُوَ بِرَأْسِهِ
کی سیاہی پر غالب ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں وہ نمایاں نہیں۔ نیز فرماتے ہیں حَسَنُ الشَّعْرِ كَيْسُ
شَعْرَةٍ عَلَى مَنْكَبَيْهِ يَالْ غُلَامُ بَصْرَتِ اَوْرَشَالَيْمَ پُرلے ہوئے۔ اور سعد بن عبد اللہ سے
مروی ہے۔ وَ عَلَى رَأْسِهِ قُرْقُ بَيْنَ وَهُوَ بَيْنَ كَاكَّةٍ اِلَيْكَ يَتِيْنَ وَ اَوَيْنَ رَسَ كَسْرٍ
پر دو پٹیروں کے درمیان مانگ ہے۔ گویا وہ دو واؤں کے درمیان ایک الف ہے۔ اور جناب
بالر علوم سے مروی ہے۔ وَ اَسْمُهُ الصَّدْرُ مَوْسِلُ الْمُنْكَبَيْنِ عَرِضُ مَا بَيْنَهُمَا
پہر ڈاسینہ جھکے ڈھلان شانے۔ در نشانوں کے درمیان کشادگی۔ نیز جناب امیر فرماتے ہیں۔
كَتُ اللَّحِيَّةِ اَكْحَلُ لَعْنَتَيْنِ بَرَاقِ الشَّيْطَانِي وَجْهِهِ خَالٌ وَفِي مَكْتَبِهِ عَلَانِيَةٌ نَبُوَّةُ
الَّتِي رِيشُ مَبَارَكِ كَفِي اَوْرُورٍ ہے۔ آنکھیں سرنگیں۔ چہرے پر تل اور شانے پر نشان مثل
مر مہرت۔ اور علی بن ابراہیم سے مروی ہے۔ قَامَتُهُ كَقَضَبِ يَابِ اَوْ كَقَضَبِ رَجَبَانِ
تد مثل شاخ درخت بید مشک یا شاخ ریحان۔ کيسُ بِالطَّوِيلِ الشَّارِحِ وَ يَالْقَصِيرِ اَلَّذِي
بَلْ مَرَبُوعُ الْقَامَةِ مَدَّ قَرُ الْقَامَةِ صَلَّتِ الْحَبِيْنِ اَزْخُ الْحَاجِبِيْنَ اَكْفَى
اَلْاَلْفِ سَهْلُ الْخَدَّيْنِ عَلَى خَدَّيْهِ الْاَيْمَنِ خَالٌ كَاَنَّهُ فُتَاةٌ مَسْكٌ عَلَى رَحْنِ اَلْاَيْمَنِ
عَيْسُ۔۔۔۔۔ یعنی قدر مبارک نہ بے اندازہ بلند اور نہ بہت کوتاہ زمین سے لگا ہوا۔ بلکہ
میان و منتدل۔ اور سر مبارک گول۔ پیشانی فراخ اور درخشاں۔ ابرو کمانی کچھے ہوئے۔ بینی
دراز و باریک۔ رخسارہ کم گوشت۔ دائیں رخسار پر خال سیاہ جیسے مشک کا ریزہ زمین پر
پر یا عنبرین سل پر۔ اور یعقوب بن منقوش کی روایت میں یہ الفاظ ہیں خَاَصِمُ الْحَبِيْنِ اَكْفَى
اَلْوَجْهِ دَرِي الْمُنْكَبَيْنِ شَتْنُ الْكَفَيْنِ مَعْطُوفُ التَّرْكِبَيْنِ یعنی پیشانی روشن چہرہ سفید

آنکھیں درخشندہ کف دست ہوئے اور زبردست زالوتیچے کو جھکے ہوئے۔ اور علی بن ہریرہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ **كَانَ صَفْحَةُ عُرَّتَيْهِ كَوُكْبٍ دُرِّيٍّ** ... گریبا پیشانی کی کشادگی ایک ستارہ درخشندہ ہے۔ **بِحَدِّهِ الْاَيْمَنُ خَالٌ كَاَنَّهُ تَفَاةٌ مِسْكٍ عَلَى بَيَاضِ الْعِصَةِ** رخسارہ مبارک پر تل ہے گویا کہ وہ ریزہ مشک ہے سفید باندی پر۔

یہ شمالی اوصاف سبانیہ جناب مدی آخر الزماں ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے۔ سرمدور۔ بال ثوب صورت شانوں تک ٹکے ہوئے۔ سر پر مانگ جیسے دو واڑ کے درمیان ایک الف۔ چہرہ سفید خوبصورت نورانی۔ پیشانی فراخ مثل ستارہ درخشاں و ماہ تاباں۔ ریش مبارک سیاہ گنجان۔ ناک لمبی ستوان۔ آنکھیں بڑی سرگیں درخشندہ نیچے کو دبی ہوئیں (ذابلی ہوئیں) ابرو کشیدہ۔ کمانی۔ دو لبروؤں کے درمیان کچھ بندھی۔ دندان مبارک کشادہ چمکدار۔ رخسارے کم گوشت چمکیلے۔ رخسار پر تل مثل دانہ مشک۔ چہرے اور سر پر نشان۔ سینہ چوڑا۔ شانے ڈھلوان بھرے۔ برٹے۔ دو لبروؤں کی پٹیوں کے درمیان کشادگی۔ پشت مبارک پر دو نشان ایک بزرگ جلد دومر بزرگ نشان نبی۔ شانے کے پیچھے نشان مثل منبر نبوت درجہ ختم و خلافت و امامت ہے۔ قد مثل شمع بید۔ معتدل نہ لباز کوتاہ۔ جسم بھرا ہوا۔ قوی۔ رانیں پر گوشت قوی۔ دائیں ران پر تل۔ گھٹنے نیچے کو جھکے ہوئے۔ ہتھیلیاں موٹی زبردست۔ رنگ مبارک درخشندہ سفید مثل بٹری جس پر کبھی کبھی شب بیداری کی زردی نمایاں ہو جاتی ہے جسم سے نور کی شامیں پھوٹتی ہوئیں۔ بدن اقدس خلق ہائے نورانی سے مزین و آراستہ۔

بعض روایات میں جو بعض بعض اوصاف اعضاء مقدس میں اختلاف ہے۔ وہ یا تو محض لفظی اختلاف ہے۔ یعنی لفظ جدا جدا ہیں۔ مگر معنی قریب قریب ایک ہی ہیں۔ جیسے پیشانی مبارک کی تعریف میں ایک جگہ آیا ہے۔ **اَجَلُ الْجَبِينِ** اور دوسری جگہ **وَاَضْحَ الْجَبِينِ** اور شکم مبارک کی صفت میں ایک جگہ **مَبْدَحُ الْبَطْنِ** دوسری جگہ **فَضِيحُ الْبَطْنِ** تیسری جگہ **مُنْتَدِحُ الْبَطْنِ** ہے۔ مگر معنی سب کے ایک ہی ہیں۔ یعنی شکم مبارک بزرگ و فراخ ہے اور اسی طرح شانوں کی صفت میں ایک جگہ **عَرِيضُ مَا بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ** دوسری جگہ **يَعِيدُ مَا بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ** تیسری جگہ **عَظِيمُ مَنَاشِ الْكَتِفَيْنِ** ہے۔ اور معنی سب کے متقارب ہیں۔ مثلاً ابروؤں کی صفت میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ **مَقْوَدَاتُ الْحَاجِبَيْنِ** ابرو ملے ہوئے۔ اور

نیز اس بیان کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ محی الدینؒ عربی کا یہ کہنا کہ ہمدی صورت میں شبیہ رسولؐ ہے اور خلق اور سیرت میں ان سے کتنا غلط ہے۔ اور روایات صحیحہ کے مخالف۔ اور محض قیاس سے مستنبط۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے خلق میں کوئی مساوی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا ان کو خلق عظیم پر محیط فرماتا ہے۔ اور دوسرا شخص اس پر پہنچ نہیں سکتا اور یہ قیاس صریح البطلان ہے۔ اور نتیجہ بالعکس ہے۔ کیونکہ ہمدی نفس رسولؐ و منظر اوصاف رسولؐ و نائب خاص رسولؐ اور آئینہ کمالات رسولؐ ہے۔ اور ظسور انوار محمدیؐ و اوصاف و کمالات محمدیؐ اس جناب پر موقوف ہے۔ پس چاہئے کہ وہ ہم شکل وہم نام و ہم کیفیت و جزو نور محمدیؐ خلق اور سیرت میں بھی مثل محمدؐ ہو بلکہ ایسا ہونا ضروری و لازمی ہے۔ کیونکہ اخلاق تواریث صفات باطنیہ خلق و سیرت و کمالات و اوصاف کا نام ہے و توارث شکل و صورت ظاہریہ کا۔ پس ضروری صحیح ہے۔ کہ بحکم خود آنحضرتؐ ہمدی خلق کی طرح خلق میں بھی شبیہ رسولؐ ہیں۔ اور یہ مسلم و محقق ہے کہ خلق رسولؐ و باطن پیغمبر قرآنؐ ہے جیسا کہ جناب ائمہ المؤمنینؑ عالت سے مروی ہے۔ کہ جب ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ خلق محمدیؐ جو خلق عظیم ہے کیا ہے؟ فرمایا مَخْلُوقَةُ الْقُرْآنِ آپ کا خلق قرآنؐ ہے۔ اور معنی اس جملے کے واضح ہیں۔ کہ جو قرآنؐ میں علما و تعلیماء موجود ہے۔ وہ باطن پیغمبرؐ میں علما موجود تھا۔ اور معارف و علوم و اخلاق و اوصاف حمیدہ آپ کے اوصاف باطنیہ تھے۔ اور قرآن مجید عجم محمدیؐ معارف و فضائل اخلاق و معارف و مدارکات ہے۔ پس جو کچھ قرآنؐ میں ہے۔ سب باطن ہمدی آخر الزماں میں ہے۔ اور احاطاس پر ممکن نہیں ہاں صرف شناخت کے لئے بعض امور آئندہ البراب میں مذکور ہوں گے۔ اور متفرق طور پر تمام ابواب میں معلوم ہوں گے۔

سنن انبیاءؑ یہاں مناسب ہے بعض سنن انبیاءؑ کا ذکر بھی کریں۔ تاکہ باب کی آپوری تکمیل ہو جائے۔ اگرچہ اجمالی طور پر تو یہی کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ ثابت ہے۔ کہ تمام سنن جمیع انبیاءؑ اس جناب میں جمع ہیں۔ مگر یہاں بعض خاص سنن کا ذکر آئے گا۔ جن میں شبیہ ہمدی با انبیاءؑ ضروری ہے۔ اور بعض باب معجزات میں مذکور ہوں گے۔

جناب ابو بصیر صادق آل محمدؐ سے روایت کرتے ہیں۔ فی صاحبِ ہذا

الْمَرَارِيعُ مِنْ أَرْبَعَةِ أَنْبِيَاءَ وَسَنَةِ مِنْ مُوسَى وَسَنَةِ مِنْ عِيسَى وَسَنَةِ مِنْ
يُوسُفَ وَسَنَةِ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مِنْ مُوسَى فَخَاطِفٌ يَتَرَقَّبُ
وَأَمَّا مِنْ عِيسَى نَيْفٌ قَالَ إِنَّهُ مَاتَ وَهُوَ كَرِيمٌ وَأَمَّا مِنْ يُوسُفَ فَالسَّجْنُ وَأَمَّا مِنْ
مُحَمَّدٍ فَالسَّيْفُ يَعْنِي مَا حَبَّ الْأَثَرُ فِي جَانِبِهَا كِي سُنَّتِي هِيَ - یعنی مرسے و عیسے و یوسف و محمد
مصطفیٰ۔ سنت مرسے یہ ہے۔ مگر وہ جناب شل مرسے مخالف و متضاد حکم خدا ہوں گے۔ کب
حکم ظہور و خروج ہو۔ اور کب فرعونان زمانہ کے مقابل آئیں۔ اور سنت یوسفی یہ ہے۔ کہ آپ شل
یوسف عالم غیب میں مقید رہیں گے۔ اور سنت عیسیٰ یہ ہے۔ کہ عیسے کی طرح آپ کو لوگ کیسے
کو مر گئے۔ حالانکہ وہ مرے نہیں ہیں جیسے کہ عیسے مرے نہیں ہیں۔ مگر منکرین قرآن اور نئے
عیسائی وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے۔ اور سنت محمدی یہ ہے۔ کہ آپ اپنے جہد بزرگوار کی طرح
تھوڑے سے خروج فرمائیں گے۔

اور سعید ابن جبیر جناب علی ابن الحسین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔
قَائِمُ اَهْلِ بَيْتٍ فِي سِتِّ مَبِيزٍ كِي سُنَّتِي هِيَ - یعنی آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسے۔ عیسے۔
الحیث۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سنت آدم و نوح طول عمر ہے۔ اور سنت ابراہیم
خفاہ ولادت اور لوگوں سے علیحدگی و کنارہ کشی۔ نہ آپ کا حمل ظاہر ہوا۔ لہذا حال ولادت عام
لوگوں پر واضح۔ یہی حال ولادت مدی آخر الزماں ہے۔ اور اسی طرح ان کا لوگوں سے علیحدہ
و کنارہ کش رہنا۔ کما مود و سیحی اور سنت موسے خوف جہالت و ضلالت جہال و ضلال۔
اور سنت عیسے لوگوں کا اختلاف۔ کوئی کہتا ہے مر گئے۔ اور کوئی کہتا ہے زندہ ہیں۔ اور سنت
ایوب یہ ہے۔ کہ بعد اس ابتلاء و مصیبت کے کشائش اور فرح حاصل ہوگی۔ اور سنت محمدی
خروج بالسیف ہے۔

محمد بن مسلم طیحان جناب باقر المعلوم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کے فرمایا۔
قَائِمُ اَهْلِ بَيْتٍ فِي رِئَسٍ بَنِي دِيَّوَسَ بْنِ يَعْقُوبَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَمُحَمَّدٍ مَقْطُفَةٍ كِي سُنَّتِي هِيَ
سُنَّتِي رِئَسٍ يَهِيَ۔ کہ آپ شل رِئَسِ غیبت کے بعد ظہور و رجوع فرمائیں گے۔ و رِئَسِ ایک
باوجود کبریٰ آپ جہان ہوں گے۔ اور سنت یوسفی یہ ہے۔ کہ آپ خواص و عوام سے غائب اور
اپنے بھائیوں سے پوشیدہ ہوں گے۔ اور ان کا معاملہ شل یعقوب ان کے محبت اور عاشقان
کے لئے مشکل و دشوار ہوگا۔ باوجودیکہ آپ اسی عالم اور انہی اطراف و جہات

میں موجود ہوں گے۔ جس طرح حضرت یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال باوجود قرب مسافت یرسٹ
 سے نکل سکتے تھے۔ اور جانتے تھے۔ اور یقین رکھتے تھے۔ کہ وہ زغره و موجود ہیں۔ اور سنت
 مرستے یہ ہے کہ آپ مثل جناب موسیٰؑ دائم الخوف اور مدت تک غائب رہیں گے۔ اور
 ولادت آپ کی عوام پر مخفی ہوگی۔ اور ان کے پیر و مثل پیران موسیٰؑ آپ کے بعد شہرت
 و شہرت و شہرت میں رہیں گے۔ تا ایک خدا ان کو ظہور کا اذن عطا فرمائے۔ اور ان کی تائید
 کرے۔ اور دشمن پر نصرت عطا فرمائے۔ **وَإِذَا مَا سَأَلْتَهُ عِشْرِي فَأَخْبَلْتُكَ مِنْ أَخْبَلْتُكَ بِهِ**
حَقِّي قَالَتْ طَائِفَةٌ مَّا ذَلِكُ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَاتَ طَائِفَةٌ قَالَتْ قَتَلَ قَتَلَ
 یعنی سنت حبشی یہ ہے کہ مثل عیسیٰؑ مدنی آخر الزماں کے باب میں مختلفین اختلاف کریں گے
 ایک گروہ تو کہے گا۔ کہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔ اور ایک جماعت کہے گی۔ ہر گئے۔ ایک طائفہ کہے گا۔
 قتل کر دئے گئے۔ اور سولی چڑھا دئے گئے۔ **وَإِذَا مَا سَأَلْتَهُ حَبْدَةَ الْمُصْطَفَى قَتَلَ حَبْدَةَ**
السَّيْفِ وَقَتْلُ أَعْدَاءِ اللَّهِ وَأَعْدَاءِ رَسُولِهِ وَالْجَبَادِيْنَ وَالطَّوَاغِيْتِ وَأَنَّهُ
يُصْرَبُ بِالسَّيْفِ وَالرُّعْبِ أَنَّهُ لَا يُرَدُّ لَهُ ذَابِيَةٌ وَرَأَى مِنْ عَلَامَاتِ خُرُوجِ جَبَرُوتِ
السُّفْيَانِي مِنْ الشَّامِ وَخُرُوجِ الْيَمَانِي وَصَيْحَةٍ مِنَ السَّمَاءِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَمِنْهَا
يُنَادِي مِنَ السَّمَاءِ بِاسْمِهِ وَاسْمِهِ یعنی اپنے جد محمد مصطفیٰؐ کی سنت مدنی میں تلوار
 کیلچا اور دشمنان خدا اور رسول خدا و جبارین و طواغیت کو قتل کرنا ہے۔ اور خدا تلوار اور رعب سے
 (مثل رسول خدام) ان کی نصرت کرے گا۔ اور ان کا علم کریں سے واپس نہ لوٹے گا۔ اور اس
 جناب کے خروج کی علامات میں سے شام سے سفیانی کا خروج کرنا اور یمانی کا خروج کرنا۔
 اور ماہ رمضان میں آسمان سے ایک پیچ کا پیدا ہونا اور ان کا اور ان کے باپ کا نام سے کر
 آسمان سے منادی کا نہ کرنا ہے۔ ان کے بعد آپ کا خروج ہے۔
 انہی جناب سے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی سنن کا ذکر کرتے ہوئے سنت محمدی کے
 باب میں روایت کرتے ہیں۔ سنت نبویؐ تلوار کے ساتھ خروج کرنا اور آپ کے خصائل و
 سیر اور آثار کا اظہار کرنا۔ وہ کندھے پر تلوار رکھے ہوئے دشمنان خدا کو قتل کرتے رہیں گے
 تا ایک خدا ان سے غرض ہو جائے۔ قریب قریب یہی مضمون عبداللہ بن سنان سے مڑی
 ہے۔ لیکن اس میں بجائے لفظ سنت **شہرہ** ہے۔ یعنی اس میں فلاں نبی کی مشابہت
 ہے۔

علی بن ابی حمزہ ابو بصیر سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا۔ حضرت صادق آل محمد نے فرمایا۔ صاحب الامر میں انبیاء کی سنتیں ہیں۔ موسیٰ و عیسیٰ و یوسف کی اور حضرت محمد مصطفیٰ کی سنت مرستے خوف و انتظار۔ اور سنت عیسیٰ اختلاف مردم۔ و اما سنت یوسف قال استرجع لعل الله بینه و بین الخلق حجاباً۔ یہ دونہ دلائل حضرت یوسف یعنی سنت یوسفی سیرت ہے۔ کہ خدا ان کے اور خلق کے درمیان ایک پردہ حائل کر دے گا۔ کہ وہ دیکھیں گے۔ اور نہ پہچانیں گے۔ اور سنت محمدی یہ ہے کہ وہ ان کی راہ پر چلیں گے۔ اور ان کی سیرت پر عمل کریں گے۔

سید بصیر فی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں اور مفضل بن عمر اور ابو بصیر اور ابان بن قنبل مولانا ابی عہد اشرف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو دیکھا کہ آپ ایک چادر خیرہری لگے ہیں ڈالے خاک پر بیٹھے شخص پس مرده اور دل سختہ کی طرح دروہے ہیں۔ اور آثار حزن و ملال و تشنہ اور چہرے سے ظاہر ہیں۔ اور آنسو آنکھوں میں بھرے ہوئے اور فرما رہے ہیں۔ اے میرے سردار تیری غیبت نے میری نیند کھو دی اور آرام گاہ تنگ کر دی۔ اور میرے دل کا آرام چھین لیا۔ اے میرے سردار تیری غیبت نے دائمی دردوں سے میری مصیبت کو ملا دیا۔ اور ایک ایک کالم ہوتا جانا ساری جماعت کو کھو دیتا ہے۔ اور میں آنسو آنکھ سے بندھتے نہیں دیکھتا۔ اور کیوں کہ میرے سینے سے غم و اندوہ دور ہوں۔ ورنہ ایک مصیبت کے بعد مصیبت پے در پے آ رہی ہو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ یہ حال دیکھ کر ہمارے ہوش اڑ گئے۔ اور دل غم سے چاک چاک ہو گئے۔ اور ہم نے گمان کیا۔ کہ کوئی بہت بڑی مصیبت و آفت نازل ہوئی ہے۔ پھر ہم نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول خدا تمہیں کبھی نہ رلائے۔ کہ نہ حادثہ آپ کے آنسو بہا رہا۔ ہے اور کس وجہ سے یہ ماتم اچھا معلوم ہوتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے ایک لمبی آہ سرد کھینچی۔ اور فرمایا۔ میں نے آج صبح جعفر میں رجو بلا مانے روزگار و مرگنائے ملک و دیار و در قیامت کے و علم مایکون کو شامل اور جامع ہے۔ اور جس کو خدا نے محمد و آل محمد سے مخصوص کیا ہے، دیکھا۔ اور تولد امام غائب اور اس کی غیبت اور اس کی تاخیر اور طول عمر اور اس زمانے میں نو مہین کی بلاء و مصیبت اور طول غیبت سے دلوں میں شکوک پیدا ہونے اور اکثر لوگوں کے دین سے پھر جانے اور رقبہ اسلام سے خارج ہو جانے اور ولایت اہل بیت سے نکل جانے جس کو خدا نے ہر ایک شخص کی گردن میں ڈالا۔ اور

اس پر لازم کیا ہے۔ جہاں کہ فرماتا ہے۔ **وَكُلَّ رِشَابٍ اَلْزَمْنَاكَ طَائِفَةً فِي عَقْفِكَ** خوب غور سے دیکھا۔ تو مجھ پر غم و ہجوم کے بادل چھا گئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اسے فرزند رسول اس علم میں ہیں بھی شریک کیجئے۔ جو آپ جانتے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائم کے لئے رات تین باتوں کا ارادہ کیا ہے۔ جن کا اس نے اپنے رسولوں کے لئے ارادہ کیا تھا۔ یعنی اس کی ولادت موسیٰ کی سی مقدر کی ہے۔ اور غیبت عیسیٰ کی سی۔ اور تاخیر نوح کی سی اور اس کے بعد اس کے لئے عبد صالح یعنی خضر کی عمر کو اس کے طول عمر کی دلیل قرار دیا ہے۔ عرض کیا۔ اس کی تشریح فرمائیے۔ فرمایا۔ جب فرعون کو معلوم ہوا کہ اس کی سلطنت کی تباہی موسیٰ کے ہاتھ پر ہے۔ تو اس نے کاهنوں کو بلایا۔ اور انہوں نے موسیٰ کے حسب و نسب پر راہ نمائی کی۔ کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا۔ تو وہ برابر اپنے اصحاب کو حکم دیتا رہا۔ کہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے شکم چاک کرتے رہو۔ یہاں تک کہ موسیٰ کی تلاش میں تقریباً بیس ہزار مرد قتل کئے گئے۔ اور وہ قتل موسیٰ پر قادر نہ ہوا۔ کہ خدا نے ان کو محفوظ رکھا۔ اسی طرح جب بنی امیہ اور بنی عباس کو معلوم ہوا۔ کہ ان جناروں کے ملک کی تباہی ہمارے قائم کے ہاتھ پر ہے ہم نے کھلم کھلا عداوت رکھنے لگے۔ اور آل محمد کے قتل کے لئے تمنا میں کیجئے۔ اور نسل رسول کو تباہ و ہلاک کر دینے کا ارادہ کیا۔ تاکہ وہ قائم کو قتل کر دیں اور اللہ اس سے انکار رکھتا ہے۔ کہ ظالم اس کے معاملہ پر مطلع ہوں۔ اور وہ چاہتا تھا۔ کہ اس کے نور کو درجہ کمال پر پہنچائے۔ **وَلَوْ كُنَّا اَلْمَشْرُكُونَ** لیکن غیبت عیسیٰ۔ پس یہودی نصاریٰ نے اس بات پر اتفاق کیا۔ کہ وہ قتل کر دے گئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی۔ اور فرمایا۔ **مَا تَقْلُوكُمْ وَ مَا صَلَّيْتُمْ** لیکن شہیدانہ انہوں نے سولی دیا ہے اور دشمنوں نے قتل کیا ہے۔ لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا ہے اور زندہ ہیں۔ یہ حال غیبت قائم کا ہے کہ طول زمانہ کی وجہ سے لوگ انکار کریں گے۔ پس بعض کہیں گے۔ کہ ہمدی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔ اور بعض کہیں گے۔ پیدا ہوئے اور مر گئے۔ اور بعض یہ کہہ کر کافروں گے۔ کہ ہمارے یازدہم یعنی امام حسن العسکری بے اولاد تھے۔ اور بعض اس قول سے دین اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ کہ عمدہ امامت بارہ سے گزر کر تیرھویں کو پہنچ گیا۔ اور نیز اس کے بعد یہی سلسلہ رہا۔ اور یہ لوگ یہ کہہ کر خدا کی نافرمانی کریں گے۔ کہ روح قائم دوسرے شخص میں حلول کرے اور بولے گی۔ چنانچہ آج کل نئے عیسائی (مرزائی) کہہ رہے ہیں۔ سبحان اللہ

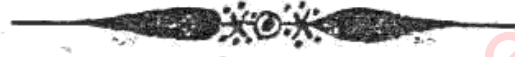
یہ ہیں پسے اور برحق امام کہ سیکڑوں برس پیشتر ان ہونے والے واقعات کی حرت بھرت خبر دیتے ہیں۔ اور وہ من و عن پرج ہوتے ہیں۔ وھذا احد علائم الامامة لیکن تاخیر نوح۔ پس جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم کے لئے مذاب طلب کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو سات گھنٹیاں دے کر بھیجا۔ پس انہوں نے کہا۔ اے پیغمبر خدا تعالیٰ تم سے کہتا ہے کہ یہ میری مخلوق اور میرے بندے ہیں۔ میں ان کو آسمانی بجلی سے ہلاک نہ کروں گا جب تک کہ ان کو خوب دعوت نہ دے لوں اور حجت تمام نہ کر لوں۔ تم پھر اپنی قوم کو میری طرف بلاؤ۔ اور اسلام کی دعوت دو۔ اور میں اس کا نتیجہ اجر و ثواب عطا کروں گا۔ اور ان گھنٹیوں کو بدود۔ کیونکہ تمہارے لئے اسی کے ہونے اگنے اور پکنے میں خلاصی و نجات و کشائش ہے۔ اور اپنے پیرو مومنین کو یہ خوشخبری دے دو۔ پس وہ درخت اگلے قدر ہر ہوئے اور پھل لگے۔ اور ایک مدت کے بعد پختہ ہو گئے۔ تو نوح نے وعدہ پورا کرنے کی خواہش کی۔ حکم ہوا۔ ابھی اور ان کھیتوں کو لہڑ۔ اور ان کی ہدایت میں کوشش اور ان کے مصائب میں مہر کرو۔ اور ان پر اور حجت تمام کرو۔ آپ نے ان لوگوں کو اس حکم کی خبر دی۔ جو آپ پر اعتقاد رکھتے تھے۔ ان میں سے تین سو آدمی دین سے پھر گئے۔ اور کہا۔ کہ اگر نوح پیچھے ہوتے۔ تو وعدہ خدا خلاف نہ پڑتا۔ پھر اسی طرح خدا نوح کو ان کے ہونے کا حکم دیتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات مرتبہ درخت لگائے۔ اور ہر دفعہ مومنین میں گروہ گروہ مرتد ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ سترے کچھ زائد مومنین مخلصین چھٹ چھٹا کر رہ گئے۔ اس وقت خدا نے حضرت نوح کو وحی کی۔ اے نوح اب حق باکل کھل گیا۔ اور صاف صاف روشن ہو گیا۔ اور صاف مکدر جدا جدا دیکھو اگر میں تمام کافرین کو اس وقت ہلاک کر دیتا اور ان مومنین کو باقی رکھتا جو اس امتحان میں دین سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے ہیں۔ تو میں اپنے اس وعدے میں سچا نہ ہونا۔ جو میں نے ان مومنین سے کیا تھا۔ جو توحید میں مخلص ہیں اور تیری نبوت کو مستحکم پکڑنے والے اور اس اعتقاد پر پختہ یعنی یہ کہ میں نے کہا تھا۔ استخلفنہم فی الارض وامن لهم دینهم وابدال خوفهم بالان کی تخلص العبادۃ فی یدنا ہاب الشریک من قلوبہم میں انہیں زمین کا خلیفہ بناؤں گا۔ اور ان کے دین پر قدرت و تمکین عطا کروں گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دوں گا۔ تاکہ ان کے دلوں سے شرک دور ہو کر میری خالص عبادت کیا کریں۔ اور کیوں کہ میں ان کو خلیفہ بنا سکتا تھا اور دین پر قدرت دے سکتا تھا اور خوف کو امن سے بدل سکتا تھا درآخرا لیکہ میں ان کے ایمان و یقین کے ضعف کو جانتا تھا جو مرتد ہو گئے۔ اور ان کی طبیعت طینت اور بد باطنی سے

میں آگاہ تھا جو منافقت اور ضلالت کے پھیلنے کا باعث تھی۔ پس جب وہ وقت استخلاف مرثیین و
 ہلاکت اعداء بڑے حکومت و خلافت سونگئے۔ ان کا نفاق مستحکم ہو جاتا اور دلوں کا طال بڑھ
 جاتا۔ اور وہ ان مرثیین بھائیوں سے (جو خلیفہ بنائے جاتے) کھلم کھلا عداوت کرنے لگتے۔
 اور طلب ریاست اور صاحبِ حل و عقد ہونے پر ان سے لڑتے۔ کہ وہ کیوں بادشاہ بنے۔ ہم
 کیوں نہ بنے۔ ایسی صورت میں تمکین دین کہاں حاصل ہوتی۔ اور کیزمکر مرثیین میں امر الہی منتشر
 ہوتا۔ درآئیں بیکہ فتنے برپا ہوتے اور لڑائیاں قائم۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ میں بلا امتحان
 اور کھوٹے کھرے کو جدا کئے عذاب نازل کروں۔ اور پھر منافقین وہی فتنہ برپا کر دیں۔ اور امن
 حاصل نہ ہو۔ اور خالص عبادت نہ ہو۔ اب ہمارے سامنے ہماری دجی کے مطابق کشتی
 بناؤ۔

اسی طرح سے قائم آل محمد کا حال ہے۔ کہ اس کی غیبت کا زمانہ بہت طولانی ہو گا۔ پس اس میں
 خالص حق نکل آئے گا۔ اور ایمان ان خبیث طینت اہل اسلام و ایمان کے مرتد ہونے سے کدورت سے
 سات ہو جائے گا۔ جو اس استخلاف و تمکین بر دین اور انتشار امر الہی کو عہد قائم میں مرثیین میں دیکھ کر
 نفاق ظاہر کرتے۔ اس وقت مفضل نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ
 یہ آیت استخلاف خلفاء اربعہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ فرمایا۔ خدا ان کے دلوں کو ہدایت نہ دے۔
 کہ اس دین پر قدرت حاصل ہوئی۔ جو پسندیدہ خدا اور رسول خدام ہے۔ اور کب عام امت میں
 خالص امر الہی منتشر ہوا تھا۔ اور کب امت سے خوف رفع اور امن حاصل ہوا تھا۔ اور کب
 ان میں سے کسی کے عہد میں تمام مرثیین کے دلوں سے شک و شبہات رفع ہوئے تھے
 مسلمان مرتد ہو رہے تھے۔ فتنے برپا تھے۔ لڑائیاں قائم تھیں۔ اور یہ امن اور قدرت بر دین
 اسلام کہاں ہے۔ اور کفار سے برابر لڑائیاں رہی تھیں۔ پس ان پر یہ آیت ہرگز صادق نہیں
 ہو سکتی۔ لیکن عہد صالح یعنی حضور۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر کو نبوت کے لئے دراز نہیں
 کیا۔ جو ان کے لئے مقتدر کی گئی ہو۔ اور نہ ان پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہے۔ اور نہ کسی شریعت
 کے لئے ہے جو ناسخ شریعت سابقہ ہو۔ اور نہ ان کی امامت کے لئے جس کی انتداد لوگوں پر
 لازم ہو۔ اور نہ ان کی اطاعت کی خاطر ان کی عمر دراز کی ہے جو لوگوں پر فرض ہو۔ بلکہ اس لئے کہ
 خدا تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ وہ قائم آل محمد کی عمر مثل خضر طوفانی مقرر کرے گا۔ اور نہ مانہ غیبت میں فلاں
 فلاں امور واقع ہوں گے۔ اور چاہتا تھا۔ کہ لوگ اس عمر کی مقدار کو زیادہ سمجھیں گے اور انکار کریں تو

اس نے اپنے عبد صالح خضرؑ کی عمر بلا وجہ محض اس شک کے نفع کرنے کے لئے دوا کر دی۔ تاکہ عمر تمام پر استدلال کیا جاسکے اور معاندین کی حجت قطع ہو۔ اور لوگوں کے لئے خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہے۔
والله ولي المومنین وهو نعم المولى ونعم النصير

احادیث و روایات اس باب میں بہت ہیں۔ اور ابواب لاحقہ میں اور مذکور ہوں گی۔ یہاں صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ جناب رسول خدام وارث و جامع و حاوی اوصاف و کمالات و معجزات جمیع انبیاء سابقین ہیں۔ اور مہدی آخر الزماں وارث جناب رسول خدام۔ اس لئے وہ جناب بھی جامع جمیع اوصاف و کمالات و سنن انبیاء سابقین ہیں۔ یہ چند روایات نقل کی ہیں۔ اور ان میں اس بیان کی پوری تصریح ہے۔ اور مہدی آخر الزماں میں اوصاف و سنن انبیاء موجود ہیں۔ زیادہ تفصیل کے منظرہ ہر۔



بائیں

السَّمَاءُ وَالْقَابِ اَبْنَمُ وَتَفْسِيرُ اَبَابِ شَانِ اَبْنَمُ

تفسیر آیات اہل علم و اہل معرفت و بصیرت سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ کلام مجید امجد کی شان عام کتب کی سی نہیں ہے۔ بلکہ دیگر کتب آسمانی کی مثل بھی نہیں ہے۔ کیونکہ صرف یہی پاک و مقدس کتاب ایسی ہے۔ جو بصورت امجاز نازل ہوئی ہے۔ اور یہی خود اپنی اور اپنے منزل عایتہ کی دلیل صداقت ہے۔ اور کسی خارجی دلیل کی محتاج نہیں ہے اس کی ایک ایک آیت وجہ متعددہ رکھتی ہے۔ ہر ایک آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اور پھر باطن کا باطن۔ یہاں تک کہ سات سات پردے ہیں۔ اور ان پر وہی احاطہ کر سکتا ہے جس کے قلب پر نازل ہوئی ہے۔ اور جن کو خدا نے قبل خلقت جسمانی

عطا کی ہے۔ ہر صورت صورت تزیلی اور ہے۔ اور صورت تاویلی اور اور صورت تمثیلی۔ اور۔
 صورت تزیلی وہی ہے۔ جو کچھ کہ الفاظ ظاہریہ سے بلحاظ لغت عرب و باعتبار علوم عربیہ مفہوم
 ہو۔ اور صورت تاویلی ایسی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اصل اور باطن سے ہے۔ اسی واسطے
 خدا فرماتا ہے۔ لَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى سوا اور اس کی کوئی تاویل نہیں جانتا۔ یا زیادہ سے
 زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ماسخون نے العلم بھی اس کی تاویل جانتے ہیں۔ اور ماسخ نے العلم صحیح
 لَا يَزِيدُ مِنْ عِلْمِ صَاحِبِهِ۔ یعنی وہ جس کے علم خود ذوال وقار و عظمت رہے اور ایسا مستور وہ
 عالم نہیں ہو سکتا جس کا علم کسی واکتسابی ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایسے علماء ان تینوں صفتوں
 سے محض ہیں۔ ان کے علم بدلتے متغیر ہوتے زائل ہوتے رہتے ہیں۔ اور اختلاف کی تو کوئی
 مدد ہی نہیں ہے۔ لہذا ماسخ نے العلم وہ ہوئے۔ جن کا علم مہبطی لدنی ہو۔ اور اس لئے ماسخ
 نے العلم اور تاویل قرآن جاننے والے وہی ہوئے۔ جن کے قلب پر قرآن نازل ہوا ہے۔
 اور خدا نے ان کو تعلیم دیا ہے۔ الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ رَحْمَنٌ عَلَّمَ الْقُرْآنَ رَحْمَنٌ عَلَّمَ الْقُرْآنَ
 جن کو قبل خلقت علم عطا کر دیا گیا ہے۔ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
 چنانچہ ثابت و مستحق ہے۔ لہذا ضروری و لازمی ہوا کہ آیات مبارکہ کے جو معانی باطنیہ اور تاویل
 وہ بتلائیں۔ ان کو بشرط صحت سند و روایت مندرجہ تسلیم کریں۔ اور انہی سے دریافت کریں۔ یہی حال
 تفسیلات کا بھی ہے۔ کہ لَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ان کا بھی عام علماء ادراک نہیں کر سکتے۔
 خاص عالم جانتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بھی صورت ظاہری اور معلوم ہوتی ہے اور باطن کچھ ہوتا ہے۔
 مثلاً خداوند عالم فرماتا ہے خَلَقَ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْغَفَّارُ ذُو الْكُرْسِيِّ الْقُدُّوسُ الْمُؤْتِمِرُ
 السَّمَاءِ مَاءٌ مَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَاكِبًا وَمِنْ حَمَلِ الْكُرْسِيِّ هَدَىٰ
 عَلَيْهِ فِي النَّاسِ ابْتِغَاءَ حِكْمَةٍ أَوْ مَنَاعٍ فَعَسَىٰ ذَاكَ مِنْ عِلْمٍ كَذَلِكَ يُضَرِّبُ اللَّهُ الْحَقِّ وَالْبَاطِلَ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَبْ جَفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ يَكْمُلُ فِي الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَضْرِبُ
 الْأَمْثَالَ جَفَاءً۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ جو کہ اللہ ہی ہر ایک شے کا خالق ہے۔ اور وہ ہی
 خدا ہے واحد و قہار ہے۔ اس لئے آسمان سے پانی برسایا۔ پس اپنے اپنے انداز سے اور اپنی
 اپنی مقدار کے موافق نالے بہ نکلتے۔ پھر پانی کی زد سے پھولا ہوا جھاگ اُٹھایا۔ اور ان چیزوں
 سے بھی جن سے آگ میں ڈال کر زہور اور اسباب بنائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی جھاگ پیدا ہوتا ہے
 اور یوں خدا حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے۔ پس جھاگ تو خشک ہو کر جاتا رہتا ہے۔

تائم وثابت ہے۔ اور جس کا فیض ہمیشہ سے جاری اللہ ہمیشہ رہے گا۔ اور بعد نماز شبانہ بھی باقی رہے گا۔ اور اسی کے ساتھ لوگوں کا حشر ہوگا اور وہ وہی حجت الہی ہے۔ جس کا وجود قبل خلق و بعد خلق ضروری ہے کما مر فی الحدیث النجۃ قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق ۝

اسی طرح خدا سورہ نحل میں فرماتا ہے۔ اِذَا دَخَلْتَ رَبِّيكَ اِلَى التَّحْلِ الْعَرِّ صَدْرَت ظاہری تنزیل ظاہر ہے۔ کہ شہد کی مکھی بالسام و تبسم الہی یہ تمام کار ہائے حکمت انجام دیتی ہے۔ گزرتاویل منقول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اسی طرح اور بہت سی آیات ہیں جن کی صورت تنزیلی اور ہے اور صورت تاویلی اور۔ اور پھر تاویل ورتاویل۔ کیوں کہ آیات قرآنی کے سات سات بطن ہیں۔ اور ہمیشہ ان اہل الذکر اور اہل القرآن یعنی راسخون فی العلم کی طفیل اسرار و حکمت علوم و معارف منکشف ہوتے رہتے ہیں ۝

اس تمہید کے بعد ہم کہتے ہیں کہ امام غائب علیہ السلام چوں کہ امام غائب ہیں۔ اور ان کے تمام امد بطور خرق عادات و اسرار ہیں۔ آیات مبارکہ میں بھی ان کا ادرانہ کے اوصاف ادرانہ کے زمانہ ظہور و خسرو و کا بطور اشارات و کنایات و اسرار کے ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی علاوہ ان اوصاف و اسرار کے جو جملہ ائمہ اور ابواب علوم الہی کے مخصوص ہیں۔ ادرانہ مفسرین و محدثین نے بیان کئے ہیں۔ جنہوں نے معاون علوم و معالم تنزیل و تاویل سے فیض حاصل کیا ہے۔ بہت سی آیات ایسی ہیں۔ جن کی تاویل جناب امام زماں علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ اور بعض تو ایسی ہیں۔ کہ جن کا مصداق سوائے اس جناب کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ایسی آیات ہیں۔ جن کی تاویل ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔ بلکہ زمانہ ظہور آنجناب ہی میں ظاہر ہوگی۔ یہاں پر ہم ابواب علوم الہی اور علماء کا ملین کی تحقیقات سے صرف چالیس اور ایک اکتالیس آیتیں نقل کرتے ہیں۔ پھر اس جناب کی شان میں آئی ہیں ۝

اَوَّلُ وَكَيْتٍ اَخَذْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ اِلَى اَمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ كَيْهَ قَوْلِكَ يَا عِيسَى اَلَا كُنتُمْ يَا بَنِي حِمَّةٍ كَيْسَ مَضْرُوبًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِسَمَكَا كَا نَوَابِهَ يَسْتَمِرُّ رَدَّ ع ۲) اور اگر ہم نے ان سے ایک چند روزہ مدت کے لئے عذاب کو تاخیر کر دی۔ وہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم ستمی عذاب ہیں، تو کون چیز اب اس کو روکے ہوئے ہے؟ آگاہ ہو۔ کہ جس

دن وہ عذاب آیا۔ تو ان سے ڈٹے گا۔ اور وہ عذاب ان کو ہر طرف سے گھیرے گا۔ جس کی بابت وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ آیہ مبارکہ دُرُکُوْکِ اِخِیْدُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرُکْ عَلَیْہِمْ مِنْ دَآبَّةٍ وَلَٰکِنْ یُّخْرِجُوْہُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاِذَا جَاؤْا اَجَلُہُمْ لَا یَسْتَخْرِجُوْنَ سَلٰتًا وَّلَا یَسْقُوْنَ مَوْءِیْدًا (نحل ۸) یعنی اگر خدا لوگوں کی کرتوتوں اور ان کے گناہوں کا مواخذہ کرتا۔ تو آج ایک متنفس زمین پر باقی نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ ان کو ایک مدت معین تک کے لئے مہلت دیتا ہے۔ پس جب وہ آئے گا۔ تو پھر یہ لوگ ایک گھڑی آگے پیچھے نہ ہرکیں گے۔ یہ واضح ہے۔ کہ دنیا میں ظلم و گناہوں کی یہ حالت ہے۔ کہ اگر خدا ان کو ان کی کرتوتوں کی اس وقت سزا دے۔ کہ ایک ذی روح کو زمین پر زندہ رہا باقی نہ چھوڑے۔ مگر ایک مدت معین کے لئے ان گناہگاروں اور مجرمین اور کافریں کو مہلت دی ہوئی ہے۔ اور اہل اور سعادت قیام قائم آل محمد اور ظہور مہدی آخر الزماں علیہ السلام ہے۔ کہ اس وقت کسی کافر کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ چنانچہ آیہ مذکورہ میں امت ممدومہ سے مراد زمانہ قائم ہے۔ اور اسی وقت کے لئے مجرمین کو مہلت دی گئی ہے۔ چنانچہ علی بن ابراہیم سے یہ مروی ہے۔ اور چوں کہ امت کے معنی متعدد ہیں۔ یعنی امت کی معنی مذہب بھی آتے ہیں۔ اور ایک جماعت کو بھی کہتے ہیں۔ اور ایک شخص کو بھی کہتے ہیں۔ اور مدت کو بھی کہتے ہیں۔ اور چاروں معانی قرآن میں استعمال ہوئے ہیں۔ بنا بریں یہ بھی مروی ہے۔ کہ امت کے معنی جماعت کے ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ ایک جماعت خاص کے وجود تک ہم نے ان سے عذاب کو ٹلا دیا ہے۔ اور وہ امت خاص تین سورتہ اصحاب خاص امام مہدی ہیں۔ جیسا کہ اکثر و بیشتر روایات متفقہ اہل سنت و اہل تشیع میں مذکور ہیں۔ لہذا جب ان اصحاب خاص کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ تو اس وقت وہ جناب ظہور فرمائیں گے۔ اور اس دن معاندین پر عذاب خدا بصورت سیف نازل ہوگا۔ چنانچہ ہشام بن عمار نے یہ معنی بھی جناب باپ علوم محمدی امیر المومنین سے روایت کئے ہیں۔ اور اس کی تائید میں کہ یہ آیت اسی زمانہ کے لئے اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں سے بعض متفرق طور پر مذکور ہوں گے:

وَوَمَّ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِآیٰتِنَا اَنْۢ یُّخْرِجَ کَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ الّٰی الٰہِیْنَ
وَذَکُوْہُمْ بِآیٰتِ اللّٰہِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (اح ۱) اور بیشک موسیٰ کو ہم نے اپنی نشانوں
کے ساتھ بھیجا کہ جاؤ اپنی قوم بنی اسرائیل کو ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔ اور ان کو ایمان خدا

یاد دلاؤ۔ اور مروی ہے۔ ایام خاص خدایتین دن میں یوم قیام قائم آل محمد و یوم مرگ و یوم حساب و کتاب در روز قیامت۔ اس کی تائید بھی اور آیات سے ہوگی۔ کہ روز قیام قائم آل محمد خاص ایام الہی سے ہے اور یہی وہ دن ہے۔ کہ دین خدا بدرجہ کمال صفاتی پہنچ کر تمام رُوسے زمین پر قائم ہوگا۔ اس سے بڑھ کر خدا کا دن کرنا ہو سکتا ہے۔ پھر اسی دن تمام کفار و مشرکین ذلیل اور مومنین عزیز ہوں گے۔

سوم۔ سورۃ بنی اسرائیل میں خدا فرماتا ہے۔ وَقَفَّيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكُتُبِ لَنُفَسِّدَنَّ فِي الْأَرْضِ مَكْرَتَيْنِ دَلَعْنِيَّ عَلٰوَا كَيْبُرًا يَا ذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَٰئِهِمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عَبَادَنَا ابْنِي يَاسِينَ شَدِيدًا يُدْخِلُكُمْ فِي الْأَرْضِ الْيَاسِرَ وَكَانَ وَعْدُ مَقْعُوكَ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ كَثِيرَةٍ لَّنُفَيْدًا إِنْ أَحْسَنْتُمْ وَقَرَأْتُمْ أَنْتُمْ فَلَمَّا فَازَ جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُودُوا وَهُوَ هَكِيمٌ وَلِيُذْخِلُوا لِمَسْجِدٍ كَمَا ذُكِّرْتُمْ أَقْلًا مَّحَرَّةً وَلِيُتَبَذَّلُوا لَكُمْ يَوْمَ تَمُوتُ الْكُتُبُ فِي الْيَوْمِ بَنِي إِسْرَءِيلَ سَ مَاتَ مَاتَ فَيُعَذَّبُكَ دِيَا هَ۔ کہ جس تم زمین میں دو مرتبہ فساد برپا کرو گے۔ اور وہ عود ترقی حاصل کرو گے اور مغرور ہو جاؤ گے جو حق تعالیٰ و ترقی کا ہے۔ پس جب ان دو وعدوں میں سے پہلے کا وقت آپہنچا یعنی پہلا فساد کر چکے (تو ہم نے تم پر اپنے خاص بڑے لڑنے والے بندے بھیج دیئے۔ اور وہ ایک دفعہ تمام ممالک کے اندر گھس گئے یعنی محمد و متبعین محمدؐ اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے دوبارہ تم کو ان لوگوں پر غلبہ دیا۔ اور مال دولت اور اولاد اور بے حساب فوجوں سے تمہاری مدد کی۔ اگر تم اچھے کام کرو گے۔ تو ان کی بھلائی تمہاری ہی لئے ہے۔ اور بُرائی کرو گے تو اس کا بد اثر تمہارے ہی اوپر پڑے گا۔ پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آئے گا۔ تو پھر وہی لوگ تمہارے منہ بگاڑ دیں گے۔ اور غارت خدایں اسی طرح داخل ہوں گے جس طرح پہلی مرتبہ ہوئے تھے۔ اور ایسا قتل کریں گے۔ جو حق قتل کرنے کا ہے۔ روایت میں وارد ہے اور خود آیت شاہد ہے۔ کہ یہ دوسرا وعدہ ان کے دوسرے فساد اور عود کبیر کے بعد زمانہ قیام قائم آل محمدؐ و ظہور مہدیؑ آخر الزماں میں پورا ہوگا۔ اور جس طرح اول اول آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ بدر میں قیام دین کے لئے تین سرتیرہ اصحاب جمع تھے۔ اسی طرح تین سرتیرہ اصحاب امام مہدیؑ اول اول ان سے بہت کریں گے۔ اور وعدہ ثانیہ اسی وقت پورا ہوگا۔ (تنزیل اس آیت کی بنی اسرائیل میں ہے۔ اور تاویل بنی امیہ میں۔ نقد ہر)۔

چہارم قَلَمًا أَحْسَنَ بَأْسًا إِذْ هُمْ مَتَمِّينَ كُفُوفًا تَرَكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَى مَا أُتْرِفْتُمْ
 فِيهِ وَمَسَدَ كَيْنَكُمْ دَعَلَكُمْ تُسْتَلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ كُفُوفًا
 حَتَّى جَعَلْنَا هُمْ حُصَيْدًا خَامِدِينَ رَايِبِيَاءُ مَعَ ۲۲ پس جس وقت ان مخالفین و معاندین و
 منافقین نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا۔ تو اس سے بھاگنے لگے۔ تو ہم نے کہا۔ بھاگو نہیں۔ اب
 پھر تم اسی عیش و عشرت اور اپنے محل و تصور کی طرف لوٹو اگر لوٹ سکتے ہو کہ تم سے کچھ سوال کیا
 جائے۔ انہوں نے کہا۔ بیشک ہم سرکش و ظالم تھے۔ پس براہِ مہمی پکارتے رہے۔ یہاں تک کہ
 ہم نے ان کو کھیتی کی طرح کاٹ کے ڈال دیا۔ چنانچہ علی بن ابراہیم ہی سے مروی ہے۔ کہ یہ حالت
 مخالفین و معاندین و منافقین کی وقتِ قیام قائم ہوگی۔ اور اس کے خوف اور عذابِ الہی سے بھاگنے
 لگے۔ مگر نہ بھاگ سکیں گے۔ یہاں تک کہ سب کے سب تلوار سے قتل ہو جائیں گے مگر یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ
 مَلَكَ لِلَّهِ۔ انفاظِ آیتِ دال ہیں۔ یہ حالت قیامت کبرئے کا ذکر نہیں ہے۔ کیوں کہ قیامت کبرئے
 میں ترکیباً ایک ایک صور میں تمام عالم فناء کر دیا جائے گا۔ نہ اس وقت کوئی بھاگ سکے گا۔ اور
 نہ کسی کو یہ کہا جائے گا۔ کہ ابھی تم اپنے گھروں کی طرف لوٹو۔ کیونکہ اس وقت گھر وغیرہ کچھ بھی نہ ہوں گے
 بنا بریں مزدور بالضرور، حالت قیامت صغیر نے یعنی قیام قائم ہی کے وقت پیدا ہوگی۔ اس وقت
 تمام دشمنانِ خدا و دشمنانِ دین خدا سیفِ اللہ کے خوف سے بھاگیں گے اور پناہ مانگیں گے۔ اور ان کو
 مہلت نہ دی جائے گی۔ کیونکہ وہ مہلت کا وقت نہ ہوگا۔ اور اس سے یہ ثابت ہے۔ کہ اس آیت
 کا صدق کبھی سچے متحقق نہیں ہوا۔ اور کوئی وقت ایسا نہیں آیا۔ کہ دشمنانِ خدا کو بالکل مہلت اور
 پناہ نہ دی جائے۔ اور آیاتِ آئندہ آتی ہیں :
 نَحْمَدُكَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ
 الصَّالِحُونَ رَايِبِيَاءُ انبیاء اور بیشک ہم نے زبور میں بعد ذکر لکھ دیا ہے۔ کہ ضرور زمین کے
 وارث و مالک ہمارے بندگانِ مخلص ہوں گے۔ ترخین و اہل سیر جانتے ہیں۔ کہ جب کے خدائے
 زمین پیدا ہوئی ہے اور جب نے کہ خدائے حضرت آدم کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ مالکِ زمین علیٰ الظاہر
 ہمیشہ کافرین و ظالمین و جبارین ہی رہے ہیں نہ بندگانِ صالحین مگر شاذ و نادر۔ اور بڑے
 بادشاہِ صالحین میں سے صرف حضرت سلیمان اور ذوالقرنین ہوئے ہیں۔ خصوصاً حقیقی صالحین
 یعنی انبیاء و اوصیاءِ علیہم السلام میں سے صرف حضرت سلیمان وارثِ زمین ہوئے۔ اور مثل
 حضرت یوسف و حضرت داؤد بھی بادشاہ ہوئے۔ ورنہ تو انبیاء ہمیشہ بیچارے ظالمین و

جہانین کے ہاتھ سے اذیتیں اٹھاتے رہے اور قتل ہوتے رہے۔ حالانکہ خدا ان بزرگواروں ہی کو خاص طور سے قرآن شریف میں جا بجا صالحین کے لفظ سے خطاب کرتا ہے۔ مثلاً فرماتا ہے۔ وَكُلًّا مَّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ هُمْ نَعْنِي ان سب کو صالح بنا یا ہے۔ پس ضرور ہے کہ ان صالحین کے لئے وراثت زمین پانے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر ہو جیسا کہ اس آیت مذکورہ سے بھی واضح ہے۔ کہ ضرور بالغ و نابالغ ایک دن ایسا آئے گا کہ وراثت زمین بندگان صالحین خدا ہوں۔ اور یہ زمانہ وہی ہے کہ کفر و شرک و ظلم و جور دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اور سلطنت جبارہ بالکلیہ منقطع ہو جائے گی۔ اور اسی بزرگوار کے ہاتھ سے ہر گاہ جس کی شان میں سیکڑوں حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ اور سنی و شیعہ متفق ہیں کہ رجلا الارض تسطارد عدلا بعد ما ملئت ظلما و جوراً مہدی آل محمد زمین کو عدل و داد سے پُر کرے گا بعد اس کے کہ ظلم و جور سے پُر ہو گئی ہوگی۔ جیسا کہ اکثر روایات میں آچکا ہے اور بعد ازاں یہی آئے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ مصداق اس آیت کا زمانہ ظہور امام مہدی آخر الزماں ہے۔ اور اسی وقت صالحین وراثت زمین خدا ہوں گے۔ اب تک طامین و ظالمین و فاسقین و فاجرین مشرکین و کافروں حکومت کرتے رہے۔ اب ان مقدسین و مطہرین و معصومین و صالحین کی باری آئے گی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْلُفُ الْوَعْدَ خدا کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَیَصِیْحُ اِجْمَعِ احسن عمل بیک خدا نیکوکاروں کے اور فضائل ذکر کرے گا۔ چنانچہ زبور بائیں آیت میں خداوند عالم اپنے حبیب کے ذکر کے بعد فرماتا ہے۔ اے محبوب میرے فرزند تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے۔ اور انہیں کل روئے زمین کے سردار اور اپنے جانشین مقرر کرے گا۔ الخ یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ارض سے مراد کوئی خاص قطعہ زمین نہ تھا یا مدینہ یا عرب یا بیت المقدس نہیں ہے۔ بلکہ کل روئے زمین مراد ہے۔ اور کل روئے زمین کی حکومت بندگان صالحین کو نصیب نہیں ہے۔ پس یہ ضرور فرزندان رسول ہی کو نصیب ہوگی۔ اور وہ اس کے مصداق ہیں۔ اور یہ ظہور جناب قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوتا ہے۔

ششم و ہفتم اَدَاتِ لِّلَّذِیْنَ یُفْتَلُوْنَ بِاَتَمُّ خَلْمٌ وَاَرَاَنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدْ نَزَّلَ الذِّیْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُولُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَكُلًّا مَّا نَزَّلَ الْقَامُ بَعَثَ مِنْهُمُ بَعْضُ کُلِّ مَثَاقِمٍ وَرَبِّیُّکُمْ وَصَلَوَاتُکُمْ وَمَنْجِدُکُمْ لَقَدْ اَنۡتَمُ اللّٰهُ کَثِیْرًا لِّیُبۡتَلُوۡنَ اللّٰهُ یَصۡرُفُ لِقَوٰی عَمَّ یُرۡکَہُ لَوۡکُمۡ مَّقَاتِرُکُمۡ کُنۡتُمْ یَاشَیۡد

کر دئے گئے ہیں۔ ان کے لئے ہم نے اجازت دے دی۔ کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ اور بیشک خدا انکی نصرت پر قادر ہے۔ یہ وہ مظلوم ہیں۔ جو صرف اس وجہ سے اپنے گھروں سے نکال دئے گئے۔ کہ وہ یہ کہتے تھے، کہ ہمارا پروردگار بس خدا ہے۔ یعنی اس کے دین اور توحید کی طرف بٹاتے تھے اور اگر خدا بعض لوگوں کی وجہ سے بعض سے عذاب دفع نہ کرتا۔ تو آج یہودیوں اور نصرائیوں کے عبادت خانے اور نیز مسجدیں جن میں خدا کا نام بہت لیا جاتا ہے سب منہدم اور نیست و نابود ہو جاتیں مگر خدا بعض مقدس نفوس اور معصومین کی وجہ سے ان سے عذاب کو روکے ہوئے ہے۔ اور ان کی برکت سے محفوظ ہیں اور خدا ہر در ایک دن ان کی مدد و نصرت کرے گا۔ جو اس کی نصرت کرتے ہیں۔ وہ ناصران خدا ہیں۔ اور انصار اللہ کہلاتے ہیں۔ اور بیشک خدا تو ہی اور غالب ہے۔ آیہ اول کی تفسیر میں وارد ہے۔ کہ خدا نصرت مکی محمد و آل محمد اور ان کے پیروں کے لئے قائم آل محمد کے ہاتھ سے عنایت کرے گا۔ اور وہی منصور من اللہ ہے اور ناصر دین خدا و منقم اولیاء اللہ۔ زیادہ تفصیل من قتل مظلوماً کے ذیل میں آئے گی۔ اور لولا دفع اللہ الناس کے متعلق ہم باب اول میں ثابت کر چکے ہیں۔ اور احادیث باب اہل البیت مصرح ہیں۔ کہ امام اہل زمین ہے۔ اور اسی کی وجہ سے خدا اہل زمین سے عذاب کو ٹکاتا ہے۔ اور اگر اس وقت زمین میں وجود امام نہ ہو۔ تو زمین متخلف ہو جائے۔ اور اس وقت دفع عذاب وجود مدئی آخر الزماں ہی کی وجہ سے ہے۔ اور وہی اس آیت کا مصداق ہیں:

ہشتم۔ اسی آیت کے ذیل میں خدا انہی مظلومین اور مہاجرین کی شان میں فرماتا ہے
 اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنَّا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآَمَرُوا بِالْاِحْسَانِ
 وَنَهَوْا عَنِ الْفَحْشَیْ وَالْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُورِ (الحج ۶۶) یہ مظلومین وہی لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں قدرت و تمکین عطا کریں۔ تو یہ نماز کو قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ اور نیکی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں۔ اور سب امور کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس آیت سے یہ واضح ہے۔ کہ ابھی ان مظلومین کو زمین میں قدرت نصیب نہیں ہوئی۔ اگر ان کو قدرت ہوئی تو یہ دنیا میں نماز قائم کر دیتے اور حق زکوٰۃ ادا کرتے اور ہر ایک کو ہر ایک بُرائی سے روکتے اور نیکی کا حکم دیتے۔ مگر ابھی تک تو دور دورہ ظالمین و جبارین رہا۔ ان مظلومین کو کچھ نہ کرنے دیا۔ اور محض اس وجہ سے ان پر ظلم ہوتے رہے کہ یہ کہتے تھے کہ پروردگار صرف خدا ہے۔ اسی کو مانو اور اسی کی عبادت کرو۔ اور اس کا حکم تسلیم کرو۔ مگر وہ اس کے خلاف ان سے بیعت چاہتے

پس تاویل اس آیت کی بھی مہدی آخر الزماں علیہ السلام ہی کے زمانہ ظہور میں صادق پائے گی اور تفصیل اس کی ہماری کتاب خلافت الہیہ میں دیکھو۔

وہم۔ مَتَّ قَتْلَ مَنْظُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمْ سُلْطَانًا فَلَا تُسْرِتْ فِي الْقَتْلِ
 اِنَّهٗ كَانَ مَكْنُوزًا بِنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ع ۱۴ اور جو شخص ظلم سے شید کر دیا گیا ہے۔ تو ہم نے اس کے وارث کو پورا غلبہ دے دیا ہے۔ پس وہ قتل کرنے میں اسراف نہ کرے گا۔ کیونکہ نفرت خدا اس کے شامل حال ہوئی۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ یہ عام مقتولین کا حکم نہیں ہے۔ کیونکہ اول کریمؐ مشاہدہ ہے کہ مقتول کے وارث کو قاتل پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ بہت سے خزان ایسے ہیں جو بالکل ہر جاتے ہیں۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ بجائے قاتل دوسرے بے گناہ قاتل ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر کوئی غلبہ نہیں پاتا۔ دوسرے اس آیت میں حکم ہے کہ وہ وارث مقتول ایسا منصوبہ ہوگا۔ کہ جتنا چاہے وہ قتل کر دے۔ اسراف نہ ہوگا۔ اور عام حکم قصاص ہے۔ کہ ایک کے عوض ایک ہی قتل کیا جائے نہ کہ ہزاروں۔ پس اس لئے یہ کوئی مظلوم خاص ہے۔ جس کے عوض ہزاروں قتل کئے جائیں گے۔ اور کوئی مثل یحییٰ علیہ السلام نفس نہ دیتا ہے۔ کہ یحییٰ کے عوض ستر ہزار بنی اسرائیل قتل کئے گئے تھے۔ تیسرے ہر وہ شخص جو بے وجہ ناحق قتل کر دیا جائے۔ وہ ضرور مقتول مظلوم ہے۔ تو چاہئے کہ ہر ایک مقتول کے وارث کو یہ قدرت اور سلطنت قاتلین پر حاصل ہو۔ اور وہ پھر با اسراف جتنے دشمن چاہے قتل کر دے۔ حالانکہ یہ حکم قصاص کے بالکل خلاف ہے۔ پس یہ مظلوم کوئی نبی یا نفس نبی ہے۔ جو جان عالم اور روح بنی آدم ہے۔ کیونکہ وہ حیات روحانی دایمانی بخشے والا ہوتا ہے۔ اور اس کے قتل ہونے سے لاکھوں مومنین گویا ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور اس لئے اس کے عوض ایک قاتل قتل نہ کیا جائے بلکہ ہزاروں قتل ہوں گے جیسا کہ حضرت یحییٰ کے لئے ہوا۔ کہ وہ نبی تھے۔ قصاص نبی دوسری غیر قصاص عامہ ناس ہے۔ اور اس لئے روایات و تفاسیر میں مروی و منقول ہے کہ یہ مظلوم انبی مظلومین و مستضعفین کی ایک فرد خاص ہے۔ جن کا ذکر ابھی ہوا ہے۔ یعنی یہ مظلوم وہ مظلوم ہے۔ جو عام زبانوں پر اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جس مظلوم کے لئے تمام دنیا روتی ہے جس مظلوم کی مظلومیت ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب و ملت کے افراد میں اثر رکھتی ہے۔ یعنی سید الشہداء حسین مظلوم اور بہتر خاص اور عام ایک سربا دن شہیدوں اور مظلوموں کے ہر تین دن کا کبوتر کا پیاسا شخص اس لئے ذبح کیا گیا۔ کہ وہ کتا تھا۔ کہ اللہ ایک ہے۔ ربنا اللہ۔ ہمارا

بروردگار مرتبہ اللہ ہے۔ اور اس واسطے یہ ولی اللہ اور وارث حسینؑ فرزند حسینؑ جحۃ ابن الحسنؑ
مدی آخر الزمان ہے۔ اور وہ منصور من اللہ ہے۔ اور اسی واسطے احادیث میں آیا ہے: اَوَّلُ
مُؤَدَّاتِ الصَّابِ مَدَى يَوْمِ يَأْتِي الشَّادَاتِ الْحُسَيْنِيَّ كَمَا هِيَ خُونِ حُسَيْنِي كَابِدْلَتِ دَاوُدَ؟ چنانچہ
مذکور ہوا:

یازدہم۔ اسی تائید و مصدقیت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ وَإِذَا جَاءَهُمْ
نُفْرٌ مِّنْ رَبِّكَ يُسْعَوْنَ اِتَّكٰثَرَتْ مَعَكُمْ وَكَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُورِ الْعٰلَمِيْنَ
اور جب ان کی طرف خدا کی مدد آئے گی۔ تو کئے لگیں گے۔ کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے یہ بھوٹ بڑھتے
ہیں۔ کیا خدا ان کے دلوں کی بات جاننے والا نہیں ہے؟ روایت میں وارد ہے۔ کہ اس سے
مراد نصرت قائم ہے۔ اور نصرت آپ کا نام ہے۔ اور یہی وہ ناصر دین ہے۔ جو سابقاً مذکور
ہوا:

دوازہم۔ وَلَمِنْ اَنْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَاَوْكَلْتُكَ عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلِ جَنِّ ظَلَمِ
ہوا ہے۔ اگر وہ اس کے بعد اپنا انتقام لے۔ تو اس پر کوئی راہ اعتراض نہیں ہے۔ منصور اور
مقیم سے مراد بھی ہمدی آخر الزمان ہے۔ جو تمام مظلومین انبیاء و اوصیاء و اولاد انبیاء کا
انتقام لے گا۔ اور مقیم اور مستقر اس کے اسم مبارک سے ہیں:

یسز دہم۔ اَمِّنْ يُّحْيِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكَ خَلْفَاءَ
الْاَكْبَرِ لَوْ كَانَتْ اَمِّنْ كَوْنٌ مَّعُودٌ جَانِتٌ هُوَ۔ وہ معبود ہیں۔ یا وہ خدا کے بزرگ و برتر جو مضطر
کی دعا کو قبول کرتا ہے جبکہ وہ دعا کرے۔ اور اس کی تکلیف و مصیبت کو دفع کر دیتا ہے۔ اور
تم کو خلفاء الارض بناتا ہے۔ صورت تنزیل اس آیت کی ظاہر ہے۔ اور صورت تاویلی میں
منقول ہے۔ کہ یہ مضطر ہمدی آخر الزمان ہیں۔ کہ جب وقت آئے گا۔ تو وہ دو رکعت نماز پڑھیں گے
اور دعا کریں گے۔ تو اس وقت خدا ان کی دعا قبول کرے گا اور اذن خروج دے گا۔ اور کون اس بزرگوار
سے زیادہ مضطر ہو سکتا ہے۔ جو ایک ہزار برس کے زائد عرصے سے ظلم و جور و عدوان دیکھ
رہے ہیں اور صبر کرتے ہیں اور قدرت نہیں پاتے ہیں اور خود پوشیدہ پھرتے ہیں۔ بیشک
مضطر بہت ہیں مگر مضطر مطلق اور اس کا مصداق کامل یہی جناب ہیں۔ اور حقیقت امر یہ ہے
کہ جب دنیا میں ظلم و جور مد سے زیادہ پھیل جائے گا۔ اور تمام روئے زمین خشکی و تری ظلم و جور و
فساد سے پر ہو جائے گی۔ اور ہر طرف خونریزی کا بازار گرم ہوگا۔ ہر طرف جان و مال و عزت و

ناموس معرض خطریں ہوں گے۔ اس وقت تمام عالم حضور مہماندگان خاص خدا اور نیکو کاروں میں عزت
اضطراب و اضطراب پیدا ہوگا۔ اور دنیا جمع اٹھے گی۔ اور طالب مدد و نصرت خدا ہر گے۔ اس حالت
اضطراب و اضطراب کو دیکھ کر انہم خلق اور ولی زمان سے نہ ہاجدے گا۔ اور اس ظلم عمومی کو دیکھ کر
نہایت مضطرب ہوں گے۔ جس وقت ان کا اضطراب مزید کمال کو پہنچ جائے گا۔ اور حضرت ظہور و خروج
کے لئے بے چین ہوں گے۔ تو بارگاہ ایزدی میں دعا کریں گے۔ اور اذن خروج چاہیں گے۔ اس
وقت مضطرب کامل و مضطرب مطلق اور تمام مضطربین و مضطربین کے مشیر اور قائم مقام و ولیفہ اللہ
کی دعا قبول ہوگی۔ اور اذن خسر حق دیا جائے گا۔ اور اس لئے مصداق کامل اس آیت کا یہی نام
حق ہے۔ اور اسی وجہ سے مضطرب ہے۔ فافهم قد برئ

چہار دہم۔ **وَإِنْ تَشَاءْ مُنْزِلْ عَلَيْهِمْ آيَةً مِنَ السَّمَاءِ فَظُلَّتْ أَعْيُنُهُمْ كَذِبًا**
فَخَلَّيْنَاهُمْ وَهُمْ قَدْ كَانُوا كَاذِبِينَ۔ آراں پر آسمان سے ایسی آیت نازل کریں۔ جس کے آگے سب مخالفین
و معاندین کی گردنیں جھک جائیں۔ تفسیر میں وارد ہے۔ کہ اس آیت سے مراد وہ نداء آسمانی
ہے۔ جو وقت ظہور مہدی آخر الزماں آسمان سے آئے گی جس کا اکثر روایات میں ذکر آچکا
ہے۔ اور آئے گا۔ اور اس وقت معاندین و منافقین اس کے آگے عجز و انکساری ظاہر
کریں گے۔ بلکہ خود جو آبناب آیت خدا ہے بلکہ آیت بزرگ الہی۔ اور کوئی آیت ان سے
بڑھ کر ہو سکتی ہے۔ جن کا نفس وجود دلیل توحید و نشان حق ہے۔ و نعمہ ماقال ابن

ابی الحدید

وَمَا آيَةً لِلَّهِ أَكْبَرُ مِنْهُمُ **وَهُمْ آيَةٌ مِنَ دُونِهِمْ كُلُّ آيَةٍ**

یعنی اہل بیت سے کوئی آیت خدا بزرگ تر نہیں ہے۔ وہ ایسی آیت ہیں۔ کہ جن کے سامنے
سب آیات الہی پست ہیں۔ جس وقت مظهر کامل آیات الہی اور یہ آخری جلیقہ خدا ولی المہدی حکم خدا
ظاہر ہوگا اور سیف محمدی کھینچے گا۔ اور اس کے اعلان کے لئے من جانب اللہ انتظام ہوگا۔ اور
آسمان کی جانب سے ہاتھ فیہی یا خادم اہل البیت یا استاد جبریل نداء کرے گا اس وقت ظالمین
جبارین کو سوائے عجز و انکسار کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ اور ان کو پستی اور ذلت کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔
گردنیں شرم۔ ذلت اور خوں سے خنم ہوں گی۔ و تری المجوسین ناکسود و سہم واللہ علی
کُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

پانزدہم۔ **يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلِمَاتِ اللَّهِ فَاخْذِرْهُمْ يَا بَنِي اللَّهِ ۚ إِنَّهُم مُّكِيدُونَ**

وَلَوْ كُنَّا إِلَّا لَكَا فَرَقْنَا تَوْبَةً مِّنْهُمْ وَهُوَ مُعَذِّبٌ مُّجْتَنِبٌ چاہتے ہیں۔ کہ پھر نکلیں مار مار کر نور خدا کو گل کر دیں۔ اور اللہ اس سے انکار کرتا ہے اور وہ یہی چاہتا ہے۔ کہ اس نور کو کمال پر پہنچائے اگرچہ کافریں پر گراں گزرے۔ تفاسیر دال ہیں۔ کہ تسمیہ تکمیل نور محمدی اور اس کا ظہور کمال زمانہ ظہور فرزند رسول و لبند۔ برل مدی آل رسول میں ہوگا۔ اور یہ آیت اسی جناب سے مستق ہے۔ اور اسی کے ہم معنی یہ آیت ہے۔ یُرِيدُ ذَلِكُمْ لِيُطْفِئُوا نُورَ الْفِتْنَةِ يَا قَوْمِ احْبِسُوا إِلَهُكُمْ وَاللَّهُ يُمْسِكُ تَوْبَةً بَعْضُ أُمُورِ كِتَابِ تَقِيَّتِ سَابِقًا كَرِهَ بَرَكِي ہے۔ اور کچھ آیات لاحقہ میں آتی ہے تنقل و تامل

شأنهم هو الذي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كَلِمَةً وَلَوْ كُنَّا إِلَّا لَكَا فَرَقْنَا تَوْبَةً مِّنْهُمْ چاہتے ہیں۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غلبہ ظاہری عطا کرے۔ اگرچہ مشرکین بڑا منائیں۔ اکثر روایات شاہد ہیں۔ اور خود الفاظ آیت دلالت کرتے ہیں۔ کہ یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے۔ اور یہ زمانہ ظہور امام مدی علیہ السلام اور انسی کے لاحقہ پر ہوگا۔ چنانچہ فصول المسمیہ میں سعید زین جبر سے روایت ہے۔ کہ اس سے مراد مدی علیہ السلام ہیں۔ اور اس وقت دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اور وہ جناب اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔ اور سعید ابن منصور اور ابن منذر اور بیہقی نے جابر اور عبد اللہ بن حمید سے روایت کی ہے۔ اور نیز ابوالشیخ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ اس وقت ہوگا۔ جب اسلام کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہے گا۔ اور اس وقت بکری اور بھیڑیے ایک جگہ پانی پئیں گے۔ اور گائے شیر سے نہ ڈرے گی۔ اور انسان سانپوں سے مطمئن ہوں گے (ان امور کی تفصیل باب خصائص میں دیکھنی چاہئے) اور اس وقت میں جزیہ نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اور وہ وقت جب ہوگا۔ جبکہ حضرت علیہ السلام آسمان سے اتریں گے (تفسیر درمشور و تفسیر کبیر وغیرہ) :

مَقْدَمُ هَمٍّ - آيَةُ فَخْرٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ خَيْرٌ يَكُونُ تَأْوِيلُ اس آیت کی حضرت مدی آخر الزماں علیہ السلام ہیں۔ نصرت تمام اور فتح کمال اسی جناب کے عہد سعادت ہمد میں اہل اسلام کو حاصل ہوگی۔ بلکہ نفس وجود مدی فتح و نصرت ہے اور آپ کا نام ہی فتح ہے۔ پیغمبر ہم سوا الکیل اذا يغشى والشفاعا اذا تجلى کی تفسیر میں مروی ہے۔ کہ والمنها اذا تجلى سے مراد جس کی خدا قسم کھاتا ہے۔ نہار نور مدی و یوم الی جزو نور محمدی مدی آخر الزماں ہے۔ کہ اسی وقت نور محمدی کی تجلی ظاہر ہوگی۔ اور تمام عالم امکان اس نور سے روشن ہو جائے گا

اور اسی کی طرح اس آیت نور و جہم میں اشارہ ہے۔ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا زَيْنِ لَہِ
مرئی کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ اور یہ اسی وقت ہوگا۔ جبکہ وہ نور محمدی ایسے اوج ظہور و تجلی پر
ہوگا۔ کہ آفتاب و مانتاب کی روشنی ماند ہو جائے گی۔

بِسْمِ رَبِّکُمْ اِنْ اَصْبَحْتُمْ مَلَائِکَہُ فَتَعُوْذُوْا مِنْ یَّاتِیْکُمْ بِجَآءٍ مَّعِیْنٍ صُورَتِ تَزْوِیْلِ
ظاہر و واضح ہے۔ لیکن تاویل باطنی میں آب جاری و سرد سے مراد آب حیات عالم امکان و روح
روان انس و جان امام غائب صاحب العصر و الزمان و خلیفۃ الرحمن منظر الایمان عجل الشرف
ہیں۔ کہ خدا بطور کنایہ فرماتا ہے۔ کہ کوئی ہے کہ جب تمہارا امام غائب ہو جائے۔ تو کوئی ویسا
امام بنالائے۔ یا اس کا علم جو حیات روحانی ہے تم کو پہنچائے۔ معلم و مبین قرآن جو حیات
روحانی ہے وہ جناب ہے۔ وہ وہ مامعین ہے۔ کہ جب جاری ہوگا۔ اور اپنے مقام و درجے سے
ظہور و بروز کرے گا۔ تو تمام عالم حیات ظاہری و باطنی و نعیم دنیا و آخرت سے سرسبز ہو جائے گا
ہر ایک مومن کا دل نور ایمان و حیات روحانی سے منور و مملو ہوگا۔ اور تمام دُشمن زمین نباتات سے
بُڑا و سرسبز اور اہل زمین دین و دنیا کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔

بِسْمِ رَبِّکُمْ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یُغْنِیْکُمْ عَنْکُمْ اٰیٰتِیْہِمْ اَوْ کُتُبِہِمْ
وَ لَا یَنْفَعُکُمْ مِنْکُمْ اٰیٰتِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ
مَنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اٰیٰمِہِمْ اٰیٰتِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ اَوْ کُتُبِہُمْ
ہوں گی۔ تو اس دن کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے اس پر ایمان نہیں
لایا ہے۔ یا جس نے ایمان میں کسب خیر نہیں کیا ہے۔ اس آیت میں بعض آیت سے مراد وہ
آیت اکبر حجۃ ابن الحسن مدنی امت ہے۔ کہ جس وقت وہ جناب ظہور کریں گے۔ اس وقت ایسے
لوگ جو ان پر پہلے سے ایمان نہیں رکھتے ہیں یا انہوں نے اپنے ایمان میں عمل سے کسب خیر نہیں
کیا۔ ان کو اس وقت اس جناب کے خوف سے ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جیسا کہ کُتُبِہُمْ
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں بھی آیت سے مراد وہی جناب ہیں۔

بِسْمِ رَبِّکُمْ اِنْ اَصْبَحْتُمْ مَلَائِکَہُ فَتَعُوْذُوْا مِنْ یَّاتِیْکُمْ بِجَآءٍ مَّعِیْنٍ
کو مٹ جاتے اور غائب ہو جاتے ہیں، میں امام غائب کی طرف تاویلا اشارہ ہے۔ چنانچہ
بِاٰتِ الْعِلْمِ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ مراد اس سے امام غائب ہے۔ جو بعد
غیبت مثل شباب ثاقب ظاہر ہوگا۔ اور بعد غیبت رجوع کر کے عالم کو روشن کرے گا۔
بِسْمِ رَبِّکُمْ اِنْ اَصْبَحْتُمْ مَلَائِکَہُ فَتَعُوْذُوْا مِنْ یَّاتِیْکُمْ بِجَآءٍ مَّعِیْنٍ

اس لئے کہ اگر مطلق ایمان اور جزوی عمل صالح اور مطلق عمل صالح مراد ہو تو پھر وہی لازم آتا ہے کہ تمام افراد مسلمین بلا استثناء خلیفہ زمین ہوں۔ کیونکہ مطلق ایمان اور مطلق عمل صالح سے کوئی فرد خالی نہیں ہے۔ پس ضرور اس ایمان اور عمل سے فرد کامل مراد ہے۔ اور وہ یہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ تیسرے تشبیہ دلالت کرتی ہے کہ خدا جو ان کو بشارت دیتا ہے کہ ایسا ہی خلیفہ تمہیں بناؤں گا جیسا کہ میں نے تم سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔ اس سے مراد خلافت بمعنی بادشاہت نہیں ہو سکتی جو شاہان دنیا کو حاصل ہوئی۔ اور خدا کا یہ مقصد نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو مشکل فرعون و ہامان و فرود و شداد و بخت نصر بادشاہ زمین بناؤں گا۔ بلکہ مراد اس سے وہی خلافت ہے جس کو وہ اسی کتاب میں بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے آدم و داؤد کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اس لئے ہرگز اس خلافت کا مصداق شاہان دنیا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مراد اس کا مصداق خلفاء راشدہ و ارث نبوت و رسالت ہیں چہر آدم ایک وعدہ یہ بھی ہے کہ میں ان کو ان کے پسندیدہ اور مرتفع دین پر قدرت دوں گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دوں گا۔ اور پھر میری خاص عبادت ہوگی۔ یہ قدرت و تمکین آج تک کسی بادشاہ اسلام کو جن کو مسلمان خلیفہ کہتے ہیں حاصل نہیں ہوئی۔ برابر فسادات و فتن برپا رہے۔ نفاق و شقاق پھیلا رہا۔ اور کشت و خون کا بازار گرم۔ جیسا کہ پہلے نقل ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ وعدہ بطور ظہور و نہایت ابھی تک کون میں نہیں آیا۔ اور یہ وعدہ حقیقی اور اصلی معنوں میں اسی وقت صادق آئے گا۔ جب کہ دنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ اور سلطنت جبارہ باکلیہ منقطع ہو جائے گی۔ اور خوف و خطر دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اور بتدکین صالحین و ارث زمین و پیشوائے خلق ہوں گے۔ اور انہی صالحین اور منظورین و مستضعفین کے لئے یہ وعدہ ہے۔ اور یہ زمان ظہور حضرت مدی علیہ السلام میں ہوگا۔ اور اس لئے یہ آیت اسی جناب سے تعلق رکھتی ہے۔

تفصیل خلافت الہیہ میں ملاحظہ ہوا:

بسم و ششم۔ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَلُ فَنَقَسُوا لَهُمْ كُفًّا وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ الْغَلْبَةَ عَلَى الْيَهُودِ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَكِنَّ الْيَهُودَ كَانُوا فَاسِقِينَ
لوگوں کے نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی (یہود و نصاریٰ وغیرہ) پس جب ان پر بہت عرصہ گزر گیا۔ تو ان کے دل سخت اور قسے القلب ہو گئے۔ اور بہت سے ان میں فاسق بن گئے۔ اس کی تاویل میں طول اور درازی مدت سے اس امت محمدی میں

امان اور بقعہ جہاں ہوگی یعنی ظہور مدئی۔ وہوالمطلوبہ
 سی ام اقوام الذین مکذوا السیئات ان یحسبھا اللہ یمہم الذین اذین
 العذاب من حیث لا یشتعروہون اذ یأخذھم فی تغلبھم منامهم ثم یخرجہم من اذین
 علی حقوب فان ربکم ذکر محض رحیم نخل لای وہ لوگ جو بڑی بڑی مکاریاں کرتے اور بڑی
 پاپیں چلتے تھے۔ ان کو اس سے اطمینان ہے۔ کہ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے۔ یا ایسی جگہ
 ان پر عذاب نازل کرے جہاں کا ان کو پتہ بھی نہ لگے۔ یا ان کو خدا چلتے پھرتے ہی میں پکڑے
 تو یہ اس کو مجبور نہیں کر سکتے۔ یا ان کو حالت خوف میں عذاب میں گرفتار کرے۔ بیشک
 متعارف اذین خفیق اور مہربان ہے (جواب تک مدت دی ہوئی ہے) یہ سزائیں اس امت
 میں زمانہ ظہور اور قبل ظہور دی جائیں گی۔ قریب بہ ظہور دنیا میں تین خفت واقع ہوں گے۔ بعض لوگ
 مسخ ہر جائیں گے۔ بعض پر پتھر برسین گے۔ اور لشکر سفیانی جو قتل امام کو جائے گا بیکار میں محسوس
 قیامت کا اور ان میں سے جو دشمن زندہ بچیں گے۔ ان کے منہ مسخ ہر کر تیجھے کو پھر جائیں گے (جیسا کہ علامہ
 ظہور میں آئے گا) اب تک ظالمین و کافرین کو مدت دی ہوئی ہے۔ اور ان عذابوں سے بچے ہوئے ہیں۔
 اور اس آیت کی تاویل ابھی تک نہیں آئی۔ زمانہ ظہور اسلام میں آئے گی۔
 سی ویکم یا اذ القویٰ فی المک حویر اس آیت کی صورت تشریحی باب قیامت کہہ رہے
 میں لی جاتی ہے۔ جو صورت تاویل زمانہ ظہور مدئی میں صادق آئے گی۔ جب خدا ان کے ظہور کا
 اعلان کرے گا۔ تو ان کے دل میں القاء کر دے گا۔ اور پھر تک دے گا۔ ذاک یوم یومین یوم مقبر
 علی الکافرین عیو یوم بعد ذلک تو یہ دن بڑا سخت ہوگا۔ اور کافروں کے لئے آسان نہ ہوگا۔
 وہ جناب اس السلام اور نقر کے بعد خروج فرمائیں گے اور دشمنان خدا کو قتل کریں گے۔
 سی و دوم قل جاء الحق و دھق الباطل ان الباطل کان ذھوقا کہ در اس
 پیغمبر اکرم آگیا اور باطل نیست و نابود ہو گیا۔ بیشک باطل مٹ جانے ہی والا تھا۔ بلا شک و شبہ
 جملہ انبیاء حق نے کرا آئے۔ اور پیغمبر خاتم النبیین مجتہد حق تھے۔ اور ہدایت اور کامل دین حق کے
 ساتھ بھیجے گئے۔ لیکن باطل ابھی تک دنیا سے بالکل نیست و نابود نہیں ہوا۔ بلکہ ابھی تک روئے
 زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ مگر ضرور ہے کہ یہ باطل مٹ جائے۔ اور یہ نسر زمر رسول
 اور جزو نور محمدی مدئی امت کے ہاتھ پر ہوگا۔ جب کہ سوانے دین حق دنیا میں کچھ باقی نہ رہے گا
 اہل اسی وقت یہ آیت اپنے اصلی معنوں میں صادق آئے گی۔ اور یہی حق مدئی امت ہے اسی واسطے

وقت ولادت باسعادت حضرت ختمی مرتبت منادی نے آسمان سے منادی تھی۔ جاء الحق و
 زكوا الباطل الخ اور اسی وجہ سے وقت ولادت باسعادت مدنی امت نے تلاوت کی تھی۔
 کہ تکبیل اس کی مجھ سے ہوگی۔ اور اس کے صدق کا آئینہ میں ہوں۔ اور یہی آیت ان کے اعضا
 سب پر نقش تھی۔

سی وسوم سنبرجہ آیاتنا فی الافاق ذنی انفسہم حتی تبین لہم ائک الحق
 ہم ان کو اپنی نشانیاں اطراف و افاق عالم اور خود ان کے نفسوں میں دکھلاتے ہیں۔ تاکہ یہ ظاہر
 ہو جائے اور کھل جائے۔ کہ یہی حق ہے۔ وقت ظهور قائم اہل عناد آفاق عالم میں قحط و کشت و
 خون و غارت اور اپنے اندر سرخ و غیرہ کی آیات دیکھیں گے۔ اور ایسی آیات الہی نظر آئیں گی۔ کہ سب
 جان لیں۔ کہ قیام قائم حق ہے۔ اور اس نے ظہور فرمایا ہے۔ جس کے منظر تھے۔ حق نام ہے
 مدنی امت کا۔

سی وچہارم۔ حتی اذا دنا ما یوعدون اما العذاب واما السعۃ فسیعلمون
 من ہو شہر مکنا و اضعف جہنم تک کہ وہ دیکھیں گے۔ جو کچھ کہ ان سے وعدہ کیا گیا
 ہے یا عذاب یا قیامت۔ تو پھر اس دن جانیں گے۔ کہ باعتبار مرتبہ و مقام بدتر اور کون از روئے
 شکر کمزور و ضعیف ہے۔ اس وقت یقین کریں گے کہ شکر امام کا مقابلہ کوئی صاحب دولت
 و شمت نہیں کر سکتا۔ مگر پھر یہاں ملا دیں گے فتح ہوگی اور مشارق و منارب عالم کو زیر کر لیں گے
 والحمد للہ علی احسانہ و انعامہ خدا کیس جلد وہ دن لائے یخافہم یوحی ثلہ بعید
 و نزلہ کریمیا۔

یہی وہ وعدہ خاص الہی ہے۔ جو اس نے اپنے حبیب سے کیا تھا۔ اور جس کی بابت
 میں دعا کرنے کا حکم دیا تھا۔ قل رب اما ترینی ما یوعدون (مومنون ص ۶) کہ اے حبیب
 کہ پروردگار جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اگر مجھے ابھی دکھلا دے (تو کیا اچھا ہو)۔
 یان علی ان کریمک ما نعدہم لقاہم و فی خود اس کے جواب میں فرماتا ہے۔ کہ بیشک
 ہم اس کے تجھ کو دکھلانے پر ہر حال میں قادر ہیں۔ جہاں سے وعدہ عذاب کیا گیا ہے۔ اور
 پھر اس کی صورت بھی خود بیان کرتا ہے۔ کہ اِنَّ الَّذِیْ فُوعِیْ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ کَذَّابٌ
 و لی معارک الخ۔

بیشک جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے وہ ضرور تجھ کو پھر تیری بازگشت کی طرف لوٹانے والا

مطلق وعدہ وقت وعدہ وفتح و نصرت سابقاً مذکور ہوئیں۔ ان سب کی تائید و تصریح اس آیت سے ہوتی ہے۔ اور ضرور ان سب کا مصداق وہی جناب ہیں۔ اور اسی دن تمام ادیان پر غلبہ کی ظاہری حاصل ہوگی۔ اور یہی دسویں ہجرتیں آیت ہے شان امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام میں۔

سی و ہفتم۔ اَمِّنَہُ عَلَیْکُمْ نِعْمَہٗ ظَہِرَہٗ و باطنیہ اس نے تم پر نعمت ظاہریہ اور نعمت باطنیہ کو جاری کر دیا ہے۔ اور کامل کر دیا ہے۔ اسی میں تاویل نعمت ظاہرہ سے امام ظاہر و حاضر اور نعمت باطنیہ سے امام قاضی مراد ہے۔ اور کون اس میں شک کر سکتا ہے۔ کہ بہترین و کامل ترین واسطے ترین نعمت خدا نعمت ہدایت و ہادی ہے۔ یہی وہ نعمت ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے۔ اور یہی وہ نعمت ہے۔ جو باعزت وجود عالم ہے۔ یہی وہ نعمت ہے۔ کہ باقی تمام نعمات و رحمت اس کے تحت میں ہیں۔ اور اسی کے واسطے اور وسیلے سے پہنچتی ہیں۔ اور تمام عالم میں اس کا فیض جاری ہے۔ اور اسی واسطے ازل مظہر رحمت واسطہ کائنات شاد نامہ باریہ وائمہ کے حق میں فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ لے ہمارے حبیب ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام حوالم کے لئے رحمت بنا کر پس وجود محمدی تمام عالم کے لئے رحمت ہے۔ اور اسی طرح وجود نفس محمدی تمام حوالم کے لئے رحمت و نعمت۔ اور یہی وہ نعمت ہے جس کی بابت خدا لوگوں سے قیامت میں سوال کرے گا۔ جیسا کہ فرماتا ہے ثُمَّ لَنَسْـَٔلُنَّکَ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ پھر تم سے ضرور بالضرور اس دن نعمتوں کی بابت سوال کیا جائے گا۔ خدا کی شان اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ کہ وہ کھانے پینے کی چیزوں سے ہم سے سوال کرے کہ میں نے تمہیں روٹی دی۔ میں نے تمہیں پانی دیا۔ میں نے تمہیں آم کھلائے۔ میں نے تمہیں بیر کھلائے۔ میں نے سیدب دئے۔ اور میں نے تمہیں انگور دئے۔ غنی وجود و کریم و فیاض مطلق کے لئے ممکن ہے؟ کہ وہ ان ادنیٰ چیزوں۔ سبز کھیتوں۔ سبزی ترکاریوں سے سوال کرے در آنحالیکہ اس نے محض اپنے کرم و جود و عطاء و فیض و تفضل سے عطا کی ہیں۔ بلکہ خلقت عالم مقام جود سے ہے۔ پھر جود خود کس طرح ان چیزوں سے سوال کرے گا۔ کوئی سخی کوئی نعمت دے کر احسان نہیں جتاتا اور باز پرس نہیں کرتا۔ خداوند عالم جو غنی مطلق ہے۔ وہ کیونکر ذرا در اسی چیزوں کی باز پرس کرے گا۔ سوال اس نعمت سے ہوگا۔ جس کی اطاعت اس نے فرض کی ہے اور ہادی بنا کر بھیجا ہے۔ اور اسی نعمت سے خود سوال خدا روز قیامت سوال کریں گے جیسا کہ با

اہل البیت میں آچکا ہے۔ پس ضرور وجود امامِ نعمت عامہ تامرہ کاملہ شاملہ ہے۔ اور اس لئے نعمت
ظاہرہ امامِ حاضر ہے۔ اور نعمت باطنہ امامِ غائب۔ یہ وہ نعمت کاملہ شاملہ ہے۔ کہ جس وقت اس کا
ظہور ہوگا۔ تمام نعم دنیاوی اہل دنیا کو حاصل ہو جائیں گی اور دنیا دار النعم بن جائے گی۔ اور اسی واسطے
ہم نے کہا تھا۔ کہ تمام نعمتیں اس نعمت کے تحت ہیں۔ اور جو اس نعمت کا منکر ہے یا نگران نعمت
گرتا ہے۔ اس سے پھر ہر ایک نعمت کی باز پرس ہے۔ جو اس کے وسیلے سے پہنچی ہیں اور اس
کے ماتحت ہیں۔ فَلَا يَكُن مِنَ الْخَارِبِينَ دُكِنَ مِنَ الشَّاكِرِينَ دیکھو کتب فضائل و مناقب یلیح
و غیرہ والیضا بعض کتب تفاسیر ثعلبی وغیرہ ۛ

سُيُوشْتَمُ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
أَعْمَى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا طمع اور جس نے ہمارے ذکر سے
اعراض کیا ہے تو ضرور اس کے لئے نہایت تنگ معیشت و نبویہ ہے۔ اور روز قیامت ہم اس کو
اندھا اٹھائیں گے۔ اور اس وقت وہ کہے گا۔ کہ پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا۔ حالانکہ
میں تو بینا تھا۔ اس وقت خدا فرمائے گا۔ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ
نُنْسِيهِمْ اسی طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں۔ تو نے انہیں ترک کیا اور انہیں بھلا دیا۔ پس
اسی طرح سے آج تو بھلا دیا جائے گا۔ اور پھر پڑ دیا جائے گا۔ اس آیت سے دو باتیں ثابت ہیں
اول یہ کہ جو کافرین و منکرین خدا اور اس کی عبادت اور اس کے ذکر سے اعراض کرنے والے
ہیں۔ ان کی روزی دنیا میں خدا نے بہت تنگ بنائی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسے لوگ روز قیامت
اندھے اٹھیں گے۔ مگر یہ دونوں خلاف واقع اور نیز دوسری آیات کے متناقض ہیں۔ کیونکہ
تاریخ و مشاہدہ بتلا رہا ہے۔ کہ آج تک منکرین خدا اور رسولِ مقابلہ مومنین مسلمین نہایت فراخ
روزی میں بسر کرتے رہے ہیں۔ اور اب تک نعمات دنیا انہی کا حصہ رہی ہیں۔ اور نیز خدا
خود فرماتا ہے۔ کہ اگر ہمیں مومنین کی تنگ دلی اور ان میں سے بعض کے پھر جانے کا خیال نہ ہوتا
تو ہم ان کو اس سے بھی زیادہ دیتے۔ اور ان کے گھر اور چھت اور کوٹھے سب سونے
چاندی کے بنا دیتے۔ اور اسی واسطے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ تَعَالٰی يَسْعَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ
وَجَعَلَهُ لِكُلِّ خَيْرٍ يٰۤاَيُّهَا دُنْيَا مومنین کے لئے قید خانہ اور کافرین کے لئے بہشت ہے۔ پھر
کہاں کافرین اور مومنین کی روزی تنگ ہوئی اور کیوں کر یہ آیت صادق آئی۔ اور اسی طرح روز
قیامت ان سب کا اندھا اٹھنا بالکل خلاف واقع ہے۔ کیونکہ آیہ سورہ قی دلائل کرتی ہے کہ اس

زیادہ بصارت والے اٹھیں گے اور نگاہ تیز ہوگی۔ نَكشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ ذَبَرْنَا عَنْكَ
 الْيَوْمَ حَدِيدًا پس اس وقت تجھ سے حجت عرائق مادیہ کھول دیں گے۔ پھر تیری بصارت
 اس دن خوب تیز ہو جائے گی: اور احادیث اسی پر دال ہیں۔ اور حکماء نے تحقیق کیا ہے۔ کہ مرنے
 کے بعد تو اسے احساسیہ و ادراکیہ نفسانیہ دس گنی ہو جاتی ہیں۔ کیوں کہ حاجب زمان ایک
 درجہ برطرف ہو جاتا ہے۔ بنا بریں معلوم ہوا۔ کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اور ضرور
 اس قیامت سے قیامت کبرئے مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ حالت ان کافرین و منکرین کی زمانہ
 نور نور محمدی میں ہوگی۔ اور اس وقت ان کی معیشت نہایت درجہ تنگ ہوگی۔ چنانچہ واقعات مذکور
 طور اور روایات شاہد ہیں۔ اور روایات میں یہ بھی ہے۔ کہ اس دن یہ معاندین و منکرین ناقصین
 اس نور محمدی کو نہ دیکھ سکیں گے۔ اور اس نعمت اور اس نور سے محروم رہیں گے۔ اور قیامت سے
 مراد اس آیت میں یہ قیامت صغریٰ ہے۔ اور اسی واسطے روایات میں آپ کا نام قیامت
 بھی ہے۔ اور ساعت بھی۔ جیسا کہ آتِ السَّاعَةِ آتِیَةٌ لَا رَدَّیَ فِیْهَا میں کہ بیشک ساعت
 آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ قیامت و خروج اس جناب کا حتمی لازمی ہے
 اس میں کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اور ساعت کبرئے و قیامت کبرئے اس کے بعد واقع ہوگی۔
 البتہ اسی قیامت کبرئے کے علائم و آثار اور مقدمات میں سے ہے۔ پس کوئی منافات اس میں
 نہیں ہے۔ کہ قیامت کبرئے کے ساتھ اس کو بھی ساعت و قیامت سے تعبیر کیا جائے۔
 شامل فیہ۔ **وَمَنْ يَرْجُ الْغَدَ لَا يَخُذْ بِلَفْظِ الْيَوْمِ الْفَاسِدِ**
وَمَنْ يَرْجُ الْغَدَ لَا يَخُذْ بِلَفْظِ الْيَوْمِ الْفَاسِدِ
 مَی وَاَنْهَمُ دَاشَ قَتَبَ الْاَرْضِ بِنُورٍ رَکَّهَادٍ وَصَحْمٍ اَلْکِتَابِ وَحَلَّی بِالْقَبْرِ
 وَالتَّشْمِذِ اَوْ دَفْنِی بَيْنَهُمُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُونَ در موع اہل وقت زمین اپنے
 مرنے کے نور سے چمک اٹھے گی۔ اور کتاب سامنے رکھی جائے گی۔ اور انبیاء اور شہداء کو بلایا جائے گا
 اور ان کے درمیان سچا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ خاص انبیاء اور شہداء کے جمع ہونے
 اور ان کے متعلق فیصلہ کئے جانے کا دن وہی ہے جبکہ انبیاء و اولاد انبیاء کے غم اور غم و
 جور کا انتقام لینے والا مقم من اللہ ظاہر ہوگا۔ درد و شرم عمومی اور قیامت کبرئے میں جملہ مخلوقات کا
 فیصلہ ہوگا۔ اور نیزہ اشْرَکَتْ الْاَرْضُ بِنُورٍ رَکَّهَادٍ سے بھی ثابت ہے۔ کہ یہ قیامت کبرئے کا
 ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ قیامت کبرئے میں نہ یہ زمین ہوتی رہے گی اور نہ یہ آسمان یَوْمَ تَبْدُلُ الْاَرْضَ
 فِیْ اَرْضٍ مِّنَ السَّمَوَاتِ مَطْوِیَاتٍ بِیَمِیْنِهِ اور یہ فیصلہ زمین پر ہے۔ اور زمین نور مرنے سے روشن

ہوگی۔ پس ضروریہ قیامت قیامت صغرے خروج مہدی آخر الزماں ہے۔ فلا تکن من النکرین
 چہلم۔ وَمِمَّنْ حَوَّلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوا عَلَى
 الْبِقَاعِ لَا تَعْلَمُهُمْ غَنُ نَعْلَمُهُمْ سَنَعْدُ بِكُمْ دَعْرَتَيْنِ تَعْرِ يَرُدُّونَ إِلَى عَذَابِ عَظِيمٍ
 رتوبیع ۱۳ اور ان لوگوں میں سے جو تمہارے ارد گرد دیو ہیں کچھ منافقین ہیں۔ اور ان اہل مدینہ
 میں سے بھی منافق ہیں جو نفاق پر خوب اڑے ہوئے ہیں۔ تم ان کو نہیں جانتے ہو۔ ہم ان کو
 خوب جانتے ہیں۔ ہم انہیں دوسرے عذاب کریں گے۔ اور پھر عذاب عظیم کی طرف بھیجے جائیں گے
 ظاہر الفاظ آیہ سے ثابت ہے کہ عذاب عظیم عذاب آخرت ہے۔ چنانچہ اور دوسری آیات میں
 اس کو عذاب اکبر بھی کہا گیا ہے۔ فَإِذَا أَقْبَهُمُ اللَّهُ الْآخِرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْعَذَابِ الْآخِرِ
 الْكَبِيرِ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ پھر اللہ نے ان کو زندگی و نبویہ میں ذلت و رسوائی کا مزہ چکھایا اور بیشک
 آخرت کا عذاب بہت بڑا عذاب ہے۔ کاش کہ وہ جانتے! اور کہیں اس عذاب کو اللہ عذاب
 کہا گیا ہے۔ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ الْآخِرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَعْمَلُ الْقِيَامَةِ يُكْرَهُ
 إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ذَكَرَ اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ دہقان پس کیا جزا ہے ان کی جو ایسا
 کرتے ہیں۔ الایہ کہ ان کو دنیا میں رسوائی اور ذلت نصیب ہو۔ اور روز قیامت وہ سخت ترین
 عذاب کی طرف لوٹائے جائیں! اس سے یہ بھی معلوم ہے کہ تمام کافرین کو دنیا میں ذلت و
 رسوائی ضروری ہے۔ مگر اب تک اس کے خلاف ہے۔ اور نسبتاً وہ بہت زیادہ عزت میں
 ہیں۔ اس لئے ضروری قیامت کبرئے اور عذاب اشد کبرئے پہلے دنیا میں خدا سب کافرین کو
 سزا دے گا اور عذاب کرے گا۔ اور یہ بات کلیتہً نصیب نہ ہوگی مگر اس وقت جبکہ غلبہ کلی اسلام ہو جائے
 ہو۔ یعنی وہ وقت خروج مہدی آخر الزماں و ہوا الحق۔ اور اس وقت بہت سے کافر مردہ بھی
 زندہ کر کے عذاب کئے جائیں گے۔ اور وہی وہ دوسری زندگی ہے جس کا ذکر وہ روز قیامت
 یوں کریں گے۔ قَالُوا رَبَّنَا آمَنَّا أَلْتُنَّيْنِ فَاجْبِسَيْنَا أَثْنَيْنِ فَاجْعَلْ لَّنَا مِن دُونِ الْبَاقِلِ
 الْآخِرَةِ حَرْمًا مِّنْ سَبِيلِ مَوْتِنَا هَمَّارے پروردگار تو نے ہمیں دودنہ مارا۔ اور مارنے کے بعد
 دودنہ جلایا۔ پس ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار و اعتراف کر لیا۔ تو کیا اب ہمیں یہاں رہنے
 نہ کھنے کا کوئی راستہ مل سکتا ہے؟ یہ ایک دودنہ عام موت کے بعد زمانہ ظہور مہدی میں زندہ
 جائیں گے۔ اور پھر مرنے کے بعد دوبارہ قیامت کبرئے کو اٹھائے جائیں گے۔ دودنہ مارنا اور
 دودنہ جلانا بلا حقیقت زمانہ ظہور کسی طرح صادق نہیں آ سکتا۔ صدق اجواء بعد موت ہے۔ اور

امت بعد حیات اور ایجاد اولیٰ کرا حیات نہیں کہتے۔ اور موت ثانوی دنیا میں ثابت نہیں۔ الا وہی ربی
لَا مَن مِّنَ الْمُشَاقِّينَ ۝

یہاں دیکھو کہ دُیومُ مَحْشَرٍ میں کُلِّ اُمۃٍ فَرَجًا مِّنْ عِکْدَبِ بِاِیْتِنَا فَهَمَّ بِوَرَعُونَ
عَنَّا اِذَا جَاؤُا کَانَ الذِّبُّ بِاِیْتِنَا وَلَمْ یَحِطُوا بِهَا عَلِمَا مَا ذَاکُمْ تَعْمَلُونَ وَذَقَمُ الْقَوْلُ
عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَعَمَّ وَطِيقُوْنَ غَمٌّ اور جس دن ہم ہر ایک امت میں سے ایک ایک جماعت
کو جمع کریں گے اور بلائیں گے اُن لوگوں میں سے جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی ہے۔ پھر وہ
تیسرے علیحدہ ٹولیاں بنا دئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے تو وہ کہے گا۔ کیا تم نے میری آیات
کی تکذیب کی؟ حالانکہ تم را علم ان پر احاطہ رکھتا یا تم پڑے ہوئے کیا کرتے تھے؟ پس ان پر ان کے ظلم
کی وجہ سے وعدہ عذاب آگیا اور بول بھی نہ سکے؟ یہ ہر ایک جماعت و گروہ کے مکذبین کی ایک ایک
ٹولی بھی زمانہ ظہور امامت ہی میں جمع کی جائے گی اور اٹھائی جائے گی۔ کیونکہ روز قیامت کبرئے تو بلا استثناء
ہر مخلوقات کا حشر ہر گاہ کہ صرف ایک ایک جماعت خاص کا۔ اور وہ بھی ان کا جو مکذبین آیات اللہ
میں چنانچہ سورہ کہف رکوع ۶ میں فرماتا ہے۔ وَیَوْمَ نُسِطُ الْجِبَالَ دَتَرِی الْاَرْضَ یَارِزَّةً وَحَشَرْنَا
فَلَمَّا نَعَادُ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ اور اس دن سے ڈرو جس دن ہم پہاڑوں کو چلا دیں گے اور تم زمین کو پہاڑوں
سے خالی پاؤ گے۔ اور سب کا حشر اور سب کو جمع کریں گے۔ اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑیں گے یہ ہے
حشر کی اور حشر عمومی۔ اور سابق الذکر حشر خاص ہے۔ جو وقت خروج امام ہوگا۔ اور یہ آیت اسی جناب
تلقین رکھتی ہے۔ یہ آں کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں سے بعض اسماء و القاب میں مذکور
ہوں گی اور بعض دوسرے ابواب میں۔ کیا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ اٰمَنُوا بِالْکِتَابِ
الَّذِیْ یُنَزَّلُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَ اٰمَنُوا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۝

فصل

الکھاء والقاب امام علیہ السلام

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کثرت اسماء کثرت اوصاف پر دلالت کرتی ہے۔ اور
تہمید اسی طرح بالکس یعنی کثرت اوصاف موجب کثرت اسماء ہے۔ مثلاً ایک شخص کتابت جانتا ہو

روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ میرے فرزندوں میں سے ایک شخص آنحضرتؐ کے زمانے میں ظہور فرمائے گا۔ اور اس کے دو نام ہوں گے۔ ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر پس وہ نام جو مخفی ہے وہ احمدؑ ہے اور جو ظاہر ہے وہ محمدؑ ہے۔

اور شیخ طوسی نے حذیفہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ حضرت نے مدعی کا ذکر کیا۔ پس فرمایا کہ بیعت کریں گے لوگ اُس کے ہاتھ پر درمیان کن اور مقام کے نام اُس کا احمدؑ ہے۔ اور عبداللہ اور عندی بھی حضرت کے نام ہیں۔ اور تالیف ابن خشاب وغیرہ میں مروی ہے۔ کہ وہ جناب صاحب ہیں دو ناموں کے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان دو ناموں سے مراد اسم مبارک پیغمبر کے ہیں کہ وہ احمدؑ اور محمدؑ ہیں۔

(۲) دوسرا نام اصل ہے۔ چنانچہ شیخ کشی نے اپنی کتاب الرجال میں ابو حامد بن ابراہیم راغی سے روایت کیا ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ابو جعفر بن احمد بن جعفر قمی عطار نے ایک رقعہ لکھا اصل کی طرت۔ اور اُس میں صاحب ناجیہ و صاحب توفیق سے ہماری تعریف و توصیف کی۔ دراصل اُس کے اور حضرت حجت کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں تھا۔ پس اُس کا جواب آیا کہ میں واقف ہوں اُس مضمون پر جس میں تم نے ابو حامد کی توصیف کی ہے۔ خداوند عالم اُس کو اپنی طاعت کی وجہ سے معزز بنائے۔ اور اس حال کو بھی ہم نے سمجھا۔ جس میں کہ وہ ہے۔ خداوند عالم اُس کو اُس کے واسطے اس سے اور زیادہ بہتر کرے۔ اور ہمیشہ فضل خدا اُس کے شامل حال رہے۔ اور خدا اس کا ولی ہو۔ اس پر بہت سلام ہوا اور غاص کر تم پر۔

اور ابو حامد کہتے ہیں کہ یہ مضمون ایک طولانی رقعہ میں تھا جس میں میرے بھائی کے فرزند کے لئے بہت سے امرونی مذکور تھے۔ اور اُس رقعہ میں کچھ مقام تھے کہ ان کو قینچی سے کاٹ دیا تھا۔ پس یہ رقعہ اسی ہیئت کے ساتھ علان بن حسن رازی کو دیا گیا۔

اور ہمارے بھائیوں میں سے ایک بزرگ نے جس کو حسن بن نصر کہتے تھے وہ تمام باتیں نقل کر لیں جو ابو حامد کے لئے آئی تھیں۔ اور اس کو اپنے لڑکے کے پاس بھیج دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اصل اور صاحب ناجیہ اور صاحب توفیق سے مراد امام عصرؑ ہیں۔

اور کتب رجال میں مذکور ہے کہ اصل سے مراد امام ہے۔ اور اسی حدیث سے استشاد کیا ہے۔ اور گویہ بات متعین نہیں ہوئی کہ حدیث میں اصل سے مراد کون سے امام ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اصل سے مراد امام ہے۔ اور وجہ اس امر کی کہ اصل سے

مراد امام حضرت یا اور کوئی امام ہے ظاہر ہے۔ کیونکہ یہی نفوس قادسہ و مقدسہ ہر علم و خیر و برکت اور فیضان کی اصل ہیں۔ اور کوئی حق کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ انہی حضرات تک مفتی ہوتا ہے۔ اور کوئی نعمت نہیں ہے مگر ان کے ذریعہ اور طفیل سے مخلوقات کو پہنچتی ہے۔ اور یہی جمع اللہ اور خلفاء اللہ دنیا اور دین اور برزخ اور آخرت میں بندگان خدا کے مرجع اور تاب اور ماوئے اور ملجاء ہیں۔ اور یہی نفوس عالیہ متعالیہ خلقت جمیع عوالم علویہ و سفلیہ کے مقصد اعلیٰ ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(۳) تیسرا نام حضرت کا **وَقَيْدٌ مُّوَاہِ** ہے۔ چنانچہ فاضل المعنی میرزا محمد نیشاپوری نے کتاب ذخیرۃ الالباب مصروف بدو اثر العلوم میں ذکر کیا ہے۔ کہ نام مبارک حضرت کا توہمات میں بغتہ ترکوم اور قید موہ ہے۔

(۴) چوتھا نام حضرت کا **ایزد شناس** ہے۔ اور ان کے عارف خدا ہونے کی وجہ ظاہر و باہر ہے۔ بلکہ وہ مجسمہ معرفت خدا ہیں۔ بلکہ حقیقت اصل عالم امکان ہیں۔ اول مخلوق اور نقطہ دائرہ تمکین انہی کا نور ہے۔ اور تمام مخلوقات عالم اس نور کی شعاعیں ہیں۔

(۵) پانچواں نام **ایزد نشان** ہے۔ چنانچہ کتاب مذکور میں مسطور ہے۔ کہ یہ دونوں نام حضرت جبرائیل کے مجوس کے نزدیک معروف و مشہور ہیں۔ اور شیخ بہائی نے کشکول میں تحریر فرمایا ہے کہ فارسی لوگ اُس جناب کو **ایزد شناس** اور **ایزد نشان** کہتے ہیں۔ یعنی اس آنے والے مددگار کو جس کے سبب منتظر ہیں۔ اور اس کی وجہ تسخیم بھی ظاہر ہے۔

(۶) چھٹا نام **استادہ** ہے۔ چنانچہ اُسی مقام میں ذکر کیا ہے۔ کہ یہ نام اُس جناب کا کتاب شاگردی میں مذکور ہے۔ اور یہ ہم معنی قائم ہے۔

(۷) ساتواں **ابوالقاسم** ہے۔ چنانچہ احادیث معتبرہ میں خاص و عام سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مددگار میرے فرزندوں میں سے ہے۔ نام اُس کا میرا نام ہے اور کینت اُس کی میری کینت ہے۔ اور کمال الدین میں ابی سہل نے نجاتی سے اور عقیدہ خدام سے مروی ہے۔ کہ اُس جناب کی کینت **ابوالقاسم** ہے۔ اور تالیف ابن خشاب میں جناب صادق سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ خلف صالح میرے فرزندوں میں سے ہے۔ اور وہی مددگار ہے۔ نام اُس کا محمد ہے اور کینت **ابوالقاسم**۔ اور نیز قائم بن مدی سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ کینت خلف صالح کی **ابوالقاسم** ہے۔

اسی واسطے بعض احادیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے کہ جس شخص کا نام محمد ہو اس کی کینیت ابو القاسم مت رکھو۔

اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت حجت کو اس کینیت سے مجالس اور محافل میں یاد کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو حکم حضرت کے اصلی نام کا ہے وہی حکم اس کینیت کا ہے۔

(۸) ۲ مٹھواں ابو عبد اللہ ہے۔ چنانچہ کنجی شافعی نے کتاب بیان احوال صاحب الزمان میں حذیفہ سے اور اس نے رسول اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ اگر آیام دنیا میں سے صرف ایک ہی دن باقی ہے۔ تو لا بُد ہے کہ خداوند عالم ایک شخص کو بھیجے جس کا نام میرا نام ہوگا اور خلق اس کا میرا خلق ہوگا۔ اور کینیت اس کی ابو عبد اللہ ہوگی۔ اور عنقریب بیان کیا جائے گا کہ وہ جناب اپنے تمام اجداد طاہرین کی کینیت سے مکنتی ہیں۔

(۹) نواں نام ابو جعفر ہے۔ (۱۰) دسواں ابو احمد اور (۱۱) ابوابراہیم ہے۔ اور مری ہے کہ اس جناب کے واسطے اُن کے گیارہ آباد طاہرین اور ایک چچا یعنی حضرت امام حسن کی کینیت ہے۔

(۱۲) نام حضرت کا ابو الحسن (۱۳) ابو تراب ہے۔ کیوں کہ یہ دونو امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی کینیت ہیں۔ اگرچہ ثانی ہر کچھ تا ۲۰ ہے۔ لیکن اگر التراب سے مراد

صاحب خاک اور انبیاء ہے۔ تو کچھ معنائفہ نہیں معلوم ہوتا۔ چنانچہ تفسیر آیہ مجیدۃ کا شہادت اکلاد ص بنو سرک جہا میں وارد ہوا ہے کہ رب زمین امام زمین ہے۔ اور یہ کہ حضرت صدی علیہ السلام کے نور کی زیادتی کی وجہ سے لوگ نور آفتاب و ماہتاب سے مستغنی ہو جائیں گے۔

(۱۴) نام ابو بکر ہے۔ اور یہ جناب امام رضا کی ایک کینیت ہے۔ چنانچہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں اور دوسروں نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

(۱۵) ابو صالح ہے۔ ذخیرۃ الالہاب میں مذکور ہے کہ اس جناب کی کینیت ابو القاسم اور ابرصانج ہے۔ اور یہ کینیت حضرت کی صحرائی عربوں اور بادیہ نشینوں میں بہت معروف و مشہور ہے۔ اور اکثر وہ لوگ اپنے استغاثوں اور وسیلوں میں حضرت کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔ اور شعراء اور اوباد تصائد اور مدائح میں ذکر کرتے ہیں۔ اور پہلے زمانے میں یہ نام حضرت کا بہت مشہور تھا۔

(۱۶) امیر الامر ہے۔ امیر المومنین نے خطاب دیا ہے۔ اور ثقہ حبیل فضل بن

شاذان نے کتاب فیبت میں جناب صادق سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت نے بعد ذکر کرنے
تقن اور حروب اور آشوب کے فرمایا کہ دجال آئے گا اور لوگوں کے گمراہ اور اضمحلال کرنے میں سخت
کوشش کرے گا۔ پس اس وقت ظاہر ہوگا۔ امیر امروہ اور قاتل کفرہ اور سلطان مامل کہ اس کی
فیبت میں عقول متحیر ہیں۔ اور اے حسین وہ تیرے فرزندوں میں سے نواں ہے۔ ظاہر ہوگا در بیان
رکن و مقام۔ اور جن و انس پر غلبہ پائے گا۔ ترجمہ اس کی محتاج بیان نہیں ہے۔ بیشک وہ سب
امیران پر امیر اور سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

(۱۶) احسان ہے۔ اور (۱۸) اذن سامعہ ہے اور بلاشبہ وہ احسان عظیم الہی اور
اس کے بندوں کا فریاد رس اور اس کا گوش شنوا ہے۔

(۱۹) ایدئی ہے۔ اور ظاہر امر ایدئی سے جبرید کی جمع ہے اس جگہ بمعنی نعمت ہے۔
پنچہ صدوق نے کمال الدین میں اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں جناب امام موسیٰ کاظم سے
روایت کیا ہے۔ تفسیر میں کہ مجیدہ کا سبغ علیکم دجہ ظاہر دیا خدا کے۔ کہ نعمت ظاہرہ
امام ظاہر ہے اور نعمت باطنہ امام غائب ہے۔ اور قرآن مجید میں مختلف مقاموں پر نعمت کی تفسیر
امام سے کی گئی ہے۔ اور تفصیل اس کی تفسیر آیات میں آچکی ہے۔ اور بلاشبہ امام زمان نعمت
کاملہ شامل عالمہ تمام خداوندی ہے۔

(۲۰) بقیۃ الشہ ہے۔ پنچہ ذخیرہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ نام اس جناب کا کتاب ذوہر
میں ہے۔ اور غیبت فضل بن شاذان میں جناب صادق سے احوال قائم میں مروی ہے۔ کہ
فرمایا حضرت نے کہ جب وہ جناب خروج فرمائیں گے۔ تو دیوار کعبہ سے ٹیکا لگا کر کھڑے ہوں گے
اور حضرت کے پاس تین سترہ آدمی جمع ہوں گے۔ پس سب سے پہلے اس آیت کو تلاوت فرمائیں
گے۔ بقیۃ اللہ خیر لکھان کنتم مومنین بقیۃ الشہ تہائے واسطے بہتر ہے اگر تم مومن ہو پھر
فرمائیں گے۔ کہ میں ہوں بقیۃ الشہ اور حجۃ الشہ اور غلبۃ الشہ۔ پس نہیں سلام کرے گا حضرت کو کوئی
شخص مگر ان الفاظ سے۔ السلام علیک یا بقیۃ اللہ فی ارضہ۔

الشیخ فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں عمران بن داہر سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتا ہے
کہ ایک شخص نے جناب صادق کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم حضرت قائم کو اس طرح سلام کرتے
ہیں۔ یا موقۃ المومنین یعنی ہم ان کو یا امیر المومنین کہتے ہیں پس حضرت نے فرمایا۔ کہ نہ ہرگز
نہیں یہ ایک نام ہے کہ خداوند عالم نے امیر المومنین کو عطا کیا ہے۔ نہ ان سے پہلے یہ نام رکھا

گیا تھا ان کے بعد میں کوئی شخص اس نام سے موسوم ہوگا مگر وہ شخص جو کافر ہے۔ راوی نے عرض کیا پس ہم کس طرح حضرت حجّت کو سلام کریں۔ فرمایا۔ کہو۔ السلام علیک یا بقیۃ اللہ اس وقت حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ بقیۃ اللہ خیر لکھراں کنتم مومنین اور قریب قریب یہی معنوں کتاب فصول اللہ میں مذکور ہے۔ اور آئندہ اس کا تفسیلی ذکر آئے گا:

(۲۱) **بئر معطلہ** ہے چنانچہ علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں جناب صادق سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے۔ تفسیر میں آیۃ شریفہ **بئر معطلہ** و قصہ مشہد کے۔ کہ یہ ایک مثل ہے جو جاری ہوئی واسطے آل محمد کے۔ بئر معطلہ وہ کنواں ہے جس سے پانی نہیں نکالا جاتا۔ اور وہ امام ہے جو غائب ہے۔ پس اس کے علم سے لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے جب تک کہ وہ غائب ہے۔ دھو ظاہر:

(۲۲) **بلد الامین** ہے۔ یعنی تلخہ حکم اور شہر محفوظ خداوند عالم ہے۔ کہ کوئی شخص اس کو فتح نہیں کر سکتا۔ اور اس کی تحقیق حالات ظہور و فتوح امام علیہ السلام سے صاف ثابت ہوتی ہے:

(۲۳) **بہرام** ہے۔ بوجہ عادل کامل ہونے کے بہرام کہا گیا ہے۔ اور بوجہ قاتل کفار ہونے کے بہرام تلک یعنی مریخ سے تشبیہ مسلم ہے:

(۲۴) **بندہ یزدان** ہے۔ یہ دونوں نام حضرت کے کتاب الاستماع میں مذکور ہیں۔ بندہ یزدان ترجمہ عبد اللہ ہے۔ اور آپ کا خاص برگزیدہ بندہ خدا ہونا مسلم:

(۲۵) **پیر و پڑ ہے**۔ جو کتاب برزین میں مذکور ہے جو فرس کی تصنیف ہے:

(۲۶) **برہان اللہ** ہے۔ جو کتاب انگلیوں میں مذکور ہے۔ یہ نام قرآن میں ان کے جسد برزگوار جناب رسول مختار کا ہے۔ اور آپ اس جناب کے مظهر اور اس کے وارث ہیں۔ اور بلاشبہ آپ کا درجہ مجسمہ برہان الہی اور دلیل توحید۔ دلیل نبوت دلیل امامت ہے۔ اور اپنی شہادت ساتھ رکھتا ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب:

(۲۷) **باسط ہے**۔ جو ہدایہ اور مناقب قدیمیہ میں مذکور ہے۔ جس کے معنی فراخ کرنے والا اور پھیلانے والا ہے۔ اور فیض اس جناب کا جیسا کہ خدا ارشاد فرمایا ہے۔ مانند آفتاب تمام جگہ پہنچا ہے۔ اور ہر موجود کو اس سے فائدہ حاصل ہوا ہے۔ اور آیام ظہور میں آپ کا عدل ایسا منبسط اور عام ہوگا۔ کہ جھپٹ یا اور بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے۔ چنانچہ تفسیر شیخ فرات بن ابیہیم میں ابن عباس سے مروی ہے کہ زمانہ ظہور ہمدی آخر الزماں میں یسودی اور نصرانی اور تمام مذاہب دانے اسلام میں داخل

اور بائیں گے۔ تھے کہ بھیڑ یا اور بکری اور گائے اور شیر اور انسان اور سانپ سب آپس میں مانوس اور ملوث
 ہو جائیں گے۔ تھے کہ چوہا کسی مشک کو پارہ نہیں کرے گا۔ اور اس وقت منظریت اسمع الباسطانات مدی
 کے لئے قتلہ محقق ہو گی۔ اگرچہ تمام ائمہ یس باسط الہی ہیں۔ خصوصاً جناب امیر المومنینؑ اور شیخ مقدم احمد
 بن محمد بن عیاش نے مقنن الاثر میں اپنی سند سے عبد اللہ بن ربیعہ کی سے اُس نے اپنے باپ سے
 روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی اُن لوگوں میں سے تھا۔ جو عبد اللہ بن زبیر کے ہمراہ
 خانہ کعبہ میں کام کر رہے تھے۔ اور اس نے کارکنوں کو حکم دیا تھا۔ کہ جس قدر ممکن ہو گہری بنیاد کھودیں
 تاکہ پایہ مستحکم ہو جائے۔ پس ہم کو اس کھدائی میں ایک بہت بڑا پتھر ملا۔ جو اونٹ کے برابر تھا۔ اور اُس
 پر لکھا ہوا تھا یٰحٰمِمْ لَا ذِلَّ لَاشٰی قَبْلُہٗ لَا تَسْعَوُا الْحِمٰتَ اَھٰکُمْ تَنْطَلِسُوْهُمْ وَلَا تُعْطُوْہَا غَیْرَ
 مُسْتَضِیْعَہَا فَتَنْظَلِسُوْہَا اور یہ تحریر بہت طویل تھی۔ اور اس میں پیغمبر کی بعثت کا ذکر ہے اور حضرت
 کے صفات حمیدہ اور کردار جمیلہ کا ذکر ہے۔ اور منزل اور دفن کا ذکر ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک
 آدم کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ جناب امام حسن عسکریؑ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ ایک نئے شہر میں دفن
 ہوں گے اور بعد اُن کے منظر ہوں گے۔ کہ نام اُن کا پیغمبر کا نام ہو گا۔ اور وہ عدل کا حکم دیں گے اور خود
 اس پر عمل کریں گے اور فعل منکر سے منع کریں گے اور خود اس سے بد پرہیز کریں گے۔ خداوند عالم ان کے مجرور
 مذکور سے تمام تادیبوں کو دور کرے گا۔ اور دفن کرے گا ہر ایک شک اور اندھے پن کو۔ اور اُن کے
 زمانے میں بھیڑ یا اور بکری ساتھ ساتھ چریں گے۔ اور مرغان ہوا اور اسیان دریا مومن ہوں گے اور اُن سے
 اہل آسمان خوشنود ہوں گے۔ سبحان اللہ کیسے مقدس والمجترم ہیں یہ لوگ اللہ کے نزدیک۔ خوشحال اُس
 شخص کا جو ان کی اطاعت کرے۔ اور بُرا ہے وہ شخص جو ان کی نافرمانی کرے۔ اور مبارک ہے وہ شخص جو
 اُن کے سامنے جہاد کرے۔ پس قتل کرے یا قتل ہو جائے۔ اُن پر خدا کی رحمت اور اس کا درود ہو۔ اور
 دی ہیں ہدایت یافتہ اور رہی ہیں دستگاہ اور رہی ہیں کامیاب :

(۲۸) لَقِیْنِہُ الْاَبْنِیَاوِہُ۔ یہ نام چند دیگر القاب کے ہمراہ حافظ برسی نے مشارق المآثر اور
 میں اور سید حسین مفتیؒ کی بسط محقق ثانی نے کتاب دفع النکاحات میں جناب حکیمہ خاتون سے نقل کیا
 ہے۔ کہ اُس جناب نے فرمایا۔ کہ پیدائش قائم آل محمدؑ کی شب نیمہ شعبان میں ہوئی ہے۔ پس میں اُس جناب
 کو اپنے بھائی محسنؑ ابن علیؑ کے پاس لائی پس حضرت نے اُن کے روئے مبارک پر دست مبارک پھیرا۔ جو
 نور الانوار تھا۔ اور فرمایا۔ کلام کر اے حجۃ اللہ وبقیۃ الانبیاءؑ نور الالہیۃ و غوث الفقرۃ و فاعلم الالہیۃ و نور
 الانبیاء و صاحب کرة البیضاء۔ پس کہا۔ اشمعدان لا الہ الا اللہ جناب و ولادت میں مذکور ہر جگہ اور بعض

شیخ مشارق میں اس طرح ہے۔ کلام کر اسے حجتہ الشریعۃ والنبیاء و خاتم الاولیاء و صاحب الکرۃ البیضاء و مصباح البیاض الیمینۃ الشریعۃ البیضاء کلام کر اسے خلیفۃ الانبیاء و نور الاولیاء الخ۔ اور یہ تمام اسماء مبارک اس جناب کے ہیں۔ اور وجہ تسمیہ تمام کی ظاہر ہے۔ اور اپنے اپنے مقام پر ان کا ذکر فی الجملہ تفصیل سے آئے گا۔

(۲۹) ثانی ہے۔ اور یوسف بن قزلی سبط ابن جوزی نے اس کو مناقب میں حضرت حجت کے القاب سے شمار کیا ہے:

(۳۰) تائید ہے جس کے معنی قوت و زور دینے کے ہیں۔ اور کمال الدین میں امیر المؤمنین سے مروی ہے۔ کہ حضرت نے بعد ذکر کرتے شامل اور اسناد اس جناب کے فرمایا۔ کہ وہ جناب پناہ دست مبارک لوگوں کے سروں پر رکھیں گے۔ پس کوئی مومن نہیں ہے گا مگر یہ کہ اس کا دل اس سے کے ٹکڑے سے زیادہ قوی اور سخت ہو جائے گا۔ اور ہر مومن کو خداوند عالم چالیس بیٹوں کی طاقت عطا کرے گا۔

(۳۱) تمام ہے۔ اور معنی اس کے واقع ہیں۔ کیونکہ وہ جناب تمام صفات حمیدہ اور کمال و افعال و ثمرات۔ قرب و شریک و حمت و سلطنت و قدرت و رافت میں تمام اور تمام ہیں۔ اور عجیب نقصان و زوال ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ تمام سے مراد تمام و مکمل ہو۔ کیونکہ اسی جناب سے خلافت اور ریاست الہیہ اور زمین میں آیات باہرہ اور علوم و اسرار انبیاء و اولیاء تمام اور کمال ہوں گے اور یہ اطلاق استعمال میں شائع ہے۔ اور یہ اسم مبارک اس آیت مجیدہ سے مستنبط ہوتا ہے۔ و قدرت کلمۃ ربک صدقاً وعداً اور باب ولادت میں بیان ہو چکا ہے کہ نام جس وقت پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کے بازو پر یہ کلمہ کندہ ہوتا ہے۔ اور خصوصیت امام زمان اس سے ظاہر ہے۔ کیونکہ ظہور نام کلمات الہیہ اسی جناب سے ہو گا۔ قتال۔

(۳۲) شائستہ ہے۔ اور شائستہ بدل لینے والے کو کہتے ہیں۔ جہاں نام نہ کرے جب تک کہ بدل نہ لے۔ اور وہ جناب اپنے جد بزرگوار بلکہ تمام انبیاء و اولیاء کے خون کا بدلہ لیں گے۔ چنانچہ دعائے ندبہ میں ہے۔ این الطالب بدحول الانبیاء و ابناء الانبیاء این الطالب بدم المقتول بکربلا۔

(۳۳) جعفر ہے شیخ صدوق نے کمال الدین میں حمزہ بن القفح سے روایت کیا ہے۔ کہ اس نے کہا کہ ابو محمد کے یہاں فرزند پیدا ہوا۔ جس پر شیدہ رکھنے کا انہوں نے حکم دیا۔ جس بن مندر نے اس سے پوچھا کہ اس مولود مسخود کا نام کیا ہے؟ کہا کہ نام تو محمد رکھا گیا ہے اور کنیت

جعفر۔ اور بظاہر اس کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے۔ کہ کینیت معروف نہ ہو۔ بلکہ نام کو کینیت بنایا گیا ہے۔ تاکہ لوگ اس کے نام کی تصریح نہ کریں۔ بلکہ گناہ جعفر سے اس کی تفسیر کریں۔ کیوں کہ ان کے چچا جعفر کا نوت تھا۔ کہ جب شیعیہ لوگ آپس میں باتیں کریں گے تو کہیں گے۔ کہ میں نے جعفر کو دیکھا یا جعفر امام ہے یا جعفر سے ترویج پہنچی ہے یا اس مال کو جعفر کے پاس لے جا۔ تو اس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ جو جعفر کے پیرو ہوں گے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکیں گے۔ کہ اس سے کوئی اور مقصود ہے۔ وہ اپنے جعفر کو سمجھیں گے۔ پس شیعیہ ان کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ اور غیبت شیخ نعمانی میں جناب امام محمد باقر سے دو حدیثوں میں مذکور ہے۔ کہ یہ حضرت کا لقب ہے۔ کہ اُس جناب کو ان کے چچا کے نام کی کینیت دی گئی۔ تاکہ ان کے نام سے ان کے چچا کا نام بھی گناہ سمجھا جائے۔ پس بظاہر ان دو حدیثوں سے یہی مقصد ہوگا۔ اور علامہ مجلسی نے یہ احتمال پیدا کیا ہے۔ کہ شاید آپ کے بعض چچا کی کینیت ابدالقاسم ہو۔ اور آپ کی کینیت ابو جعفر یا ابو الحسن یا ابو محمد بھی ہو۔ کہ یہ تینوں جناب امام حسن مجتبیٰ کی کینیتیں ہیں۔ اور سید محمد حضرت کے معروف چچا ہیں۔ بعد ازاں اُس احتمال کو بیان کیا ہے جو اُرد پر ذکر کیا گیا۔ پھر اُس کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ درمیانی کینیت زیادہ ظاہر ہے۔ جیسا کہ حدیث حمزہ بن العسج میں گذرا۔ الحمد للہ اور یہ بات بہت عجیب ہے۔ کیونکہ نسخہ کمال الدین میں تھے کہ خود اُس مرحوم کے نسخہ میں جہاں سے نقل کیا ہے صرف جعفر ہے نہ ابی جعفر۔ اور منتہی الارباب میں مذکور ہے۔ و یقال فلان یکنی بابی عبد اللہ مبرمولا ولا یقال یکنی بعبد اللہ۔ پس جہاں ایسا کلام صادر ہو کہ ابو کا لفظ نہیں ہے صرف عبد اللہ یا جعفر ہے۔ تو اس سے نام مقصود ہوگا نہ کینیت۔ اور یاد رہے کہ جعفر عربی زبان میں نمبر کبیر کہتے ہیں۔ اسم مبارک حضرت صادق آل محمد کے لئے ترجمہ کتب احادیث محقق ہے۔ کہ وہ جناب نور علوم الہی ہیں۔ بنا بریں ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسی مشابہت سے اس جناب کو جعفر کہا گیا ہو۔ اور ظاہر جس قدر ظہور علوم الہی اس جناب سے ہوگا۔ کسی سے نہیں ہوا۔ باب خصائص میں معلوم ہوگا۔ کہ اس وقت تک علوم الہی کے دو حرفت عالم کو تعلیم ہوئے ہیں۔ اور کل حرفت علم مستائیں ہیں۔ باقی پچیس حرفت علم زمانہ ظہور امام مہدی آخر الزماں میں ظاہر ہوں گے اور تعلیم دئے جائیں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دریاۓ علوم اسی جناب سے جاری ہوں گے۔ اور اس لئے حضرت کو جعفر کہنا بالکل بجا و درست ہے۔ اور کسی اور تاویل و تفسیر کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ صاحب نجم ثاقب اور بجا نے کیا ہے۔ اگرچہ وہ بھی ممکن ہیں۔

(۳۴) جمعہ ہے۔ جبرالواب آیت میں مشرعا مذکور ہوگا۔ جہاں اعمال مخصوصہ زمانہ فیہیت اور ایام مخصوصہ اس جناب کا ذکر کیا جانے گا۔

(۳۵) چاہئے ہے۔ اور جابر کے معنی درست کرنے والا اور ٹوٹے کو جوڑنے والا ہے۔ پس یہ لقب حضرت کے خصائص سے ہے۔ کیونکہ فرج اعظم اور تمام کاموں کی کشائش اور قلوب شکستہ کی بندش اور دلہائے پڑ مردہ کی شگفتگی اور تمام نفوس ملبقطنہ کی خوشی اور اراض مزمینہ کی شفا دہ آپ کے وجود مسود سے وابستہ ہے۔

(۳۶) جناب ہے۔ احادیث متواترہ اور تفسیر آیہ مجیدہ یا حصرتا علی ما فرطت فی جناب اللہ۔ میں مروی ہے۔ کہ امام علیہ السلام جناب اللہ ہے۔ اور جناب امیر نے اکثر جگہ اپنے خطبات میں اپنے آپ کو جناب اللہ فرمایا ہے۔ اور اسی طرح امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جناب اللہ ہیں۔

(۳۷) توار الکائنات ہے۔ یعنی وہ تبارے جو دوران حرکت میں شعاع آفتاب میں پنہاں ہو جاتے ہیں مثل دحوش کے۔ کہ جب وہ خواب گاہ میں آتے ہیں۔ تو وہاں پر شیدہ ہو جاتے ہیں اور کمال الدین اور غیبت کش طوسی اور نعمانی میں جناب باقر کے تفسیر آیہ مجیدہ فلا اقسام بالجنس الجلیہ ممکنہ میں مروی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ مراد اس سے وہ امام ہے جو سلسلہ ہجری میں غائب ہوگا۔ پس مانند شہاب درخشاں کے ظاہر ہوگا۔ اور اس مادی سے حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر تو اس زمانے کو پائے۔ تو تیری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور اس کی تفسیر باب تفسیر آیات میں آچکی ہے۔

(۳۸) حجتہ اور حجتہ اللہ ہے۔ چونکہ کمال الدین اور غیبت کش اور کفایتہ الاثر وغیرہ میں علی بن محمد حنظلہ ویرانی ہاشم جعفری سے مروی ہے۔ وہ کتابہ کہ میں نے جناب امام علی نقی سے سنا۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میرے بعد میرا فرزند حسن جانشین ہے۔ پس کیا حال ہوگا تمہارا اس جانشین کے ساتھ جو میرے جانشین کے بعد ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ کیوں میں حضور پرندہ ہو جاؤں؟ فرمایا۔ پس لئے کہ ان کے وجود مبارک کو لوگ نہیں دیکھیں گے۔ اور تمہارے واسطے ان کا نام نیشا بھی حلال نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ پس ہم ان کو کس طرح یاد کریں گے۔ فرمایا۔ اس طرح کہنا حجتہ عین ال محمد علیہہ السلام اور یہ حضرت کے مشہور القاب میں سے ہے۔ جو بہت سی دعاؤں اور حدیثوں میں مذکور ہوا ہے۔ اور بہت سے محدثین نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ اس لقب میں تمام ائمہ علیہم السلام یکساں شریک ہیں۔ کیونکہ سب حجتہ ہیں خدا کی طرف سے مخلوقات پر لیکن اب

اس لقب نے حضرت صاحب الامر سے ایسا اختصاص پیدا کر لیا ہے۔ کہ جہاں کہیں حدیث میں بنا قرینہ ذکر ہوتا ہے۔ اس سے وہی جناب سمجھے جاتے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ لقب اس جناب کا حجتہ اللہ ہے جس کے معنی غلبہ یا سلطنت خداوندی کے ہیں خلافت پر۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں اُسی جناب کے واسطے سے ظہور میں آئیں گی۔ اور حضرت کی انگوٹھی کا نقش اَنَا حُجَّةُ اللہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے اَنَا حُجَّةُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اسی سرے روئے زمین کی حکومت کریں گے۔

(۳۹) حق ہے۔ کائنات میں جناب باقر سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ ترفیع قُلْ جَاءَ الْحَقُّ الْخَالِقِ کے کہ جب قائم خروج فرمائیں گے۔ تو تمام باطل سلطنتیں داخل ہوجائیں گی۔ اور چونکہ وقوع اس امر کا یقینی اور حتمی ہے۔ اس واسطے سینہ ہانسی استعمال ہوتا ہے۔ گویا کہ یہ بات ہو چکی ہے۔ اور حضرت کی زیارت میں ہے السَّلَامُ عَلَی الْحَقِّ الْبَکْدِیْدِ اوریہ بات فی ہر ہے کہ تمام حالات اور صفات اور افعال اور اقوال اور احوال اور ذواہی اُس جناب کے مشتمل ہیں ہر طرح کے منافع اور غیرات اور مصالح ثابتہ باقیہ تامہ پر۔ کہ جن میں نہ کوئی ضرر ہے اور نہ کوئی مفید ہے اور نہ کوئی شرابی ہے دنیا اور آخرت میں نہ اُن کی ذات والا صفات کے لئے نہ کسی غیر کے لئے اُن کے تابعین میں ہے۔ اس واسطے آپ کا لقب حق ہے۔

(۴۰) حجاب ہے۔ اور آپ کی زیارت میں ہے۔ السَّلَامُ عَلَی حِجَابِ اللہ

الَاذِی الْقَدِیْدِ

(۴۱) حائل ہے۔ (۴۲) حائل ہے۔ اور درجہ سیماس کی بھی واضح ہے۔ بیشک اس سے بڑھ کر حامد کون ہو گا۔ کہ اسی سے دنیا میں وجود حمد الہی ہے۔ اور ان کو مجتہد حمد کہنا بالکل حق ہے۔ (۴۳) حاشیہ ہے۔ یہ نام حضرت کا صحیف ابراہیم میں ہے۔ جیسا کہ تذکرہ الائمہ میں مذکور ہے۔ اور حاشیہ کے معنی جمع کرنے والے کے ہیں۔ اور وہ جناب لوگوں کو دین حق پر جمع کریں گے۔ اور اس لئے ہی کہ شتر و شتر عباد اہل حق کے ساتھ ہو گا۔ حضرت کو حاشیہ کہنا درست ہے۔

(۴۴) خاتم الاولیاء ہے۔ اور یہ حضرت کے القاب مشہورہ سے ہے۔ اور وہ جناب بھی اپنے آپ کو اسی لقب سے ملقب کرتے ہیں اور پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ بعض محدثین نے بیانی نصر طریف خادم حضرت عسکری سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ کتاب ہے کہ میں حضرت صاحب الزمان کی خدمت میں داخل ہوا پس مجھ سے فرمایا۔ اے طریف میرے واسطے صندل مَرخ لادے۔ پس میں حضرت کے واسطے وہ صندل لے آیا۔ پس مجھ کو فرمایا۔ کیا تو مجھ کو پہچانتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ میں کون

ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور میرے آقا اور مولا ہیں اور میرے مولا اور آقا کے فرزند ہیں۔ فرمایا۔ اس سے میں نے نہیں سوال کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں حضور پر قربان ہوں مجھے بیان فرمائیے کہ وہ کس امر کے متعلق ہے۔ پس فرمایا میں ہوں خاتم الاوصیاء۔ میرے ذریعے سے خداوند عالم میرے اہل سے بلا مصیبت کو رفع کرے گا۔ اور میرے شیعوں سے جو دین خدا کو قائم کرتے ہیں:

(۴۵) خاتم الائمہ ہے۔ چنانچہ جنات الخلود میں اس کو حضرت کے القاب سے

شمار کیا ہے۔

(۴۶) خجستہ ہے۔ ذخیرہ میں بیان کیا ہے کہ یہ نام حضرت کا آل فرجیان کی کتاب کندہ

میں ہے۔

(۴۷) خسترو ہے۔ چنانچہ ذخیرہ اور تذکرہ میں مذکور ہے کہ یہ نام حضرت کا محمد س کی

کتاب جادیدان خود میں ہے:

(۴۸) خدا شناس ہے۔ چنانچہ اُن دونوں کتابوں میں مذکور ہے کہ یہ نام حضرت کا

کتاب شکونی میں ہے جو اہل ہند کے اعتقاد میں پیغمبر صاحب کتاب تھا۔ اور کہتے ہیں کہ اہل خطا و حق پر مبعوث ہوا تھا۔ اور بجائے پیدائش اس کی شہر کیلناس قحی۔ اور کہتے ہیں کہ دینا اور اس کی سلطنت اور حکومت فرزند سید خلافت و جہاں رشن کو جو نام ہے اُن کی زبان میں رسول خدا کا پیچھے گئے اور اس کا حکم مشرق اور مغرب دنیا کے پہاڑوں پر جاری اور ساری ہوگا۔ اور وہ بادلوں پر سواری کرے گا۔ اور فرشتے اُس کے کارکن ہوں گے۔ اور جن دانسان اُس کی خدمت میں ہوں گے اور سودان سے جزیر خط استوا سے عرض البلد کے توڑے بجے تک جزیر قطب شمالی ہے۔ اور ماوراء اقلیم منعم جس کو گستان ارم اور کوہ قاف کہتے ہیں مامک ہوگا۔ اور اس کی سلطنت میں ایک دن ہوگا۔ اور نام اس کا ایستادہ (قائم) اور خدا شناس ہے:

(۴۹) خازن ہے۔ اور بوجہ خزینہ دار علم الہی ہونے کے خازن کہلاتے ہیں:

(۵۰) خلف و خلف صالح ہے۔ یہ لقب کمرہ زبان ائمہ میں مذکور ہوا ہے۔ بلکہ

تالیخ ابن خشاب میں مذکور ہے کہ اُس جناب کی کیفیت ابراہیم القاسم ہے۔ اور نام دو ہیں۔ خلف اور محمد۔ جو آخر زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ اور اس جناب کے سر مبارک پر دھوپ میں ایک ابر مسایہ کرے گا۔ اور وہی ابراہیم جناب کو جہاں چاہیں گے سیر کرائے گا۔ اور وہی ابراہیم از فیض نوا کرے گا۔ ہذا هو المہدی یعنی یہ ہے وہ مدعی موعود جس کے تمام منتظر تھے:

اور نیز جناب امام رضا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خلف صالح فرزند ان ابی محمد حسن بن علی سے ہے۔ اور وہی صاحب الزماں ہے اور وہی مدعی ہے اور نیز جناب صادق سے روایت کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خلف صالح میرے فرزندوں میں سے ہے۔ اور وہی مدعی ہے۔ نام اس کا محمد ہے۔ کنیت ابو القاسم ہے۔ آخر زمانے میں خروج کرے گا۔ مراد خلف سے جانشین ہے۔ اور وہ جناب تمام انبیاء اور اوصیائے ماسبق کے خلف اور جانشین ہیں۔ اور تمام علوم اور صفات و حالات اور خصائص انبیاء و اوصیاء سے متصف ہیں۔ اور مراد بیٹ الیہ جو ایک دوسرے سے در ذیں پاتے ہیں اور تبرکات بزیہ تمام اُس جناب کے پاس جمع ہیں اور وہ جناب خلیفہ جمیع انبیاء ہیں۔

اور حدیث لاریج میں جس کو جابر نے جناب فاطمہ زہراؑ صدیقہ کبریٰ کے پاس دیکھا تھا اور اس معصومہ سے انہوں نے نقل کر لیا تھا۔ بعد ذکر جناب امام حسن عسکری کے مذکور ہے کہ اس وقت ہم کامل کریں گے اس امر کو اُن کے فرزند خلف سے جو رحمت سیح جمیع عوالم کے لئے۔ اور اُس پر ہے کمال صفات آدمی اور رفعت ادریس اور سکینہ نوح اور علم ابراہیم اور شدت موسیٰ اور ہائیے اور صبر ایوب اور رفعت مفضل نہیں ہے کہ جب وہ جناب ظاہر ہوں گے تو خانہ کعبہ کی دیوار سے تکیہ لگا کر کھڑے ہوں گے اور فرمائیں گے۔ اے گروہ خلائی آگاہ ہو کہ جو شخص پاتا ہے کہ ایکھے جناب آدمی اور شدت کو پس وہ دیکھے میری طرف۔ میں ہوں آدمی میں ہوں شیدائی میں ہوں نوح میں ہوں سائیم میں ہوں ابراہیم میں ہوں مفضل میں ہوں موسیٰ میں ہوں یوشع میں ہوں عیسیٰ میں ہوں شمعون میں ہوں محمد مصطفیٰ اور میں ہوں باقی ائمہ علیہم السلام۔ اور ہر روایت نعمانی اس طرح فرمائیں گے میں ہوں نقیۃ الشدادت سے اور ذخیرہ نوح سے اور مصطفیٰ ابراہیم سے اور صفوہ محمد سے۔ امد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ حضرت عسکری کوئی فرزند نہیں کہتے تھے پس لوگ یہ کہتے تھے کہ بس اب جانشینی کا سلسلہ ختم ہوا۔ چنانچہ ایک جماعت اسی افتقاد پر باقی رہی پس اُس جناب کی ولادت سے جماعت شیعہ آپس میں بشارت دیتے تھے کہ خلف اور جانشین ظاہر ہوا۔ اور اسی مطب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے شیعہ بگو خدامہ اس جناب کو اس لقب سے یاد فرماتے تھے۔

(۵۱) بخش ہے۔ اور خنس اُن ستاروں کو کہتے ہیں۔ جن کو رجوت ہے۔ یعنی جو کبھی اپنی میرے رجوع کرتے ہیں مثل ذحل و مشتری و مزج و زہرہ و عطارد کے۔ آفتاب و ماہتاب کے لئے رجوع اور رجوت نہیں ہے۔ پس چونکہ اس جناب کو بھی رجوع اور رجوت ہے۔ اس لئے اس

نام سے موسوم ہوئے۔ کما مر سابقاً حسین بن حمدان نے جناب باقرؑ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ مجیدہ خلا قسم یا لجنس کے کہ مراد اس سے وہ امام ہے جو شمس جری میں غائب ہوگا۔ اور یہ سن خلافت آنجنابؑ ہے، اور کمال الدین اور غیبت نعمانی میں امام ہانیؑ سے مروی ہے۔ کہ بیان کیا انہوں نے کہ میں ایک روز حضرت باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ پس اس بتاب سے میں نے سوال کیا کہ اس آیت فلا قسم یا لجنس کا کیا مطلب ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وہ امام ہے جو اپنے زمانے میں پوشیدہ ہوگا۔ الخ

(۵۲) خلیفۃ اللہ ہے۔ کشف الغمہ میں رسول خداؐ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ نثر کرے گا ہمدی پس اس کے سر پر ایک ابر سیاہ انداز ہوگا۔ اور اس میں سے منادی ندا کرے گا یہ ہمدی خلیفۃ اللہ ہے اس کی پیروی کرو۔ اور نیز اسی جناب سے مروی ہے کہ حضرت نے ایک حدیث میں اُس جناب کا ذکر فرمایا۔ پس ارشاد فرمایا کہ وہ خلیفۃ اللہ مدی ہے۔ اور اس حدیث کو گنہی ساندی کتاب بیان میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی کامل بحث باب اول میں آچکی ہے۔ اور باب خصائص میں مزید مذکور ہوگا۔

(۵۳) خلیفۃ الاقبیاء ہے۔ جیسا کہ لقب بہت و شتم میں بیان ہو چکا ہے۔

(۵۴) دابة الارض ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں اس کو حضرت کے القاب شمار کیا ہے۔ اور بہت سی حدیثوں میں مذکور ہے کہ مراد اُس سے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ اور مفسرین اہل سنت کا خیال ہے کہ وہ ایک حیوان ہے۔ اور نہایت کرتے ہیں کہ اس کے پر ہیں۔ اور چار ہفتہ پاؤں ہیں۔ اور طول اس کا ساٹھ ہفتہ ہے۔ اور کوئی اس کو پکڑ نہیں سکے گا۔ اور نہ اس سے بھاگ سکے گا۔ پس وہ مومن کی پیشانی پر نشان کرے گا۔ مومن اور کافر کی پیشانی پر کافراں کی لیکن اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ یہ صفات اور رفتار مناسبت نہیں ہے مگر واسطے انسان کے۔ چنانچہ امیر المؤمنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا ہا انسان آگاہ ہو کہ دابة الارض کے واسطے مومن نہیں ہے اُس کے ڈاڑھی ہے۔ یعنی وہ انسان ہے جو ان نہیں ہے۔ اور ناظر بن علامات اور شرائط تیار پر غنی نہیں ہے کہ بہت کچھ جو وہاں مذکور اور مروی ہے باب آیات و علامات ظہور مدی میں بھی مذکور مروی ہے۔ پس جائز ہے کہ یہ لقب دونوں صاحبوں کے لئے ہو۔ اور اس زمانہ میں بھی وہی وقوع میں آئے جو اس وقت واقع ہوگا۔ اور اس کلام کی تائید لقب ساعۃ میں آئے گی۔ اور حالات ظہور و خروج میں بھی اس کا ذکر ہوگا۔

(۵۵) داعی ہے۔ اور اس جناب کی زیارت میں وارد ہوا ہے۔ السلام علیک یا داعی اللہ

اور وہ جناب داعی ہیں خلائق کے واسطے خداوند عالم کے اور طرف خداوند عالم کے۔ اور انجام اس رحمت کا یہ ہو گا۔ کہ دنیا میں سوائے اُن کے جُہد بزرگوار کے دین کے اور کوئی دین نہیں رہے گا۔ اور اس وقت سچائی پتے وعرے کر سنے والے کی ظاہر ہوگی۔ کہ فرمایا ہے۔ **لَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ شَيْءٌ** اس کی تفسیر آگے آئے گی۔ بغیر علی بن ابیہسم میں ذیل میں آیہ شریفہ **يُودُونَ لِيُطْفِئُوا نَارَ اللَّهِ** کے مروی ہے کہ خداوند عالم کامل کرے گا اپنے نور کو تا **نَمُ آلِ مُحَمَّدٍ** کے ساتھ۔ اور ہم اس کی تفسیر لکھ چکے ہیں:

(۵۷) **رب جل ہے۔** کہ اوقات لقیہ میں شیعہ اس جناب کو رمل کہتے ہیں۔ چنانچہ اس کا تھوڑا بیان لقب دوم میں گزر چکا ہے:

(۵۸) **راہنما ہے۔** چنانچہ ذخیرہ اور تذکرہ میں مذکور ہے۔ کہ یہ نام اس جناب کا کتاب بالکل میں ہے۔ جس کا مصنف عظماء کفرہ میں سے ہے۔ اور اس کتاب سے حضرت کے وجود اور ظہور کے متعلق کچھ کلمات بشارت میں نقل کئے ہیں۔ جن کا ذکر یہاں غیر ضروری ہے۔ اور یہ ترجمہ ہادی ہے۔ اور ہادی جناب کا لقب مشہور ہے:

(۵۸) **رب الارض ہے۔** چنانچہ آیہ شریفہ **وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ الْوَعْدِ** کی تفسیر میں وارد ہوا ہے اور کچھ بیان اس کا گزر چکا ہے اور کچھ باب خصوصیات میں آئے گا **انشاء اللہ** اور یہ لقب تمام ائمہ میں مشترک ہے۔ اور باب اقل میں مکمل بحث ہو چکی ہے۔ اور وجہ خصوصیت بلحاظ ظہور اوصاف ظاہر ہے:

(۵۹) **زندہ افریش ہے۔** اور ذخیرہ الاباب میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا کتاب ماریا قین میں ہے، اور عبارت ذخیرہ کی یہ ہے۔ **دفی کتاب ماریا قین زندہ افریش پس اس سے یہ احتمال ہوتا ہے۔** کہ اصل نام تو وہی فریش ہو۔ اور مراد زندہ سے وہ کتاب ہو۔ جو زندگی کی طرف منسوب ہے یا صفحہ ابراہیم یا اس کی کوئی فصل ہو۔ **واللہ العالم**:

(۶۰) **سروش ایزد ہے۔** اس کتاب اور تذکرہ میں مذکور ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا زندگی کی کتاب و مزمع میں ہے:

(۶۱) **السلطان المامول ہے۔** چنانچہ لقب شانزدہم میں بیان ہو چکا ہے۔ اور شک نہیں کہ تمام امیدیں اور آرزوئیں اسی سلطان عادل سے مخصوص اور اسی جناب کے ظہور پر موقوف ہیں:

(۶۲) **سدرۃ المنتہی ہے۔** (۶۳) **سناہ ہے** اور (۶۴) **سبیل ہے۔** اور

آپ کا سنا، اللہ وسیل اللہ ہونا محتاج دلیل نہیں۔ اور آپ ہی سدرۃ المنتہیٰ علوم الہی و دین خداوندی ہیں۔ نا فہم ہے۔

۱۵۴ ہمساعتہ ہے مفضل وغیرہ کی ایک طر لانی حدیث میں جناب صادقؑ سے مروی ہے۔
 کہ مراد ساقۃ سے آیہ شریفہ یَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ حُكُومُهَا أَوْ آيَةُ سُورَةٍ يُسْأَلُونَكَ عَنْ
 السَّاعَةِ أَلْهَآءٌ أَوْ آيَةُ كَرِيمٍ وَعَنْدَآ عَلَہَا السَّاعَةُ أَوْ آيَةُ كَرِيمٍ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَوْ آيَةَ مَجِئِہ
 وَمَا يَذَرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَمُنُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ
 میں حضرت مدنی ہیں۔ مفضلؑ نے سوال کیا۔ کیا عبادوں کے معنی کیا ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ لوگ کہیں
 گے کہ وہ کب پیدا ہوئے۔ اور کس نے ان کو دیکھا۔ اور وہ کہاں ہیں۔ اور کب ظاہر ہوں گے۔ پس یہ تمام
 باتیں خدا کے امور میں استعجال کو راہ دینے اور اس کی قضاء میں شک کرنے سے پیدا ہوں گی۔ ارشاد
 اس جناب کی ساقۃ کے ساتھ مختلف وجوہات سے ہے۔ مثلاً حضرت کا ظہور اور قیام قیامت دونوں
 ناگہاں ہوں گے۔ اور جو علامتیں قرب قیامت کی ہیں وہی ظہور کی ہیں۔ مثلاً خسف و سح اور ظہور آتش
 وغیرہ۔ اور امتیاز درمیان مومن اور کافر کے۔ اور ہلاکت جبارین کی دونوں کے ظاہر ہونے کے وقت
 اور عدم تعیین اوقات ہر دو۔ اور تمام پیغمبروں کا اپنی اپنی امتوں کو دوزخ کے آنے کی خبر دینا۔ اور آیہ
 شریفہ وَذُكِّرْتُمْ بآيَاتِنَا لِلتَّحْقِيقِ کی تفسیر میں جو جناب مرے کو خطاب ہوا ہے۔ کہ نبی اسرائیل کو ایام خدا
 کی یاد دہانی کرے۔ وارد ہوا ہے کہ ایام خداوند تین روز ہیں۔ روز قائم۔ روز رجعت اور روز قیامت
 اور بعض احادیث میں بجائے رجعت کے روز قیامت مذکور ہے۔ اور مسعودی نے اثبات الریتہ
 میں روایت کیا ہے کہ جس روز جناب مرے نے نبی اسرائیل کو ایام اللہ کی تذکیر اور تفصیل بیان
 فرمائی۔ آپ کے وعظ میں ہزار پیغمبر مرسل سننے کے لئے شریک ہوئے تھے واللہ اعلم بالصواب

اور غیبت فضل بن شاذان میں مروی ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰؑ نے اپنے نانا رسول اللہؐ
 سے سوال کیا۔ کہ یا جواد قائم آل محمد کب خروج فرمائیں گے۔ فرمایا اے حسن بالتحقیق کہ مثال اُس کی مثل قیامت
 کے ہے کہ خداوند عالم نے اس کا علم اہل آسمان اور اہل زمین سے پوشیدہ رکھا ہے۔ ظہور ناگہانی ہوگا۔
 جس طرح قیامت اچانک قائم ہو جائے گی۔ اور کئی میں مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ
 شریفہ حَتَّىٰ تَأْكُلَ أَرْضُ مَا يُوعَدُونَ أَمَّْا الْعَذَابُ ذَاكُمَا السَّاعَةُ کے۔ کہ مراد ما یوعدون سے
 خروج قائم ہے۔ اور وہی جناب ساحت ہیں پس جان لیں گے لوگ کہ اس دن اُن پر خدا کی طرف سے

اُس منظر خداوندی کے ہاتھوں سے کیا کچھ نازل ہوگا۔ اور ظہور اس جناب کا قیامت معفر ہے۔
 (۶۶) سید ہے۔ اکثر اخبار میں حضرت کو اس لقب سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور شیخ صدوق نے کمال الدین میں عی خیر بانی سے انہوں نے اس کینز سے جس کو انہوں نے جناب امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں نذر کیا تھا روایت کی ہے۔ کہ جب جعفر نے حضرت کے مکان کو غارت کیا ہے۔ تو وہ بھاگ کر میرے پاس آئی۔ اور اس نے بیان کیا۔ کہ وہ سید کی ولادت کے وقت حاضر تھی۔ اور اس جناب کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی صیقل ہے۔ اور امام حسن عسکریؑ نے ان کو بتا دیا تھا۔ کہ میرے بعد میرے اہل و عیال پر یہ مصیبت نازل ہوگی پس اُس مخدوم نے امام سے درخواست کی۔ کہ حضرت میرے واسطے دعا فرمائیں۔ کہ میں حضور کے سامنے پیوند نہ بن ہو جاؤں۔ پس وہ مخدوم حضرت کے سامنے فوت ہوئیں۔ اور ان کی قبر پر ایک لوح تھی جس پر یہ مکتوب تھا۔ کہ یہ قبر والدہ مرحومہ صلاۃ اللہ علیہا کی ہے۔

اور بیان کیا۔ کہ جب سید متولد ہوئے۔ تو میں نے اُن سے ایک نور دیکھا۔ جو آسمانوں میں پہنچا ہوا تھا۔ اور مرغان سفید کو دیکھا۔ کہ وہ آسمان سے آتے ہیں۔ اور اپنے بال و پر کو حضرت کے سر و درو اور تمام جسم پر ملتے ہیں۔ اور پھر پرواز کرتے ہیں۔ پس میں نے اپنے آقا امام حسن عسکریؑ کو اس امر کی خبر دی۔ وہ جناب مسکرائے اور فرمایا۔ کہ وہ ملائکہ آسمان تھے۔ اس لئے نازل ہوئے کہ قائم آل محمد سے برکت حاصل کریں۔ اور وہ تمام ملائکہ حضرت حجت کے انصار ہیں جب وہ جناب خیر کبریٰ کے گئے تو وہ سب ان کے ہمراہ ہوں گے۔

(۶۷) شماییل ہے۔ چنانچہ ذخیرہ میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ نام اُس جناب کا کتاب ارمایش میں ہے۔

(۶۸) شمرید ہے۔ لسان ائمہ میں یہ نام حضرت کا مکرر مذکور ہوا ہے۔ خصیہ منا حضرت امیر المومنین و جناب باقرؑ نے اکثر بیان کیا ہے۔ اور شمرید کے معنی بھگایا ہوا یعنی مخلوق ناقدر شناس نے اُس جناب کی کچھ قدر نہ کی۔ اور نہ اُن کی معرفت حاصل کی اور نہ اُن کے وجود و سجدہ کا احترام کیا اور نہ ان کا حق خدمت ادا کیا۔ بلکہ اپنے غلبہ اور تسلط کی وجہ سے اُس جناب کے قتل و جمع کے دپے ہوئے جس طرح اُن کے بزرگوں کو مقتول و مسموم کیا۔ اور زبان دہم سے لوگوں کے دلوں سے اُن کا ذکر مٹانے میں کوشاں ہوئے۔ اور اُن کے عدم وجود اور نفی تولد پر جھوٹی رسیدیں قائم کیں۔ اور اُن کی یاد لوگوں کے قلوب سے نکال دی۔ اس واسطے حضرت کو بھگایا ہوا کہا گیا ہے۔

اور خود حضرت نے ابراہیم بن علی بن عزیار سے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں زمین میں اُس مقام پر قیام کروں جو نہایت مخفی اور بہت دور ہو تاکہ میرا حال کسی پر ظاہر نہ ہو کہ اہل شمال میری اذیت کے درپے ہوں۔ اور فرمایا کہ والد ماجد نے ارشاد فرمایا۔ اے فرزند تجھ پر لازم ہے کہ زمین پر بہت پوشیدہ مقام میں قیام کرنا۔ جو لوگوں سے بہت دور ہو۔ کیونکہ ہر ولی خدا کے لئے ایک دشمن مغالب اور عند منازع ہے۔

(۶۹) صاحب ہے یہ حضرت کے مشہور تقابلوں میں سے ہے۔ چنانچہ علمائے رجال نے تصریح کی ہے۔ اور ذخیرہ میں بیان کیا ہے کہ یہ نام اُس جناب کا صحیفہ ابراہیم میں ہے۔

(۷۰) صاحب الغیبت ہے۔ اور (۷۱) صاحب الزماں ہے۔ یہ دو القاب حضرت اور ثانی القاب مشہور حضرت سے ہے۔ اور مراد اس سے فرمانروا اور حکمرانِ زماناں از طرفِ خدا ہیں۔ اور حسین بن حمدان نے ریان بن صلت سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رضاء علی بن موسیٰ سے سنا کہ فرمایا حضرت نے کہ قائم مدعی میرے بیٹے حسن کا فرزند ہے۔ نہ مانہ غیبت میں نہ اُن کا کوئی جسم دیکھے گا اور نہ نام لے گا۔ یہاں تک کہ ان کو دیکھیں اور ان کا نام نہ سہر کرے تاکہ مخلوقات اُن کا نام لیں۔ ناوی کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ اے میرے مولائے اگر ہم اُن کو نہ مانہ غیبت میں صاحب الغیبت اور صاحب الزماں کہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ تمام اس طرح کے نام مطلقاً جائز ہیں۔ میں تو تمہیں اُن کے صریح نام لینے کی حمانعت کرتا ہوں تاکہ دشمن اُن کو نہ پہچان سکیں کہ وہ کون ہیں۔

(۷۲) صاحب الرجعت ہے اور (۷۳) صاحب الدائر ہے۔ چنانچہ علمائے رجال نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ حضرت کے القاب عامہ سے ہے۔ اور حضرت نے خود فرمایا ہے۔ انا صاحب الدائر

(۷۴) صاحب النایت ہے۔ اس کا اطلاق احادیث میں حضرت پر بہت اڑا ہے۔ لیکن علماء رجال نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ اور نیز حضرت امام علیؑ پر بھی ہوتا ہے۔ اور یہ صحیح ہے اور سید علی بن طاووس نے اقبال میں اور محمد بن مشہدی نے مزار میں اور نیز اور لوگوں نے روایت کیا ہے کہ ۵۲ھ ہجری میں ناحیہ مقدسہ سے بذریعہ شیخ محمد بن غالب اصفہانی ایک زیارت معروف برآمد ہوئی جس میں شہاد کہ بلاء کے اسماء مبارکہ مذکور ہیں اور علامہ مجلسی نے بحار میں بیان کیا ہے کہ اس خبر میں اٹکمال ہے۔ کیونکہ اس کی تاریخ ولادت قائم کی تاریخ

سے چار سال پہلے ہے۔ یا شاید کہ نسخہ میں دو سو بائیس ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ وہ زیارت حضرت امام حسن مجتبیٰ سے صادر ہوئی ہو۔ پس اس کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ناحیہ کا اطلاق غیر امامان میں بہت کم ہے بلکہ کفعلی نے مصباح کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ کہ تاجہ ہر وہ مکان ہے۔ جہاں صاحب امامت نے غیرت مغرے میں قیام فرمایا ہو۔

(۷۵) صاحب العصر ہے۔ یہ لقب بھی شہرت اور معروفیت میں مثل صاحب الزمان کے ہے۔

(۷۶) صاحب الکرة البیضاء ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں اس کو حضرت کے القاب سے شمار کیا ہے۔ اور اس کی سند بہت و ہشتم میں گزر چکی ہے۔

(۷۷) صاحب الدولة الزہراء ہے۔ چنانچہ اس کو بھی اس کتاب میں عدد القاب میں درج کیا ہے۔

(۷۸) صاحب الخ ہے۔ چنانچہ صاحب تاریخ عالم آرا اور مقدس اردبیلی نے حدیقت الشیعہ میں اس کو حضرت کے القاب سے شمار کیا ہے۔

(۷۹) صاحب الامر ہے۔ اور یہ حضرت کے مشہور و متداول القاب سے ہے۔

(۸۰) مصاصم الاکبر ہے۔ ذخیرہ میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا کتاب کندہ ال میں ہے۔

(۸۱) صبح مسفر ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں اس کو حضرت کے القاب خاصہ سے شمار کیا ہے۔ اور نقل ہے کہ اس کو آیہ شریفہ والصبح اذا صفر سے استنباط کیا ہو۔ اور مناسبت اس لقب کی حضرت کے ساتھ صبح صادق کی طرح روشن اور ہریدہ ہے۔

(۸۲) صدق ہے۔ چنانچہ مناقب تدبیر اور ہدایہ میں اس کو حضرت کے القاب خاصہ سے شمار کیا ہے۔ اور اس کی بحث باب اول میں آچکی ہے۔

(۸۳) صراط ہے۔ ہدایہ میں اس کو القاب حضرت سے شمار کیا ہے۔ اور قرآن و حدیث میں اس کا اطلاق ہر امام پر ہوا ہے۔ اور امام زمان کے ساتھ اس کے اختصاص کی وجہ شاید ظہور قبیلہ سبط استقیم الی ہو۔

(۸۴) ضیاء ہے اور (۸۵) ضیاء ہے۔ شیخ شرف الدین نجفی کی تاویل آیات میں تاویل آیہ حمیدہ والشمس وضحاہ میں مروی ہے کہ شمس رسول خدا ہیں۔ اور ضیاء شمس جو آفتاب کا

نور اور اس کی ضیاء ہے حضرت قائم ہیں۔ اور بعض نسخوں میں فتح سے مراد اُس جناب کا زمانہ خروج مذکور ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ شجاع خورشید و سالت اطراف عالم میں ہر صغیر و کبیر برناؤ پیر پر حضرت صاحب الامر سے نور افشاں ہوگی۔ اور اشرفیت الارض بنو دجھل سے اس کی ترجیح ظاہر ہے۔

(۸۶) طالب القرات ہے۔ اور اس کی توضیح لقب و ارشاد کے ضمن میں مذکور ہوگی۔
(۸۷) طریڈ ہے۔ احادیث میں اکثر حضرت کو اس لقب سے پکارا گیا ہے۔ اور اس کے معنی قریب قریب شریک کے ہیں۔

(۸۸) عالم ہے۔ اور اس نام سے حضرت کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ اور اگرچہ اس کا اطلاق ہر ایک امام پر ہوتا ہے۔ لیکن اس زمانے میں عالم سے کنایہ اسی جناب کی طرف ہوتا ہے۔

(۸۹) عدل ہے۔ کمال ظہور و دل کی دہر سے جناب عدل مطلق اور محض مدلل کہا گیا ہے۔
(۹۰) عاقبتہ الدائری ہے (۹۱) عترت ہے۔ (۹۲) عین ہے۔ یعنی میں اللہ۔ چنانچہ حضرت کی زیارت میں مذکور ہے۔ اور اس کا اطلاق تمام ائمہ پر شائع ہے۔

(۹۳) مختصر ہے۔ چنانچہ ذخیرہ میں اس کو حضرت کے اُن اسماء سے شمار کیا ہے۔ جو قرآن میں مذکور ہے۔ اور درالعصران الانسان الخیاتی کی تفسیر و تاویل میں وارد ہے کہ مختصر سے مراد یہی جناب ہیں۔
(۹۴) غائب ہے اور (۹۵) غلام ہے (یعنی لعل زکی) چنانچہ یہ لقب زبان رواۃ اور اصحاب میں مکرر مذکور ہوا ہے۔

(۹۶) غیب ہے۔ اور ان اسماء سے شمار ہے جو قرآن میں مذکور ہیں۔ اور کمال الدین میں جناب صادق سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ شریفہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب کے کہ متقین شیعیان علی بن ابی طالب ہیں۔ اور غیب سے مراد محبت و امام نائب ہے اور شاید اس پر آیہ شریفہ ویقولون لولا نزل علینا یت من دہ فقل انما الغیب لله فانتظروا انی معکم الا یعنی وہ کہتے ہیں کہ اس پر کیوں اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی آیت نہیں نازل ہوئی پس اُن سے کہئے کہ غیب نہیں ہے مگر خدا کے واسطے پس انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ کہ وہ غیب جو آیات خدا سے ہے آئے۔ اور تمہیں تمہاری سرکشیوں کا مزہ چکھائے۔ اس کی مکمل بحث باب غیبت میں ملاحظہ ہو۔

(۹۷) غریم ہے۔ چنانچہ علماء و رجال نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ حضرت کے القاب خاصہ سے ہے۔ اور احادیث میں اس کا اطلاق اس جناب پر شائع ہے۔ اور غریم کے معنی طلبگار کے ہیں۔ اور

یہ لقب حضرت جغت کا مثل غلام کے از روئے تہیہ تھا۔ کہ جب چاہتے تھے۔ کہ اس جناب یا ان کے وکلاء کے پاس کوئی مال بھیجیں یا دعیت کریں یا اس جناب کی طرف سے مطالبہ کریں۔ تو اس لقب سے پکارتے تھے۔ اور اکثر وہ جناب صاحب زراعت اور تجارت اور صنعت سے طلبگار تھے۔ اور شیخ مفید نے ارشاد بن محمد بن صالح سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جب میرے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ اور تمام کاروبار میں مختار ہوا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ میرے والد مرحوم کے پاس مال غریم کے متعلق جو لوگوں کے ذمے تھا ایک تحریر تھی۔ شیخ مفید فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایک رنرغی۔ کہ شیعہ اس وقت اس کو پہچانتے تھے اور یہ خطاب حضرت کے واسطے لقیہ تھا۔

(۹۸) خوشنشا ہے۔ یہ لقب حضرت کے اقاب غاصد ہے۔ اور جناب کا فریاد رس جملہ مظلومین اور نابالغ و اضعاف ہے۔ محتاج دلیل و بیان نہیں۔

(۹۹) غایۃ المطالبین اور (۱۰۰) غایۃ القصود ہے۔ اور (۱۰۱) غلیل ہے اور (۱۰۲) غوث الفقراء ہے۔ جیسا کہ لقب بست و شتم میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱۰۳) فخر ہے۔ چنانچہ شیخ شرف الدین نجفی کی تاویل آیات میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت کے تفسیر میں آیہ مجیدہ والفجر کے کمراد فجر سے قائم ہیں اور نیز اسی جناب سے روایت کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں سورہ مبارکہ انا انزلنا فی لیلۃ القدر کے کہ سخت مطلع الفجر سے مراد ہے۔ کہ یہاں تک کہ خروج فرمائیں گے اور ظاہر ہوں گے قائم علیہ السلام۔

(۱۰۴) فردوس الاکبر ہے۔ چنانچہ ذخیرہ التذکرہ میں مذکور ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا دیوں کی کتاب قبر میں ہے۔

(۱۰۵) فیروز ہے۔ ذخیرہ میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا آمان کے نزدیک لغت پچار میں ہے۔ اور تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ کہ پچار آمان کی کتاب فرنگان میں ہے۔

(۱۰۶) فرخندہ ہے۔ ذخیرہ میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا شعبانی پیغمبر کی کتاب میں ہے۔

(۱۰۷) فرج المومنین ہے اور (۱۰۸) الفرج الاعظم ہے اور (۱۰۹) فتح ہے اور حضرت ولادت میں مذکور ہے کہ حکیم خاتون نے زحیں خاتون سے فرمایا۔ کہ آج شب کو خداوند عالم عتیں ایسا فرزند عانت فرمائے گا۔ جو دنیا و آخرت میں سید ہے اور وہی فرج المومنین ہے۔ اور احمد بن محمد بیاری کی کتاب تنزیل و تحریف میں مروی ہے۔ کہ آیہ شریفہ انا جاء نصر اللہ والفتح کی تفسیر میں فرماتا ہے کہ

مراد فتح سے قائم علیہ السلام ہیں: اور تفسیر علی بن ابراہیم میں آیہ مجیدہ نحر من اللہ وفتح قریب کی تفسیر میں مذکور ہے کہ فتح سے مراد قائم علیہ السلام ہیں:

✓ (۱۱۰) فقیر ہے۔ اور یہ مثل عالم ہے۔ اور شیخ طوسی نے تندیب میں باب ہدایہ میں محمد بن عبد اللہ بن جعفر جمیری سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فقیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال لکھا۔ کہ آیا خاک شفا کی سیح پڑھنی جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو آیا اس میں کوئی فضیلت ہے؟ پس جواب دیا کہ میں نے تمہاری تحریر پڑھی۔ اور اس کا جواب یہ ہے کہ خاک شفا کی سیح پڑھو اس سے بہتر اور کوئی سیح نہیں ہے۔ اور اس کی فضیلت یہ ہے کہ سیح اگر اس کو نہ منی پھر اے۔ تو بھی اس کے واسطے سیح پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور نیز انہی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک تحریر کے ذریعہ سے فقیر سے سوال کیا۔ کہ یہ جو میت کی قبر میں خاک شفا رکھی جاتی ہے جائز ہے یا نہیں؟ پس جواب میں ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہاری تحریر پڑھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک میت کے ہمراہ خاک شفا اس کی قبر میں رکھی جاتی ہے۔ اور اس کے غوطہ کے ساتھ بھی اس کو ملاتے ہیں۔ انشاء اللہ۔ پس مراد فقیر سے اس جگہ حضرت حجت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں:

(۱۱۱) فیذکرنا ہے شیخ اقدم احمد بن محمد بن عیاش نے مناقب الاثر میں باب بن یزید جعفی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب سے سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بالتحقیق کہ خدا نے عزوجل نے شب معراج میں میری طرف وحی کی۔ کہ اے محمد! زمین میں اپنی امت پر کسی کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنایا ہے۔ اور وہ خود اس امر کو بہتر جانتا تھا۔ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار! اپنے بھائی کو۔ فرمایا اے محمد! علی بن ابی طالب کو! میں نے عرض کیا۔ ہاں اے میرے پروردگار! فرمایا اے محمد! میں نے زمین میں لوگوں کو دیکھا۔ پس ان میں سے تجھ کو اپنے لئے پسند فرمایا اور منتخب کیا۔ پس اب جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا بھی ہوگا۔ پھر اس کے بعد دوسری مرتبہ علمی نظر سے میں نے زمین پر نگاہ کی۔ پس علی بن ابی طالب کو منتخب کیا۔ پس میں نے اس کو تیرا دوسرا بنایا۔ پس تو سید الانبیاء ہے اور علی سید الاولیاء ہے۔ پس اُس کا نام میں نے اپنے ایک نام سے مشتق کیا۔ پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے۔ اے محمد! بالتحقیق کہ میں نے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ اور باقی ائمہ کو ایک نور سے خلق فرمایا ہے۔ پس ان کی ولایت کو میں نے ملا کر پیش کیا۔ پس جس نے ان کی ولایت اور خلافت کو قبول کیا۔ وہ مقربت سے ہوا اور جس نے انکار کیا۔ وہ کافرت سے ہوا۔ اے محمد! اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری یہاں تک

عبادت کرے کہ مر جائے۔ اور وہ ان کی ولایت کا منکر ہو۔ تو میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ پس ارشاد فرمایا
 اے محمد آیا تم ان کو دیکھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں اے میرے پروردگار۔ فرمایا۔ آگے بڑھ کر
 نظر کرو پس میں آگے بڑھا۔ پس ناگہاں دیکھائیں نے علی ابن ابی طالب کو۔ اور حسن و حسین و علی ابن الحسین
 اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد اور موسیٰ بن جعفر اور علی بن موسیٰ اور محمد بن علی اور علی بن محمد اور حسن بن علی
 اور جبرئیل قائم کو ان سب کے درمیان ستارہ درخشاں کی مانند دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار
 یہ کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ کہ یہ سب امام ہیں۔ اور یہ جو کھڑا ہوا ہے۔ حلال کرے گا حلال کو حرام کرے گا حرام کو۔
 اور میرے دشمنوں سے بدلے گا اے محمد اس کو دوست رکھو کیونکہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اور
 میں اس شخص کو بھی دوست رکھتا ہوں جو اس کو دوست رکھتا ہے۔ جا بڑھتے ہیں۔ کہ جب سالم حجر اسود کو
 یوم کہ لوٹا۔ تو میں اس کے ساتھ ہو گیا۔ اور اس سے کہا۔ اے ابا عمر میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔
 کہ آیا تجھے میرے باپ کے سوا کسی اور شخص نے ان ناموں کی خبر دی ہے۔ تو اس نے کہا۔ کہ یہ
 حدیث رسول خدا سے مر دی نہیں ہے۔ بلکہ میں ایک روز اپنے باپ کے ہمراہ کعب الاحبار کے پاس
 بیٹھا تھا۔ پس میں نے اُس کو سنا۔ کہ کتنا عفا۔ بالتحقیق کہ اس ہامت میں بعد پیغمبر کے امام نقباء بنی
 اسرائیل جتنے ہوں گے۔ اسی اثناء میں علی ابن ابی طالب ظاہر ہوئے۔ پس کعب نے کہا۔ یہ
 جانے والا ان کا اول ہے۔ اور گیارہ اشخاص اس کے فرزندوں میں سے ہوں گے۔ اور کہتے ہیں ان کے
 وہ نام بیان کئے جو تو رات میں ہیں۔ تشریٹ۔ تیزدا۔ دیرا۔ مغسوا۔ مسوما۔ دوموہ۔ مینو۔ ہزار۔
 پشیمو۔ بطور۔ نوٹس۔ نیدموا۔ ابو عامر ہشام دستوفی جو اس خبر کا ماوی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ
 میں نے مقام حیرا میں جو کہ بلا کے نزدیک ہے ایک یہودی سے ملاقات کی۔ جس کی محتو ابن ادسوا
 کہتے تھے۔ اور وہ علماء یہود سے تھا۔ پس میں نے اُس سے ان اسماء مبارکہ کی نسبت سوال کیا۔ تو
 اُس نے کہا۔ کہ یہ نام نہیں ہیں۔ اگر نام ہوتے۔ تو ناموں کے سلسلے میں مرقوم ہوتے۔ البتہ یہ عبرانی زبان
 میں ایک قوم کے اوصاف جمیلہ ہیں۔ بالکل درست ہے۔ میں ان کو تو رات میں پاتا ہوں۔ اگر تو
 میرے سوا کسی اور سے ان کی نسبت سوال کرے گا۔ تو وہ ہرگز ان کے معانی تجھ کو نہیں بتلائے گا۔ یا اس
 لئے کہ وہ ناواقف ہو گا یا قصداً نہیں بتلائے گا۔ میں نے کہا۔ کہ وہ کیوں ایسا کرے گا۔ تو کہا۔ کہ بہر حال
 نارا قیفت پس جہالت کی وجہ سے ہوگی۔ اور تجاہل۔ پس اس لئے کہ اپنے دین کے باطل ہونے پر
 مبین نہ ہو۔ اور اس لئے کہ لوگوں کو اس کی بصیرت حاصل نہ ہو۔ اور میں نے جو تجھ سے صاف صاف بیان
 کر دیا ہے۔ تو اس لئے ہے کہ میں حضرت ہارون بن عمران کی اولاد میں سے ہوں۔ اور محمد مصطفیٰ پر

ایمان لایا ہوں۔۔۔ متہ یہودیوں سے ہیں اسلام کو پوشیدہ رکھتا ہوں۔ اور تیرے بعد کسی اور سے بھی ظاہر نہیں کروں گا۔۔۔ میں تک کہ مر جاؤں۔ میں نے کہا۔ یہ کیوں۔ تو کہا۔ کہ میں نے اپنے بزرگوں کی کتابوں میں دیکھا ہے۔ کہ جس شخص پر جس کا نام محمد ہے ظاہراً ایمان نہیں لائیں گے۔ البتہ باطناً ایمان لائیں گے یہاں تک کہ ممدو تو سیران کے فرزندوں سے ہے ظاہراً ہو پس ہم میں سے ہر شخص ان کو پائے۔ اُس کو چاہئے۔ کہ اُن پر ایمان لائے۔ اور ان اسماء مبارکہ کے آخر میں اُن کی تعریف و تکریم صیغہ بیان کی گئی ہے میں نے کہا۔ کس عرصہ سے۔ تو کہا۔ کہ وہ جناب تمام ادیان پر غالب آئیں گے۔ اور حضرت مسیح ان کے ہمراہ خلیج کربین گئے۔ اور ان کے دین میں داخل ہوں گے اور ان کے مصاحب ہوں گے میں نے عرض کیا۔ برائے مہربانی مجھے ان اسماء مبارکہ کے معانی بتلایے کہ کیا ہیں۔ اُس نے کہا بہت اچھا۔ لیکن ان کو سوانے اُن کے اہل کے اور کسی سے مت بیان کرنا۔۔۔

نقیر ثریب۔۔۔ ذوال اوصیاء ہے۔ اور وصی و خلیفہ آخر انبیاء ہے۔

قید و ا۔ ثانی ہدیاء ہے اور اول حضرت اصفیاء ہے۔

وہب۔۔۔ حضرت دھرم اور سید الشہداء ہے۔

مفسور۔۔۔ ایسی سترہ سردار ہے جنہاں کرتے والوں کا۔

مسموعہ۔۔۔ وارث علم اولین و آخرین ہے۔ یہی معنی باقر ہیں۔

دوموہ۔۔۔ دیائے علم الہیہ ہے۔ اور یہی معنی جعفر ہیں۔

مشہور۔۔۔ تمام محبین سے بہتر ہے۔

مداثر۔۔۔ آواز و طبع ہے۔ غریب الغریب۔

شمسوار۔۔۔ عورتی عمر والا اور بڑے آثار والا۔

بطور۔۔۔ اس کا پتہ تھا نام ہے یعنی علی چارم۔

نوش۔۔۔ وہ اپنے چچا کا نام ہے یعنی حسن۔

قید مٹا۔۔۔ وہ ہے جو اپنے ماں باپ سے مفقود رہے۔ یعنی حکم خدا سے غائب ہے۔ اور اس کے

حکم کو قائم رکھنے والا ہے۔

اور شیخ نعمانی نے اپنی کتاب غیبت میں بیان کیا ہے کہ عبدالحکیم بن حسن سمری نے ارجان میں

مجھے ایک تحریر سنائی۔ جسے ایک یہودی نے لکھا تھا جو علماء یہود سے تھا اور اس کو حسن بن

سلمان کہتے تھے۔ اُس تحریر میں ائمہ کے اسماء مبارکہ عبرانی زبان میں اور ان کی تعداد مذکور تھی غلامہ

اس کا یہ ہے کہ خداوند عالم فرزند ان اسمعیل سے ایک پیغمبر مبعوث فرمائے گا۔ اور نام جناب اسمعیل ؑ تورات میں اشموئیل ہے۔ اور اُس پیغمبر کا اسم مبارک میسیٰ ماد ہے اور اب بماد و ما و متا ہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور وہ پڑھے گا۔ اور اُس سے بارہ سردار اور امام پیدا ہوں گے۔ جن کی لوگ پیروی کریں گے۔ اور نام اُن کی تقریباً اٹھ ہیں جو ابھی بیان کئے گئے ہیں۔ اور اس سے پوچھا گیا۔ کہ یہ نام کونسی سورۃ میں مذکور ہیں۔ تو اس نے کہا کہ مسند سلیمان یعنی قبۃ سلیمان میں ہیں۔ صاحبِ نجم شاقب فرماتے ہیں۔ کہ کلمہ فہذمو اکثر نسخوں میں ترقاف سے مذکور ہے اور بعضوں میں فائے لیکن چونکہ زبان عبرانی ہے۔ اور پُرانے نسخے ذرا کم پڑھے جاتے ہیں۔ اس لئے ان اسماء مبارکہ کے صحیح تلفظ کے متعلق اطمینان کلی نہیں ہے۔

(۱۱۲) قائم ہے۔ اور یہ حضرت کے اسماء خاصہ مشورہ متداولہ سے ہے۔ اور ذخیرہ میں بیان کیا ہے کہ یہ نام حضرت کا سیزدہم زبور میں مذکور ہے۔ اور نیز کتاب بر لبہ مواہب۔ اور قائم کے معنی فرمان الہی میں کھڑے ہونے والے کے ہیں۔ کیونکہ وہ جناب ہمیشہ شب و روز فرمانِ خدا کے بحالانے کے لئے مستعد ہیں۔ جہاں ارشاد ہوا۔ فوراً ظہور فرمائیں گے۔ اللہم عجل اس لئے قائم کہلائے۔ اور شیخ مفید نے ارشاد میں جناب امام رضا سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ جب حضرت قائم علیہ الصلوٰۃ والسلام خراج فرمائیں گے۔ تو لوگوں کو نئے اسلام کی طرف بولائیں گے۔ اور فرمایا کہ ان کو قائم اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ حق کو قائم کریں گے۔ اور شیخ طوسی نے غیبت میں ابی سعید خراسانی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے جناب صادق سے دریافت کیا۔ کہ آیا ہمدی اور قائم سے ایک ہی شخص مقصود ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ اور فرمایا کہ ان کو قائم اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ قائم ہوں گے بعد موت ذکر و نام مبارک بالتحقیق کہ وہ ایک امر بزرگ کے واسطے قائم ہوں گے۔

صدوق نے معانی الاخبار میں بیان کیا ہے۔ کہ قائم علیہ السلام کو قائم اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ قائم ہوں گے بعد مر جانے اپنے ذکر کے۔ یا اس واسطے کہ بعض یوتوفوں کے خیال میں وہ جناب مرنے کے بعد قائم ہوں گے اور اسی احتمال کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو شیخ نعمانی نے اپنی غیبت میں حضرت باقر سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب زمانہ پٹا کھائے۔ اور لوگ کہیں کہ ہمدی مر گئے یا ہلاک ہو گئے۔ اور کونسی کھاڑی میں چبے گئے کہ نہیں آتے۔ اور اُن کا تلاش کرنے والا کہے کہ وہ کہاں ہوں گے۔ حالانکہ اُن کی ہڈیاں بھی بوسیرہ ہو گئی ہوں گی پس تم لوگ اس وقت اُن کے ظہور کے منتظر رہو ابھی زمانہ اُن کے ظہور کا ہوگا جھوٹی مددویت و بیسویت کے مدعی آج کل یہی شور مچا رہے ہیں۔

پیران حق و صدق پر احقر امن اور طعن کرتے ہیں۔ اور نیز جناب صادق سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب قائم علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ یہ وہ نہیں ہیں۔ اُن کی ترہیاں بھی سید ہر چکی ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صادق کے حضور میں حضرت قائم علیہ السلام کا ذکر آیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ جب وہ جناب ظہور فرمائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ اُن کی ترہیاں بھی فلاں زمانے سے برسیدہ ہو گئی ہیں۔ اور صادق نے کمال الدین میں مقربین دلت سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی سے سنا کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ میرے بعد خلق کا امام میرا فرزند عقی ہے۔ اُس کا حکم میرا حکم ہے۔ اُس کا قول میرا قول ہے۔ اُس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اور امامت اُس کے بعد اُس کے فرزند حسن میں ہے۔ اور حکم حسن کا اُن کے والد کے حکم کی مانند ہے۔ اور اُن کا فرمان اُن کے والد کا فرمان ہے۔ اور اُن کی اطاعت اُن کے والد کی اطاعت ہے پس حضرت خاموش ہو گئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! حضرت حسن کے بعد کون امام ہے۔ پس حضرت زائر زائر رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ اُن کے بعد اُن کے فرزند امام ہیں جو قائم بحق اور منتظر ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! اُن کو قائم کیوں کہتے ہیں۔ فرمایا۔ اس لئے کہ وہ جناب امامت کے ساتھ اٹھیں گے بعد اس کے کہ اُن کا ذکر لوگوں میں سے جاتا رہے گا۔ اور بہت سے لوگ جو اُن کی امامت کے قائل ہوں گے اُس سے مُرتد ہو جائیں گے (لعنة اللہ علیہم) اس حدیث کا ذکر آئندہ بھی آئے گا۔ نیز ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد باقر سے سوال کیا۔ یا ابن رسول اللہ! آیا آپ تمام ائمہ علیہم السلام قائم بحق نہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا۔ بیشک ہم تمام قائم بحق ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ پس حضرت صاحب الامر کو کیوں قائم کہتے ہیں؟ فرمایا۔ جب ہمارے جد امام حسین کو استیاء نے شہید کیا۔ تو فرشتوں نے بارگاہ ذوالجلال میں آہ و بکا کی آواز بلند کی۔ اور عرض کیا اے ہمارے پروردگار کیا تو فرزند پیغمبر اور برگزیدہ خست کے قتل پر خاموشی اور چشم پوشی اختیار کرے گا اور بدلہ و انتقام نہیں لے گا۔ پس خداوند عالم نے اُن کی طرف وحی کی کہ اے میرے فرشتو! اتر اور پکڑو۔ مجھے اپنے عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں بالضرور ان لعینوں سے انتقام لوں گا اگرچہ بہت زمانوں اور قرون کے بعد ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے سے حجابوں کو اٹھایا۔ اور ائمہ فرزندان حسین کے انوار کو انہیں دکھلایا۔ پس ملائکہ ان کو دیکھ کر خوش ہوئے پس اُن میں سے ایک نور کو دیکھا کہ وہ قائم ہے۔ اور نماز میں مشغول ہے۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس قائم کے ہاتھوں سے خون ناحق کا انتقام لوں گا۔

(۱۱۳) قابض ہے۔ (۱۱۴) قیامت ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔ اور بیانِ ساعت میں اس لقب کی مناسبت گزر چکی ہے۔

(۱۱۵) قسط ہے۔ اور یہ مثلِ مدل ہے۔ (۱۱۶) قوقب ہے (۱۱۷) قاتل الکفر ہے اور اس کی سنداً طغریں لقب میں گزر چکی ہے۔

(۱۱۸) قطب ہے۔ اور یہ لقب حضرت کاظم عرقا اور مونیہ کے نزدیک بہت مشہور ہے۔ اور احادیث میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ اور شیخ کفعمی حاشیہ غبۃ الراقیہ اور دعائے اُمّ ریم راؤد میں جہاں کہ فرمایا ہے۔ اللہم صل علی اکابدال والادوات الخیرین کرتے ہیں کہ دنیا کبھی خالی نہیں ہوگی ایک قطب اور چار اوقات اور چالیس ابدال اور شترنجیب اور تین سوسٹائٹ صالحین سے۔ پس لقب حضرت مدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں انہ۔

(۱۱۹) قائم الزماں ہے۔ کمال الدین میں حدیث ازدی میں مذکور ہے۔ کہ وہ بیان کرتا ہے کہ میں مسجد الحرام میں حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ پس حضرت نے ایک پتھر کو میرے لئے سونا بنادیا۔ اور میرے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ آیا تو مجھے پہچانتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ میں حمدی ہوں۔ میں قائم الزماں ہوں۔ اور میں ہی وہ ہوں کہ زمین کو عدل انصاف سے بھر دوں گا بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔

(۱۲۰) قیم الزماں ہے۔ جیسا کہ حدیث علوی مہر میں مذکور ہے۔

(۱۲۱) قاطع ہے۔ چنانچہ صاحب ذخیرہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ نام حضرت کا کتاب نظر میں مذکور ہے۔

(۱۲۲) کاشف الغطاء ہے۔ جیسا کہ ہدایہ اور مناقب میں اس کو حضرت کے القاب سے شمار کیا گیا ہے۔

(۱۲۳) کمال ہے۔ (۱۲۴) کلمۃ الحق ہے۔ چنانچہ صاحب ذخیرہ فرماتے ہیں کہ یہ نام حضرت کا معنی میں مذکور ہے۔

(۱۲۵) کیقباد دوم ہے۔ ذخیرہ اور تذکرہ میں مذکور ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا مجوس اور گبران عجم کے نزدیک ہے۔ جس کے معنی عادل برحق کے ہیں۔

(۱۲۶) کوکما ہے۔ صاحب ذخیرہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ نام حضرت کا کتاب بختا

میں مذکور ہے :

(۱۲۷) کا ترجمہ ہے۔ چنانچہ ہدایہ اور مناقب میں اس کو القاب کے شمار کیا گیا ہے۔ جس کے معنی لڑنے والا اور کونانے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ جناب ایک دن عالم غیبت سے ظہور فرمائیں گے۔ مردوں کو زندہ کریں گے۔ چنانچہ شیخ مفید نے ارشاد میں اور دوسروں نے اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ کہ حضرت تائم کے ہمراہ پشت کو کھڑے ۲۷ آدمی تھے جناب مرنے کی قوم سے زندہ ہو کر خروج کریں گے جو حق کی طرف ہدایت فرماتے تھے اور عدل انصاف کرتے تھے۔ اور ۷ آدمی کفبر تھیں۔ اور جناب یوشع بن نون اور سلمان فارسی اور ابو جبرائیل انصاری اور مالک اشترؓ ہیں یہ سب حضرت کے انصار اور حکام ہوں گے مختلف شہروں میں :

(۱۲۸) لواء اعظم ہے۔ اور کوئی شک نہیں ہے کہ وہ جناب لواء اعظم الہی درایت خداوندی

ہیں :

(۱۲۹) لندی طائر ہے۔ چنانچہ ذخیرہ اور تذکرہ میں مذکور ہے۔ کہ یہ نام حضرت کا کتاب ہزار نامہ ہند میں مرقوم ہے :

(۱۳۰) لسان الصدق ہے۔ چنانچہ صاحب ذخیرہ فرماتے ہیں کہ یہ نام حضرت کا صحیفہ میں ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ لسان صدق جناب امیر کا نام ہے۔ اور وجہ مناسب دوزر بزرگواروں میں واضح ہے :

(۱۳۱) ماشع ہے۔ چنانچہ ذخیرہ میں مذکور ہے کہ یہ نام حضرت کا تورات عبرانی میں ہے۔ اور صاحب تذکرہ فرماتے ہیں کہ یہ نام اُس تورات میں ہے جو آسمان سے نازل ہوئی ہے :

(۱۳۲) ممید الاشر ہے۔ چنانچہ انہی دونوں کتابوں میں مذکور ہے کہ یہ نام حضرت کا انجیل

میں ہے :

(۱۳۳) مسیح الزماں ہے۔ چنانچہ انہی دونوں کتابوں میں مرقوم ہے کہ یہ نام حضرت کا فریجیوں کی کتاب میں ہے :

(۱۳۴) میزان الحق ہے۔ صاحب ذخیرہ فرماتے ہیں کہ یہ نام حضرت کا آثری پیغمبر کی کتاب میں ہے :

(۱۳۵) منصور ہے۔ ذخیرہ اور تذکرہ میں مرقوم ہے کہ یہ نام حضرت کا کتاب دید براہم میں ہے۔ جو ان کے اعتقاد کے موافق آسمانی کتاب ہے اس کا ہم معنی لفظ اور فتح فرات ابن ابراہیم کوئی کی

تفسیر میں جناب امام محمد باقر سے مروی ہے کہ حضرت نے آیہ شریفہ دَحْنُ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيَّهِ سُلْطٰنًا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ مظلوم سے مراد جناب امام حسین ہیں۔ اور فَلَا يَسْبِرُنِي الْقَتْلُ اِنَّهٗ كَانَ مَنصُورًا۔ منصور سے مراد جناب مدی علیہ القلوة والسلام ہیں۔ پس خدا نے آپ کا نام منصور رکھا ہے جس طرح سے احمد۔ محمد۔ محمود رکھا ہے۔ اور جس طرح سے جناب عیسیٰ کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ اور اس کی تفسیر پہلے آچکی ہے:

(۱۳۶) محمد ہے۔ یہ نام حضرت کا اصلی اور ذاتی اور سب سے پہلا نام ہے۔ جیسا کہ احادیث متواترہ خاصہ اور عام میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مدئی امت میرا ہم نام ہے۔ اور حدیث لوح جابر میں جو کہ متواتر معنوی ہے۔ وہ لوح جس کو جابر نے جناب ستیدہ بنت رسول اللہ کے پاس دیکھا تھا جبکہ وہ ولادت حسین کی مبارکباد کے لئے گئے تھے۔ جو ایک لوح تھی۔ مرد انصاف کی اور اُس پر نور کی تحریر تھی۔ پس انہوں نے جناب فاطمہ زہرا سے عرض کیا کہ یہ کیسی لوح ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے یہ لوح اپنے حبیب کے لئے بطور ہدیہ بھیجی ہے۔ جس میں اُن کے اوصیاء کے اسماء گرامی مکتوب ہیں اور انہوں نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پس جابر نے عرض کیا کہ آیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس کو نقل کر لوں۔ جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبرئے نے اجازت دی۔ پس جابر نے نقل کر لیا اور جب جناب امام محمد باقر نے جابر سے فرمایا کہ آیا آپ مجھے اُس لوح کی نقل دکھلا سکتے ہیں جو آپ نے ہماری جدہ جناب ستیدہ کے پاس سے نقل کیا ہے۔ پس جابر نے اُس لوح کی نقل کو حضرت کے پیش کیا۔ لیکن قبل دیکھنے کے جناب امام محمد باقر نے اس کو چڑھ کر سُنا یا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں اُس نقل کو دیکھتا رہا۔ اور حضرت زبانی پڑھتے گئے۔ پس اس میں ایک حرت کی بھی کمی اور بیشی نہیں تھی۔ پس حضرت کا نام اُس میں اس طرح مرقوم ہے۔ واکمل ذالک بایتہ محمد ابوالقاسم رحمة للعالمین علیہ کمال موسنی وبعاء عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا فرماتا ہے کہ میں ان تمام باتوں کو حسن عکری کے فرزند مرحوم سے کمال کروں گا جس کا لقب ابوالقاسم ہے۔ اور جو رحمة للعالمین ہے۔ اور جس میں کمال مرسے ہے اور بہاء عیسیٰ ہے اور صبر الیوت ہے الخ۔ اور آئندہ مذکور ہو گا۔ کہ زمانہ غیبت میں اس نام سے پکارنا جائز نہیں ہے:

(۱۳۷) فینہ الصابریؑ ہے۔ (۱۳۸) منتقم ہے۔ اور خطبہ غدیریہ رسول خدا میں سترت تحت کے اوصاف میں ہے۔ الا انه المنتقم من الظالمین آگاہ ہو کہ قائم آل محمد ظالموں سے انتقام لینے والا ہے۔ اور ایک مشہور حدیث طرانی جارد بن منذر بردایت ابن عیاش میں جو کتاب

مقتضب میں مذکور ہے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں خداوند عالم نے مجھ سے فرمایا کہ میں رسول اللہؐ ماسلف سے یہ امر دریافت کروں کہ تم کو کس لئے مبعوث کیا گیا تھا پس میں نے اُن سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ حضورؐ کی نبوت پر اور علیؑ ابن طالبؑ کی ولایت پر اور اُن اماموں کی ولایت پر جو حضورؐ کی ذریت سے ہیں۔ پس خداوند عالم نے میری طرف وحی کی کہ عرش اعظم کی دائیں جانب دیکھو۔ میں نے نظر کی۔ پس کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر علیؑ حسنؑ حسینؑ و علیؑ بن الحسینؑ و محمد بن علیؑ و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علیؑ و علی بن محمد و حسن بن علیؑ موجود ہیں اور مہدیؑ کو دیکھا کہ وہ ایک نور کے چوتھے پر نامہ میں کھڑے ہیں۔ پس خداوند عالم نے مجھ سے فرمایا کہ یہ تمام میرے دوستوں کے لئے میری حجت ہیں۔ اور یہ (یعنی مہدی علیہ السلام) منتقم ہے یعنی میرے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔

اور عل الشرائع میں جناب باقرؑ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرتؑ نے آگاہ ہو کہ جس وقت ہمارا قائم خراج کرے گا۔ تو ایک عورت کو زندہ کرے گا۔ تاکہ اس سے انتقام لے اور اس پر مہربانی کرے واسطے فاطمہ بنت رسول اللہؐ کے۔ راوی نے پوچھا اس پر حد کیوں جاری کریں گے۔ فرمایا اُس افترا کی وجہ سے جو اُس نے جناب ابراہیمؑ ابن رسولؐ کی والدہ پر کیا تھا۔ راوی نے پوچھا کہ اس معاملہ کو خدا نے حضرت قائمؑ کے زمانے پر کیوں موقوف رکھا۔ تو فرمایا کہ خداوند عالم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت مبعوث فرمایا ہے اور قائم علیہ السلام کو نعمت۔

اور کافی میں اُسی جناب سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص قائم علیہ السلام کی تمنا کرے تو اس کو چاہئے کہ اُن کو عافیت میں متا کرے (یعنی وہ شخص اُن کے ظہور کی خواہش کرے جس کے اعمال اچھے ہیں)۔ کیونکہ خداوند عالم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت مبعوث فرمایا ہے۔ اور قائم علیہ السلام کو نعمت مبعوث فرمائے گا۔

اور کمال الدین میں مروی ہے کہ اُس جنابؑ نے تین سال کی عمر میں احمد بن اسحاقؑ سے فرمایا انا بقیۃ اللہ فی ارضہ والمنتقم من اعدائہ یعنی میں اللہ کی زمین میں بقیۃ اللہ ہوں اور انتقام لینے والا ہوں اُس کے دشمنوں سے۔

(۱۳۹) حمادیؑ ہے (صلوات اللہ علیہ) اور یہ لقب تمام اسلامی فرقوں میں حضرتؑ کے القاب مشہور ہے۔ اور شیخ طوسیؑ نے اپنی کتاب غیبت میں ابی سعید خراسانیؑ سے روایت کیا ہے کہ اُس نے جناب صادقؑ سے سوال کیا کہ حضرتؑ حجت کو مہدیؑ کیوں کہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔

اس لئے کہ وہ جناب لوگوں کو ہر امر عقی کی طرف ہدایت فرمائیں گے۔ اہل شیخ مفید نے ارشاد میں اسی جناب روایت کی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ قائم کو مہدی اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو اس امر کی طرف ہدایت کریں گے جو ان سے گم ہو چکا ہوگا۔ اور یوسف بن یحییٰ السلی نے کتاب عقائد الدرر فی اخبار الامام المنتظر میں جناب امام محمد باقر سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ مہدی کو مہدی اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو امر عقی کی طرف ہدایت کریں گے۔ اور کدرات و انجیل کو اُس میں سے نکالیں گے جس کو انطاکیہ کہتے ہیں۔ اور دوسری روایت کے موافق فرمایا۔ کہ اُن کو اس لئے مہدی کہا گیا ہے۔ کہ وہ جناب سفر ہائے توریت سے ہدایت فرمائیں گے۔ پس اُن سفروں کو شام کے پہاڑوں سے نکالیں گے۔ اور اُن کی طرف یودیوں کو بٹائیں گے۔ پس یہ وہ کتابوں پر ایمان لائیں گے جن کی تعداد تیس ہزار ہوگی۔ اور دوسری روایت کے موافق مہدی اُس جناب کو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ شام کے ایک پہاڑ کی طرف لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ پس اُس پہاڑ سے سفر ہائے توریت نکالیں گے۔ اور یودیوں سے اُس کے ساتھ احتجاج فرمائیں گے۔ پس یودیوں کی ایک جماعت حضرت کے ہاتھ پر اسلام لانے لگی۔ لیکن ان حدیثوں پر ایک اعتراض ضرور ہے۔ کیونکہ جو کچھ ان میں بیان کیا گیا ہے وہ لقب ہادی کے مناسب ہے نہ مہدی کے۔ اس اعتراض کا جواب انشاء اللہ لقب ہادی میں مذکور ہوگا۔ (۱۴۰) عید اللہ ہے۔ جیسا کہ اسم ائمہ میں مذکور ہو چکا ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مہدی کا نام احمد اور عبد اللہ اور مہدی ہے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۱۴۱) مؤمل ہے۔ چنانچہ شیخ کلینی اور شیخ طوسی نے جناب امام حسن عسکری سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حجت متولد ہوئے۔ تو فرمایا حضرت نے کہ ظالموں نے گمان کیا تھا۔ کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ کہ نسل رسول کو بالکل منقطع کر دیں گے۔ پس کس طرح دیکھا انہوں نے قدرتِ خدا کو کہ اُس ذاتِ قدیر نے اُن کی مرضی کے برخلاف مجھے فرزند عنایت فرمایا۔ پس حضرت نے اپنے فرزند کا نام مؤمل رکھا۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ مؤمل بفتح میم دوم ہے یعنی بصیغہ مفعول جس کے معنی امید کئے گئے ہیں۔ یعنی یہ وہ فرزند ہے جس کی تمام غلات کو امید ہے۔ چنانچہ دعائے مذہب میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ ہنسی انت من امنية شائق یمتی من مؤمن ومومنة ذکر الخئی

(۱۴۲) منتظر ہے۔ چنانچہ کمال الدین میں جناب امام محمد تقی سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ بعد امام حسن عسکری کے امام اُن کے فرزند ہوں گے۔ جو قائم بحق اور منتظر ہیں۔ ہادی لے پوچھا کہ ان کو منتظر کیوں کہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا۔ کہ اُن کے لئے ایک غیبت ہے جس کے بہت سے دن

ہوں گے اور مدت و زمانہ ہوگی۔ پس جن کا ایمان خالص ہے وہ تو ان کا انتظار کریں گے۔ اور جن کا ایمان مخلوط
بشک ہے وہ انکار کریں گے۔ اور جو بے ایمان ہیں وہ ان کے نام لینے والوں پر استہزاء کریں گے۔
اور جو ان کے زمانہ ظہور کا وقت معین کریں گے وہ جھوٹے ہوں گے۔ اور ان کے ظہور میں جلدی چاہنے
والے ہلاک ہو جائیں گے۔ اور جو لوگ ان آیات میں اطمینان اور تسلیم کے ساتھ ان کا انتظار کریں گے۔ اور
توقف ظہور میں چون و چرا نہ کریں گے۔ وہ نجات پانے والے اور مومن کامل ہوں گے۔ **واللہ اعلم**
پس اس حدیث کی رو سے منتظر نفع تا ہے یعنی بصیغہ مفعول جس کے معنی وہ شخص جس کی انتظار کی گئی
ہے۔ کیونکہ تمام مخلوق آپ کی منتظر ہے۔ بعض آیات سے منتظر بھی متنبط ہے اور یہی صحیح ہے اور آپ متفقہ حکم فرماتے ہیں
(۱۲۳) ملو معین ہے یعنی آپ شیریں و جباری۔ چنانچہ کمال الدین اور غیبت شیخ
میں جناب امام محمد باقر سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ مجیدہ **قُلْ اِلٰہکم اٰن اٰصباح ما ذلکم**
خود اقمین یا تم کو ملو معین ترجمہ لفظی کہنے کے لئے پیغمبر اگر تمہارا آپ شیریں زمین میں غائب ہو جائے
پس ہے کوئی جو لائے اُس پانی کو پس امام نے فرمایا کہ یہ آیت قائم علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے
پس منشاء خداوند عالم کا یہ ہے کہ اگر تمہارا امام تم سے غائب ہو جائے۔ اور تم کو نہ معلوم ہو کہ وہ کہاں ہے
پس کون ہے جو اُس امام حق کو تمہارے پاس لائے تاکہ وہ تمہارے لئے آسمانی اور زمینی خبریں بیان کرے
اور محال خدا اور حرام خدا سے تم کو آگاہ کرے۔ پس اُس وقت فرمایا حضرت نے کہ خدا کی قسم اب تک اس
آیہ مجیدہ کی تاویل نہیں ظاہر ہوئی ہے۔ اور ایک روز عثمان ظاہر ہو کر رہے گی۔ اور اسی مضمون کے
قریب قریب کچھ اور حدیثیں اُس جگہ اور غیبت نعمانی اور تاویل الآیات میں مذکور ہیں۔ اور دوسرا بہت
حضرت کی آپ کے ساتھ ظاہر ہے کہ جس طرح بادشہ کی وجہ سے زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔
اسی طرح حضرت کے ظہور سے عدل و انصاف سے سرسبز و شاداب ہو جائے گی۔ اور نیز انواع و اقسام
کے اشجار اور نباتات سے زمین متروبن ہو جائے گی۔ **وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورٍ ذِیْہِہِمْ** کہ رب الارض
حضرت حجت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پس جو کام زمین پر پانی کرتا ہے۔ اُس سے زیادہ حضرت کے
ظہور سے ہوگا۔ کیونکہ اصل آپ حیات و جود حضرت ہے۔ اور کمال الدین میں جناب باقر الصلوٰۃ سے
آیہ مجیدہ **اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا** یعنی آگاہ ہو کہ خداوند عالم زمین کو مرنے کے بعد
زندہ کرتا ہے کی تفسیر میں مروی ہے کہ زندہ کرتا ہے اشر زمین کو بسبب قائم کے۔ کہ جب وہ اہل
زمین کے کفر سے مر جائے گی۔ تو حضرت حجت کے ظہور سے خداوند عالم پھر اس کو نور ایمان سے زندہ
فرمائے گا۔ کیونکہ جود کا فرشل مُرے کے ہے۔ اور جب تمام روئے زمین پر کافر ہی کا فساد ہوئی گے۔

تو گمان زمین مردہ ہر چکی ہوگی۔ اور یہی معنی صلیت الارض ظلماً جو سنا کی ہیں۔ یعنی بمحاذ کثرت۔
 اور شیخ طوسی کی روایت کے مطابق یہ تفسیر فرمائی۔ کہ اصلاح فرمائے گا۔ خداوند عالم زمین کی وجود
 قائم سے بعد اس کے مرجانے کے یعنی بعد اہل ممالک کے ظلم و ستم کے؛
 پوشیدہ نہ ہے کہ زمانہ ظہور میں حضرت کے وجود مبارک کو ماہ معین سے تشبیہ دی گئی ہے۔
 اور زمانہ غیبت میں دوسری آیت میں بٹھ معطلہ کے یعنی چاہ متروک۔ پس وجہ اس کی یہ ہے۔
 کہ اس زمانہ ظہور میں ہر شخص حضرت سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے جس طرح چاہ جاری سے
 ہر شخص سیراب ہو سکتا ہے۔ اور زمانہ غیبت میں صرف وہی لوگ مستفیض ہو سکتے ہیں۔ جن کو پانی
 کی بچہ تلاش ہے۔ اس لئے بٹھ معطلہ فرمایا ہے۔ کہ ہر شخص اُس سے پانی نہیں نکالتا؛
 (۱۲۴) مخبر بالعلن ہے۔ (۱۲۵) مجازی بالاعمال ہے؛

(۱۲۶) موعود ہے شیخ طوسی نے جناب امام زین العابدین سے روایت کیا ہے کہ
 فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ شریفہ ذی السعاد ذقکم وما تعدون۔ یعنی آسمان میں تمہارا
 رزق ہے اور جو کچھ تم وعدہ کئے جاتے ہو۔ اور جس شے کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اُس کے
 ذوق کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔ قوس رب السماء والارض انہ لحق مثل انکم تنطقون
 یعنی خدا نے زمین و آسمان کی قسم جو کچھ تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ویسا ہی حق ہے جیسا کہ تم بات کرتے ہو
 پس فرمایا کہ اس سے مراد ظہور اور خروج قائم آل محمد ہے۔ اور ابن عباس سے بھی اسی طرح کا
 مضمون نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ غرض حضرت کی آیہ مجیدہ میں و رزق کی تاویل ہو ظہور
 حضرت جنت ہے۔ کیوں کہ رزق روحانی حقیقت میں مسارت سبحانی ہیں۔ جیسا کہ آیہ شریفہ میں
 فلننظر الانسان الى طعامه یعنی انسان کو چاہئے کہ اپنے طعام کی طرف دیکھے۔ کہ
 وہ کہاں سے لیتا ہے طعام کی تغیر علم سے کی گئی ہے۔ اور جو کچھ اس آیت کے آخر حصہ میں
 اناج اور انگور اور زیتون اور نخل اور بستان اور چراگاہ وغیرہ مذکور ہیں۔ اُن سے انواع و اقسام کے
 علوم مراد ہیں۔ اور غیبت نعمانی میں جناب امام محمد باقر سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ
 اس زمانے میں لوگوں کو اس قدر حکمت (یعنی علم شریعت) دی جائے گی۔ کہ عورت اپنے گھر بیٹھی
 ہوئی کتاب خدا اور سنت رسول خدا پر حکم کرے گی؛

یابہ کہ حضرت کا مقصد تفسیر ما تعدون۔ ہو یعنی وہ موعود کہ جس کے آنے کا وعدہ
 تمام انبیاء نے اپنی امتوں کو دیا ہے۔ وہ وجود حضرت جنت اور زمانہ ظہور ہے۔ جیسا کہ حضرت کی

زیارت میں وارد ہوا ہے۔ السلام علی المہدی الذی وعد اللہ بہ الامم ان یجمع بہ الکلم اور
زیارت جامدہ کے ایک نسخہ میں حضرت کے اوصاف میں مذکور ہے۔ والیوم الموعود و شاهد
ومشہود :

(۱۲۸) منظر الفضائح ہے۔ (۱۲۸) مہدی السلام ہے۔ اور غیبت نعمانی میں جناب صادق
سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے اُسے اثنائے میں کہ ایک شخص حضرت حجت کے پیچھے کھڑا
ہوگا۔ اور حضرت اُس کو امر دینی فرماتے ہوں گے۔ کہ یکایک حکم دیں گے کہ اُس کو سامنے
لائیں پس وہ حضرت کے دو برد لایا جائے گا۔ پس حکم دیں گے کہ اُس کی گردن مارو۔ پس اُس کو
قتل کیا جائے گا۔ اور یہ ماجرے دیکھ کر تمام چیزیں حضرت کے رعب سے خائف اور ہراساں
ہوں گی۔ اور دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے۔ کہ اُسی جگہ جہاں وہ کھڑا ہوگا۔ اُس کو
قتل کریں گے :

(۱۲۹) مُبْدِئُ الْآیَاتِ ہے۔ اور اس کے معنی آیات خداوندی کا ظاہر کرنے والا ہے
یا مقام ظہور آیات الہیہ۔ ظاہر ہے کہ جب سے زمین کی خلافت قائم ہوئی ہے انبیاء و مرسلین
نے خلق کی ہدایت کے واسطے آیات الہیہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت حجت قائم
آل محمد تمام انبیاء و مرسلین اولین و آخرین کے ولی ثار اور منعم ہیں۔ اس لئے آپ سے تمام
انبیاء و مرسلین کی آیات اور معجزات ظاہر ہوں گے۔ عمر حضرت کی اس قدر طولانی ہوگی کہ جس کی انتہا
نہیں۔ اور باوجود اس کے جہان رحمانی سالہ نظر آئیں گے۔ اور سر مبارک پر ہمیشہ ابر سفید سایہ انداز
ہوگا۔ اور اُس میں سے باذان فصیح یہ نڈائے گی۔ هذا اھو المصلح یہ ہے مہدی۔ اور جب
وہ جناب اپنے دوستوں اور شیعوں کے سروں پر ہاتھ پھریں گے۔ تو ان کی عقلیں کامل ہر جانب کی۔
اور ان کے شکر میں فرشتے ہوں گے جن کو لوگ کھلم کھلا دیکھیں گے۔ جیسا کہ زمانہ ادریس تک لوگ
دیکھتے رہے۔ اور اسی طرح سے جنوں کا شکر ہوگا۔ اور حضرت کے شکر میں کھانے پینے کی کوئی چیز
نہیں ہوگی سوائے ایک پتھر کے کہ اُسی سے سب کچھ برآمد ہوگا۔ اور ان کے چہرہ انور سے
اس قدر نور ساطع ہوگا۔ کہ نور آفتاب ویاہتاب کی کچھ حاجت نہیں ہوگی۔ و اشرف الارض بنور
سر جوا۔ اور آپ کے ظہور کی وجہ سے تمام دوزخ و شرارت الارض کا ضرر اور خوف جاتا
رہے گا۔ اور زمین اپنے تمام خزانے ظاہر کر دے گی۔ اور آسمان کی گردش کم ہو جائے گی۔ اور حضرت کا شکر
سطح آب پر رواں ہوگا۔ اور جس شجر یا پھر میں کانر پوشیدہ ہوگا۔ وہ حضرت کو اُس کی موجودگی سے خبر

رہے گا۔ اور کافر کو حضرت اُس کی پیشانی سے پہچان لیں گے۔ اور بہت سے مڑے حضرت کے ہمراہ زندہ ہو کر اہل زمین پر بے دین کو قتل کریں گے۔ اور اسی طرح کی بہت سی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ اور اسی طرح سے وہ آیات ہیں۔ جو قبل از ظہور ظاہر ہوں گی۔ کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ جو حضرت کے ظہور اور خروج کا مقدمہ ہوں گی۔ اکثر قرآن میں مذکور ہیں۔ اور بعض احادیث میں۔ مثلاً یوم یبئاد المناد من مکان قریب یوم یسمعون الصبیحة بالحق ذالک یوم الخرجہ

(۱۵۰) احسن ہے اور (۱۵۱) منقحہ اور (۱۵۲) مفصل ہے۔ اور یہ تینوں وہ اسماء جتنے ہیں کہ محدث نے تعائنے ان کا منظر کامل و مجرد حضرت حجت کو بنایا ہے۔ علیہ الصلوۃ والسلام۔ چنانچہ سید جلیل علی بن طاووس کتاب اقبال میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ نجران میں دعوت اسلام کے لئے تشریف لے گئے۔ تو وہاں کے مسیائوں کے ملابذ جمع ہوئے کہ حضرت کے دعاوی کی صداقت معلوم کریں۔ اور اپنی آسمانی کتابوں میں تلاش کیا۔ منجملہ ان کتابوں کے ایک کتاب قعی جس کا نام صحیفہ کبر ہے حضرت آدم صغی اللہ تھا۔ اور اُس میں علم ملکوت خداوند عالم مرقوم تھا۔ اور جو کچھ زمین و آسمان میں خلاق عالم نے خلق فرمایا سب کا بیان تھا۔ پس اُس کے دوسرے مصلح میں انہوں نے پایا بعد چند فقرہوں کے کہ اس وقت جناب آدم نے نظر کی اُس نور کی طرف۔ جس نے اپنی چمک سے تمام خلایق زمین و آسمان کو روشن نمود کر دیا۔ پس اس کی روشنی بڑھتی گئی۔ تھے کہ تمام آفاق مشارق کو پُر کر دیا۔ اور اسی طرح بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ تمام آفاق مغارب کو نور سے معمور کر دیا۔ پس اس وقت اُس چمک نے عالم بالا کا رخ کیا۔ تھے کہ ملکوت آسمان تک پہنچی۔ پس جناب آدم نے غور سے اس کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور دیکھا کہ تمام عالم اُس کی خوشبو سے مغطا اور مغیر ہو گیا ہے۔ اور دیکھا کہ چار نور اور ہیں۔ جنہوں نے اُس نور اول کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں سے جو نور اول سے بہت ہی مشابہ ہیں نورانیت اور خوشبو میں۔ اور کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان پانچوں نوروں کے پیچھے کچھ اور نور نمودار ہوئے ہیں۔ جو ان پانچوں سے استمداد چاہتے ہیں۔ اور یہ تمام نور بھی انہی پانچوں کی طرح روشنی اور خوشبو اور عظمت میں برابر ہیں۔ پس ان پانچوں نوروں کے نزدیک ہوئے۔ اور ان کا احاطہ کر لیا۔ اور پھر نظر غور سے دیکھا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان نوروں کے بعد کچھ اور نور ہیں۔ جو تعداد میں ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن پہلے نوروں سے بہت کم روشن ہیں۔ اور پھر ان میں بھی بعض بعض سے روشن اور تاریک ہیں۔

اس کے بعد کیا دیکھتے ہیں۔ کہ شب تاریک کی طرح کی سیاہی نمودار ہوئی ہے۔ اور مثل سیل دریا کے ہر طرف سے بڑھتی چلی آتی ہے۔ تھے کہ اُس نے تمام کوہ و دشت کو پُر کر دیا۔ اور کیا دیکھتے ہیں۔ کہ یہ سیاہی نہیں ہے۔ بلکہ کچھ لوگ نہایت بُری صورت اور شکل کے ہیں۔ اودان سے سخت بدبو آ رہی ہے۔ پس یہ ماجرے دیکھ کر جناب آدم نہایت متحیر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اے غیبوں کے جاننے والے اور گناہوں کے بخشنے والے اور اے قدرت قاہرہ والے اور اے مشیت غالبہ والے۔ وہ کون مخلوق سعید اور بامد مرید ہے۔ کہ جس کو تو نے تمام عالم پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ اور وہ الزام برگزیدہ کون ہیں۔ جنہوں نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور اس کے گرد پردانوں کی طرح پھرتے ہیں۔ پس ارشاد ہوا۔ کہ اے آدم یہ نفوس قدسیہ تیرے اور ہر نیک بخت مخلوق کے لئے میری جناب میں وسیلہ ہیں۔ یہ وہ نفوس قادسہ و مقدسہ ہیں۔ کہ سب پر سبقت رکھنے والے ہیں۔ اور تمام مخلوقات کی دروزق و حیات و عمارت میں شفاعت کرنے والے ہیں۔ (اور ہر دوز حساب) گنہگاروں کے حق میں ان کی شفاعت مقبول ہے۔ اور یہ احمد ہے جو ان سب کا سردار ہے اور میری تمام مخلوقات کا سردار ہے۔ میں نے اپنے علم سے اُس کو برگزیدہ کیا ہے۔ اور اُس کے نام کو میں نے اپنے نام سے نکالا ہے پس میں محمود ہوں اور وہ محمد ہے۔ اور یہ اُس کا بھائی اور اس کا دمی ہے۔ اور اُس کی تقویت میں نے اُس سے کی ہے۔ اور میں نے اپنی تطہیر اور برکات کو اُس کی ذریت میں قرار دیا ہے۔ اور یہ میری کینزوں کی سردار ہے اور میرے احمد پیغمبر کی یادگار ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہما۔ اور یہ دونوں ان کے دو سیط اور دو دُور شاہزاد ہیں۔ اور یہ ذوات مقدسہ جن کے نوران کے نوروں میں داخل اور شامل ہو گئے ان کی ذریت میں اور ان کی یادگار ہیں اے آدم آگاہ ہو۔ کہ میں نے ان میں سے ہر ایک کو برگزیدہ بنایا ہے۔ اور ہر طرح کی آلائش سے ان کو پاک اور مطہر کیا ہے۔ اور ہر ایک پر اپنی برکت اور رحمت کو بھیجا ہے۔ اور اپنے علم سے میں نے ہر ایک کو اپنی مخلوقات کا امام بنایا ہے۔ اور اپنے شہروں والا ہوتی۔ ملکوٹی۔ جبروتی۔ ماسوتی اکا ان کو نور بنایا ہے۔

اور نظر کیا آدم نے۔ پس اُن سب کے آخر میں ایک شیخ (یعنی صورت نورانی) کو دیکھا۔ کہ وہ اس طرح اُس خلا میں روشن ہے جس طرح صبح کا ستارہ اہل دنیا کے لئے روشن نظر آتا ہے پس خداوند عالم نے فرمایا کہ اے آدم میں اپنے اس زندہ سعید سے اپنے مقتد بندوں کی طوقوں اور بیڑیوں کو قطع کروں گا۔

اور ان کو ہر طرح کے بار دنیاوی دشامان بتا دے بسکدوش کر دوں گا۔ اور زمین کو اس کے وجود کے ذریعہ سے مہربانی اور نرمی اور عدل سے پُر کر دوں گا جیسا کہ اُس کے ظہور سے پہلے تسادت قلبی اور جور سے پُر کر چکی ہوگی۔

اور نیز اسی حدیث شریف میں ہے کہ پھر اس جماعت نصار نے نے صحیفہ صلوٰۃ ابراہیم کی طرف رجوع کیا۔ پس اس میں مذکور تھا کہ خداوند عالم نے جناب ابراہیم کو تابوت آدم میراث میں عطا فرمایا جس میں تمام وہ علوم تھے جو خداوند عالم نے ملائکہ کو عطا فرمائے تھے۔ پس جناب ابراہیم نے اُس تابوت میں نظر کی۔ پس دیکھا کہ اُس میں بعد و انبیاء اولوالعزم و مرسلین کے خانے بنے ہوئے ہیں۔ اور دیکھا کہ سب کے آخر میں خانہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور ان کے دائیں طرف خانہ علی ابن ابی طالب علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ اور دیکھا کہ ایک شکل نہایت نورانی ہے جس کا دامن علی ابن ابی طالب نے پکڑا ہوا ہے اور اُس خانہ میں مرقوم تھا کہ یہ اُس کا بھائی اور اس کا دمی ہے۔ اور مزید ہے تاہید خدا سے۔ پس جناب ابراہیم نے عرض کیا۔ بارالہا یہ مخلوق شریف کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہ میرا بندہ میرا برگزیدہ فاتح خاتم ہے۔ اور یہ اس کا دمی اور وارث ہے عرض کیا فاتح خاتم کون ہے۔ ارشاد ہوا کہ محمد میرا برگزیدہ میری پہلی مخلوق اور میری سب سے بڑی حجت میری مخلوقات میں ہیں۔ میں نے اس کو اس وقت سے پیغمبر بنایا ہے جبکہ آدم مٹی اور جسد میں تھا۔ پس نظر کی ابراہیم نے۔ پس کیا دیکھتے ہیں کہ بارہ صورتیں نہایت مقدس اور خوش شکل ہیں جن کے حسن جمال سے ثریب ہے کہ زور چمکے۔ پس بارگاہ ذوالجلال میں عرض کیا۔ بارالہا مجھے ان صورتوں کے نام بتلائے جو پہلی دو صورتوں محمد و علی سے مقرون ہیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ارشاد ہوا کہ یہ میری کینز اور میرے حبیب کی یادگار ہے۔ اس کا نام فاطمہ صدیقہ زاہرہ ہے اور میں نے اس کو اس کے خلیل کے ساتھ قرار دیا ہے۔ اور میرے پیغمبر کی ذریت کا سلسلہ اس سے قائم ہوگا۔ اور یہ دو حسین ہیں علیہما السلام۔ اور یہ علی بن الحسین زین العابدین ہے۔ اور یہ محمد بن علی باقر العلوم ہے۔ اور یہ جعفر بن محمد ہے۔ اور یہ موسیٰ بن جعفر ہے۔ اور یہ علی بن موسیٰ ہے۔ اور یہ محمد بن علی ہے۔ اور یہ علی بن محمد ہے۔ اور یہ حسن بن علی ہے۔ اور یہ میرا کلمہ ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے میں اپنی رحمت کو شہروں میں منتشر کروں گا اور اپنے دین کو ظاہر کروں گا۔ اور اپنے بندوں کو بعد اُن کے بالوں ہر جانے کے اس کے ذریعہ سے فرماں دشاداں و آباداں کروں گا۔ حتیٰ کہ یغیردنتی کلاش کوئی بی شیداء الخ۔ پس اس مقام میں اس حدیث شریف کا مضمون کافی ہے۔ اور یہ وہ

حدیث ہے جس کو ابن طاووس نے اصل کتاب عمل ذی الحجۃ حسن بن اسماعیل بن اثناس سے نقل کیا ہے۔ اور وہ مشہور تہذیب ہے۔ اس سے توجیہ القاب خوب ظاہر ہو گئی ہے۔

(۱۵۳) مثلاً ہے۔ اور یہ بھی اسمائے حسنہ میں سے ہے۔ اور لقب یہ باسما میں اس کی توضیح ہوگی۔ انشاء اللہ

(۱۵۴) مورتور ہے۔ کئی ایک حدیثوں میں حضرت کو اس لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اور مورتور بلال الدین وہ شخص ہے جس کے والد کو قتل کیا گیا ہو۔ اور اس کا بدلہ نہ لیا گیا ہو۔ اور مجلسی فرماتے ہیں کہ مراد والدین سے یا حضرت عسکریؑ ہیں یا امام حسینؑ ہیں۔ یا جنس والد مقصود ہے۔ جو تمام ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شامل ہے۔ اور بدیہی ہے کہ اب تک کسی امام کے خون کا بدلہ نہیں لیا گیا ہے۔ اور ذرۃ امامت حضرت عجلت تک پہنچ چکا ہے۔ پس حق تبار بھی حضرت کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ اس لئے جب ظہور فرمائیں گے۔ تو اپنے تمام آباؤ اجداد کا بدلہ لیں گے۔ نہیں بلکہ کل انبیاء و مرسلین کے ولی تبار ہیں۔ کیونکہ وارث تمام انبیاء و مرسلین ہیں۔ پس تمام مظلومین مقتولین و ذلین و آخرین کا بدلہ لیں گے۔ جیسا کہ دعاء ندبہ میں صریحاً مذکور ہے۔ اس لئے حضرت تمام سلسلہ علیہ السلام کے مورتور ہیں۔ چنانچہ غیبت نعمانی میں جناب صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت نے ابراہیمؑ سے فرمایا: اے ابامحمد! بالتحقیق کہ قائم آل محمد مورتور خشتناک خروج فرمائیں گے۔ اُن کے جسم مبارک پر رسول اللہ کا احد کے دن کا خون آلودہ رہا ہوگا۔ جس کا تذکرہ لقب وارث میں آئے گا۔

(۱۵۵) مورتور ہے۔ اور اس کی پوری تحقیق باب اول میں آچکی ہے۔ کہ مدبر عالم اس وقت وہی جناب ہیں۔

(۱۵۶) مامور ہے اور (۱۵۷) متفرد ہے۔ جس کے معنی ترانا کے ہیں۔ کیوں کہ حضرت سے بہت سے عجائبات قدرت الہیہ کے ظہور ہوں گے۔ اس واسطے کہ گویا وہ جناب عین قدرت الہی ہوں گے۔ پس اس لقب کا اطلاق ویسا ہی ہے جیسا کہ عدل و قسط کا ہے۔

(۱۵۸) مامول ہے۔ جس کے معنی اُس شخص کے ہیں جس کی لوگوں کو امید ہو۔ چنانچہ غیبت نعمانی میں جناب صادقؑ سے مروی ہے کہ بعد ذکر کرنے علامات ظہور کے ہوشاد فرمایا: کہ اس وقت اُسے قائم مامول اور امام مجہول الخ۔ اور غیبت فضل میں سلطان مامول ہے۔ اور زیادت مامولہ و انجباب میں ہے۔ السلام علیک ایہا الامام المامول۔ جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ اور مصباح شیخ طوسیؒ

وغیرہ میں عاصم بن حمید سے مروی ہے کہ فرمایا جناب صادقؑ نے اور ذکر کیا ایک عمل کا جو حاجت طلب کرنے کے لئے بتلایا تھا۔ اور وہ عمل روزہ رکھنا ہے بڑھا اور حجرات اور جہد کا۔ اور غسل کرنا ہے۔ اور پاکیزہ لباس پہننا ہے۔ اور مکان کی چھت پر جا کر دو رکعت نماز ادا کرنا ہے۔ اور ایک عاکا پڑھنا ہے جس کے چند فقرے یہ ہیں کہ اے پروردگار میں تیری جناب میں اس امام غائب اور بقیہ باقی کے ساتھ تقرب چاہتا ہوں۔ جو اپنے دوستوں میں مقیم ہے۔ جس کو تو نے اپنے نفس کے لئے پسند فرمایا ہے۔ جو یکتا و طاہر ہے۔ فاضل ہے خیر ہے۔ نوروزین ہے عبادت میں ہے۔ اور اس امت مرحومہ کا مامل اور سردار ہے۔ نیکوں کا حکم دینے والا ہے۔ برائیوں سے منع کرنے والا ہے۔ ناصح امین ہے اور انبیاء و مرسلین کی طرف سے دین الہی کا پہنچانے والا ہے۔ اور خاتم اوصیاء جناب طاہرین ہے۔ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ۛ

(۱۵۹) مقرر ج اعظم ہے۔ اور مسعودی نے اثبات الوصیہ میں اور حصفینی نے اپنی کتاب میں جو ہدایہ کے علاوہ ہے جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب تمہارا عالم تم سے غائب ہو جائے۔ پس منظر مقرر ج اعظم کے ۛ

(۱۶۰) مضطر ہے۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں جناب صادقؑ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ مجیب المصطر اذا دعاکدیکشف السوء ویجلبکم خلقاء الادھیق کی۔ کہ یہ آیت حضرت قائمؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم ہے کہ مضطر وہی جناب میں۔ جب وہ جناب دو رکعت نماز مقام ابراہیم میں پڑھیں گے۔ اور اللہ سے دعا کریں گے پس خداوند عالم ان کی دعا کو قبول فرمائے گا۔ اور ان کے آیام مصائب کو دور کرے گا۔ اور ان کو اپنی تمام زمین کا خلیفہ بنائے گا۔ اور شیخ شرف الدین کی تادل الآیات میں جناب امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ حضرت نے آیہ مذکورہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ یہ آیت قائم آل محمدؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جب حضرت خروج فرمائیں گے تو عمامہ مبارک سر پر رکھیں گے۔ اور مقام ابراہیم میں نماز پڑھیں گے اور اپنے پروردگار کی جناب میں تضرع اور انکسار سے دعا کریں گے۔ پس ان کا کوئی غلم واپس نہیں لے گا۔ یعنی جہاں حضرت اپنا لشکر روانہ کریں گے ظفر یاب ہوں گے۔ اور نیز جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب قائم خروج کریں گے تو مسجد الحرام میں داخل ہوں گے۔ اور منہ خانہ کعبہ کی طرف ہرگا اور پشت مبارک مقام ابراہیم کی طرف۔ پس دو رکعت نماز ادا فرمائیں گے۔ اور کھڑے ہو کر ارشاد فرمائیں گے۔ ایسا الناس میں آدم سے زیادہ شہرت رکھتا ہوں یہ نسبت اور

انحرز ہر۔ ولن انتصر بعد ظلمہ فادلک مکلفہ من مسیبل چنانچہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ جب قائم خروج فرمائیں گے۔ تو وہ جناب ادا ان کے اصحاب۔ بنی امیہ اور کذاہین اور ناصیین سے بد لیں گے۔ اور بظاہر یہی صحیح ہے۔
(۱۶۳) المصباح الشدید الضیاء ہے۔ چنانچہ لقب بہت دشتم میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

(۱۶۴) ناظر صور ہے۔ اور صور قرنا اور زرنگے کو کہتے ہیں۔ جس میں پھونکتے ہیں۔ نسبت نعمانی میں جناب صادق سے مروی ہے۔ کہ حضرت نے تفسیر آیہ تہ لیفہ فاذا انقضا فی التاقوس میں فرمایا۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارے امام قائم الزمان کے قلب مبارک میں خداوند عالم اقامہ فرمائے گا۔ کہ اب تم خروج کرو جب خداوند عالم کا منشاء ہو گا۔ پس وہ جناب ظاہر ہوں گے اور امر خدا کے ساتھ خروج فرمائیں گے۔ اور تفسیر سیاری میں اسی جناب سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے آیہ نہ کہ وہ میں کہ پھونکا جائے گا گوش مبارک قائم میں اور حضرت کو اذن خروج دیا جائے گا۔ اور مسعودی کی اثبات الوصیہ میں مفصل بن عمر سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے جناب صادق سے سوال کیا تغیر جابر کی نسبت۔ پس فرمایا حضرت نے کہ کسی بیوقوف کو اس کی خبر مت دو۔ ورنہ وہ رازناش کر دیں گے۔ کیا تو نے کتاب خدایں میں نہیں پڑھا۔ فاذا انقضا فی التاقوس بالتحقیق کہ ہم میں سے ایک امام پوشیدہ ہو جائے گا۔ پس خداوند عالم اداہ فرمائے گا۔ کہ اپنے امر کو ظاہر ہے۔ تو اس کے قلب میں اقامہ فرمائے گا۔ پس وہ جناب ظاہر ہوں گے۔ اور اقامہ امر الہی فرمائیں گے۔

(۱۶۵) ناطق ہے۔ مقتضب الاثر میں ایک طولانی حدیث میں جو رسول اللہ نے سلمان فارسی سے بیان فرمائی تھی۔ اور جس میں حضرت نے ائمہ طاہرین کے اسماء مبارکہ بیان فرمائے تھے حضرت نے فرمایا۔ کہ حسن بن علی عاصمت امین عسکری ہے۔ اور اس کا فرزند حجت الشہاب الحسن المہدی الناطق اور قائم بحق اللہ ہے۔

اور زیارت عاشور میں بردایت ابن قولویہ مذکور ہے۔ جان یزد قتی ثار کد مع امام مہدی ناطق کد اور بردایت شیخ طوسی امام مہدی ظاہر ناطق مدیکہ ہے۔ اور ناطق ہونا اس جناب کا ظاہر ہے۔ کیونکہ ان کے آباد طاہرین علوۃ اللہ علیہم اجمعین اسرار الہی اور معارف اور حکم کے بیان کرنے کے لحاظ سے بہ نسبت اس جناب کے گویا خاموش تھے۔ بہت سے احکام خوف اعداء سے پردہ خفایں رہ گئے۔ اور ان کو بیان کرنے کا موقع نہ ملا۔

اور محمد بن طلحہ شافعی فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو بطین اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ جنابُ مُطْبِق تھے۔ یعنی اُن اسرار اور علوم کو جو رسول اللہ نے بتلائے تھے پر شیدہ کرنے والے تھے۔ کہ کسی سے بیان نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اُن کا متحمل اُن کو نہیں تھا۔ پس یہ تمام علوم اور اسرار ایسے بطور خزانہ کے وجود امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔ کہ اُن کی زبان مبارک سے لوگوں تک پہنچیں گے:

اور دعاءِ ماہِ مبارک رمضان میں ہے۔ کہ خدایا اپنے دین اور اپنے اُس پیغمبر کی سنت کو ظاہر فرما۔ کہ کوئی حق بات کسی کے خوف سے پوشیدہ نہ رہ جائے۔ اور فیضِ نطق بالحق بلا خوف اسی جناب سے مخصوص ہے:

(۱۶۶) مہار ہے۔ شیخ فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں جناب امام محمد باقر سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ عمارتِ اعمور ہدائی نے جناب امام حسین کی خدمت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسول میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھے اس آیت کی تفسیر بتلائیے۔ وَالشَّمْسُ بَضْبُهَا نُورًا۔ لے عمارت اس سے مراد وجودِ پیغمبر ہے۔ پھر عرض کیا۔ میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَمَّحَا۔ سے کیا مراد ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اس سے وجود امیر المومنین علی ابن ابی طالب مراد ہے۔ کہ وہ جنابِ بدیعِ شمس نور محمدی کے اپنے نور سے عالم کو متور کرنے والے ہیں۔ جس طرح شمس آسمانی کے بعد قمر عالم کو روشن کرتا ہے۔ پھر عرض کیا۔ وَالنَّجْمُ إِذَا اجْلَدَا۔ سے کیا مراد ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اس سے مراد وجود قائم ہے۔ کہ روشن کریں گے زمین کو عدل و داد سے:

اور تفسیر علی بن ابراہیم میں جناب باقر سے مروی ہے۔ کہ حضرت نے تفسیر میں آیہ شریفہ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَىٰ کے ارشاد فرمایا کہ شب سے مراد یہاں پر وہ شخص ہے کہ جس نے نور امیر المومنین کو اپنی حکومت میں پوشیدہ کر دیا۔ اور خداوند عالم نے امیر المومنین کو ارشاد فرمایا کہ اُن کی حکومت میں صبر کریں حتیٰ کہ اُن کا نہ مانہ ختم ہو۔ وَالنَّهْمُ إِذَا تَجَلَّىٰ فرمایا کہ ان راتوں کی تان بیکوں کا دور کرنے والا ہمارا قلم ہوگا۔ کہ جب وہ جناب خورشیدِ قمرائیں گے تو تمام باطل و دوتوں کو مغلوب کر دیں گے۔ اور قرآن مجید میں خداوند عالم نے مثالیں بیان کی ہیں۔ اور اُن مثالوں سے مخاطب کیا ہے۔ لیسے پیغمبر کہ اور اُن کے اوصیاء کو۔ پس ہمارے سرا کوئی شخص نہیں جان سکتا کہ ان مثالوں سے کون لوگ مقصود ہیں اور اس کی توضیح و اشراق ت الارض بنو سید بھیا سے ظاہر ہے:

(۱۶۷) نفس ہے۔ اور مراد بظاہر نفسِ امارت ہے جس طرح کہ زیارتِ ششم میں جناب امیر کو

نفس اللہ کہا گیا ہے۔ اور وہ تسمیہ ظاہر ہے۔

(۱۶۸) نور آل محمد ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور یہ لقب حضرت کا اکثر احادیث اور آیات قرآنیہ میں مذکور ہے۔ چنانچہ آیہ شریفہ واللہ معہم قوسہ میں نور سے مراد حضرت کا وجود مبارک ہے۔ اور اسی طرح آیہ مجیدہ والذی تشرق الارض من نورھا میں نور رب سے مراد نور انام زمان ہے۔ کیوں کہ رب الارض وہی جناب ہیں۔ چنانچہ حضرت کی ایک زیارت میں ہے۔ نور الانوار الذی تشرق بہ الارض عما قلیل۔

اور غایۃ المرام وغیرہ میں جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا۔ پس کیا دیکھتا ہوں۔ کہ امیر المؤمنینؑ انگشت مبارک سے کچھ لکھ رہے ہیں اور مسکراتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا امیر المؤمنین آپ کیوں مسکراتے ہیں؟ ارشاد فرمایا۔ کہ لوگ اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت سے بے بہرہ ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ وہ کونسی آیت ہے یا امیر المؤمنین۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ السموات والارض الخ مثل نورہ مشکوٰۃ مشکوٰۃ سے مراد وجود پیغمبر ہے۔ فیہا مصباح سے مراد میرا وجود ہے۔ الزحاجۃ سے مراد حسینؑ ہیں۔ کانھا کوکب دری سے مراد علیؑ ابن الحسینؑ ہے۔ یوقد من شجرة مبارک سے مراد محمدؐ بن علیؑ ہے۔ ذیتونہ سے مراد جعفرؑ بن محمدؐ ہے۔ کاشرقیۃ سے مراد موسیٰ بن جعفرؑ ہے۔ دلائر بیتیہ سے مراد علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ ہے۔ یکاد زیتھا یضئ سے مراد محمدؐ بن علیؑ ہے۔ ولولہ تمسہ نار سے مراد علیؑ بن محمدؐ ہے۔ نور علی قوس سے مراد حسنؑ بن علیؑ ہے۔ یحیی اللہ بنورہ من یشاء سے مراد قائم مدئی ہے صلوة اللہ وسلامہ علیہما جمیعین اور یاد رہے کہ اس آیہ مبارکہ نور کی تفسیر میں تقریباً ستر حدیثیں وارد ہیں۔ اور دراصل اپنے اپنے محل کے لحاظ سے سب صحیح ہیں۔ لہذا شبہ نہ ہو۔ کہ مشکوٰۃ نور جناب سیدہ کو بھی کہا گیا ہے۔ اور اسی طرح اور کلمات کی تائید میں ایک ایک آیت قرآنی کے ساتھ سات بطن ہیں بلکہ ستر بطن۔ ولا یعلم تاویلہ الا اللہ۔

اور اکثر احادیث معراج میں مذکور ہے۔ کہ نور حضرت مجت عالم ظلال میں درمیان انوار اشباح اند علیہم السلام کی مانند ستارہ درخشاں کے ہے درمیان تمام ستاروں کے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ مثل ستارہ صبح کے درخشاں ہے۔

(۱۶۹) نور الاصفیاء ہے۔ (۱۷۰) نور الاتقیاء ہے۔ ان دونوں سند اٹھائیسویں

لقب میں گزرتی ہے :

(۱۶۱) بحکم ہے۔ چنانچہ ذخیرہ میں اس کو حضرت کے اُن اسماء سے اِشمار کیا ہے جو قرآن میں مذکور ہیں :

(۱۶۲) تاجیہ مقدسہ ہے۔ چنانچہ جناب انخلود میں بیان کیا ہے۔ کہ نہ مانہ تعیہ میں حضرت کو کبھی اس نام سے بھی لقب کرتے تھے :

(۱۶۳) واقیثہ ہے۔ اسی جنات انخلود میں مذکور ہے کہ یہ لقب حضرت کا کتب سادہ میں ہے جس کے معنی ہیں دیر تک نائب رہنے والا۔ اور تاریخ عالم آباد میں مذکور ہے کہ حضرت کا نام توریت میں واقیثہ لکھا ہے :

(۱۶۴) وثر ہے جس کے معنی ہیں یکتا اور طاق اور فرد کامل۔ اور متفرد کمالات و فضائل میں وہ کمالات و فضائل جو نوع بشر کے لئے ممکن ہیں۔ اور متفرد خصائص اور کمالات الہیہ ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہو گا۔ کہ حج اشدر میں سے کوئی بھی اُن کے سامنے حضرت سے پہلے سرفراز نہیں ہوا ہے :

(۱۶۵) وثر ہے۔ اور زیارت میں وارد ہے۔ السلام علی وجه اللہ المتقلب بین اظہر عبادہ۔ اور یہ لقب بھی تمام معصومین میں مشترک ہے :

(۱۶۶) ولی اللہ ہے۔ یہ لقب حضرت کا احادیث میں بار بار آیا ہے۔ اور رواۃ کی زبان پر تو یہی لقب زیادہ آیا ہے۔ اور لقب ید باسط میں آئے گا۔ کہ خداوند عالم نے شب معراج میں فرمایا کہ وہ یعنی قائم علیہ السلام میرا سچا ولی ہے۔ اور تھرا کی کفایتہ الاثر میں رسول خدا سے مروی ہے کہ جب ہمارے قائم علیہ السلام کا وقت خروج آنے کا۔ تو اس کے لئے ایک تھرا ہوگی جس پر غلات ہوگا پس وہ تھرا مان کر اُفاز دے گی۔ کہ اٹھ لے ولی اللہ اور دشمنان خدا کو قتل کر۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت کا علم بھی یہی آواز دے گا۔ اور یہ لقب بھی اقاب مشترک سے ہے :

(۱۶۷) وارث ہے۔ خطبہ غدیریہ میں رسولی خدام نے فرمایا ہے۔ الا واثق وارث کل علم والحق یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ جناب وارث علوم و کمالات اور مقامات اور کمالات جنات تمام انبیاء اور اوصیاء اور اپنے آباء طاہرین علیہم السلام جمعین کے ہیں :

اور بفضلِ نبی کی ایک طوفانی حدیث میں ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا کہ جب حسنی سید کا شکر کوہ میں پہنچے گا۔ ترسی اپنے شکر سے جدا ہوگا۔ اور حضرت ہمدی علیہ السلام بھی اپنے شکر سے

عباد ہوں گے۔ پس یہ دونوں بزرگوار دونوں شکروں کے مابین کھڑے ہوں گے۔ پس حتیٰ اُس جناب سے کہے گا کہ اگر تم ہندی آل محمد ہو۔ پس کہاں ہے تمہارے جد رسول اللہ کا عصا مبارک اور اُن کی انگشتری اور چادر اور زہ جس کا نام ناضل ہے۔ اور عمار جس کا نام سحاب ہے۔ اور گھوڑا جس کا نام مربع ہے۔ اور اُونٹنی جس کا نام غضب ہے۔ اور استر جس کا نام دلدل ہے۔ اور عمار جس کا نام بغیر ہے۔ اور اُونٹ جس کا نام براق ہے۔ اور وہ قرآن جس کو امیر المؤمنین نے باقرتیب جمع کیا تھا۔ پس حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ترجمی نکالیں گے جس کو سقط کہتے ہیں۔ پس اُسی میں وہ تمام چیزیں موجود ہوں گی۔ مفضل نے عرض کیا۔ اے مولائے من کیا اُسی ایک سقط میں یہ تمام چیزیں موجود ہوں گی۔ فرمایا۔ ہاں خدا کی قسم یہی نہیں بلکہ تمام انبیائے سابقین کے تبرکات موجود ہوں گے۔ تختے کہ عصائے آدم اور آلات بخاری نوح اور ترکہ ہود و صالح اور مجموعہ ابراہیم اور صالح یوسف اور کمال فیحبت اور ان کا اکینہ اور عصائے موسیٰ اور وہ تابوت جس میں تبرکات آل موسیٰ و ارون ہیں جس کو ملا کہ اٹھاتے ہیں۔ اور زہ و اود اور عصائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاتم سلیمان اور اُن کا تاج اور رمل عیسیٰ اور تمام پیغمبروں کی میراث اُسی ایک سقط میں ہرگی مفصل بحار میں دیکھو۔

اور شیخ ابو الفتح رازی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ کہ یہ بات دونوں صدقون امام محمد باقر و امام جعفر صادق (ع) سے پہنچی ہے۔ کہ تابوت سکینہ اور عصا موسیٰ دریا ئے بلرستان میں ہے۔ اور اُن کو زمانہ حضرت حجت میں وہاں سے نکالیں گے۔ اور غیبت نعمانی میں جناب صادق سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ عصا موسیٰ اس درخت کی شاخ کا تھا۔ جو بہشت میں بویا گیا تھا۔ پس جناب موسیٰ مدین کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اُن کو جبریلؑ نے وہ عصا لا کر دیا۔ پس یہ عصا اور تابوت حضرت آدمؑ دریا ئے بلرستان میں ہیں۔ اور بوسیدہ اور متغیر نہیں ہوں گے حتیٰ کہ قائم آل محمدؑ اُن کو نکالیں گے جبکہ خروج فرمائیں گے۔ اور چند حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ کہ اصلی آسمانی کتابیں غار انطاکیہ میں ہیں۔ اور اُن کو حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام نکالیں گے۔

اور غیبت فضل بن شاذان میں جناب امام محمد باقرؑ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرت نے کہ سب سے پہلے جو کام حضرت قائم کریں گے وہ یہ ہوگا۔ کہ ایک شخص کو انطاکیہ میں روانہ کریں گے۔ پس وہاں سے تورات کو اُس غار سے نکالیں گے جہاں کہ عصا موسیٰ اور سلیمان کی انگشتری ہے۔

اور غیبت نعمانی میں جناب صادق سے مروی ہے۔ کہ حضرت نے یعقوب بن شعیب سے فرمایا۔ کہ آیا میں تمہیں بجاؤں۔ کہ تائم آل محمد کس پیراہن میں خروج فرمائیں گے۔ اُس نے عرض کیا۔ ہاں اے فرزند رسول۔ پس حضرت نے ایک جزوان طلب کیا۔ اور اس کو کھولا اور اس میں سے ایک کہ پاس کا پیراہن نکالا۔ پس اس کی بائیں آستین پر کچھ خون لگا ہوا تھا۔ پس فرمایا۔ کہ یہ پیراہن رسول خدا کا ہے۔ اور جب حضرت کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ تو یہی پیراہن حضرت کے جسم اقدس پر تھا۔ پس اسی پیراہن میں حضرت تائم علیہ السلام خروج فرمائیں گے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے اُس پیراہن خون آلود کو چوما اور اپنے ستر پر رکھا۔ پس حضرت نے اُس کو تکر دیا اور رکھوا دیا۔

اور اسی غیبت نعمانی اور کافی میں مروی ہے۔ کہ فرمایا۔ حضرت نے کہ باہر جانے کا حضرت صاحب الامر دینے سے مکہ کی طرف در آنحالیکہ میراث رسول خدا اُس کے ہمراہ ہوگی۔ راوی نے پوچھا۔ میراث رسول خدا کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ شمشیر رسول خدا اور زہ اور حمامہ اور عصا مبارک اور تمام ہتھیار اور زین۔ اور آئینہ مجیدہ و لقد کتبنا فی الزبور بعد الذکر ان لا یرضی بہ شیء الا بالصلوٰۃ کی تفسیر میں ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ وراثت نامہ کاملہ اسی جناب کے لئے ہے۔ اور اسی جناب کے ہاتھ پر ظہور ہوگا۔ پس بلا شک و شبہ وراثت علی الاطلاق وہی ہیں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

✓ (۱۷۸) ہادی ہے۔ تالیف جھنڈی باب القاب ائمہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت تائم آل محمد کا لقب ہادی اور مدئی ہے۔ اور احادیث اور دعائوں اور زیارات میں تو حضرت کو اس لقب سے مکرر یاد کیا گیا ہے۔ اور مسلمات سے ہے کہ خداوند عالم کسی کو ہادی خلق نہیں بناتا اور اُن کے لئے نہیں بھیجتا بلکہ وعدہ بھی نہیں کرتا کہ اُس کے کام کو منتہی تک پہنچائے گا۔ مگر اس وقت جبکہ وہ شخص اندرون حقیقت ہدایت یافتہ ہو۔ یعنی اُس کی فطرت و ماہیت کو خداوند عالم نے ہدایت کیا ہو۔ اور تمام اسرار حقیقت اور حقانیت کے دروازے اُس پر کشادہ کر دئے گئے ہوں۔ اور ہر مقصد کو پہنچا دیا گیا ہو۔ اور متعدد ہدایت ہو چکا ہو۔ پس جس شخص کو خداوند عالم نے ہادی بنایا ہے چاہئے۔ کہ وہ ہدی ہو یعنی ہدایت یافتہ از جانب خدا اور اس کو ہدی کا خطاب اس لئے دیا گیا ہو کہ وہ ہدایت کے اُن مدارج علیا پر فائز ہو چکا ہے۔ کہ اب وہ جناب اقدس الہی کی طرف سے خلق کا ہادی ہو سکتا ہے۔ اور ہر شخص کو صراطِ مستقیم پر اُس کی استعداد کے موافق پہنچا سکتا ہے۔ پس اس لحاظ سے جائز ہے کہ ہادی کی تفسیر ہدی سے کی جائے اور ہدی کی ہادی سے جیسا کہ لقب ہدی میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ جب لوگوں نے جناب صادق سے ہدی کے معنی دریافت

کئے۔ تو ارشاد فرمایا کہ ہمدی وہ شخص ہے جو لوگوں کو ہدایت کرے الخ۔ یعنی وہ ہمدی جس کو خداوند عالم نے ہمدی کہا ہے۔ وہ وہ شخص ہے۔ کہ اُس کا منجانب اللہ ہدایت پانا اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ کہ اب وہ خداوند عالم کی طریقت سے مخلوقات کو ہدایت کر سکتا ہے۔ افسن بھدی الی الحق احق بان یتبع امن لا یجھدی الا ان یجھل فما لکم کیف تحکمون کیا وہ شخص جو ہادی سے الحق ہے سزاوار

اتباع ہے یا وہ شخص جو خود محتجج ہدایت غیر ہے۔ یہ کیسا عجیب حکم ہے۔ جو خود ہدایت یافتہ نہیں۔ وہ ہادی ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ ہادی دراصل وہی ہے۔ جو منجانب اللہ ہدایت یافتہ بلکہ مجسمہ ہدایت اور سرسرمہدی ہو۔

صاحب نجم ثاقب فرماتے ہیں کہ ہمدی کی تفسیر ہادی سے کرنے میں جو اشکال پیدا ہوتا ہے وہ یا اسی اشکال ہے جو لقب امیر المومنین میں پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ معانی الاخبار اور علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے سوال کیا کہ امیر المومنین کو امیر المومنین کیوں کہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اِنَّهُ یُحْیِی الْعِلْمَ یعنی وہ جناب لوگوں کے لئے علم کو کھانا لاتے ہیں۔ کیا تم نے کتاب خدا کو نہیں سنا دغیر اعلنا اور وہ اشکال کی یہ ہے کہ میٹر چھب کے معنی کھانا لانے کے ہیں ماری میٹر سے بخور ہے۔ اور امیرا مریا مری سے ہے جس کے معنی حکم دینے والے کے ہیں پس بعضوں نے اس کی یہ توجہ کی ہے۔ کہ یہ بروہ قلب ہے اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ امیر میٹر صیغہ واحد محکم فعل مضارع ہے جس کے معنی کھانا لاتا ہوں۔ اور خود حضرت نے یہ کلام فرمایا ہے۔ پس مشہور ہوا۔ جیسا کہ تَابُطُ شَيْءٍ مشہور ہوا۔

اور تیسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ امیر دنیا امیر اس لئے ہیں کہ وہ اپنے خیال میں لوگوں کے جلب طعام کے متکفل ہیں۔ اور امیر المومنین چرکہ لوگوں کی فزائے روحانی یعنی علم لانے کے متکفل ہیں جو سبب حیات جازدانی ہے اور قوت روحانی ہے۔ اور علاوہ اس بزرگ کام کے جلب طعام دنیاوی میں بھی امرادیوی کے مشارک ہیں۔ اس لئے امیر المومنین میں۔ علامہ مجلسی نے اس وجہ کو بہت پسند فرمایا ہے۔ لیکن بہتر وہی ہے جو ہم نے تفسیر ہمدی میں بیان کیا ہے۔ کہ امارت جانب پروردگار سے نہیں حاصل ہوتی مگر بعد تکمیل اور استعداد اور حصول مایج علیہ کے کہ جو شخص جس چیز کا محتاج ہو۔ اُس کو اُس کی تعلیم سے سکے۔ پس بہت تک کہ خود عالم ماسخ اور غافل کامل نہ ہوگا۔

سند امارت الیہ پر ہرگز نہیں بیٹھ سکتا۔ پس جس شخص کو خداوند عالم ہمدی کہے۔ چاہئے کہ وہ ان تمام مایج کو کھائے۔ اسی طرح جس کو امیر المومنین کہے۔ وہ بھی تمام علوم و کمالات الیہ پر حاوی ہو۔

میں اپنے ہی اسناد سے حاجب بن سلیمان بن صوری السدوسی سے روایت کرتے ہیں کہ اُس کا بیان ہے کہ
 ”میں نے بیت المقدس میں عمران بن خاتان سے ملاقات کی جو منصر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ پس اُس
 نے یہود کے ساتھ مباحثہ کیا تھا اُس بیان اور اُس علم سے جس کا وہ عالم تھا۔ پس یہود انکار نہیں کر سکتے تھے
 جو کچھ وہ کہتا تھا اُن کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ اُس نے تورات میں سے رسول اللہ اور اُن کے اوصیاء کی
 پیش گوئیوں کو بیان کیا تھا۔ پس یہ شخص ایک روز مجھ سے کہنے لگا کہ اے ابامونج ہم تورات میں تیرے نام
 پاتے ہیں۔ جن میں سے ایک محمد ہے۔ اور بارہ نام اُن کے اہل بیت کے ہیں جو اُن کے خلفاء ہیں۔ اور یہ سب
 تورات میں مذکور ہیں۔ لیکن اُن کے بعد اُن کے خلفاء میں سے کوئی بھی قبیلہ نیم وعدی اور بنی امیہ میں سے
 نہیں ہے۔ سب اُن کے اہل بیت میں سے ہیں۔ پس میں گمان کرتا ہوں کہ یہ اہل تثنیہ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ حق
 ہے۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے اُس سے کہا۔ مجھے بھی بتا دے کہ وہ نام کون کون سے ہیں۔ اُس نے کہا۔
 یوں نہیں بتاؤں گا۔ مجھے ہمدیشاق خداوندی ہے۔ کہ کسی شیعہ کو خبر مت کرنا۔ اُن ناموں کی جو میں تمہیں
 بتاؤں گا۔ ورنہ اُنہی ناموں کو پیش کر کے مجھے مغلوب کریں گے۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اس بات سے
 کیوں ڈرتا ہے۔ یہ لوگ یعنی بنی عباس تو بنی ہاشم سے ہیں۔ تب اُس نے کہا۔ کہ ان لوگوں کے ناموں میں
 سے بھی کوئی نام اُن میں نہیں ہے۔ تو وہ سب سب قرظندان محمد سے ہیں اور اُس کی یادگار یعنی ناطقہ ہر اکی ذریت ہے۔
 راوی کہتا ہے۔ کہ پھر میں نے اُس کو عہد و بیان دیا۔ کہ میں ہرگز کسی سے بیان نہیں کروں گا
 تب اُس نے کہا۔ کہ ایک بات اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ اگر میں تجھ سے پہلے فوت ہو جاؤں۔ تو تجھ کو
 اجازت ہے کہ ان کو بیان کرے۔ اور میری زندگی میں تجھ کو جائز نہیں ہوگا۔ کہ کسی سے بیان کرے۔
 پھر حال اُس نے کہا۔ کہ وہ اسماء مبارکہ یہ ہیں۔ شہوعل۔ شہامیشکو۔ وحی برحق۔ شہوعل
 ہمامدیشم۔ شہوعل۔ یسٹم۔ بولید۔ دبشیرالحوی۔ فوٹم لوم۔ کوڈو۔ علان کاندو
 دھوکا۔ یہ نقل مطابق اصل ہے۔ قلعی اور صحت کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور پوشیدہ نہ رہے۔
 کہ تورات کبھی تو صرف انہی پانچ جھوٹوں کو کہتے ہیں جو جناب موسیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ اور کبھی تمام
 صحف انبیاء کو کہتے ہیں۔ جن کو عہد عتیق بھی کہتے ہیں۔

(۱۸۲) یعسوب الدین ہے۔ غیرت شخ طوس میں جناب امام جعفر صادق سے مروی

ہے کا میر المومنین علی ابن ابی طالب فرمایا کرتے تھے کہ لوگ ہمیشہ خسارے میں ہیں جب تک کہ

وہ زمانہ آنے کو لوگ اٹھ کھڑے ہیں۔ یعنی نام خدا لیا جائے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ یحییٰ بن مریم مع اپنے تبرع و انصار کے خروج کریں گے۔ اور جب وہ زمانہ آئے گا۔ تو خداوند عالم ایک گروہ کو اطراف زمین سے اُن کی خدمت میں پہنچائے گا۔ پس وہ لوگ مختلف مقامات سے اس طرح آئیں گے جس طرح بادل گما بگڑا دھڑکتا ہے۔ سمجھا کر ہیں اُن کے ناموں کو جانتا ہوں اور اُن کے قبیلوں کو جانتا ہوں۔ اور اُن کے امیر کو جانتا ہوں۔ اور اُن کو خداوند عالم جس طرح چاہے گا اُن کے مکانات سے اُٹھائے گا۔ کسی قبیلہ سے ایک آدمی کسی سے دو کسی سے تین کسی سے چار۔ کسی سے پانچ۔ کسی سے چھ کسی سے سات۔ کسی سے آٹھ اور کسی سے نو۔ پس تمام آفاقی عالم سے نین التوریت آدمی موافق تعداد شجاعان بدر حضرت قائم آل محمد کی خدمت میں جمع ہو جائیں گے۔ پس یہی مقصد ہے خداوند عالم کا آیہ مجیدہ ہے۔ اَیُّمَاتُکُمْ مَّا یَا تِ بِکُمْ اللہ مَجِئُ اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ترجمہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں ہو گے خداوند عالم تم سب کو اکٹھا کر دے گا۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ حتیٰ کہ اُن میں سے اگر کوئی شخص گھٹنوں میں ہاتھ ڈالے بیٹھا ہوگا۔ تو خداوند عالم اس کے ہاتھ کھولنے سے پہلے اُس کو حضرت کی خدمت میں پہنچائے گا۔ اور اس حدیث کے پہلے حصہ کو سید رضی نے کتابہ منجی البلاء میں نقل کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے۔ عَاذًا کَانَ ذٰلِکَ خَرِبَ یَعْسُوْبُ الدِّیْنِ بِذٰلِکَ یَجِئُکُمْ المِیۃُ کَمَا یَجِئُ قَرَعُ الْخَرِیْفِ سَیْدِ رَضِی نے فرمایا ہے کہ یحییٰ بن مریم اس روز تمام امور انسانی کے مالک ہوں گے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام (اللہم علی) اور قرع اُس بادل کو کہتے ہیں۔ جس میں پانی نہیں ہوتا۔ اور چھری اور زخمی اور دوسروں نے اس جملہ کہ جس میں ظہر ہندی کنایہ مذکور ہے نقل کر کے اس کی شرح کی ہے اور یحییٰ بن مریم کی مکیوں کے سردار کو کہتے ہیں۔ اور ذنب سے مراد حضرت کے انصار ہیں۔ اور یہ ترجمہ زخمی کی تفسیر کے موافق ہے جو اس نے اس حدیث کے متعلق لکھی ہے:

مخفی نہ رہے کہ اکثر ان اسماء اور القاب اور کنیتوں سے جو مذکور ہوئے ہیں از جانب خدا اور انبیاء و اوصیاء علیہم السلام کی طرف سے رکھے گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے خلفاء کا نام رکھنا جو ہم الناس و خواص الناس کے نام رکھنے کی حرج نہیں ہوتا۔ کہ اس قسم میں تو معنی کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اور اسم کے مفہوم کا سمجھنا میں پائے جانے یا نہ پائے جانے کا لحاظ ہوتا ہے۔ محض نام رکھ دیتے ہیں۔ اور بس اسی واسطے اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ نہایت پست فطرت اور فانی النفس کا نام نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ لیکن خداوند عالم اور اس کے خلفاء انہی اوصاف ذاتیہ و صفاتیہ کے لحاظ سے کسی کا

نام رکھتے ہیں۔ جو حقیقتہً اس میں پائے جاتے ہیں۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس نفس قدرسی میں متعدد اوصاف شائستہ ہوتے ہیں۔ تو اس کا ایک ایسا نام یا لقب یا کنیت رکھتے ہیں۔ جو سب کو عادی ہو پس ہی وہ ہرے کے بعض صحیح اللہ کے اسماء و القاب کی توجیہ اعداد بیش میں مختلف طریقوں سے مذکور ہوئی ہے۔ مثلاً کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوالقاسم ہے۔ پس کسی سائل کے جواب میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ ابوالقاسم حضرت محمد کو اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ حضرت کے فرزند کا نام قاسم تھا۔ اور کسی سائل کے جواب میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے باپ ہیں۔ اور تمام امت میں امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب بھی داخل ہیں۔ اور وہ جناب قاسم جنت دناہ میں اس لئے رسول اللہ کو ابوالقاسم کہا گیا ہے یعنی علی کے باپ اور کسی کے جواب میں کہا گیا ہے۔ کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز قیامت خلق خدا میں رحمت الہی کو تقسیم فرمائیں گے اس لئے ابوالقاسم ہیں۔ اور کسی کے جواب میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ مخلوقات علوی و سفلی میں ہی جناب قاسم امور الہیہ ہیں۔ اس لئے ابوالقاسم سے موسوم ہوئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یہی حال ہے تمام ان اسماء و القاب کا جو صحیح اللہ کو اللہ اور رسول اللہ کو ابوالقاسم کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔

پس یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کثرت اسماء شرف علمی کی دلیل ہیں۔ پس ہر ایک اسم جو اللہ کی جانب سے صحیح اللہ صلوٰۃ اللہ وسلام علیہم کو عطا ہوا ہے۔ وہ ایک خاص منفعت اور مقام و مرتبہ عظیم کا کاشف ہے اس لئے ہر ایک اسم ایک خلق اور منفعت اور فضل اور مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ بلکہ بعض ایسے ہیں۔ کہ بحیثیت جامعیت سارے ہی اوصاف پر دلالت کرتے ہیں۔ پس ان اسماء و القاب سے انسان کو چاہئے۔ کہ ان مقامات اور مدارج ائمہ علیہم السلام کو معلوم کرے۔ جو اس اسم سے مفہوم ہو سکتے ہیں۔

اور میں سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ مراتب و مقامات امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تنویر اس اور اک بھی قوت بشری کے لئے ناممکن ہے۔ وقال عز وجل قل لو کان البحر مداً لکلمہ ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولوجئت بمثلہ مدداً ... یہ خلاصہ ہے ان مباحث کا جو اصول کافی۔ کمال الدین و تمام النعمہ۔ جنات النور۔ سیزدہم سجاد تفسیر برہان و صفائی۔ نور الانوار اور نجم ثاقب میں اسامیہ کہ مہدی آخر الزمان کے متعلق ہیں۔ اور لفظ زیادہ ترجمہ ثاقب کے ہیں اور ترتیب اسی کے موافق کیونکہ جو جامع فہرست اس کتاب میں ہے۔ اور کسی میں نہیں ہے۔ اور یہ زیادہ ذخیرہ۔ ذخیرۃ الانبیا زیادہ اور ثاقب تدبیر کا ہے۔ اور یہ کتب نہایت کم یاب بلکہ بعض نایاب ہیں۔

میں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مہدی آخر الزماں وہ شخص ہے جو ان تمام اوصاف سے
 حقیقتہً متصف ہو۔ اور ان کی حقیقت اس میں پائی جائے۔ وہ اصلاً افضل عالم امکان۔ احمد مجتبیٰ
 امیر جمیع امراء۔ بقیۃ اللہ فی الارضین و بقیۃ الانبیاء و اوصیاء مرسلین۔ ثائر و مستقیم انبیاء و اولیاء و محبت
 خدا۔ جناب اللہ حق مطلق۔ حجاب اللہ۔ حاشیہ اللہ۔ تزیینہ دار علوم الہی۔ علمائے کتب و خلیفہ خدا و
 خالصان خدا۔ داعی حق۔ رب الارض۔ سلطان مرتضیٰ و مامل۔ تہدیکہ کبر۔ شریک و طریقہ کمالین و طاغین۔ صاحب
 الرحمت و العیبت۔ صاحب الدولۃ الباہرہ۔ صدق مجسم۔ آفتاب درخشاں عالم امکان و ماہتاب
 تابان امامت و خلافت۔ صراط مستقیم و ضیاء کون و مکان۔ عدل و عادل۔ فریادرس۔ مشکل کشا
 یجمع مومنین و مسلمین۔ عالم علم لدنی۔ قائم آل محمد۔ قوت خدا۔ قاتل الکفرۃ۔ قطب زمان مسیح و دوران
 کاشف الظلمات۔ لواء اعظم۔ لسان صدق۔ میزان حق۔ منصور من اللہ سلمیٰ۔ مجدد رسول خدا۔ ہادی
 خلق و مظهر برہانیت حقیقہ فیض احضار اعمال الہی و دید باسط خداوندی۔ نور خدا و منعم و محسن دنیا و مآور
 من اللہ و نور انبیاء و اولاد انبیاء۔ شمع ہدایت و مقبلاہ امامت و ولایت۔ وجہ اللہ۔ ولی خدا۔
 غایت العالمین و یقوب الدین۔ عین اللہ و عین اللہ ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ
 اوصاف حقیقتہً اگر کسی میں پائے جاسکتے ہیں۔ تو وہ انہی حضرت حجت ابن الحسن العسکری جزو نور الہی
 و فرزند رسالت پناہی علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پائے جاسکتے ہیں۔ اور جو ہمارے استدلال
 باب اول میں خوب غور کرے گا۔ اس کو اس کا پورا یقین ہو جائے گا۔ اور نیز تمام ابواب کے ضمن
 میں ہر ایک نام کی اصیبت اور اس کی دلیل مل جائے گی۔ اور اس لئے یہ ایک سو بیاسی نام
 ایک سو بیاسی دلیلیں تشخیص و تخصیص امامت و مدویرت جناب حجت ابن الحسن العسکری علیہم
 الصلوٰۃ والسلام پر ہیں۔ اور کسی ذات میں یہ اوصاف مجرماً نہیں پائے جاتے۔ اور جھوٹے
 مدعیان ہمدویت و عیسویت میں تو ایک صفت بھی ان میں سے حقیقتہً نہیں پائی جاتی۔ تو یہ ایک سو
 بیاسی دلائل ان کے کذب و انفراد پر شاہد ہیں۔ ناظرین حق و باطل کو پہچانیں اور حق کی پابندی
 کریں۔ و بشر عبادی الذین یمتعون القول و یتبعون احستہ اولئک الذین
 ہداهم اللہ و اولئک ہم الاولیاء

بائشتم

غیبت و علل غیبت امام علیہ السلام

فصل

مطلق غیبت اس کی علت

حضرت آدمؑ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَكْتَبْتَ لَارِیْبَ فِیْهِ هُدًی
 اَلْیَسْتَفِیْنِ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغِیْبَةِ یُقِیْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَهُمْ
 زَكٰوٰةٌ مُّحْسِنُوْنَ مَا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ
 هُمْ یُؤْمِنُوْنَ اَوْفٰیكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اے اتم یہی کتاب ہے جس میں کسی
 قسم کا شک نہیں ہے۔ یہ ہدایت ہے اُن متقیوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز کو قائم
 کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے ان کو ان کی روزی اور ثروت دی ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔
 وہ لوگ بڑا ایمان رکھتے ہیں اس پر جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے۔ اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل
 کیا گیا ہے۔ اور آخرت پر وہ پورے یقین رکھتے ہیں بس یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت
 پر ہیں۔ اور یہی لوگ نجات و فلاح پانے والے ہیں پس ازل مرتبہ متقین ایمان بالغیب
 ہے۔ اور آخر وہ ایمان بالآخرۃ۔ کتاب اللہ میں خود کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خداوند عالم نے
 باہج حضرت آدمؑ کے قصہ کا ذکر کیا ہے۔ اور بیان قصص عبرت و نصیحت کے لئے ہوتا ہے۔
 اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَکَیْذًا کُوْنٰی۔ اور جو قصہ جس قدر زیادہ اہتمام سے بیان ہو۔ اور مکرر ذکر کیا جائے۔ اور
 جاہج اس کے بیان کرنے کا حکم ہو۔ اور لوگوں کو اس کے بیان کرنے کی ہدایت کی جائے۔ وہ اتنا
 ہی ضروری اور متمم بالشان ہوگا۔ بنا بریں معلوم ہوتا ہے کہ قصہ حضرت آدمؑ نہایت اہم اور

مقیم بالشان قہتم ہے۔ اور یہ امر اہل بصیرت اور علما، علم قرآن سے پوشیدہ نہیں کہ پیشانیہ نصیحتیں اور نصیحتیں
 اور بہت سے احکام اس قہتم میں مندرج اور مطوی ہیں۔ اور بہت سے اہم راز خدا نے اس میں ودیعت
 کئے ہیں۔ اور اس کا ہر ایک لفظ قابل غور و قابل ہے۔ سب سے اہم اور اول امر قابل غور اس میں یہ ہے کہ خدا نے قبل
 خلقت حضرت آدمؑ ہزاروں برس پہلے اس کا اعلان کیا۔ اور اپنے ملائکہ کو مخاطب کر کے فرمایا: **يَا بَنِي آدَمُ خُذُوا زِينَتَكُمْ**
فَإِذَا خَرَجْتُمْ مِنَ الدَّارِ الَّتِي أَنْتُمْ فِيهَا فَادْعُوا إِلَى طَرِيقِ اللَّهِ **وَإِذَا خَرَجْتُمْ مِنَ الدَّارِ الَّتِي أَنْتُمْ فِيهَا فَادْعُوا إِلَى طَرِيقِ اللَّهِ**
وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْزُقُوا بِالْحَرْثِ الَّتِي أَنْتُمْ فِيهَا تَعْمَلُونَ **وَلَا تَقْرَبُوا مَا بَيْنَ يَدَيْهِ**
وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْزُقُوا بِالْحَرْثِ الَّتِي أَنْتُمْ فِيهَا تَعْمَلُونَ **وَلَا تَقْرَبُوا مَا بَيْنَ يَدَيْهِ**
 بنالوں اور اس میں اپنی ایک ذراستی چھونک دوں۔ تو تم اس کو سجدہ تعظیمی دو۔ پس مخلوق سے پہلے خلیفہ خلق کیا گیا
 اور خلقت انسانی کی ابتدا، خلیفہ خدا سے ہوئی۔ اور تمامہ کلمہ کی ہے کہ حکیم پہلے ہی کام شروع کرتا ہے اور اسی سے
 ابتدا کرتا ہے۔ جو زیادہ اہم اور جہتم بالشان ہو۔ لہذا خلقت خلیفہ خلقت مخلوق سے اہم اور افضل و اشرף و جہتم
 بالشان ہے اور وجود خلیفہ میں مصلحت بہ نسبت وجود مخلوق زیادہ ہے۔ اور جب قبل مخلوق وجود خلیفہ خدا ضروری
 ہے تو مخلوق کے وجود کے ساتھ ضروری تر ہوگا۔ اور حکیم کبھی امر ضروری و واجب کو ترک نہیں کر سکتا۔ پس اناب ممکن
 ہے کہ نہ بین خدا خلیفہ خدا سے خالی ہو جب تک زمین سے خلیفہ خدا کا وجود اس میں ضروری ہے۔ نیز انہی آیات
 اور ان واقعات سے ثابت ہے کہ بشر اشراف کمونات ہے کہ ملائکہ مقررین تک تعظیم بشر پر مامور ہیں۔ اور سب طرح
 یہ معلوم ہوا کہ خلقت مخلوق سے پہلے خلقت خدا اہم و ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلان خلقت خلیفہ
 خدا اس کے وجود سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ ورنہ ناممکن ہے کہ حکیم مطلق قبل خلقت خلیفہ خدا ہزاروں برس
 پہلے اس کے پیدا کرنے اور اس کے بھیجنے کا اعلان کرے۔ اگر اس وقت اعلان خلافت الیہ میں کوئی اہم
 ترین مصلحت پوشیدہ نہ ہو۔ تو فعل حکیم لغو سمجھا جائے گا۔ حالانکہ یہ محال ہے۔ **وَفَعَلَ الْحَكِيمُ مَا يَشَاءُ**
الْحَكِيمُ حکیم کا فعل کبھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یقیناً اس اعلان خلافت میں وجود خلیفہ
 سے بھی زیادہ مصلحت ہے۔ ورنہ اس پر مقدم نہ ہوتا۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ وہ کیا مصلحت ہے جس کی وجہ سے اعلان کو وجود خلیفہ پر مقدم کیا
 گیا۔ اور پیدا کرنے سے پہلے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور فرمایا کہ جب میں
 اسے بنالوں۔ اور اپنی راج خاص اس میں چھونک دوں۔ تو فوراً اس کے لئے سجدہ ادا کرو اور سجدہ تعظیمی
 میں گر پڑو۔ کہوں ایسا کیا گیا؟ اگر انسان عقل و بصیرت سے کام لے۔ تو معذور ہوگا۔ کہ اس میں مصلحت صرف

یہی ہے۔ اور محض اسی وجہ سے اعلان کر دجو پر مقدم رکھا گیا ہے۔ کہ مبعوث الہم اور منی طہین سامعین اس پر اسی وقت سے ایمان لے آئیں۔ اور اس کی تصدیق کریں۔ اور اس پر یقین رکھیں۔ اور ان کے لئے جو حکم دیا جائے اس کے بجالانے کے لئے ان میں ایک حالت منظر پیدا ہو جائے۔ اور جس وقت وہ خلق کیا جائے۔ اور ظاہر ہو تو حکم الہی میں تغلف و تخطی نہ ہو۔ فوراً بجالائیں۔ چنانچہ اس قصے اور الفاظ آید مبارکہ سے صاف ظاہر ہے۔ کیونکہ یہ فرماتا ہے کہ جس وقت میں اسے درست بنالوں اور اس میں اپنی روح خاص بھونک دوں۔ تو فوراً بلا توقف و تاخیر سجدے میں گر پڑو۔ خلقت خلیفہ خدا اور صورت بشری مکمل و درست ہونے کے ساتھ ہی تنظیم کا حکم ہے۔ اور تاوقتیکہ ظاہر ہے کہ محمول مطلق کی طرف ذہن کی توجہ محال ہے۔ اگر یہ صورت بشری پہلے سے معلوم بالوجہ نہ ہو۔ اور محمول مطلق ہی ہے۔ تو اذان مخاطبین سامعین و مامورین اس طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔ اور ایسی صورت میں اگر یکایک و الگ الگ خلقت اور طور خلیفہ خدا واقع ہو۔ اور تنظیم کا حکم بھی ساتھ ساتھ ہی۔ تو بہت سے مامورین سے تغلف واقع ہو۔ کیونکہ ان کے اذان اس کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔ اور وہ کسی ایسے امر اور حکم کے لئے منظر نہیں ہیں اور جس کی تنظیم کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس کی کوئی عظمت و وقعت پہلے سے ان کے دل میں نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کی معرفت نہیں کھتے ہیں۔ ایسی صورت میں **تختہ** سلجبدین میں تغلف واقع ہو گا۔ کم سے کم یکایک ایسا کرنے سے جھجکیں گے۔ بخلاف اس کے جبکہ ان کو پہلے سے خبر دی جائے اور اس کا اعلان کر دیا جائے اور پہلے سے اس کے لئے مامور کر دیا جائے۔ تو ان میں حالت منظر پیدا ہو جائے گی۔ اور چونکہ وہ ہزاروں برس سے اس کے آنے کے منتظر ہوں گے۔ اس پر ایمان نہ چکے ہوں گے اور اس کی فی الجملہ معرفت حاصل کر چکے ہوں گے۔ اس کے ظاہر ہوتے ہی اور صورت بنتے ہی بلا توقف و تاخیر حکم بجالائیں گے اور تنظیم ادا کریں گے۔ حکم مانیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔ چنانچہ معلوم ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدمؑ کے مخلوق ہونے پر ان کو سجدہ کرنے میں ذرا توقف نہ کیا۔ اور وجود آدمؑ اور سجدے میں تغلف واقع نہ ہوا۔ جہاں پر پہلے سے ایمان لے آئے تھے ان کے آنے کے منظر تھے۔ ان کی فی الجملہ معرفت حاصل کر چکے تھے۔ سب فوراً سجدے میں گر پڑے۔ لیکن شخص جو ایمان بالغیب نہیں رکھتا تھا۔ اس وقت سے مومن نہیں ہوا تھا جس وقت کہ حضرت آدمؑ اس سے غائب تھے اور صورت ظاہری جسمانی نہیں کھتے تھے۔ اس وقت سے ان کا منظر نہیں تھا جبکہ وہ عالم غیب میں تھے۔ اور عالم شہود میں نہیں آئے تھے۔ اور پہلے ہی سے ان کی معرفت حاصل نہیں کی تھی۔ وہ فوراً سجدے سے ہٹ رہا۔ کیونکہ پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا۔ اور امتناع کرنے لگا۔ کیوں کہ معرفت پہلے سے

حاصل نہیں کی تھی۔ تیس کرنا لگا۔ کیونکہ پہلے سے حالت منتظرہ اس میں حکم بجالانے کے لئے پیدا نہیں ہوتی تھی۔ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ إِلَّا ابْلِسَ ابْنِ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ابْنِ فَرِثَقِ نے فوراً سجدہ تطبیعی ادا کیا سوائے ابلیس کے۔ کہ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔ اور پہلے ہی سے مومن نہیں بلکہ کافر و منکر تھا۔ لہذا معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب نہایت ضروری ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ کسی حجت خدا کے ماننے اس کی اطاعت کرنے اس کا حکم تسلیم کرنے اور اس کی تنظیم بجالانے کے لئے معرفت ضروری ہے اگرچہ تھوڑی ہی سی ہو۔ جب تک معرفت حاصل نہ ہو۔ دل میں عظمت پیدا نہ ہوگی۔ جب تک عظمت پیدا نہ ہوگی۔ قلب اس کی پوری تصدیق نہ کرے گا اور اطاعت و اتباع کی طرقت مائل نہ ہوگا پس اگر کسی حجت خدا کی معرفت قبل اس کے وجود ظاہری کے حاصل نہ ہو اور نہ بتائی جائے اور اس کو پہلے سے اعلان نہ کیا جائے اور فوراً اس کی اطاعت و اتباع و تنظیم کا حکم یا جائے۔ تو مومنین تا حصول معرفت تنظیم و توقیر و اطاعت و اتباع سے متخلف رہیں گے اور توقف کریں گے اور غرض فوت ہو جائے گی۔ لہذا چاہئے کہ اس کے وجود اور طور سے پہلے اس کا اعلان ہو۔ اس کی فی الجملہ معرفت حاصل ہو اور اس طرح سے وہ پہلے سے منتظر ہو جائیں اور تیار رہیں۔ اور ظاہر ہر قسم ہی اس کی تنظیم و توقیر کریں۔ اور اطاعت و اتباع کے لئے فوراً تیار و آمادہ ہو جائیں۔ شک نہ کریں۔ تیاسات نہ دوڑائیں۔ شیطاں کی طرح اعتراض نہ کریں۔ بلکہ فرشتوں کی طرح فوراً تسلیم و خیر کریں پس ایمان بالغیب بہترین ایمان ہے۔ اور یہاں سے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور مومن ہوئے ہیں وہ پہلے ہی سے ایمان لے آئے ہیں۔ اور ان کے لئے غیب و شہود و نو ماوی ہیں۔ وہ اعلان و اخبار ہی سے مومن ہو جاتے ہیں۔ وہ غیب و غائب پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ چنانچہ مانا کہ مقررین کے حالات سے ثابت ہے۔ ملائکہ نے اس سجدہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ کہ ہم کیوں اس شخص کو سجدہ کریں۔ ہمیں اس سے کیا نائدہ۔ اور جو کافر ہوتے ہیں وہ پہلے ہی سے کافر ہوتے ہیں اور اسی طرح وقت ظہور حجت ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شیطان۔ اور اس وجہ سے کہ ایمان بالغیب نہایت اہم و ضروری ہے بلکہ مومن وہی ہے جو غیب پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ سنت الہی ہمیشہ جاری رہی ہے اور ہمیشہ حج اللہ کے آنے کا اعلان ہوتا رہا ہے۔ ہر ایک سابق حجت خدا لا حق کی خبر دیتا رہا ہے۔ قبل خلقت آدمؑ خلافت آدمؑ کا ہزاروں برس پہلے اعلان کیا گیا۔ حضرت آدمؑ نے اپنے دھی جناب ہبۃ اللہ ثنیت کا اعلان اور ان کی نبوت کی خبر دی۔ حضرت ثنیت نے اپنے بیٹے شیث کی وصایت کا اعلان کیا۔ شیث نے محلث کا محلث نے محوق کا

محوٰی نے غمیشتا کا غمیشتا نے اخنوخ کا اخنوخ نے ناختور کا ناخوت نے نوح کا اعلان کیا۔ اور
 مومنین ان پر ایمان لائے۔ کافرین منکر ہے۔ اور اسی طرح تازمانہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک نبی اور
 حجت خدا اپنے سابق کی تصدیق اور ملاحق کی بشیر کرتا آیا۔ اور خاص طور سے ان انبیاء کی بشارت جن پر ظہور کا دار و مدار تھا
 چنانچہ بعد وفات حضرت آدمؑ ظہور حق جناب نوحؑ کے ظہور پر موقوف رکھا گیا تھا۔ بعد ازاں حضرت ہودؑ پر ہکذا۔
 اسی سلسلہ اعلان و اخبار میں جناب نوحؑ نے اپنے بیٹے سامؑ کو وصایت نبوت پہنچائی اور مومنین کو ان کی خبر دی۔
 جناب سامؑ نے عثمانؑ کو وصیت کی اور مومنین کو ان کی خبر دی۔ اور وہ ان پر ایمان لائے۔ اور عثمانؑ نے برعیشاؑ کا
 وصیت کی اور ان کی وصیت کا اعلان کیا۔ برعیشاؑ نے یافثؑ کو۔ اور یافثؑ نے برہہؑ کو۔ اور برہہؑ نے یحییٰؑ کو۔
 اور یحییٰؑ نے عمرانؑ کو۔ اور عمرانؑ نے ابراہیمؑ کو۔ اور ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ کو۔ اسمعیلؑ نے اسحاقؑ کو۔ اسحاقؑ نے
 یعقوبؑ کو۔ اور یعقوبؑ نے یوسفؑ کو۔ یوسفؑ نے یثربؑ کو۔ یثربؑ نے شعیبؑ کو۔ شعیبؑ نے موسیٰ بن عمرانؑ
 کو۔ موسیٰ بن عمرانؑ نے یوشعؑ کو۔ یوشعؑ نے داؤدؑ کو۔ داؤدؑ نے سلیمانؑ کو۔ سلیمانؑ نے آصفؑ بن
 برخیاؑ کو۔ آصفؑ بن برخیاؑ نے زکریاؑ کو۔ زکریاؑ نے عیسیٰؑ کو۔ عیسیٰؑ نے شمعونؑ بن جعونؑ کو۔ شمعونؑ نے
 یحییٰؑ بن زکریاؑ کو۔ یحییٰؑ نے منذرؑ کو۔ منذرؑ نے سلیمؑ کو۔ سلیمؑ نے بردہؑ کو۔ اور بردہؑ نے بوساطت
 جناب رسول اللہؐ کو وصیت کی۔ اور ان کی نبوت و رسالت کا اعلان کیا۔ اور لوگوں کو خبر دی۔ اور ان
 میں سے جنہوں نے یہ خبر سنی اور اس کی تحقیق کر کے یقین کر لیا۔ وہ اسی وقت سے آنحضرتؐ پر ایمان لائے۔
 اور ان کے ظہور و بعثت کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ کتب تاریخ و سیر شاہد ہیں کہ بہت سے علماء و فضلاء و راہبان و غیر ہم
 آنحضرتؐ پر ایمان لائے ہوئے تھے اور ان کے ظہور کے متظر تھے۔ پھر وہ قلعہ سیف بن ذی یزن و روز بد سلیمان فارسی
 وغیرہ۔ سیف بن ذی یزن اور بہت سے کاہنین نے ظہور حضرت ختمی مرتبت سے پہلے ہی انتقال کیا۔ اور سلمان
 فارسی جیسے بزرگوار ظہور حضرت تک زندہ رہے۔ اور زیارت و صحبت مشرف ہو کر مسلمان منا اہل البیت کے
 مرتبہ عالیہ تک پہنچے۔ اور تین سو یا پانچ یا چھ سو سال کی عمر پائی یہ سنت سنت خدا و سنت حج اللہ
 ہے ایمان بالغیب کی ہمیشہ ہدایت کی گئی اور تعلیم دی گئی ہے وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ
سُنَّةَ نَبِيٍّ إِلَّا فِي سُنَّةِ اللَّهِ میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

مستعملین و متحققین
 اس سلسلہ حج اللہ میں یہ سنت الہی بھی ہمیشہ جاری رہی ہے۔
 اور ظہور حضرت رسالت مآبؐ کبھی تبدیلی نہیں ہوئی مگر ان حج اللہ میں

اکثر و بیشتر حج و عمرہ پر شیعہ ہے ہیں۔ یعنی اپنے زمانہ وجود ظاہری میں اکثر لوگوں سے کثرتِ حجتِ خدا پوشیدہ و
 غائب ہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے حجتِ خدا ہونے کو ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ بہت زیادہ قنداد انہی حج و عمرہ کی ہے چنانچہ
 خداوند علم فرماتا ہے۔ **وَرَسُولًا قَدْ قَضَيْنَا عَنْكَ مِنْ قَبْلُ وَرَسُولًا لَكَ نَقْضُ عَنْكَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ**
اللَّهُ مُؤْمِنًا تَكْوِيمًا یعنی خداوند عالم رسالہ فرماتا ہے۔ کہ اے ہمارے حبیب! بعض رسول تو وہ ہیں جن کا ہم نے تجھ سے
 پہلے ہی ذکر کر دیا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کا بیان نہیں کیا۔ اسی کی تفسیر میں صلاقی آل محمد فرماتے ہیں **يَا أَيُّهَا**
رَسُولُ الْمُتَعَلِّينَ وَرَسُولُ الْمُتَعَلِّينَ ناخدا سئلہ بحق المستعلین مسئلہ بحق المستغنیین یعنی خدا کے
 کچھ انبیاء ظاہری ہیں جنہوں نے اپنی نبوت و رسالت کا اظہار و اعلان کیا اور بعض وہ غائب پوشیدہ ہیں جنہوں نے
 اپنے آپ کو مخفی اور پوشیدہ رکھا ہے۔ اور اپنی نبوت و رسالت کا اظہار و اعلان خود نہیں کیا۔ اور تبلیغ ظاہری نہ کر سکے
 اور خدا نے انہی مستغنیین کا ذکر کیا ہے۔ مستغنیین کا نہیں کیا۔ اور یہ مطلب صاف کہ نقص صہم کا ہے۔ اور یہ غیبت و
 ظہور معنیات الزمان و حکم الہی ہزار ہا ہے۔ حضرت یونسؑ کے قتل ہونے سے ہی تا پہلی مومنین و اولاد مومنین
 قتل و اولاد ہیبتہ اللہ پر غالب آگئے۔ اور کفر و عناد کا زور ہو گیا۔ اور حضرت ہیبہ اللہ ان کے خوف و
 عدم قدرت اظہار حق و دین حق سے اعلان کی وجہ سے جزیروں میں پوشیدہ و غائب رہے۔ اور اپنے
 معبود کی عبادت کرتے رہے۔ اور سب حضرت نوحؑ کے ظہور کی بشارت دیتے رہے۔ اور مومنین ان کے
 ظہور کا انتظار کرتے رہے۔ اور اس عرصہ میں یعنی وفات حضرت آدمؑ سے تا ظہور حضرت نوحؑ صرف جناب
 ادریسؑ بصورت حکیم مدرس ظاہر ہوئے۔ اور بطور حکیم و فلاسفر علوم کی تعلیم دیتے رہے۔ اور انہی کو ہر س
 حکیم کہا جاتا ہے۔ ان کے چالیس شاگرد کامل ہوئے۔ جو سب کے سب ہر مسئلہ لکھتے تھے! انہی میں سے دو
 شخص ہندوستان میں گئے۔ اور خاص طور سے علوم ریاضیہ ہندسہ و حساب و نجوم کی تعلیم دی۔ اور ہندوستان
 ان علوم میں مشہور ہوا اور بعض نے بعض پیغام الہی سنیچائے۔ غرض جس وقت ظہور و تربیت قوم و تدبیر مملکت ان اولیاء اللہ
 و حج و عمرہ کو ممکن ہوئی اظہار کیا اور جس وقت جس نے میں ممکن نہ ہوئی اظہار نہ کیا اور غلبہ دولت کفر و ضلال میں اپنے کو
 پوشیدہ رکھا۔ وفات بنی آدمؑ سے تا حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کے تا حضرت ابراہیمؑ حج اللہ مستغنیین مستغنیین ہوتے
 رہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کے ظاہر ہونے کا وقت آیا۔ اور لوگ ان کے ظہور کے منتظر تھے۔ تو خدا نے ان کے
 وجود کو پوشیدہ کر دیا اور ان کی ولادت کو چھپا دیا۔ اور غرور و کبر نہ ہوئی۔ اور اس کی سلطنت غلبہ کے زمانے
 میں حضرت ابراہیمؑ اپنی رسالت کو چھپاتے رہے۔ اور اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ اور مردوان کی تلاش میں اپنی

بل ملک اور اپنی رعیت کی اولاد کو قتل کتنا تھا۔ کیونکہ اس کو جنہوڑی جا چکی تھی اور لوگ منظر تھے۔ مگر حضرت ابراہیم اپنے کو ظاہر نہیں کرتے تھے اور پوشیدہ زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ ظلم وجودِ غمروں دیکھتے تھے۔ اور صبر سے وقت اعلانِ انکار و مصلحت و حکمت الہی کے منظر تھے۔ جب وہ مدتِ فیضت ختم ہو گئی۔ اور ظہور ممکن ہوا۔ اور مصلحت و حکمت الہی متقنی۔ تو حضرت نے لوگوں کو اپنی طرف راہ نمائی کی۔ اور اپنے امیر رسالت کو ظاہر کیا۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کے دین کو ظاہر کر دیا اور ان کی حجت کو غالب۔ اور بعد وفات جناب ابراہیم ان کے اوصیاء حج اشد ہوئے۔ اور یکے بعد دیگرے وارث و وصیت ہوتے رہے۔ بعض ان میں سے ظاہر ہوئے اور بعض بالکل غائب رہے۔ تاہذا حضرت موسیٰ کے ظاہر ہونے کا وقت آیا۔ تو لوگ شدت سے ظہور کا انتظار کرتے تھے۔ اور فرعون موسیٰ کی تلاش میں بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کتنا تھا۔ اور ان کے آنے اور ظاہر ہونے کی خبر ہر طرف شائع ہو چکی تھی۔ اللہ نے ان کی ولادت کو بھی پوشیدہ رکھا۔ صندوق میں بند ہوئے دریا میں ڈلوائے گئے۔ اور آخر کار فرعون کی گود میں پرورش پائی۔ اور وقتِ حکمت و مصلحت تک حضرت موسیٰ اپنے کو چھپاتے رہے اور لوگوں سے غائب۔ پھر جب حکم خدا ہوا اور ظہور ممکن۔ تو ظاہر ہو کر فرعون اور فرعونوں کو دعوت دی۔ اور بنی اسرائیل کو اس کے ظلم و جور سے بچایا۔ اور اس کے پسندے سے نجات دلائی۔ بعد وفات حضرت موسیٰ ان کے اوصیاء حج اشد قرار پائے۔ اور وہ مستعین و مخفی رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقتِ ولادت ہی سے ظاہر ہوئے۔ کیونکہ وہ وقت ایسا ہی تھا۔ اور مصلحت اسی کو متقنی تھی۔ اعتراض یہ ہو و اقصاء زمانی اسی کو چاہتا تھا۔ کہ حضرت وقتِ ولادت ہی سے نبوت کا اظہار کریں! اور اس میں حکم فرما کر متعزضین کی زبان بند فرمائیں۔ پھر ظاہر ہو کر نور و نور و نور حضرت مریم کا منات معلوم جو پانچ سو سال کا عرصہ ہوتا ہے حضرت عیسیٰ کے اوصیاء حج اشد رہے۔ اور اول ذل بعض ان میں سے ظاہر ہوئے۔ اور اس کا اظہار و اعلان کیا۔ بعد ازاں دولتِ کفر و ضلالت غالب ہوئی گئی اور حج اشد مغلوب ہوا۔ تاہذا حضرت کے ظہور سے پہلے عالم پر جہالت و ضلالت کی سخت تار بیک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ اور دنیا ظلم و جور و فتنہ و فساد سے بڑھ رہی تھی۔ حضرت کے ظاہر ہوتے ہی دور و دور تک نور حق پھیل گیا۔ ضلالت و جہالت کا بادل پھٹ گیا۔ اور حق کا ہر طرف اعلان ہوا۔

وَرَبِّكَ لَهُ مَا قَدْ بَيَّنَّا لَكَ مِنْ قَبْلِهِ
جو کچھ پہلے رسولوں کے لئے حکم ہوا تھا اور ان سے کہا گیا۔ وہی آنحضرت سے کہا گیا۔ اور
ہی ان کے لئے حکم ہوا۔ وَكَانَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مَقَرُّهُ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا
سنت ان لوگوں کی جن کو ہم نے تجھ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا۔ اور وہ سنت یہی تھی۔ کہ آپ کے بھی

مثل انبیاء سابقین اوصیاء حجۃ اللہ قرار پائیں۔ چنانچہ مثل نقباء نبی اسرائیل بارہ اوصیاء حجۃ اللہ قرار پائے۔ جن میں گیارہ مستعلین ہوئے۔ اور بارہ حوال مستغنین میں سے۔ کیونکہ سنت استعلاء و استغناء ہے۔ اور مسلم ہے کہ بارہ مضموم اوصیاء میں سے گیارہ یقیناً ظاہر و مستعلن ہوئے۔ پس لا بر سنت استغناء بارہ حوالوں سے متعلق ہوگی۔ اور وہی حجت غائب قرار پائے گا۔ اور ایسا ہی ہے (و سیجی تھیلدلیہ سنت الہی و سنت رسول اللہ ہی ہے اور کبھی اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ اور نہ اس وقت میں ہوگا۔ اکثر حجۃ اللہ ہمیشہ پوشیدہ و غائب رہے ہیں اور مومنین جس طرح انبیاء مستعلین پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح مستغنین پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور احادیث برویہ شہادہ ہیں۔ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کل تین سو تیرہ رسول مبعوث برسات ہوئے ہیں۔ اور باقی صرف اپنے نفس پر نبی تھے۔ اور جو رسول ہوئے ہیں۔ ان میں سے بھی سب ظاہر نہیں ہوئے بلکہ بعض بالکل غائب رہے۔ اور بعض ایک مدت خاص تک غائب رہے۔ اور جس طرح انبیاء مستعلین پر ایمان نافرض ہے اسی طرح انبیاء مستغنین پر چنانچہ امت محمدی بھی بلا استثناء تمام انبیاء پر ایمان لانے پر مامور ہے۔ اور آیات صریحہ الدلائل شہادہ ہیں۔ اَمَنْ الرَّسُولُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ اَمَنْ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ كَانَتْ نَفَرًا بَيْنَهُمْ رُسُلُهُمْ اِيْمَانًا لَا يَارْسُلُ اسَ بَرَجَ كَچھ کہ اس کی طرف اس کے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا ہے۔ اور ایمان لائے اس پر مومنین یہ سب کے سب ایمان لائے ہیں خدا پر اس کے ملائکہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر۔ اور وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ہم کسی ایک کو بھی اس کے رسولوں میں سے جدا نہیں کرتے ہیں پس کل انبیاء پر ایمان لانے تمام امت محمدی پر فرض ہے۔ اور جو بعض پر ایمان لائے اور بعض پر نہ لائے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اب یہ تمام انبیاء گزر چکے ہیں۔ اور اب سب ہم سے بالکلیہ غائب ہیں۔ اور ایک بھی ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ جو زندہ ہیں وہ بھی غائب ہیں مثل حضرت ادریس علیہ السلام و غیرہ اور اپنے زمانوں میں بھی تمام ظاہر نہیں تھے۔ بلکہ اکثر مخفی و پوشیدہ اور غائب تھے۔ ان سب پر ایمان لانافرض ہے جس سے ثابت ہے۔ کہ ایمان بالغیب نہایت اہم ہے۔ بلکہ افضل ترین ایمان ایمان بالغیب ہے۔ اور مومنین کا ملین صرف وہی لوگ ہیں جو غیب غائب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس لئے جس طرح گزشتہ حجۃ اللہ پر ایمان لانے پر مامور ہیں اسی طرح لا بد ہم نے حجۃ اللہ الغائب پر ایمان لانے پر مامور ہیں۔ اور حبیب تک کہ انے والے جنت اللہ الغائب پر ایمان نہ لائیں۔ مومن کامل نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ نجات و فلاح صرف انہی کے لئے ہے۔ جو مومن بالغیب ہیں۔ وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ جو غیب پر یقین رکھتے ہیں۔ متقی و پرہیزگار وہی ہیں۔ جو

جنت فائز کے قائل و متعقد ہیں۔ اور فیض قرآن و ہدایت قرآن انہی کے لئے ہے۔ ذٰلِكَ اِمَّا كِتَابٌ كَاشِفٌ
فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اور اس غیب سے مراد قیامت ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ
قیامت کا ذکر صاف آخرت میں موجود ہے۔ وَ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُحْشَوْنَ اور قیامت پر ایمان لانا مومنین بالغیب
کی آخری صفت ہے۔ اس لئے غیب سے مراد یہاں قیامت کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں ایمان بالغیب
متقین کا ملین کی اول صفت ہے۔ اور اسلام و ایمان میں خرقہ ہے۔ سائے مومن بھی متقی نہیں ہیں یہ جابکہ
سائے مسلمان متقی کہلا سکیں۔ حالانکہ قیامت پر اعتقاد رکھنا اول اسلام ہے۔ اور ہر ایک مسلمان اس پر ایمان رکھتا
ہے پس چاہئے کہ ہر ایک کلمہ گو اس صفت سے متعفف ہو حالانکہ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ سائے مسلمان متقی نہیں
اور ذہن سائے نجات پانے والے جیسا کہ قرآن میں صاف موجود ہے۔ فَوَدَّعَلَيْكَ لَكُنْشُرٌ لَهُمْ وَالشَّيَاطِينُ
ثُمَّ لَنُخْصِرَنَّهُمْ وَنُوَلِّيهُمْ آلَهُمْ وَنُغَوِّئُ مَسَارِعَهُمْ ثُمَّ لَنَنْزَعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الْكَافِرِينَ
عَمِيًّا ثُمَّ لَنَنْزَعَنَّ الْأَعْمَارَ بِالَّذِينَ هُمْ أَقْوَى بِهَا صَالِحًا فَإِنْ قُنُكُمُ الْوَارِثُ هَاكَانَ عَلَى أَرْبَعٍ حَتْمًا
مُعَقَّبًا ثُمَّ لَنُنَجِّيَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنُؤَذِّبُ الظَّالِمِينَ ذٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ پھر پھر قسم ہے کہ ہم ضرور ان سب
کو اور شیاطین کو اکٹھا کریں گے۔ اور پھر ہم ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے۔ پھر ہم ہر ایک جماعت کے
لوگوں کو جدا جدا کریں گے۔ کہ ان میں سے کون خدا کا سب سے زیادہ نافرمان اور سرکش ہے یہاں تک عام
کافرین و اویاد شیاطین کا حال ہے۔ اب خاص اہل اسلام سے خطاب کر کے خدا فرماتا ہے اور تم میں سے
کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ دایہ جہنم ہو گا اور اس تک پہنچے گا۔ یہ تیرے پروردگار کی قضاء حتمی ہے پھر ہم نجات
دیں گے صرف ان لوگوں کو جو متقی ہیں۔ اور باقی گنہگاروں کو دیں جہنم میں پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ اس سے
صاف ثابت و محقق ہے۔ کہ سائے مسلمان نجات نہیں پاسکتے۔ اور یہی مضمون حدیث کا ہے کہ مسلمانوں کے
تشریفوں میں سے بہتر ناری اور ایک ناجی اور مطابق آیت مبارکہ ناجی صرف ہی فرقہ متقین ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔
کہ آیت بیہ یؤمنون بالغیب میں غیب سے مراد قیامت و معاد ہرگز نہیں ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ سارے
مسلمان متقی اور ناجی ہوں۔ وھو خلاص الحق و خلاص الحق یقیناً نجات صرف ان متقین کے ہے جو اقامت مصلوٰۃ و
انفاق فی سبیل اللہ و ایتقان معاد و قیامت کے ساتھ غیب پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان بالآخرہ اوشے ہے۔ اور
ایمان بالغیب اوشے ہے جو لوگ مومنین بالغیب ہیں وہ مومنین بالآخرہ ضرور ہیں۔ مگر جو لوگ مومنین بالآخرہ ہیں
ضروری نہیں کہ وہ مومنین بالغیب بھی ہوں۔ مومنین بالقیامت سائے مسلمان ہیں۔ اور مومنین بالغیب

ایک خاص جماعت۔ اور اب دیکھنا ضروری ہے کہ وہ مومنین بالغیب کون جماعت ہے اور غیب سے مراد کیا ہے اور کیوں اس کو ناجیوں اور متقیوں کی سب سے پہلی صفت قرار دیا گیا ہے۔ اور جدا اوصاف متیقین پر مقدم کیا گیا ہے اور ضرور اس میں کوئی خاص حکمت و مصلحت ہے۔ پس حکمت و مصلحت اور اس کی علت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ یہ غیب کوئی ایسی شے ہے جس پر ایمان لائے بغیر باقی اوصاف کا عدم ہوں۔ اور نجات کا دار و مدار اسی پر ہو۔ بلکہ باقی تمام اوصاف متیقین اسی پر موقوف ہوں۔ اور وہی علت تمام اور علت عائلی ہو۔ ظاہر ہے کہ اصول ابن اسلام بنا بر مشہور تین ہیں۔ توحید۔ نبوت و معاد۔ اور ان تینوں میں تمام مسلمان مساوی ہیں۔ اور سب ان پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور مقام توحید میں مشہور و غیب دونوں پر اعتقاد اجمالی رکھتے ہیں۔ لہذا بنا بر دلیل سابق اگر ان تینوں اصولوں میں سے کوئی غیب کا یہاں مصداق ہو تو وہی منظور پھر لازم آتا ہے۔ یعنی کہ سارے مسلمان مومنین بالغیب ہو جاتے ہیں۔ اور یہ غلات حق و غلات فرض ہے۔ اور یہ تینوں اصول اسی کا مصداق ہوئے تو ضرور ان کے علاوہ ہوں گے۔ اور مسلم ہے کہ ان تینوں اصولوں کے علاوہ اگر اصول ہیں تو وہ امامت ہیں۔ اور عدل توحید کے ساتھ ہے۔ اب اگر بعد نبوت کوئی اعتقاد ضروری ہے تو وہ اعتقاد امامت ہے۔ اور یہ ایمان بالغیب اسی میں منحصر ہے۔ اب ہم قرآن شریف میں دیکھتے اور غور کرتے ہیں کہ غیب خدا نے کن چیزوں کو کہا ہے۔ اور یہاں غیب سے مراد کون ہو سکتا ہے **ثَالِثُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُونَ كَذَآءُ الَّذِي أَتَوْا عَلَيْهِ آمَنُوا بِهِ فَقُلُتُمْ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَانْتَحَبُوا إِلَيْنَا مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ** یعنی وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اس پر اس کے پروردگار کی کوئی آیت نازل ہوتی؟ کہہ دو۔ کہ آیت غیب ہے اور احیاء تو بس اللہ ہی کے لئے ہے۔ پس تم اس آیت کے آنے اور ظاہر ہونے کے منتظر ہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ اس آیت مجیدہ میں آیت اللہ کو غیب سے تعبیر کیا ہے۔ اور آیت اللہ العظمیٰ حجت اللہ ہے۔ اور حجت اللہ سے بڑھ کر کوئی آیت خدا نہیں ہے۔ کیونکہ تمام آیات اور ظاہر تمام آیات الٰہی حجت اللہ بنی دامام پر موقوف ہے۔ اور اس میں کسی مومنین بلکہ کسی ذی عقل و فہم کو شک نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر دامام سے بڑھ کر کوئی آیت اللہ نہیں ہے۔ بلکہ اصل آیت خدا ہی ہیں نفیس جو نبی دامام آیت خدا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدا صاف آیت فرماتا ہے۔ **جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَآمَرًا لِلْعَالَمِينَ** یعنی ہم نے عیسیٰ بن مریم اور اس کی ماں کو آیت بنا دیا ہے۔ یعنی حجت قرار دیا ہے۔ اور چونکہ خدا نے حضرت عیسیٰ کو حجت خلق کیا تھا۔ اور انہوں نے اول روز ولادت ہی اپنی حجت کا اقرار کیا اور اظہار فرمایا۔ **فَقَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَبَعَثَنِي نَبِيًّا** بیشک میں بندہ خدا

ابن ماجہ کے حوالے کتاب دی ہے اللہ ہی بنایا ہے اور نبی حجت خدا ہے۔ پس ان آیات میں آیت سے مراد حجت خدا ہے۔ اور دوسری جگہ خدا نے آیت یعنی حجت کو غیب سے تعبیر کیا ہے۔ وَكَأَنَّ لِيْجَعْلُكَ اٰيَةً لِلنَّاسِ مِنْ غَيْبِ آيَاتِ وَحْيِ خُدا یہاں ایک ہی ہوئے۔ اور لا بد غیب ایک حجت خدا ہے نیز قرآن شریف میں خدا نے حضرت یوسفؑ کو جب ایک آیت خدا اور حجت خدا میں صاف لفظوں میں غیب کہا ہے۔ فَقَالَ خَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ وَكَانَتْ كَذٰلِكَ اَخْبَارُ الْغَيْبِ اَوْحٰى اِلَيْهِمْ وَكَانَ اَوَّلُ مَا وَحٰى اِلَيْهِمْ يٰيُوسُفُ اَنْ اَنْتَ مُكْرَمٌ اَلَمْ يَجْعَلِ غَيْبِ کی خبر ہے جو ہم تجھ کو وحی کہتے ہیں اور تو اس وقت ان کے برابر اور ان یوسفؑ کے پاس نہیں کھڑا تھا جبکہ انہوں نے اپنی رابیوں میں اتفاق کیا۔ اور ایک مکر کی چال چلے۔ خدا اس قصہ یوسفؑ کو غیب کی خبر کہتا ہے پس لا بد صاحب قصہ غیب ہے در نہ تو ظاہر ہے کہ اس وقت قصہ حضرت یوسفؑ عالم شہود میں آچکا تھا۔ اور کتب سابقہ میں موجود تھا اور یہ وہ نصائے و علمائے اس کے عالم تھے۔ اب صرف عالم غیب میں نہیں تھا۔ ضرور غیب میں ہی پر وہی بزرگوار ہیں۔ جن کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اور قصہ حضرت یوسفؑ کا ہے۔ اور اس لئے غیب حضرت یعنی حجت خدا نبی اللہ ہی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں۔ اور ابواب سابقہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ بعد رسول اللہ ائمہ اہل بیت اور اوصیاء حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ سب کے سب آیات الہی ہیں۔ اور ان آیات الہی میں کیا رہ آیات گزیر چکی ہیں۔ اور اب اس سلسلہ اوصیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف امام غائب و حجت قائم ہوتی ہیں۔ اور وہ وہی آیت متفقہ ہیں۔ اور چونکہ وہ آخری خلیفہ خدا اور حجت خدا اور آیت الہی ہیں۔ اور اس پر ایمان لانے والا ضرور باقی تمام آیات سابقہ پر ایمان لانے والا ہوگا جس طرح سلسلہ انبیاء میں جناب ختمی مرتبت پر ایمان لانے والا پہلے تمام انبیاء پر ایمان لانے والا ہے۔ کیونکہ وہ جناب مُصَدِّقِ جملہ انبیاء سابقین ہیں علماء و علمائے اسی طرح جناب امام غائب آخری اوصیاء و مُصَدِّقِ جملہ انبیاء و اوصیاء ہیں علماء و علمائے پس آنحضرتؐ پر ایمان لانے والا جملہ انبیاء و اوصیاء پر ایمان لانے والا ہے۔ اور آنحضرتؐ کا شکر گریہ تمام انبیاء و اوصیاء کا شکر ہے اور اس کو یہ ایمان کچھ مفید نہیں ہے۔ اور سلسلہ نبوت میں علت تامہ اور علت غائی جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اسی طرح سلسلہ اوصیاء میں جناب خاتم الانبیاء امام غائب حجۃ اللہ المتظر علیہ الصلوٰۃ والسلام علت تامہ و علت غائی ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا تمام انبیاء و اوصیاء سابقین پر ایمان لانا ہے۔ اور ان کی تصدیق سب کی تصدیق ہے۔ اور ان کا انکار سب کا انکار ہے اور جو شخص ان پر زمانہ غیب میں ایمان نہیں لائے گا۔ اس کی نجات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور

یہی مطلب ہے اس آیت مبارکہ کا یہ جو کہ یاقی بعض آیات دیکھ کر کہ لا ینفعکم نفساً ایماناً تمھارے لئے نہ ہوگا۔
 مگر جبکہ اؤ کسبت فی ایماناً جس وقت بعض آیات پروردگار ظاہر ہوں گی۔ اس دن کسی نفس کو اس کا ایمان
 لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے ہی سے اس پر ایمان لایا ہوا نہیں ہے۔ اور نہ اس کو کچھ فائدہ ہوگا جس نے اپنے
 ایمان میں کسب خیر نہیں کیا ہے۔ اس بعض آیات کے ظاہر ہونے سے بھی آیت منظر و حجت فائز مراد ہے۔
 جس وقت اس کا ظہور ہوگا۔ تو اس وقت جو اس کے خروج بالسیف قیام بالسیف سے پہلے ایمان لایا ہوا نہیں
 ہے۔ یا پہلے سے اس نے کسب خیر نہیں کیا ہے۔ اور اس کا ایمان لانا مثل ایمان فرعون ہوگا۔ اور آیت مجیدہ مذکورہ
 قل انما الغیب عندنا اللہ فانظر ورا فی معکم من المنتظر نعمات غیب منظر پر دال ہے۔ اور ان
 آیات سے مراد قیامت کبرئے کی طرح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ قیامت پر سارے مسلمان
 ایمان رکھتے ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے۔ جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ ہلاصل مسلمان
 ہی نہیں ہے۔ اول ہی سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بلکہ قیامت پر تو یہود و نصاریٰ وغیرہم بھی اعتقاد و
 ایمان رکھتے ہیں۔ تو چاہیے کہ وہ سب ناجی و بستی ہوں۔ اور اسی طرح ایمان بالغیب میں بھی وہ سب داخل ہوں۔
 اور مثل اہل ایمان اسلام نجات پائیں۔ حالانکہ کفار و ملحدین فی النار ہیں۔ ضروری ان آیات سے مراد حج الشد ہیں۔
 اور وہ آیت منظر جس پر قبل طور زمانہ غیبت میں ایمان لانا ضروری ہے۔ حجت غائب منظر امام قائم الزمان ہیں۔ اور یہی
 بزرگ ترین آیات الہی ہیں۔ اسی واسطے اور یہیں سے ابن ابی العبدینے کہا ہے اور اچھا کہا ہے۔
 وَمَا آيَةُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْهُمْ
 وَهُمْ آيَةُ اللَّهِ مِنْ دُونِهِمْ كُلُّ آيَةٍ
 خدا کی کوئی آیت ان سے بڑھ کر اور بزرگ تر نہیں ہے۔ یہی وہ آیت خدا ہیں۔ کہ باقی تمام آیات الہی
 ان سے پست ہیں۔ فلا شک ولا ریب یؤمنون بالغیب میں غیب جناب امام غائب
 ہیں۔ اور تفسیر آیات میں ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ غیب اس جناب کا نام ہے۔ اور
 نجات امنی کے لئے اور ہدایت یافتہ وہی ہیں۔ جو امام غائب پر اعتقاد اور
 ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہی اعتقاد کمال ایمان و غایت ایمان ہے۔ اور اسی وجہ سے متیقن کو خدا نے اس
 خاص صفت سے متصف قرار دیا ہے۔ اور تمام اوصاف پر مقدم رکھا ہے۔ اور یہی خاص صفت بلا اعتبار
 ہے۔ نہ اعتقاد قیامت جو یہود و نصاریٰ وغیرہم سب میں مشترک ہے۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ خدا میں غیب خاص
 متیقن کی مدح ایسی صفت سے کہے۔ جو دشمنان خدا یہود و نصاریٰ کفار میں مشترک ہے۔

پس برابریں قاطعہ و دوافل ساطعہ و آیات جہتہ ثابت ہو گیا۔ کہ ابتداء خلقت بشری سے غیبت سنت حج اللہ ہے۔ اور ایمان بالغیب افضل ترین ایمان و اہم ترین مرتبہ ایمان ہے۔ اور نجات صرف انہی کے لئے ہے۔ جو غیبت اور حجت و غائب پر ایمان رکھتے ہیں۔ حجت خدا کے ظہور سے وہ نائمہ اٹھا سکتے ہیں اور اٹھا ہے ہیں۔ جو پہلے سے زمانہ غیبت میں ایمان لائے ہوئے ہوں۔ اور اس پر اعتقاد رکھتے ہوں۔ وہ لوگ اقل اس کی تصدیق کر سکتے ہیں اور اس کو پہچان سکتے ہیں۔ اس کے اتباع و اطاعت میں سبقت کر سکتے ہیں۔ جو پہلے سے مومن ہوں اور اس کے منظر جب تک ان میں حالت منظرہ پسے سے پیدا نہ ہوگی۔ ہرگز اطاعت و اتباع میں سبقت نہ کر سکیں گے بلکہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے بلکہ مثل شیطان شک و شبہ کر کے اپنے قیاسات باطلہ و کیکہ ساس کی حجیت کا انکار کریں گے۔ بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت و دشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور ہر طرح سے اس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اس کے قتل کے قترے دیں گے اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لئے نہیں بھیجیں گے۔ اور یہ قاتانام کے مسلمان ہی ہوں گے۔ جیسا کہ آئندہ مفصل بیان ہوگا۔ وَلَوْ كَا السَّيْفُ بِيَدِ الْكَافِرِ الْفَقْهَرِ لَقَتَلَهُ۔ اگر علماء اس کے ہاتھ میں نہ ہو تو فقہاء اس کے قتل کا قترے دیں گے۔ اس کی تلوار کے سامنے ان کی کچھ نہ چلے گی۔ اور نور حق ظاہر ہو کر رہے گا اور مشرق و مغرب عالم مک پیسے گا۔ وَاللَّهُ مُتِمِّمٌ كُوسِرٍ وَكَوْكَرٍ كَالْمَشْرِ كُؤُوتٍ۔ بہر حال اب معلوم ہو گیا۔ کہ حجت غائب پر ایمان لانا ایمان کامل کی دلیل ہے۔ اور یہی ایمان اہل اسلام کے لئے موجب نجات ہے۔ جو لوگ حجت غائب پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ وہ ہرگز ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی امید نجات نہیں ہے۔ اور یہیں سے بخوبی ثابت و واضح ہو گیا۔ کہ حجت غائب کے لئے غیبت کوئی معر نہیں ہے۔ غیبت سنت انبیاء حج اللہ ہے۔ بہت سے حج اللہ غائب ہے ہیں۔ اور بہت سے ایک مدت تک غائب رہنے کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ادریس و حضرت ابراہیم و یوسف و موسیٰ و غیر ہم۔ اور اس غیبت سے ان کی نبوت و رسالت باطل نہیں ہو گئی۔ بلکہ ان کی نبوت زمانہ غیبت میں بھی اسی طرح صحیح و ثابت ہے جس طرح کہ زمانہ ظہور میں۔ اور ان کی نبوت اسی طرح صحیح و ثابت ہے جس طرح کہ ان انبیاء کی جو غائب نہیں گئے اور جب حضرت ابراہیم و حضرت یوسف و حضرت موسیٰ کی نبوت باوجود غیبت صحیح و

ثابت ہے۔ تو پھر امام ہمدانی حجت غائب کی امامت و حجیت کیوں صحیح نہیں ہوگی۔ اور کیونکر ان کی غیبت معاذ اللہ موجب بطلان امامت ہوگی۔ اور کیوں کر ان پر ایمان رکھنے والے مردِ مطہر مخالفین و منافقین ہوں گے۔ اگر محض غیبت کی وجہ سے امامت امام ہمدانی حجت اللہ الثانی کا انکار ممکن ہے۔ تو ان انبیاء کی نبوت کا انکار ممکن ہوگا۔ اور تکذیبِ قرآن لازم آئے گی۔ اور سلسلہ نبوت منقطع بلکہ باطل ہو جائے گا۔ ورنہ اگر ان کی نبوت باوجود غیبت صحیح ہے۔ تو حجت غائب کی امامت در زمان غیبت ضرور صحیح ہے۔ اور یہاں یہ کہنا غلط محض ہے کہ نبوت حضرت ابراہیمؑ کے بغیر ہم اس وقت ثابت ہوئی۔ جبکہ انہوں نے اپنی معترفی کی اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا۔ نہ اس وقت جبکہ وہ ظاہر نہ تھے۔ اور اپنے کو نہ بتلاتے تھے اور اپنی طرف نہ بلاتے تھے اور دعوتِ اسلام نہ دیتے تھے۔ کیوں کہ ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ ہر ایک حجت خدا کے آنے سے پہلے ہی مومنین کو خبر دی جاتی رہی تھی اور پہلے سے اعلان ہوتا رہا تھا۔ اور پہلے ہی سے لوگ ان پر ایمان لاتے تھے اور ان کے ظہور کے منظر ہوتے تھے اور ان کے نزدیک ان کی نبوت پہلے ہی سے ثابت تھی۔ چنانچہ قصہ حضرت ثوڑے سے معلوم ہے کہ قبل ظہور و مقابلہ فرعون اور اس کی دعوت دینے اور ظاہر ہونے سے پہلے حضرت مرثیٰ کے بیرون پر ایمان رکھنے والے اور ان کے شیعہ موجود تھے۔ اور حالات جناب سرور کائنات کے ظہور و بعثت سے پہلے بہت سے لوگ حضرت پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ جیسا کہ سہمان فارسی، سیف بنی یزید، جناب عبدالمطلب، حضرت ابو طالب، قیس بن ساعدۃ الا یادی، ابو مرہب الارزب، جحیم الارزب، بطیح کاہن، تبع الملک، یوسف الیہودی، ابن حراش الحمر، زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ وغیرہ بہت سے علماء و اہل بیت پر ایمان رکھتے تھے ظہور کے منظر تھے اور ان کے اوصاف و سلاسل کو پہچانتے تھے۔ اور ان کے حالات و واقعات کو تاریخ پر ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کی نبوت بعد ظہور و اظہار دعوت ثابت نہیں ہوئی بلکہ پہلے ہی سے ثابت تھی مومن پہلے ہی سے ایمان رکھتے تھے۔ اور ان کا امر بھی ان کے اولیاء ان کے شیعوں و تبعین سے پوشیدہ نہیں رہا صرف اہل مجہول و ضلال جہال ان کے وجود کے منکر ہوتے تھے۔ مومنین ہمیشہ مومنین بالنبیؐ ہے ہیں حضرت یونسؑ مخالفین و مخالفین کے نزدیک غائب تھے۔ مگر مومنین و مرالین ان کو جانتے تھے۔ اور یقین رکھتے تھے۔ بلکہ مومنین کو ان کی ولادت کا وقت ان کا حسب نسب ان کا خاندان اور ان کا مقام ظہور ہمیشہ معلوم رہا ہے۔ یہی حال بعینہ حضرت صاحب الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے کہ مومنین و مرالین ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کی امامت کے قائل ہیں۔ ان کے خاندان اور ان کے والدین سے واقف ہیں۔ ان کی ولادت کے

وقت سے گاہ ہیں۔ حالات و حالات سے باخبر ہیں۔ ان کے اوصاف و کمالات کا علم کھتے ہیں۔ ان کے شامل و تھامل کو پہچانتے ہیں۔ ان کے نقش و نگار سے خبردار ہیں۔ اور ان کے آنے کے منتظر جیسا کہ مومنین حضرت ادریسؑ ابراہیمؑ دیوسفؑ و موسیٰؑ وغیرہم ان کے زمانہ غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر تھے۔ پس مومنین شیعہ امام قائم الزمانؑ حجت نائب صاحب العصر علیہ السلام سنت انبیاء و امام انبیاء پر ہیں۔ ان کا طریق طریق پیغمبری ہے اور منہاج منہاج مومنین کا مدین اہل التقویٰ و الیقین۔ و لکن العاقبة لکھل الثقویٰ و الیقین۔ فالحمد لله رب العالمین انکار و جود حجت نائب انکار و جود یٰ یٰ نتیجہ تقیید بانی فائز حبیبیت مذہبی ہے۔ کہ سنت حجج الشہد بہت نظر آتی ہے۔ اور بہترین صفت ایمان بالغیب مور و وطن ٹیٹن ہے۔ یہ ہے کہ

ہنر چشم عداوت بزرگ تزعیم است گل است سدی در چشم دشمنان راست
حُبُّ الشَّيْءِ يَعْجَىٰ وَيُصِصُّ بِشَكِّ انْصَانِ حُبَّتْ فِيْ اَنْدَعَا اَوْ مِرَّةٍ يُّوْجَا تَا نَظَرُ

فصل

(غیبت انبیاء)

یہاں مناسب ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کی غیبت کا حال مفصل لکھا جائے تاکہ مکمل طور پر سنت انبیاء اللہ و سنت الہی در باب حجج الشہد کا شمس فی رابۃ النہار واضح و واضح ہو جائے۔ اور کسی مقلد بعیر کو شک و شبہ کا موقع نہ رہے۔ اور مومنین کو اطمینان قلب حاصل ہو۔ اور معلوم ہو جائے کہ عہدی آخر الزمان کی غیبت سنت انبیاء و سنت الہی ہے۔ کہ جس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ اور جس سے انکار و اصل و انت اسلام سے انکار ہے اور اس کی تکذیب تکذیب سن الہی اور سن انبیاء اللہ حجج الشہد ہے۔ و مَن تَرَكَ السُّنَّةَ فَقَدْ كَفَرَ

غیبت حضرت ادریسؑ جناب محمد بن علیؑ سے مروی ہے۔ کہ حضرت ادریسؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ جب ار تھا۔ وہ ایک دن سیر کے لئے سوار ہو کر چلا۔ تو ایک زمین کے پاس سے گزرا۔ جو نہایت ترقی یافتہ اور شہاب تھی۔ اور وہ ایک بندہ مومن شیعہ ادریسؑ کی ملکیت تھی۔ اس بادشاہ کو وہ سرسبز زمین نہایت اچھی معلوم ہوئی۔ اور اپنے وزیر سے دریافت کیا۔ کہ یہ زمین کس کی ہے۔ کہنا یہ ایک بندہ رعیت بادشاہ کی زمین ہے جو رافضی اور شیعہ ادریسؑ ہی سے ہے۔

اصحاب بادشاہ کے ہیں پر نہیں ہے۔ بادشاہ نے اس بنو مومن کو بلایا۔ انہیں اس سے کہا کہ یہ زمین مجھے دے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے عیال اس کے زیادہ محتاج ہیں۔ کہا۔ اچھا تو اس کی قیمت لگا کہ میں اس کی قیمت تجھے دے دوں اس نے کہا کہ میں نہ مفت دوں گا اور نہ فروخت کروں گا۔ اس کا ذکر یہی چھوڑ دو۔ بادشاہ یہ سن کر غضبناک ہوا اور فلسوس کرتا ہوا واپس ہو گیا۔ دیکھا کہ اس معاملہ میں نہایت مفہوم و شغل تھا۔ اس کی ایک بڑی قوم الزاقہ سے تھی۔ اور وہ اس کو بہت محبوب رکھتا تھا۔ اور جب اس کو کوئی مصیبت پیش آتی تھی۔ تو وہ اس سے اس معاملہ میں مشورہ لیتا تھا جب اپنے مقام پر پہنچا اور اپنی جگہ بیٹھا تو اس کو بلا بھیجا۔ تاکہ اس امر میں اس سے مشورہ لے۔ وہ اس کے پاس آئی۔ اور اس کو غیظ غضب کی حالت میں پایا۔ اور کہنے لگی۔ اے بادشاہ کیا مصیبت پڑی ہے جو چہرے پر آثار غضب نمایاں ہیں۔ اس نے زمین اور مالک زمین کا مفصل تعہد سنایا۔ وہ سن کر کہنے لگی کہ اے بادشاہ غلین وہ بتا ہے جو انتقام پر قادر نہ ہو اگر تیرے چاہتا ہے کہ بلا حجت دلیل اس کو قتل کرے۔ تو میں ایک تدبیر نکالتی ہوں۔ اور اس کام کو انجام دوں گی۔ اور وہ زمین اس طرح سے تیرے قبضہ میں کر دوں گی۔ تو اپنی سمیت اوائل مملکت کے نزدیک اس کے قتل کرنے میں معذور سمجھا جائے گا اور حجت قائم ہو جائے گی۔ بادشاہ نے پوچھا۔ وہ کیا تدبیر ہے۔ اس نے کہا۔ میں اپنے بعض اصحاب الزاقہ کا اس کے پاس بھیجتی ہوں۔ جو تیرے پاس آکر شہادت دیں گے۔ کہ وہ شخص تیرے دین سے بیزار ہے۔ پس تجھ کو اس کا قتل کرنا جائز ہو جائے گا۔ اور اس کی زمین جائز طور سے لے سکے گا۔ کہہ ایسا ہی کر اس نے بعض الزاقہ کو بھیجا جو زمینیں اور پیردان اور زمینیں کے قتل کو مباح جانتے تھے کہ بادشاہ کے پاس شہادت دیں۔ کہ انہیں شیعہ بادشاہ کے ہیں سے بیزار ہے۔ ان کی شہادت پر اس مومن شیعہ اور اس کو قتل کر دیا اور اس کی زمین کو خالصہ بنا کر قبضہ کر لیا۔ اس وقت خلافت عالم اکمل الحاکمین ملک الملوک بالعالین کو اس مومن کے قتل سے پیش آگیا۔ آنا فریاد غضب اس بادشاہ جبار سے نکلا۔ مومن پر ظہر ہوئے اور حضرت ادریس کو دعویٰ ہوئی کہ اس جبار کے پاس جاؤ اور اس سے کہو اَمَّا فَضِيَّتُ اَنْ قَتَلْتُ عَبْدِي الْمُؤْمِنَ طَمًا اَسْتَحْلَصْتُ اَرْضَهُ خَالِصَةً لَكَ فَاَحْبَبْتَ عِيَالَهُ مِنْ بَعْدِي وَاجْعَلْهُمْ اَلَادِيَّةَ فِي لَدُنِّي لَكَ لَهْ مِنْكَ فِي الْاَجَلِ كُلِّ سِتِّينَ سَنَةٍ فِي الْعَاجِلِ كُلُّ خَدْرٍ مِنْ مَدِيْنَتِكَ وَكَوْلُ لَنْ عَمْرَتِكَ وَكَوْلُ لِعَمْرَتِكَ الْكَلْبُ كَحَمْرِ امْرَأَتِكَ فَقَدْ نَمَرْتُكَ يَا مَعْشَرَ حَتَّى عَيْدِكَ لِي شَاهِدًا تَوَاصِي رَاضِي دُرِّكَ بِرُكْبَتِكَ مومن کو قتل کیا تاہم اس کے بعد اس نے اس کی زمین کو اپنا خالصہ بنا لیا۔ انہیں اس کے عیال کو اس کے بعد متعلق کر دیا اور ان کو ہمو کار رکھا۔ خبردار مجھ کو اپنی عزت و بزرگی کی قسم ہے میں ضرور آخرت میں تجھ سے اس کا انتقام لوں گا۔ اور دنیا میں تیرا ملک تجھ سے بھیجیں لوں گا۔ البتہ تیرے شہر کو مبراہ کر دوں گا۔ اور تیری اس عزت کو ذلت سے

ہل دوں گا اور تیری بری کا گشت کتوں کو کھلاؤں گا اسے میرے علم کے آنے والے تجھ اس بات نے مفرور کر دیا ہے،
 حضرت ادریسؑ اس کی مجلس میں اپنے پروردگار کی رسالت پہنچانے گئے۔ ایک جبار کا دربار ہے، اور ایک تہا ولی خدا
 ہدایت اور تبلیغ رسالت کے لئے جاتا ہے۔ اور انہی لفظوں میں پیغام الہی پہنچا دیا۔ ورنہ کیا اس کے گرد اس کے اصحاب
 جمع تھے۔ وقال ایھا النجاس انی رسول اللہ الیک وهو یقول لک امارضیت ان قتلت
 عبدا المؤمن ظلما حتی استخلصت ارضنا لصدک و احوجت عیالہ من بعدک واجعتہم
 اما و غرقى لا نسقم لہ منك فی الاجل لا سلینک ملکک فی العاجلین جبار نے یہ پیغام الہی سن کر
 کہا۔ اخرج حتی یا ادریس قلن تسبقی بنفسک ادریس یہاں سے باہر ہوا تو تم اپنی جان بچا سکو گے اور مجھ
 سے سبقت نہ کرو گے اور مجھ سے پہلے ہلاک کرنے کا ڈر ہے۔ پھر اس عورت کو بلایا۔ اور پیغام ادریسؑ کی خبر دی اس نے کہا
 میں ابھی اس کو قتل کر کے اس کے خدا کی رسالت باطل کئے دیتی ہوں۔ اس نے کہا۔ ایسا ہی کرے حضرت ادریسؑ کے
 شیعہ جواپ کے پاس جمع ہوئے تھے جب انہوں نے حضرت سے یہ قصہ سنا ڈیسے۔ کہ مبادا حضرت قتل ہو جائیں
 اور اس خبیثہ نے چالیس جوان مانا تو اس جناب کے قتل کے لئے بھیجے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں
 حضرت بیٹھا کھتے تھے۔ تو حضرت کو وہاں نہ پایا۔ اور واپس پھرے۔ مومنین کو ان کے ارادے کی خبر ملی۔
 تو وہ حضرت ادریسؑ کی تلاش میں ہر طرف پھیل گئے۔ اور ایک مقام پر ملاقات ہوئی۔ بادشاہ اور ان چالیس
 جوانوں کے ارادے سے حضرت کو خبر دی۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ یہاں سے باہر نکل جائیں حضرت کچھ اصحاب کے
 ہمراہ باہر چلے گئے۔ اور اپنے پروردگار سے مناجات کی۔ اور عرض کیا۔ پروردگار! تو نے مجھے اپنی پیغامبری کے ساتھ
 اس جبار کے پاس بھیجا۔ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ اب وہ جبار مجھے دھمکا رہا ہے۔ اور قتل سے ڈراتا ہے۔ اور
 اگر مجھے پکڑے تو قتل ہی کر ڈالے گا۔ وحی ہوئی۔ اے ادریسؑ اس سے کناہہ کشتی اختیار کرو۔ اور اس کے شر سے باہر نکل
 جاؤ۔ اور اس کو اور مجھے چھوڑ دو۔ میں ضرور اپنا امر اس کے باب میں جاری کروں گا اور تمہاری تصدیق کروں گا حضرت
 ادریسؑ نے عرض کیا۔ میرے پروردگار میری ایک حاجت ہے ارشاد ہوا۔ کیا ہے عرض کرو۔ عرض کیا۔ جب تک میں
 سوال کروں اس شر اور اس کے ارد گرد با مان رحمت نہ برسانا۔ ارشاد ہوا۔ اے ادریسؑ گاؤں تہا ہو جائے گا۔ لوگ
 بھوکے مر جائیں گے اور نہایت محنت و تکلیف میں پڑ جائیں گے۔ عرض کیا۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ شر تہا ہو جائے
 لوگ بھوکے مر جائیں اور سخت تکلیف میں پڑ جائیں۔ مگر میری دعا یہی ہے کہ ہمارا رحمت نہ برے جب
 تک کہ میں سوال نہ کروں۔ ارشاد ہوا۔ تیری دعا ہم نے قبول کی۔ اور جب تک تو سوال نہ کرے گا میں ان پر

یادمان نازل نہ کروں گا۔ اور اپنے وعدے کو پورا کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں پس اے مومنین تم سب اس گاؤں سے نکل جاؤ۔ مومنین سب باہر چلے گئے۔ جو اس وقت صرف بیس شخص تھے۔ اور دوسرے گاؤں میں چلے گئے۔ اور حضرت ادریسؑ کی اس دعا کی خبر تمام دیہات میں پھیل گئی۔ اور حضرت ادریسؑ ان سے کنارہ کشی کر کے ایک بلند پہاڑ کی کھوہ میں چلے گئے اور ان سے غائب ہو گئے۔ دن میں روزہ رکھتے تھے اور شام کے وقت ایک نذرۃ مٹوکل ان کا کھانا لاتا تھا اس سے افطار کرتے تھے۔ اور خدا نے اس عرصہ میں اس بادشاہ کے ملک کو برباد کر دیا اس کی سلطنت چھین لی۔ اور اس مومن کے قتل کی وجہ سے اس کی حرمت کا گوشت کتوں کو کھلا دیا۔ بعد ازاں شہر میں ایک جبار زنا فرمان ظاہر ہوا۔ اور حضرت کے غائب ہونے کے بعد بیس سال تک ان لوگوں پر بادشہ نہ ہوئی۔ ایک قعرہ نکٹ ٹپکا۔ اور لوگ سخت تکلیف میں تھے۔ اور دوسرے دیہات سے کھانا مانگ کر کھاتے تھے جب یہ حالت ہوئی۔ تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ سب دعا ادریسؑ کا اثر ہے۔ اور جب تک وہ دعا نہ کرے بادشہ نہ ہوگی۔ اور وہ غائب ہے۔ اور یہیں اس کا مقام معلوم نہیں۔ اور خدا ہم پر ادریسؑ سے زیادہ مہربان ہے۔ اور سب نے اتفاق کیا کہ بارگاہ الہی میں توبہ کریں اور اس سے پناہ لیں۔ اور سوال کریں کہ باطلان رحمت نازل فرمائے پس راکھ پر کھڑے ہوئے۔ ٹماٹ پہن لیا۔ سروں پر خاک ڈالی۔ اور خدا کی طرف توبہ واستغفار و تضرع و زاری کے ساتھ استغاثہ کیا۔ دریا میں توبہ الہی بخشش میں آیا اور حضرت ادریسؑ کو وحی ہوئی کہ تمہارے گاؤں والوں نے توبہ واستغفار و تضرع و زاری کے ساتھ مجھ سے فریاد کی ہے۔ اور میری طرف رجوع کیا ہے۔ اور میں خدا نے رحمان و رحیم ہوں۔ میں توبہ کو قبول کرتا ہوں اور سنیات کو معاف کرتا ہوں۔ اور مجھے ان پر رحم آتا ہے۔ اور مجھے ان کی دعا قبول کرنے سے تمہاری دعا اور میرا وعدہ ملنے ہے نہ اور کوئی شے اب مجھ سے سوال کرو۔ کہ میں ان پر بادشہ برساؤں۔ حضرت ادریسؑ کہنے لگے۔ خداوندائیں توبہ سوال کروں گا اور شاہد باری ہوں کہ اے ادریسؑ کیا تو نے سوال نہیں کیا تھا کہ میں نے قبول کیا اب میں سوال کرتا ہوں۔ تو کیوں میرا سوال منظور نہیں کرتا۔ کہا۔ خداوندائیں بادشہ کے لئے تجھ سے سوال نہ کروں گا۔ پس اس وقت خدا نے اس ملک مٹوکل کو وحی کی کہ ادریسؑ کو کھانا نہ پہنچا۔ کھانا بند ہو گیا۔ اور حضرت کو بھوک محسوس ہوئی۔ ایک دن صبر کیا۔ دوسرے دن صبر کیا۔ تیسرے دن بہت تکلیف محسوس ہوئی۔ اور بہت مغموم ہوئے۔ اور دامن صبر ہاتھ سے چھوٹنے لگا۔ اور بارگاہ الہی میں عرض کرنے لگے۔ خداوندائیں میری روح قبض کرنے سے پہلے میرا رزق بند کر لیا۔ وحی ہوئی۔ اے ادریسؑ تین دن روٹی نہ ملنے سے بیقرار ہو گئے۔ اور تمہارے اہل قریہ

تو حضرت ادریش نے ان کے لئے بددعا کی اور سب ہلاک ہو گئے۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو پہنچ سو آدمی اور بیچہ کو پکڑ لائیں۔ جب وہ لوگ حضرت کے پاس آئے۔ تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ اپنے مصائب کی تسکین اور قیام گاہ کو دیکھ لو۔ یہی تمہارا انجام ہوگا۔ تب انہوں نے عرض کیا۔ بیس سال ہیں مجھ کو سے ہلاک کیا۔ اب چاہتے ہو کہ بددعا کر کے ہلاک کر دو۔ کیا تمہیں رحم نہیں آتا۔ فرمایا۔ تو میں تمہارے بادشاہ کے پاس جاؤں گا۔ اور بادشاہ کی دعا کروں گا۔ جب تک کہ تمہارا بادشاہ اور تمام اہل قریہ میرے سامنے برہنہ پا اور پیادہ نہ آئیں۔ تم اپنے جبار کے پاس جاؤ اور اس کو یہ خبر دے دو۔ وہ گئے اور بادشاہ سے عرض کیا۔ اور اس کو ادریش کے پاس چلنے کے لئے کہا۔ وہ سب حضرت کے سامنے اسی شان سے آئے جس طرح حضرت ادریش چاہتے تھے۔ اور عجز و انکسار کے ساتھ حضرت کے گے کھڑے ہوئے۔ اور خواہش کی کہ حضرت بادشاہ کی دعا کریں۔ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ اب میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور دعا کی۔ فوراً ہادل پیدا ہوا۔ بجلی لڑکی اور چمکی۔ اور اسی وقت بادشاہ ٹوٹ پڑی۔ یہاں تک کہ اتنا پانی پڑا کہ لوگوں کو غرق ہونے کا گمان ہونے لگا۔ اور مشکل تمام اپنے گھروں تک پہنچے۔ غرض حضرت ادریش کی غیبت میں شیعینان حضرت ادریش مصائب میں گرفتار رہے شاہان جباران کی اولاد کو قتل کرتے تھے۔ ان کو تعلق کرتے تھے اور ان کو ڈالتے تھے۔ پھر حضرت اپنے شیعوں میں ظاہر ہوئے۔ تو ان کو حضرت لوح کے ظہور کی خبر دی۔ اور ان کے ظہور پر فرح و کشادگی کی بشارت دی۔ اور لوگ برابر ان کے ظہور کا انتظار کرتے رہے۔ اور اس پر قرن گزر گئے۔ لیکن ظاہر نہیں ہوئے۔ اور بارگاہ طہا فیت زمانہ کی سختیوں اور عذاب و محنت پر صبر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت لوح نے انصار نبوت کیا۔

اس قصے سے حسب ذیل نکات مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اول جناب ادریش کا بیس سال اپنی امت سے غائب رہنا۔ دوم یہ غیبت طغات زمانہ و طہا فیت دو ماں شاہان جبارہ کے غلبہ و ظلم و جور کی وجہ سے تھی۔ سوم۔ شیعینان حضرت ادریش اس عرصہ غیبت میں متفرق مقامات پر منتقل ہوئے۔ میں تھے۔ اور طرح طرح کے ظلم و ستم سے تھے اور صبر کرتے تھے چہارم حضرت ادریش نے اس بیس سال کی غیبت کے بعد خروج فرما کر جہانان جہاں کو فناء نہیں کیا۔ بلکہ سوائے اس دعا خاص کے اور کوئی سزا ان کو نہیں دی۔ اور فرج و کشادہ حالی و فراخ عیشی کے لئے اپنی اولاد میں سے جناب لوح کے آنے کی بشارت دی۔ اور وہ ان کے ظہور پر موقوف رکھی گئی۔ اور حضرت ادریش سے حضرت لوح تک چار پشتیں ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگ اس انتظار میں مر گئے۔ چہم اس غیبت لوح

قتل وجود کے زمانے میں یہ مومنین حضرت نوحؑ پر ایمان رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ وعدہ فرج کرتے رہتے تھے۔ ششم
اس سے واضح ہے کہ شاہان جبار سے ہمیشہ خاصانِ خدا پر ظلم ہوتے رہے ہیں۔ اور مومنین ان کے ہاتھ سے
اذیتیں اٹھاتے رہے ہیں۔ ہفتم مومنین و شیعہ ایمان حضرت ادریسؑ شاہانِ دنیا ساغاک و جبندان کے مذہب
سے بیزار تھے۔ اور اس وجہ سے کہ یہ لوگ خاصانِ خدا اور انبیاء اللہ کے ساتھ تھے سلاطین زمان ان کے دشمن
رہتے تھے۔ اور ان کا قتل جائز جانتے تھے۔ ہشتم غیبت حضرت ادریسؑ حکمِ خدا تعالیٰ خوف و خطر کے مرتکب پر خدا
نے ان کو قاتل ہر جانے کا حکم دیا۔ یہ نہیں کیا کہ فوراً بادشاہ کو ہلاک کر دے اور حضرت ادریسؑ کو قاتل کرے۔ کیونکہ
خدا رب العالمین ہے حجت تمام کرتا ہے اور اہل معین سے پہلے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اہل متکبر ملک ملت دیتا ہے
اور اپنے خلیفہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ تاہم حضرت ادریسؑ کو اپنے پاس اٹھالیا۔ اور فرمایا۔ وَرَفَعْنَا كَامَكَانًا
عَلِيًّا اور مومنین تا ظہور حضرت نوحؑ مصائب و شدائد میں گرفتار رہے۔ اور پھر زمانہ حضرت نوحؑ بھی ایک نیت
طوفانی زمانہ ہے اور تمام قوم کفار اس وقت ہلاک ہوئی۔ طوفان آیا جبکہ کتاب الہی پستی میں بارگاہِ نبی گئی۔ اس
کی علت کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ نہم خداوند عالم ایک بندہ مومن پر ظلم دیکھنے سے بادشاہ جبار پر غضبناک
ہوا۔ دنیا میں اس نے اپنے لئے کلمہ تجوید بگایا۔ اور آخرت میں اس کی سزا پائے گا۔ وہم اس سے معذور
ہے۔ کہ دنیا میں بہت زیادہ شر عورت کے ہاتھ سے ظاہر ہوا ہے۔ اور اکثر نژاد دین کا باعث عورت ہی
ہے۔ یازدہم معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سب اباحات ہوتے ہیں۔ جو کچھ خدا سے طلب کرتے ہیں
وہ عطا کرتا ہے۔ دوازدہم خدا اپنے وعدے کے کبھی خلاف نہیں کرتا۔ اور یہی ہمارا ایمان ہے۔
سیز دہم خدا اپنے بندوں پر پیغمبروں سے زیادہ مہربان ہے۔ مگر پیغمبروں کے نام بھی اٹھاتا ہے۔ چہار
دہم محل امتحانِ شاییت نازک ہے۔ اور بھوک و پیاس میں ثابت قدم اور صابر رہنا بہت مشکل۔
پانزدہم انبیاء اللہ باذن اللہ مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے۔
اور جس نے تواریخِ انبیاء کا مطالعہ کیا ہے وہ یقین کرے گا کہ ہمارے پیغمبر حضرت ختمی مرتبت تمام انبیاء سے
زیادہ عابد اور اپنی امت پر مہربان تھے۔ امتدادِ جبر کی سختیوں میں بھی انہوں نے کبھی اپنی امت کے لئے اس قسم کی قربانی
نہیں کی۔ اور اذیت پر اذیت اٹھاتے رہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ کو حجۃ للعالمین کے مبارک گراں بہا خطاب
سے مخاطب کیا گیا ہے۔ رُوحِ دارِ احوال المومنین لا انفاداً

ظہورِ حجتِ نوحؑ مومنین برابر شدائد و مصائب میں ہے۔ تاہم شکرِ نوحؑ ظاہر ہوئے۔

اس وقت بھی شاہن جبار و سلاطین زمان کا دور دورہ تھا۔ اور شیعیان حضرت اور شیئیں پر برا بھلا کہہ رہے تھے۔ حضرت نوحؑ کے ستر جباروں کے دربار میں پیغام خدا پہنچایا۔ مگر ان کو کوئی اثر نہیں ہوا۔ تین سو برس تک دعوت دینے لگے۔ اور اس عرصے میں ایسے ایسے مصلحے اٹھائے اور مانتیں جھیلیں کہ حضرت نوحؑ اکثر غمناک ہو جاتے تھے۔ بعض ملامین آکر حضرت کے سر پر پتھر مانتے تھے۔ جب تین سو سال اس حالت میں گزر گئے تو حضرت ان کے لئے بددعا کرنے پہ آمادہ ہوئے۔ اور بعد نماز صبح صلیب پر بیٹھ کر چاہا کہ دعا کریں کہ تین فرشتے ساتویں آسمان سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ہم آپ سے ایک حاجت رکھتے ہیں۔ فرمایا۔ کیا ہے عرض کیا ابھی دعا کرنے میں تاخیر کیجئے۔ کہ یہ خدا کا زمین پر پہلا حکم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تین سو سال کے لئے میں نے دعائیں اور تاخیر کر دی۔ اور حضرت پھر اپنی قوم میں آئے۔ اور وعظ و پند کرنے لگے اور دعوت حق دینے لگے۔ اور وہ لوگ حضرت کے ساتھ اسی طرح پیش آتے رہے۔ یہاں تک کہ جب یہ مدت بھی پوری ہو گئی۔ اور ان کے ایمان لانے سے بالوسی ہوئی۔ تو پھر چاشت کے وقت دعا کرنے بیٹھے کہ تین فرشتے چھٹے آسمان سے نازل ہوئے اور عرض کیا۔ ہم صبح چلے تھے اور اب چاشت کے وقت آئے ہیں۔ اور ہم آپ سے ایک حاجت رکھتے ہیں۔ فرمایا۔ کیا ہے۔ عرض کیا۔ ابھی دعا میں تاخیر کیجئے۔ حضرت پھر اپنی قوم میں گئے اور دعوت حق دینے لگے۔ مگر وہ لوگ حضرت سے گریز ہی کرتے رہے۔ اور تین سو سال اور گزر گئے۔ اور پورے نو سو سال ہو گئے۔ پھر شیعہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلاطین سفاکین و جبارین کے ظلم و جور اور سختی اور شدت کی شکایت کی۔ اور التماس کی۔ فرج کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت نے دعا کی اور حضرت جبریلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خدا نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔ اپنے شیعوں سے کہ دو کہ چھوٹے کھائیں۔ اور ان کی گٹھلیاں بودیں۔ اور ان کی حفاظت کریں یہاں تک کہ ان میں پھل لگے۔ گٹھلیاں بوئی گئیں۔ اگیں اور پھل لگا۔ تو حضرت نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایفاء و وعدہ کا سوال کیا۔ حضرت نے بارگاہ النبیؐ میں عرض کیا۔ وحی ہوئی کہ ان سے کہ دو کہ چھوٹے کھائیں اور گٹھلیاں بودیں۔ جب وہ پھل دیں گی۔ تو فرج حاصل ہو جائے گی۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو گمان کیا۔ کہ یہ خلات و صلہ ہے۔ اور ایک تہائی مومنین دین حق سے مرتد ہو گئے۔ اور باقی دو تہائی رہ گئے۔ یہاں تک کہ جب ان پر پھل لگے۔ لوگ پھر حضرت نوحؑ کے پاس آئے۔ اور وہی سوال کیا۔ حضرت کے سوال پر وحی ہوئی کہ ان سے کہ دو کہ پھل کھائیں اور گٹھلیاں بودیں۔ جب ان پر پھل لگیں گے اس وقت

فرج حاصل ہوگی۔ اس وقت ایک تہائی اور پھر گئے اور مرتد ہو گئے۔ اور ایک تہائی باقی رہ گئے۔ انہوں نے مثل سابق عمل کیا۔ اور پھر کھجوروں پر پھل لگا۔ اور وہ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور وہی سوال کیا۔ اور کہا، کہ اب ہم میں سے صرف تھوڑے سے باقی رہ گئے ہیں۔ اور میں خوف ہے، کہ مبادا باقی بھی مرتد ہو جائیں اور انتظار فرج پر صبر نہ کر سکیں۔ حضرت نے بارگاہ الہی میں عرض کیا۔ کہ خداوندائے اصحاب میں سے یہ جاحث باقی رہ گئی ہے۔ اور مجھے اب ان کی ہلاکت کا خوف ہے اگر اب فرج میں تاخیر ہوئی۔ وحی ہوئی! اب تمہاری دعا قبول کی گئی کبھی بناؤ۔ اور اجابت و دعا اور طوفان کے درمیان پچاس سال کا زمانہ تھا کشتی بنائی گئی۔ اور طوفان آیا۔ تمام کفار و جبار ہلاک ہوئے۔ اور مومنین نے سفینہ نوح میں نجات پائی۔ اور مالک زمین بنے۔ اور دنیا کچھ عرصہ کے لئے کفر و شرک سے خالی ہوئی۔ جب حضرت کی وفات کا وقت قریب آیا۔ وحی ہوئی۔ کہ اے نوح تمہاری نبوت کے دن پڑے ہو گئے ہیں۔ اسم اکبر میراث العلم اور ان آثار علم نبوت کو جو تمہارے پاس ہیں اپنے بیٹے سام کے سپرد کر دو۔ کیونکہ میں کبھی زمین کو بلا ایسے عالم کے نہیں چھوڑ سکتا۔ جس سے میری طاعت پہچانی جائے۔ ایک نبی کے بغیر ہونے سے دوسرے نبی کے مبعوث ہونے تک میرے بندوں کے لئے باعث نجات ہو۔ اور میں نے کبھی نبی کو اپنی حجت اور داعی اور ایسے ہادی سے خالی نہیں چھوڑا ہے۔ جو میرے امر کا عارف ہو۔ کہ میری فضا جاری ہو چکی ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی قرار دوں۔ ایک پیغمبر یا امام چھوڑوں۔ معبدوں کو اس سے ہدایت کروں اور بدبختوں اور شقیوں پر اتمام حجت۔ حضرت نوح نے اسم اکبر۔ مراثیث علم اور آثار نبوت حضرت سام کے سپرد فرمائے۔ اور عام یافت کو یہ علم نہیں دیا گیا۔ اور حضرت نوح نے حضرت ہنوک کے آنے کی خبر دی۔ اور تمام امت کو ان کے اتباع کا حکم دیا۔ اور یہ کہ وصیت کو ہر سال قائم کرتے رہیں اور تازہ رکھیں۔ اور اس کو دیکھیں۔ اور وہ دن ان کی عید ہو۔ جیسا کہ آدم نے ان کو وصیت کی ہے پس اولاد حام و یافت کے جبار ظاہر و غالب بنے جس طرح اولاد قابیل کی جبارہ۔ اور اولاد سام اپنے علم اور آثار علم کے ساتھ پوشیدہ اور مخفی ہو گئی۔ اور حضرت سام پر جبارہ عام و یافت کی دولت و حکومت رہی۔ وَقَالَ هُوَ وَجَلَّ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ اور علامہ حضرت نوح کی وصیت کا یہ ہے کہ حضرت نے اپنے تمام شیعوں کو بلایا کہ فرمایا۔ کہ میرے بعد حج اشد کے لئے غیبت واقع ہوگی۔ اور طوافیت و طغاة زمان غالب و ظاہر ہوں گے۔ اور اشد تناظر میری اولاد میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر تیس فرج و کشادگی عطا کرے گا۔ اس کا نام ہنوک ہے۔ اور اس کے لئے شاق اور سیکھہ و قتال ہے۔ وہ غل و زرم مزاج میں میرے مشابہ ہوگا۔ اور خدا اس کے ہاتھ سے

دشمنوں کو ہلاک کر کے گا اور نبی عظیم بھیجے گا۔ اور یہی وہ رنج عظیم ہے جس کا خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ لوگ برابر حضرت ہرود کے ظلم کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ مدت دراز ہو گئی اور ان کے قلب سخت وسیاہ ہو گئے۔ اور جب وہ بالوس ہو گئے۔ تو خدا نے اپنے نبی ہرود کو ظاہر کیا۔ اور نبی عظیم سے لوگوں کو ہلاک کیا۔ مَا تَذَرُهُنَّ شَيْءٌ اَمَّا تَعْلِيَهُ اَرْجَعَلَهُنَّ كَالَّذِي هُمْ بِغَيْبَتِ جِجِ الشَّدَاقِ ہوئی۔ اور حضرت صلح نے ظہور کیا:

مومنین اور شیعیان انبیاء کے لئے حضرت لوح سے تا حضرت ہرود نہایت سخت امتحان کا زمانہ تھا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم میں ضعیف الایمان اور منافقین بہت زیادہ تھے۔ اور اسی وجہ سے ملا کر نئے تاخیر کی التماس کی۔ پھر وعدہ الہی برابر مشروط ہوتا رہا۔ چنانچہ نتیجہ اس کا ظاہر ہوا۔ جتنے ضعیف الایمان اور منافقین تھے سب مرتد ہو کر کافر ہو گئے۔ اور ان طولانی امتحانوں کے بعد خالص مومنین چھٹ کر رہ گئے۔ ایک طرف کا فر محض تھے اور دوسری طرف مومنین خالص۔ اس کے بعد طوفان آیا۔ اور سب کفار کو ہلاک کر دیا۔ اور مومنین کو نجات ملی۔ ان تمام تکالیف و مصائب و شدائد میں مومنین کا ملین ثابت اور صابر رہے۔ اور محبت حاضر و غائب سب پر ایمان رکھتے رہے۔ اور کبھی ان کے ایمان میں فرق نہ آیا۔ مگر منافقین و مشرکین مرتد ہونے لگے۔ جتنا زمانہ طولانی ہوتا گیا۔ وہ قسب القلب ہوتے گئے۔ اور اخراج کا اتفاق ظاہر ہوا۔ اسی کی خبر خدا ان الفاظ میں دیتا ہے۔ اور اس آیت سے خطاب کر کے فرماتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَكَانَتْ قُلُوْبُهُمْ كَالْدِّیْنِ اَوْ كَالْاِثْمَارِ لِغَلَاظِ الْاَعْدَاۗءِ فَفَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَانَتْ قُلُوْبُهُمْ فَاسِقُوْنَ کیا اجماعی اہل ایمان کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی طرف جھکیں اور اس کے ذکر کی طرف۔ اور اس کی طرف جو حق نازل ہوا ہے مائل ہوں۔ اور مثل ان لوگوں کے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر جب مدت دراز ہو گئی۔ تو ان کے دل سیاہ ہو گئے۔ اور بہت سے ان میں سے فاسق ہیں۔ یہ حالت بعینہ زمانہ غیبت امام زمان علیہ السلام سے مشابہ ہے۔ اور اسی واسطے خدا ان سے خطاب کرتا ہے کہ عبرت حاصل کریں۔ اور خدا کی طرف رجوع لائیں اور محبت خدا پر ایمان اور بہت سخت امتحان مومنین کے لئے ہے۔ جو کامل الایمان ہیں ان کا ایمان اور بڑھتا جاتا ہے۔ اور جو شکین اور جاہلین ہیں۔ وہ طول مدت غیبت کی وجہ سے مرتد ہوتے جاتے ہیں اور اپنی جلد بازی سے جہال کو امام بنا کر دین سے پھرتے جاتے ہیں اور اعتقاد صحیح سے دور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ لاکھوں مسلمان اس عمر غیبت میں دین اسلام سے مرتد ہو گئے۔ نئے نبی اور نئے امام بنائے۔ مگر مومنین برابر صبر کے ساتھ

رسول خدا کی تکذیب کی۔ اور اس کو پے کر دیا۔ اور کوچیں کاٹ ڈالیں۔ پس اس گناہ کی وجہ سے خدا غضب ناک ہوا۔ اور ان سب کو ملیا کر دیا۔ اور وہ اس کے انجام سے ذرا نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وہ اسی عذاب اور سزا کے مستحق تھے۔ جب ان پر عذاب نازل ہوا۔ اور حضرت صالح وہاں سے چلے گئے۔ اور ایک زمانہ دراز تک لوگوں سے غائب ہے۔ اور جب غائب ہوئے۔ تو ادھیر عمر۔ خوبصورت جسم حسین و شکیل جوان رعنا تھے۔ شکم بھاری۔ رخسار سبک اور بھری ہوئی ڈارھی رکھتے تھے۔ جب ظاہر ہوئے۔ تو آپ کی شکل پر نسبت سابق بدلی ہوئی تھی۔ اور لوگوں نے انہیں نہ پہچانا۔ اور لوگوں کے تین فرتے تھے۔ ایک بالکل جاحد اور دیگر تھا جو کبھی حق کی طرف رجوع ہی نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرا شک کرنے والا۔ تیسرا یقین رکھنے والا۔ حضرت نے اول شاکین کو دعوت دی۔ اور کہا۔ میں صالح ہوں۔ انہوں نے حضرت کی تکذیب کی اور گالیاں دیں۔ اور نہ جرات تواریخ کی۔ اور کہا۔ خدا تیرے دعوے سے بری ہے۔ تحقیق کہ صالح اور صورت میں تھا۔ اس کی یہ صورت نہ تھی۔ پھر حضرت جاحدین و شکرین کی طرف آئے۔ انہوں نے حضرت کی بات بھی نہ سنی اور ان سے گریز کیا۔ تب حضرت تیسرے طبقے کے لوگوں کے پاس گئے اور کہا۔ میں صالح ہوں۔ کہا۔ ہمیں ایسی خبر دیجئے جس سے ہم یقین ہو جائیں کہ آپ صالح ہیں۔ اور شک باقی نہ ہے۔ کیونکہ ہم اس میں شک نہیں کرتے۔ خدا قادر ہے۔ جس کو جس شکل میں چاہے بدلے۔ اور ہمیں پہلے ہی خبر دی گئی ہے۔ اور کچھ علامات قائم دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں۔ کہ جب وہ ظاہر ہوگا۔ تو کیسا ہوگا اور کیا علامت ہوگی۔ اور ہمارے نزدیک وہی خبر صحیح ہے جو آسمان سے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ میں وہی صالح ہوں۔ جو تمہارے لئے ناقذ لایا تھا۔ کہا۔ سچ کہتے ہو۔ یہی بات ہم میں معروف ہے۔ فرمایا۔ ایک یوم معلوم کیا جانی تھا۔ اس لئے تھا اور ایک دن اس کے لئے یہ سن کر وہ بول اٹھے۔ اَمَّا بِاللّٰهِ وَبِجَہَنَّمَ۔ اس وقت خداوند عالم نے فرمایا۔ اِنَّ صَالِحًا مَّوْسٰی مِنْ جَنَّتِہٖ وَاٰمِلَ یَقِیْنُ نے عرض کیا۔ اِنَّا جَمَاعَةٌ مِّنْ یُّہُودٍ مِّنْ اٰمِلَ یَقِیْنُ کے ساتھ نازل کیا گیا ہے ایمان لائے ہوئے ہیں۔ وَكَانَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا اَنَاۤیْ اَلَّذِیْنَ اٰمَنَّا بِیْہِ كَاٰفِرُوْنَ۔ شکرین و جاحدین نے کہا۔ ہم اس کے کافر ہیں۔ اور اس سے انکار کرتے ہیں جس پر تم ایمان لائے ہو۔ ان مومنین نے نجات پائی۔ اور کافرین ہلاک ہوئے۔

حالات حضرت صالح بہت مشابہ ہیں حضرت حمزہؓ آخر الزماں اور زمانہ فہیت سے بعض لوگ وقت ظہور حضرت کو نہ پہچانیں گے۔ اور اس وقت تین فرتے ہوں گے۔ ایک اہل یقین۔ دوسرے شاکین تیسرے جاحدین۔ اہل یقین حضرت کے ساتھ ہوں گے اور حضرت کا اتباع کریں گے۔ شاکین شک سے ہلاک ہوں گے۔ جاحدین مقابلہ کریں گے اور سب سے پہلے لڑنے کو تیار ہوں گے۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ مومنین

وہی ہیں جو پہلے ہی ایمان لائے ہوئے ہیں۔ اور ایمان دراصل ایمان بالغیب ہے جو درجہ حجت خدا کے
ظہور کے وقت طوار کی دھار دیکھ کر تو بہت سے منافقین بھی ایمان کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔
یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومنین ہمیشہ علائم حجت قائم کو غبطہ و حفظ رکھتے ہیں۔ اور وقت ظہور دلائل
علائم طلب کرتے ہیں۔ اور اندر روئے دلائل و براہین اطمینان پیدا کر لیتے ہیں۔ شاکیں و جاندین کی
طرح اندھا دھند انکار نہیں کر دیتے۔ اور اسی وجہ سے اہل یقین جھوٹے مدعیان امامت و مہدویت کے
دعوے پر ایمان نہیں لاتے۔ کیونکہ وہ دلائل و براہین و علامات طلب کرتے ہیں اور ان سے واقف
ہوتے ہیں۔ اور جھوٹے مدعی وہ علائم و براہین نہیں دکھایا سکتے۔ وَمَنْ يَجِدِ اللَّهَ فَقَدْ كَلَّمَ مِنْ مُنْبِتٍ
اور خروج ظہور امام مہدی آخر الزماں سے وہی فائدہ اٹھائیں گے۔ جو پہلے سے ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے
اوصاف سے آگاہ۔ اس کی علائم کو جانتے ہیں۔ اور وہی ناجی و رہبر ہیں۔ وَهُمْ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ
وَ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ وَالْمَلَأْتُ هُوَ الْمَلَأْتُ قَسِير۔ شک کہ نہ ہی کفر ہے خدا اہل ایمان کو
اس سے محفوظ رکھے۔ آمین:

غُيُوبُتِ حَضْرَتِ اَبْرَاهِيمَ حضرت ابراہیمؑ کے والد ماجد فرد کے بخم تھے۔ ایک روز آپ
انہی بیان کیا۔ کہ اے مردوں نے علم نجوم سے دیکھا ہے۔
کہ ایک بچہ ہمارے ملک میں پیدا ہوگا۔ اور اسی کے ہاتھ پر اس ملک کی ہلاکت ہے۔ دریافت کیا۔ کیا
اس کا حل قائم ہو چکا ہے۔ کہا۔ نہیں۔ جنقریب ہوئے والا ہے۔ اس نے حکم لے دیا۔ کہ عورتیں
مردوں سے علیحدہ رکھی جائیں۔ کوئی مرد ان کے پاس نہ جائے پاسے۔ اور بعض روایات میں یہ تصریح
ہے کہ بہت سے منجمن نے فرد کو یہ خبر دی تھی۔ اور اس پر فرد نے یہ حکم جاری کیا۔ مگر قدرت خدا کو
کون روک سکتا ہے۔ یُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ وَكَوَكَبُ الْكَافِرِ
(صف ۱) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو بجھیں مگر یہ ناممکن ہے۔ وہ نور اپنے لیے
تمام و کمال پہنچ کر رہے گا۔ عورتیں مردوں سے بالکل جدا کر دی گئیں۔ اور وہ نور محل فرد ہی میں نازل
ہوا۔ اور اپنی امانت گاہ میں پہنچا۔ حضرت کے والد شعب کو فرد کے سر پر ہاتھ دیا کرتے تھے۔ جس
شعب کو یہ قدرت خدا ظاہر ہوئے والی تھی۔ ذالہ گرامی وہیں تھیں۔ ڈیڑھ میل اور پہرہ داروں
سے گزر کر اپنے شوہر کے پاس پہنچ گئیں۔ اور فرد کے سر پر ہاتھ دیا۔ کہ ایک گز کے فاصلہ پر یہ نور خدا اپنے مستقر و
تزارکین میں پہنچا۔ دراصل ایک اس طرت فرد و عالم خواب میں دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک ستارہ درخشاں آسمان سے
نازل ہوا۔ اور فرد پر اترنا۔ اور اس کو چاروں طرف سے احاطہ کر لیا۔ اور چپت ہیں سے گزر کر اس کے سر پر

ایک گز کے فاصلہ پر غائب ہو گیا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ کَیْنَ۔ منجھین سے تبیر خواب دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس بچے کا محل اس شب قائم ہو چکا ہے۔ اور ایک نجم نے بیان کیا کہ اسی جگہ اور اسی قصر میں ہوا ہے۔ مگر یقین نہ آیا تھا۔ اس خبر کے بعد عائدہ عورتوں پر دایہ مقرر ہوئیں کہ محل معلوم کر کے منافع کریں۔ جب حضرت ابراہیمؑ کی والدہ کو ان عورتوں نے جا کر دیکھا۔ تو کوئی اثر محل کا نہ پایا۔ خدا نے اس کو پشت کی طرف غائب کر دیا۔ جب ولادت ہوئی۔ تو یہ بھی غفی رہی۔ ان کی والدہ گرامی ہلاکت کے خوف سے ان کو ایک غار میں چھوڑ آئیں۔ خدا نے ان کی پرورش کا یہ سامان کیا کہ ان کے انگوٹھے میں دھوا آتا تھا۔ یہ کہ وہ سیراب ہو جاتے تھے اور اسی سے پرورش پاتے تھے۔ ان کی والدہ کبھی کبھی جا کر دیکھ آتی تھیں۔ نشوونما آپ کی غیر عادی تھی۔ پندرہ ماہ میں پندرہ سالہ جوان معلوم ہوتے تھے۔ اور خدا نے اپنی قدرت کا اظہار کیا۔ اور آخر کار انہی کے ہاتھ سے فردا اور اس کی قوم ہلاک ہوئی۔ اور کلمہ خدا بلند ہوا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ کَیْنَ۔

ایک مدت تک حضرت ابراہیمؑ غفی و غائب رہے۔ اور خدا نے دشمنوں کے شر سے انہیں یوں محفوظ رکھا۔ اور ظاہر ہوئے۔ پھر ایک عرصہ بعد جب طاغوت زمان نے حلب پایا اور آپ کو مصر سے نکال دیا۔ تو پھر حضرت ابراہیمؑ غائب رہے۔ اور اسی کا ذکر حضرت اس آیت میں فرماتے ہیں۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ تَلَاٰیٰتِ رَبِّكَ مِنْ دُوْنِ اَللّٰهِ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ اَنْ کَا کُوْنُ بِدَعَاۃِ رَبِّیْ مُشْفِقًا۔ یعنی فرماتے ہیں۔ کہ میری قوم سے اور ان جھوٹے معبودوں سے جو تم نے خدا کے مقابل بنا رکھے ہیں جدا اور علیحدہ ہوتا ہوں۔ اور کن کشتی اختیار کرتا ہوں۔ اور میں اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں۔ اور امید ہے۔ کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت سے محروم نہ ہوں گا۔ اور اسی کی بابت خدا فرماتا ہے۔ فَلَمَّا اٰمَنَّا وَلَّیْنَا مَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اٰلِهِنَا وَهَبْنَا لَهُ اِسْمٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا نَبِیًّا وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهٗمْ لِسَانَ صِدْقٍ مُّبٰیْنًا ۚ وَجَعَلْنَا فِیْ الْاٰخِرِیْنَ اٰیٰتٍ اٰخِرٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّیْ لَعَلَّ اَیْنَ اَیْنَ صِدْقٍ مُّبٰیْنًا ۚ وَجَعَلْنَا فِیْ الْاٰخِرِیْنَ اٰیٰتٍ اٰخِرٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّیْ لَعَلَّ اَیْنَ اَیْنَ صِدْقٍ مُّبٰیْنًا ۚ

یہ دوسری غیبت حضرت ابراہیمؑ تھی۔ تیسری غیبت حضرت کی ہے جس میں موجودات از غنی و موجودات عالم سے عبرت یعنی حاصل کرنے کے لئے اطراف و اکناف بلاد میں پھرتے رہے اور سیر کرتے پھرتے

اوماسی بیسی میں ایک جنگل میں گزرے۔ اور ایک شخص کو نہایت خضر و خوشروح سے عبادتِ خدا میں حشون و یکھا اور آپ نے دریافت کیا کہ یہ کس کی نماز پڑھتا ہے۔ عرض کیا۔ ابراہیم کے معبود کے لئے۔ اور حضرت نے اس سے مواظبت پیدا کی۔ لہذا اناں اس شخص نے حضرت ابراہیم سے عرض کیا۔ تماری کوئی حاجت ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کیا۔ کیا ہے۔ فرمایا۔ یائیں دُعا کروں۔ تو آئیں کہو۔ یا تو دُعا کرو۔ میں آئیں کہوں۔ عرض کیا کہ کس امر کے لئے دُعا کرتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ گنگار مومنین اور مومنات کے لئے۔ اس نے کہا۔ میں تو ایسا نہ کروں گا۔ کیونکہ میں تین سال سے ایک دُعا کر رہا ہوں۔ اور آج تک وہ قبول نہیں۔ اب مجھے دُعا کتنے شرم آتی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو کیا دُعا کرتا ہے۔ عرض کیا۔ میں یہاں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ ناگاہ ایک نہایت حسین و جمیل و تشکیل لڑکا نہایت تازہ اور چاق گائیں اور بھیڑیں لے کر گزرا۔ میں دیکھ کر تعجب ہوا۔ اور یہ نظارہ بہت عمدہ معلوم ہوا۔ اور میں نے کہا۔ اسے لڑکے تو کون ہے۔ کہا۔ میں اخیل بن ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ اس وقت میں نے دُعا کی۔ کہ خدایا مجھے اپنے خلیل کو دکھلا دے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ میں ہی ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ اور وہ میرا بیٹا ہے۔ اس نے خدا کی حمد و ثناء کی۔ اور حضرت ابراہیم کے رشتہ داروں پر بوسہ دیا۔ تاخیر اجابت دُعا سے مومنین کو تنگ دل نہیں ہونا چاہیئے۔

حضرت حجت محل اللہ فرجہ کے حالات ولادت کو مطالعہ کر کے ناظرین معلوم کر چکے ہوں گے۔ کہ حالات ولادت وغیبیت حضرت ابراہیم کس قدر حضرت امام زمان کے حالات ولادت وغیبیت سے مشابہ ہیں۔ اور اثر محل مثل حضرت ابراہیم پوشیدہ رہا۔ پرورش بجاالت ظفار وغیبیت ہوئی۔ اور پھر غیبیت صغرے و کبرئے والے ہوئی۔ اور مثل حضرت ابراہیم امام مدنی کے لئے تین غیبیتیں سلم ہیں۔ اور یہ غیبیت جناب امام زمان ولادت بعد بزرگوار حضرت ابراہیم ہے۔ لسان صدق حضرت علی ہیں۔ اور حضرت مدی آخر الزماں اولاد حضرت علی سے ہیں۔ اور بطور صدق کئی انہی کے بطور پر موقوف ہے۔ جب ظاہر ہوں گے۔ بجلالہ حضرت قحط رعد لا بعد ما مکتکت ظلمنا وجورنا زمین کو عدل و داد و صدق و حق سے پُر کر دیں گے۔ اور اس وقت اسن صدق فی الامرین کے تفصیلی معنی شاہد سے میں آئیں گے۔ سو ذالک فقتل اللہ بیوتیہ من بیکار۔

غیبت حضرت یوسف حضرت یوسف اپنی قوم و قبیلہ باپ بھائیوں سے

نوشہ و استغاث کی اور نہ عورتوں کے پاس گئے۔ اس عرصے میں تین دن حضرت یوسف کوٹھیں میں رہے۔ چند سال تیرہ ماہ میں اور باقی مدت ملک مصر میں۔ حضرت یعقوب فلسطین میں تھے۔ اور مصر و فلسطین کے درمیان نون کی ماہ ہے اور زیادہ ست زیادہ اٹھ ماہ دیے کی۔ گراں عرصے میں حضرت یوسف کو نہ دیکھ سکے۔ اور

ملاقات نہ ہوئی۔ کیونکہ یہ زمانہ زمانہ غیبت تھا۔ حضرت نے بھائیوں کے ظلم اٹھائے۔ گزریں میں ڈالے گئے
 چند درہم کو بانٹا دیں فروخت ہوئے۔ زلیخا کے نقہ میں مبتلا ہوئے۔ اور ان تمام مصائب میں صابر و
 ثابت قدم اور محصور رہ کر بادشاہ مصر بنے۔ باپ بھائیوں سے ملے۔ اور غیبت کے بعد ظہور ہوا۔ اسی
 طرح تادم آل محمد بعد مصائب و شدائد غیبت طولانی اپنے دوستوں عزیزوں سے ملیں گے۔ اور آخر کار
 زمین کے مالک اور بادشاہ ہوں گے۔ اور تمام روئے زمین کو عدل و داد اور دین خدا سے پُر کر دیں گے۔
 مشرق سے مغرب تک دین خدا ہوگا۔ اس زمانہ غیبت میں لوگ طرح طرح کے گمان حضرت یوسفؑ کی نسبت رکھتے
 تھے۔ کچھ تصدیق کرتے تھے کہ حضرت کو بھڑپا کھا گیا۔ کچھ گمان کرتے تھے کہ حضرت دوسری صورت سے
 ہلاک ہو گئے۔ مگر اولیاء حضرت مثل حضرت یعقوبؑ یقین رکھتے تھے کہ حضرت یوسفؑ زندہ ہیں اور ضرور
 ایک دن ملیں گے اور اس غیبت کے بعد ظاہر ہوں گے اور بار بار اس کا اظہار بھی فرماتے تھے۔ جب حضرت
 یعقوبؑ نے قمیض یوسفؑ کی بوسہ لگی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں یوسفؑ کی بڑھاپا ہوں۔ تو بیٹوں نے کہا۔
 کہ آپ تو یونہی حجت یوسفؑ میں غرق ہو رہے ہیں۔ اور جب بشریحی یہودان کے بیٹے نے کربلا کو آپ
 کی آنکھوں پر ڈالا۔ اور آپ کی بینائی روشن ہو گئی۔ تو فرمایا کہ اقل کلمۃ لا یغنی عنک اللہ ما لا یغنی
 کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں منجانب اللہ رہتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ نیز فرمایا جسکی
 اللہ ان یتیمیٰ جمیعہ ابد ہے کہ خدا ان دونوں کو مجھ سے ملائے گا۔ وَقَالَ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَسْتَمِنُوا
 یوسفؑ وَاخِیْہٖ لَا یَتَّخِذُ سَوَادٌ مِّنْ دُوحِ اللّٰہِ وَلَا یُبَاسٌ مِّنْ دُوحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوَامُ الْکَافِرُ میرے
 بیٹا ہاڈ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو۔ اور خدا کی رحمت سے یا بوس نہ ہو۔ کیونکہ رحمت سے
 سوائے کافروں اور کوئی مالوس نہیں ہوتا۔ مومنین حضرت یوسفؑ کی غیبت کے زمانہ میں ان کے ظہور
 پر یقین رکھتے تھے۔ اور کافروں اس سے یا بوس تھے۔ یہی حال زمانہ غیبت امام زمانہ علیہ السلام میں ہے
 کہ مومنین کا ملین ان کے ظہور و ترویج اور غیبت کے بعد رجوع کرنے پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ
 رحمت خدا سے ان کے ظہور کے منتظر رہتے ہیں۔ اور مخالف خصوصاً مرتدین اسلام ان سے یا بوس ہیں۔
 طرح طرح کے شک و شبہ پیدا کرتے ہیں اور مومنین پر اعتراض کرتے ہیں۔ وَلَا یُبَاسٌ مِّنْ دُوحِ اللّٰہِ اِلَّا
 الْکَافِرُ حضرت یعقوبؑ یہ بھی جانتے تھے کہ یوسفؑ جی زندہ ہیں۔ صرف امتحان و اختیار کے لئے غائب
 ہوئے ہیں۔ اور مخالفین و معاندین کہتے تھے کہ یوسفؑ ہلاک ہو گئے اب واپس نہ ہوں گے۔ مومنین بھی
 یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت ہمدی آخر الزماں جی زندہ ہیں۔ اور محض امتحان اور اختیار اور مومنین و
 کافروں کے جدا اور مینر ہوئے کے لئے غائب ہوئے ہیں۔ اور یہ سنت ہے۔ دَلِن تَجِدُ لِسْتِ اللّٰہِ تَبْدِلُ

سنت الی تبدیل نہ ہوگی۔ وَمَنْ أَنْكَرَ الشَّعْثَ فَقَدْ كَفَرَ

غیبت حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب امیر المؤمنین و جناب صادق آل محمد جناب رسول خدا
برسنت کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے تمام آل یعقوب کو جمع کیا جو اتنی آدمی تھے اور اسی طرح
اپنے تمام شیعوں کو اکٹھا کیا۔ اور حمد و ثناء الہی بجالانے کے بعد فرمایا: إِنَّ هَؤُلَاءِ الْقَبْطَ سَيُظْهِرُونَ
عَلَيْكُمْ وَيَكُونُ مَوْنَكُمْ مِنَ الْعَذَابِ یہ قطعی تم پر غالب آئیں گے۔ اور تم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں گے
عالمہ حور توں کے شکم چاک کئے جائیں گے۔ بچے ذبح ہوں گے۔ مرد قتل کئے جائیں گے۔ حَقُّ يُظْفِرُ اللّٰهُ
الْحَقُّ فِي الْقَارِئِ مِنْ دَوْلِدِ لَوْحِ بْنِ يَعْقُوبٍ یہاں تک کہ خدا حق کو لادسی بن یعقوب کے اولاد میں سے
قائم کے ہاتھ پر ظاہر کرے گا۔ اور اسی کے ذریعہ سے ہمیں ان کے ہاتھ سے نجات دے گا۔ اس کا نام موسیٰ
بن عمران ہے وہ ایک مرد دراز قد گندم گوں رنگ ہے۔ اس کے بال گھونگر یا سہ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ
کے اوصاف و علامات بیان فرمائے۔ لوگوں نے اس کو حفظ ضبط رکھا۔ اور بعد حضرت یوسف
علیہ السلام بنی اسرائیل پر شدت ہونے لگی۔ اور حج اللہ کے لئے غیبت واقع ہوئی۔ اور پھر لوگ اسو
برس تک قیام قائم اولاد یعقوب کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت قریب آیا۔ اور فرعون
کو خبر میوں نے خبر دی کہ ایک بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والا ہے۔ اور تیری اور تیری قوم کی
ہلاکت اسی کے ہاتھ پر ہے۔ اس نے عالمہ حور توں کے شکم چاک کرنے اور لڑکوں کو قتل اور ذبح کرنے کا
حکم جاری کر دیا۔ اور بنی اسرائیل اس نئی مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ حضرت کا حل قائم ہوا۔ اور
ندانے اس حل کو شل حضرت ابراہیم پر شیدہ رکھا۔ اور ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب پیدا ہوئے۔ تو دریا
میں ڈالے گئے۔ اور فرعون کی گود میں پرورش پائی۔ اور وہیں بڑھاپا ہوئے۔ اور بعض لوگ اپنے
بیٹے کا نام عمران رکھتے۔ اور اس کے جوڑ کا ہوتا اس کا نام موسیٰ رکھتے۔ اور کہتے یہی موسیٰ بن
عمران ہے۔ یہاں تک کہ جناب موسیٰ بن عمران پیغمبر برحق کے ظہور تک پہنچا جس جھوٹے مدعیان
و صوریات گزے۔ آخر کار شیعین و موالیان حضرت موسیٰ بن عمران کے انتظار میں شدائد فرعون
سے تنگ آکر ایک چاندنی رات میں اپنے ایک عالم دقیقہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔
ہم کب تک ان مصائب میں گرفتار رہیں گے۔ فرمایا۔ برابر انہی شدائد میں مبتلا ہو گے۔ تا ایں کہ لادی
ہی یعقوب سے ایک لڑکا خرمنج کرے جس کا نام موسیٰ بن عمران ہے۔ یہ باتیں اسی کر رہے تھے
کہ موسیٰ ایک جوان رحنا کی صورت میں ان کے پاس سے گزے۔ پھر پر سوار تھے۔ اس

عالم نے جو سرگٹھا کر دیکھا۔ تو اوصاف و علامات سے جن کا وہ عالم تھا حضرت موسیٰ کو پہچان لیا۔ اور سوال کیا۔ خدا تجھ پر رحم کرے تیرا نام کیا ہے۔ فرمایا۔ موسیٰ۔ دریافت کیا۔ باپ کا کیا نام ہے۔ فرمایا۔ عمران۔ وہ شخص حضرت موسیٰ کے ہاتھ چومنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے میرے سے پہلے مجھے تجھ کو دکھلایا۔ اللہ عز و جل انا صاحبنا ہکذا قبل موتنا اور تمام لوگ دوڑے اور پاؤں پر گر پڑے۔ اور حضرت موسیٰ نے ان کو اپنا شیعہ بنا لیا آپس میں محبت ائمہ کے ظہور سے پہلے علامت محبت اور ظہور محبت کا جہانناہر مومن کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ایک مدت اسی حال میں رہے۔ اور حضرت موسیٰ پھر غائب ہو گئے اور فرما گئے کہ منقریب خدا تباہے لئے فرج عطا کرے گا۔ اور پہلی غیبت ختم ہو کر دوسری غیبت شروع ہوئی۔ ان سے غائب ہو کر حضرت موسیٰ فرعون کے ایک شہر میں داخل ہوئے۔ اور وہاں اپنے ایک شیعہ کو ایک قبلی سے لڑتے دیکھا۔ اس نے فریاد کی۔ حضرت موسیٰ اس کو مارا تو وہ مر گیا۔ اور یہ خبر پھیل گئی۔ دوسرے دن پھر یہ قصہ پیش آیا اور اس شیعہ نے پھر فریاد کی۔ اور موسیٰ نے اس کو مرنے کی اور پھر ارادہ کیا کہ حملہ کریں۔ تب اس قبلی نے کہا۔ کیا کل کی طرح آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ زمین پر فساد برپا کرو۔ اور تم مصیبت میں سے بننا نہیں چاہتے۔ اتنے میں ایک شخص دور سے دوڑا ہوا آیا۔ اور حضرت کو خبر دی۔ کہ لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں یہاں نکل جاؤ۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکلے حکم الہی نکل کھڑے ہوئے۔ نہ کوئی سواری تھی نہ کوئی خادم۔ پھر تے پھرتے شہر مدین میں پہنچ گئے۔ حضرت شعیب کی گوسفندوں کو سیرا ب کیا اور بعد ازاں ان کی بیٹی صفورا سے عقد ہو گیا۔ دس سال وہاں رہے۔ اور اپنی بیوی کو بے کرشمہ کی طرح دانا دے ہوئے۔ مائے میں دور سے آگ دیکھی۔ آگ لینے گئے۔ اور کلام الہی سنا سحز عطا ہوا۔ اور بی بیٹا کے ساتھ واپس آئے۔ اور ان دونوں کے ساتھ فرعون کے پاس پہنچے۔ ایک رات میں تمام کام درست ہو گئے اور مبعوث ہو کر واپس آئے۔ اور یہ غیبت حضرت موسیٰ اٹھائیس سال رہی۔ اس موقع کو شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال کہ آگ لینے کو بائیں ہمیری مل جائے
حضرت صاحب الامر کے لئے بھی مثل حضرت موسیٰ چند غیبتیں ہیں۔ اور بہت سے حالات باطل حضرت موسیٰ سے مشابہ ہیں۔ حضرت آل فرعون کے قتل کے خوف سے شر سے نکلے۔ حضرت صاحب الامر مدینہ نبوی سے یہ تلاوت فرماتے ہوئے کئے مدائن ہوں گے۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ یہی جیسے حضرت کے قتل کو مدینہ پہنچے گا۔ اور اسی طرح سے ایک رات میں نہ حضرت صاحب الزمان کے معاملہ کو درست کرے گا۔

ثیبت کے ساتھ آپ پر خروج کیا۔ اور ایک لاکھ شکر کے ساتھ یروشلم سے لڑے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور حضرت یوشع نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اور باقی کو شکست دی۔ اور صفوراء بنت ثیبت زوجہ موسیٰ کو قید کر لیا۔ اور حضرت سے اسیر کیے گئے۔ اور فرمایا: میں نے ممانہ کیا اس وقت تک کہ میں نبی اللہ موسیٰ بن عمران سے ملاقات کروں۔ اور تیری اس حرکت کی شکایت کروں گا۔ وہ فریاد کرنے لگیں اور کہتی تھیں: اگر مجھے بہشت بھی دیا جائے تو تیراؤں کی اس حالت سے کہ نبی اللہ سے ملاقات کروں۔ درآنحالیکہ میں نے اس کی پردہ دری کی۔ اس کے پیچھے گھر سے نکلی۔ اور اس کے دھبی سے لڑائی کی۔ بعینہ یہی واقعہ صاحب منزلت یار دینی حضرت علی ابن ابی طالب و صی غاتم النبیین کو بھی پیش آیا۔ بعد وفات رسول خدام اور بعد گزرنے خلافت خلفا حضرت کو نے اجماع سلطنت حاصل ہوئی۔ اس وقت دو شخصوں کے (طلحہ و زبیر) بہکانے سے اُمّ المؤمنین زوجہ رسول خدا حضرت عائشہ بنت حضرت ابی بکر حضرت سے لڑنے آئیں۔ بصرہ میں عظیم انسان جنگ ہوئی۔ بہت سے لوگ قتل ہوئے اور باقی نے شکست کھائی۔ اور جناب اُمّ المؤمنین کو دھبی رسول نے عزت سے قید کر کے مدینہ پہنچا دیا۔ اس واقعہ کو یاد کر کے اُمّ المؤمنین اکثر سخت تاسف فرمایا کہ فی حق سبحان اللہ کس قدر مشابہ ہیں اس امت کے حالات اُمّ سابقہ سے۔ وصدق اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ جو کچھ نبی اسرائیل میں ہوا ہے۔ ہو ہوا اس امت میں واقع ہو گا۔ (کہا سیجھی)۔

غرض بعد حضرت یوشع حج اللہ پیر ایک مدت غائب رہے۔ یہاں تک کہ چار سو سال کے بعد حضرت داؤد ظاہر ہوئے۔ اور اس عرصے میں گیارہ اوصیاء گزرے۔ مؤمنین ان سے وقتاً فوقتاً معاملہ دین سیکھتے رہے۔ اور آخرین نے داؤد کی بشارت دی۔ حضرت داؤد کے چار بھائی تھے۔ اور یہ سب سے بھوٹے تھے۔ اور گناہم و عوام کو گمان بھی نہ تھا۔ کہ یہی داؤد حجت منظر ہیں۔ جو زمین کو جالوت اور اس کے شکر سے پاک کریں گے۔ اور شیعہ یہ اعتقاد رکھتے تھے۔ کہ حجت منظر پیدا ہو چکے ہیں اور مانع ہو گئے ہیں۔ ان کو دیکھتے تھے مگر پہچانتے نہ تھے۔ کیوں کہ وہ حالت غیبت میں تھے۔ اور اپنے کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ شکر جالوت سے جنگ ہوئی۔ ان کے بھائی لڑنے گئے۔ جب یہ اس طرف کھانے کر گئے۔ تو ایک پتھر سے آواز آئی۔ اے داؤد مجھے لو۔ اور جالوت کو قتل کر دو۔ کہیں اسی لئے خلق کیا گیا ہوں۔ اور خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت نے جالوت کو قتل کر دیا۔ اور شجاعت آپ کی معلوم ہو گئی۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ خدائے طاہر کو وحی کی تھی۔ کہ جالوت کو سوائے اس شخص کے کوئی قتل نہ کرے گا جس پر تمہاری زرہ پوری آئے۔ حضرت داؤد کے ارادے

پرندہ آپ کو پہنائی گئی۔ اور وہ پُردی آتری۔ اسی طرح سے زہر رسول خدا آپ کے وحیِ حجاب علی ابن
 ابی طالب کے پُردی آتی تھی۔ اور حضرت اسی کے ہاتھ پر لٹائیاں تھرتی تھیں اس فتح کے بعد تمام
 بنی اسرائیل حضرت داؤد پر جمع ہو گئے۔ ان خدا کے من پر زہر نازل فرمائی۔ لوہے کو آپ کے لئے
 نرم کر دیا۔ کہ ہر کسی سبب ظاہر محض ہاتھ سے موڑ گندہ بنالیتے تھے۔ اور پہاڑوں اور پہ بندوں کو حکم دیا۔
 کہ آپ کے ساتھ بیسبغ خدا سجلائیں۔ اور ایسی آواز آپ کو عطا ہوئی۔ جو کسی کو نہ ہوئی تھی۔
 حضرت صاحب الامر علیہ السلام مثل جناب داؤد ایک مدت تک گم نامی کی حالت میں رہیں گے۔
 وہ ان میں چلتے پھرتے ہوں گے اور لوگ ان کو نہ جانتے ہوں گے۔ پھر جب ان کے خروج کا وقت آئے
 گا۔ تو آپ کے پاس بیک علم محمدی رایت الاسلام ہوگا۔ اس کا پھر یہ خود بخود کھل جائے گا۔ اور
 خدا اس کو گویا کرے گا۔ اور وہ ندا کرے گا۔ اُخْرِجْ يَا دَاوُدُ اَللّٰهُ قَاتِلُكَ اَعَدَّ اَعْرَ اَللّٰهُ لَے ولی خدا خروج
 کر اور دشمنان خدا کو قتل کرے اور ان کی ایک تلوار ہوگی۔ جو خود بخود میدان سے نکل آئے گی۔ اور خدا اس کو
 گویا کرے گا اور وہ بیکارے گی۔ اُخْرِجْ يَا دَاوُدُ اَللّٰهُ قَاتِلُكَ اَعَدَّ اَعْرَ اَللّٰهُ لَے ولی خدا خروج کر۔
 اور دشمنان خدا کو قتل کرے۔ اور تیرے لئے اب حلال نہیں کہ دشمنان خدا کے جہاد سے بیٹھا ہے۔ یہ حضرت خروج فرمائیں گے
 اور دشمنان خدا کو جہاں پائیں گے قتل کریں گے۔ محل اندر فرج و سہل مخرجہ۔ چونکہ یہ خروج مہدی آخر الزماں
 قیامت صغریٰ ہے۔ بہتہ شباب ہے قیامت کبریٰ سے۔ قیامت کبریٰ میں انسان کے اعضاء
 و جوارح کلام کریں گے اور گنہگاروں کے برخلاف شہادت دیں گے۔ جب وہ یہ سوال کریں گے کہ
 لِمَا شَهِدْنَا نَحْمَدُكَ عَلَيْنَا۔ تم نے ہمکے برخلاف گواہی کیوں دی؟ تو اعضاء انسانی ان کے گویا ہوں گے
 اور کہیں گے۔ اَنُطَقُّنَا اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَنَا كُلُّ شَيْءٍ بِمِثْلِهِ اَللّٰهُ اَعَدَّ اَعْرَ اَللّٰهُ لَے ہر ایک شے کو نطق
 عطا کیا ہے۔ اور نطق تمام اشیاء متعین کے نزدیک مستم ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ
 ہر شے ایک زبان باطنی ملکتی رکھتی ہے۔ اِنَّ مِنْ شَيْءٍ عَالٍ يُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَلَكِنْ كَا تَفْقَهُمْ وَنَ
 تَسْبِيحُهُمْ ہر ایک شے خدا کی تسبیح بالحمد کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ وَكُلُّ قَدْ عَلِمَهُ
 صَلَوَاتُكَ وَسُبْحَانَكَ ہر ایک اپنی صلوٰۃ اور تسبیح کا علم رکھتی ہے۔ وَكَانَ اَللّٰهُ مَعَكُمْ وَكَانَ اَللّٰهُ مَعَكُمْ
 لَوْ كُنَّا ذُرِّيَّةَ لَيْسَانٍ مَّكَوْرَةٍ نَّحْكُمُ بِمَا نَكْفِيْهِمْ بِہر ہر ذرہ ایک زبان باطنی ملکتی رکھتا ہے۔ جو
 اس کی تسبیح میں گویا ہے۔ اور مستم ہے۔ کہ نطق انسان ایک توحہ ملکتی روحانی کا اثر ہے۔ اور توحہ ملکتی
 ہر شے میں ہے۔ پس عقلاً بھی حکم اشیاء محال نہیں ہے۔ تفصیل کشف الاسرار میں دیکھنی
 چاہئے۔

حضرت داؤدؑ نے اپنی وفات کے وقت حضرت سلیمانؑ کو وصی بنانا چاہا۔ معاندین و منافقین نے اعتراض کیا کہ ایک نوجوان کو ہم پر حاکم اور خلیفہ بناتے ہو۔ حالانکہ ہم میں وہ لوگ موجود ہیں۔ جو ان سے سن میں بڑے ہیں داہل اسلام میں بھی یہ اعتراض جناب امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے استخلاف پر کیا گیا ہے۔ اور کیا جاتا ہے۔ والہنجل واحد حضرت داؤدؑ نے اس باطنی اسرائیل کو جمع کر کے ایک ایک عصا دیا اور فرمایا کہ ان کو زمین پر گاڑ دو۔ جس کے عصا میں پھل لگ جائیں۔ وہی خلیفہ ہوگا۔ اس امتحان الہی میں حضرت سلیمانؑ ہی کامیاب ہوئے۔ پھر حضرت نے بنی اسرائیل کے سامنے ان کا علمی امتحان لیا۔ اور فرمایا۔ کون چیز سب سے زیادہ سرد ہے۔ فرمایا۔ عَقْوَمَعِی الثَّاسِ لوگوں کو معاف کرنا۔ فرمایا۔ کون چیز شیریں تر ہے۔ فرمایا۔ محبت۔ کیونکہ وہی روح خدا ہے۔ حضرت داؤدؑ بہت خوش ہوئے۔ اور بنی اسرائیل میں اعلان کیا۔ کہ یہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ سیار خلافت علم ہے۔ اور خلیفہ رسولؐ کے لئے صاحبِ معجزہ ہونا ضروری ہے۔ پھر حضرت سلیمانؑ غائب ہو گئے۔ اور لوگوں سے پوشیدہ ہو کر کہیں چلے گئے اور ایک عورت سے شادی کر لی۔ اور وہیں رہے۔ اور اسی فیبت میں خاتم سلیمانؑ نے کہا پس آئے۔ شیعہ خوش ہوئے اور غیبت کی حیرت سے نجات پائی اور فرج حاصل ہوئی۔ حضرت نے آصف بن برخیا کو وصی بنایا۔ پھر خدا نے آصفؑ کو بھی غائب کر دیا۔ اور بعد مدت دراز ظاہر کیا۔ اور پھر قوم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ وَكَشَدَاتِ الْبَنُو عِیْیَیْ اِسْمَکَ تَیْکَ یَغِیْبُ۔ اور نبوت نصر بنی اسرائیل پر مستط ہوا۔ اور ان کو قتل کرنے لگا۔ اور ان کی ذریت کو قید اور اہلبیت نبوت سے چار شخص سیروں میں انتخاب کئے۔ جن میں سے ایک دانیالؑ تھے۔ اور اولاد ہارون میں سے عزیرؑ تھے۔ حضرت دانیالؑ کو پھر کوئیں میں قید کر دیا۔ کیوں کہ خبر ہو گئی تھی۔ کہ مومنین دانیالؑ کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ زمانہ بھی شیعوں کے لئے نہایت سختی اور بلا کا تھا۔ آخر کار قدرت خدا ظاہر ہوئی۔ اور بعض معجزات دانیالؑ کا بخت نھر کر علم ہوا۔ اور شرمندہ ہو کر ان کو کوئیں سے نکلوایا۔ اور ان سے عذرخواہی کی۔ اور قضا اور فیصلے کے لئے امور سلطنت ان کے سپرد کر دیے۔ اور بنی اسرائیل نے ان شدائد سے نجات پائی۔ اور جو پوشیدہ مومن تھے ظاہر ہونے لگے۔ مگر حضرت دانیالؑ نے تھوڑے ہی عرصے میں رحلت کی۔ اور حضرت عزیرؑ کو وصی قرار دیا۔ پھر سو سال کے لئے خدا نے حضرت عزیرؑ کو غائب کر دیا اور پھر مبعوث کیا۔ اور حضرت یحییٰؑ بن حضرت زکریاؑ بہت سے حج الشفاء ہے۔ حضرت یحییٰؑ سات سال کی عمر میں درجہ نبوت پر فائز ہوئے۔ ایک خطبہ میں ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہم بندگانِ صالحین

ہیں مادیہ جو کچھ سختیاں اور شدتیں بنی اسرائیل کو پہنچتی ہیں۔ ان کے گناہوں کا اثر اور نتیجہ ہیں۔ اور آیام اللہ کی یاد دلا کر حضرت مسیح کے آنے کی بشارت دی۔ اور اس کے بعد تقریباً بیس سال یا اس سے کچھ زیادہ عرصے میں مسیح بن مریمؑ ظاہر ہوئے۔ اور قصہ ولادت حضرت عیسیٰؑ قرآن میں مفصل ہے۔ اور باب ولادت میں مذکور بھی ہر جگہ ہے۔ حضرت مسیحؑ کا زمانہ نہایت ہی نازک تھا۔ اور سلاطین جبار و طغاة و طاغیت ہر طرف غالب ہوئے۔ مومنین بنی اسرائیل پر اور سختیاں ہونے لگیں تھیں کہ خود حضرت عیسیٰؑ ان سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں ان کے ہاتھ سے اٹھائیں۔ یہاں تک کہ وہ جبارانہ قتل کے ڈپے ہوئے۔ اور خدا نے ان کے شر سے آپؑ کو محفوظ رکھا اور اپنے پاس اٹھالیا۔ راصل معجزات باب شہادت میں دیکھنا چاہئے، حضرت عیسیٰؑ نے جناب شمعون بن حنون الصفاء کو وحی کیا اور جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پیغمبر اُمّی خاتم النبیینؐ کے آنے کی بشارت دی۔ حضرت شمعونؑ ظالموں کے ظلم سے تنگ آکر پوشیدہ ہو گئے۔ اور شیعیدان حضرت عیسیٰؑ ایک مدت تک مصائب میں مبتلا رہے۔ حضرت عیسیٰؑ اس عرصے میں چند مرتبہ لہنی قوم سے غائب ہوئے۔ اور بلاد خدا میں پوشیدہ پھرتے رہے۔ اور آخری غیبت کے بعد حضرت شمعونؑ کو اپنا وحی بنایا تھا:

ظہور حضرت عیسیٰؑ سے تا ظہور حضرت محمد مصطفیٰؐ سلاطین جبارہ بنی اسرائیل کے کمال علو و عروج کا زمانہ تھا۔ اور اس عرصے میں فساد عظیم روئے زمین پر برپا کیا ہوا تھا۔ اور عالم پر ہر طرف سے تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ احکام دیانت ٹٹتے چلتے جاتے تھے۔ اور ہیئت دیانتی بالکل متغیر ہو گئی تھی۔ اور آخر الزماں میں کوئی تیز دینی باقی نہ رہی تھی۔ کہیں بُت پرستی ہے تھے اور کہیں چاند و سورج و آتش پرستی کا دور دورہ تھا۔ کہ نور محمدیؐ نے کوہ قارآن کی چوٹیوں سے طلوع کیا۔ اور آفتاب رسالت کی ترچھی شعاعیں جزیرہ نما عرب کے پہاڑوں سے اطراف عالم میں پھیلیں۔ اور جب وہ اپنے مقام عروج پر پہنچا۔ تو تمام اقطار زمین نور محمدیؐ سے روشن ہو گئے۔ اور اہل اسلام ایک وقت تمام عالم میں گھس گئے۔ اور تمدن و تہذیب نے ہر طرف ان کے طیفیل اپنے تہذیب نامے۔ جا بجا علوم کا چرچا ہوا۔ جمال عرب چند سال میں بہترین تمدن و تہذیب بن گئے۔ اور موجودہ تمدنی ترقی اسی کا اثر اور نتیجہ ہے۔ مگر اسلام کا اصلی ظہور بہت تھوڑے دنوں کا۔ اور ترقی مکس کر نے لگا۔ اور پندرہویں دنوں میں یعنی حضرت کی آنکھیں بند ہوتے ہی آپؐ کے اس فرمان واجب الاذعان کی تصدیق ہو گئی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَتَىٰ نُنَاجِيكُم مَّا كُنَّا إِلَّا فِي عَفْوٍ ایک غربت اور کس میر سی کی حالت میں ظاہر ہوا۔ اور مختصر یہ اسی حالت کی طرف لوٹ جائے گا جس قدر مبدلہ عفت سے دور ہوئے گئے۔ دل سیاہ ہوتے گئے۔ اور قسی القاب بن گئے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول ہی کے زمانے میں جب

یمن کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قرآن ان کے سامنے تلاوت کیا گیا۔ تو وہ آیات الہی سن کر رونے لگے۔ یزید کا دل اور ایمان کی یہی نشانی ہے۔ اِذَا تُتْلٰی عَلَيْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ سَجَدًا وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنَّ عَلٰمَةَ الْفُجُوْرِ وَخَيْرُوْنَ لِّلَّذِيْنَ يَبْكُوْنَ وَزَيْدٌ هُمْ خَشُوْعًا

”جب ان پر کتاب خدا پڑھی جاتی ہے۔ تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا پروردگار بیشک اس کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔ اور روتے ہوئے منہ کے بل زمیں پر گر پڑتے ہیں۔ اور ان کا خشوع و خضوع اور جڑھ جاتا ہے۔ مگر حضرت غیلانہ صاحب کو اس وقت روانہ آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کُنْ كَذٰلِكَ ثُمَّ قَسَّیَ الْقُلُوْبَ۔ یہ کبھی ہم بھی ایسے ہی تھے۔ کمالات الہی سن کر نرم ہو جاتے تھے۔ خوف خدا طاری ہو جاتا تھا۔ شروع و خضوع بڑھ جاتا تھا۔ پھر اس کے بعد دل سخت ہو گئے۔ اور قسّی القلب بن گئے۔ انتہی“ و قَالَ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ قَسَّیْتُ قُلُوْبَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَبَعَثْتُكَ بِهَا سَرَّۃً اَوْ اَشَدَّ قَسُوْرًا وَاِنْ مِّنَ الْحٰجَرَةِ كَمَلٍ فَتَجَعَلَ مِنْهُ الْاِلْحٰازَ وَاِنْ مِنْهَا لَمَّا یَشْقٰی فَبَعَثْتُ مِنْهُ الْمَلٰٓئِکَ وَاِنْ مِنْهَا لَمَّا یَحْطَبُوْنَ

”خَشِیْرَ اللّٰهِ مَا اللّٰهُ یُعَٰذِلُ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ“ یعنی یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے کہ پھر تمہارے دل سخت ہو گئے۔ اور ان کا اثر جاتا رہا۔ پس وہ مثل پتھر کے بنائے ہوئے ہو گئے۔ بلا اس سے بھی زیادہ سخت اور بے تاثر۔ اس نے کہ پتھروں میں سے تو بعض ایسے بھی ہیں جن سے نرمی بھوٹ نکلتی ہیں۔ اور بعض بھوٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے اور بعض وہ ہیں جو خوف خدا سے گر پڑتے ہیں۔ اور جب قلوب انسانی میں یہ بات نہ پائی جائے ایسا علم اللہ کے کر کے نہ سمجھیں۔ آیات الہی کے ڈر سے نرم نہ ہوں۔ تاثر نہ بنیں اور آنکھوں سے ایک قطرہ نہ ٹپکے۔ تو بیشک وہ پتھروں سے سخت تر ہیں۔ تاہم ان کے مسلمانوں نے اپنے اعمال کا وہی نتیجہ دیکھا جو بنی اسرائیل نے دیکھا تھا۔ شاہان جبار مستط ہوئے۔ اور خلافت رسول ملک جبارہ سے تبدیل ہو گئی۔ ایک نہیں بہت سے

بخت نصر پیدا ہوئے۔ ایک ایک یزید زماں نے بخت نصر کے نام کو بھلا دیا۔ ایک ایک دربار میں چار چار سر قلم ہو کر آئے۔ ایک فرزند رسول کے قتل سے مسلمانوں میں خونریزی کا بازار گرم ہو گیا اور رہا اور سبے گا اور پھر دوسرے لوگوں کو ان پر غلبہ دیا گیا۔ اور مسلمان اپنے اعمال کی گرفت کو پہنچے۔ وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّجِیْبٍ رَّحِمٰۤا کَسَبْتُمْ اَنْتُمْ وَاِیُّکُمْ وَاِیُّکُمْ کَثِیْرٌ۔ پھر ان کا علو و عروج ہوا۔ اور ایک عالم پر غالب آ گئے۔ دنیا میں مساوات برپا کئے۔ اور یہ وعدہ الہی بھی پورا ہوا۔ تاہم پھر اسی لڑ محمد صی کا صدمہ مدی میں ظہور ہوا۔ اللہ مشرق و مغرب تک اس کی شعا میں پھیلے۔ اور یہ وعدہ الہی ہے۔ وہ کبھی خلافت نہیں ہو سکتا۔ ضرور ایک دن پورا ہو کر ہے گا۔ اور اسی کا خدا ان الفاظ میں ذکر فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ قَسَّیْنَا لَیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لِنُفْسِدَنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنٍ وَلَقَدْ عَلِمُوْا کَیْفَیْرِاۤ اِذَا جَآءَ وَعْدُ اَوْ لَعْنٰۤا بَعَثْنَا فِیْکُمْ

اَلْمَسْكُ يُنْفَعُ عَنْهُ لَمْ يُرْكَبْ لَهُ مِثْلُهُ وَلَا بَعْدَهُ حَيْثُ الرَّجْحُ نَكَاحٌ لِلنِّسَاءِ وَفَوَ النَّسْلِ الْقَلِيلُ اَلْمَسْكُ
 مِنْ مَبَارَكَةٍ لَهَا بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ لَا صُحْبَ بَيْنِهِ وَلَا نَعْبَ قَسَمًا يَكْفُلُ عَنِّي اَنْ يَخْرُجَ الزَّيْمَانُ كَمَا كَفَّلَ لَكَ
 اَمَّا كَلِمَاتُكَ فَهِيَ مَسْتَشْفَعَاتُكَ اَلْقُرْآنُ وَدِينُهُ اَلْإِسْلَامُ وَاَنَا اَلسَّلَامُ فَطَوُّبِي لِمَنْ كَفَّلَهُ
 زَكَاتُهُ وَشَهِدَ اَيَّامَهُ وَسَمِعَ كَلَامَهُ عَنِّي وَرُشِشَ اَلْخَمْرِ وَاللَّاهُ كُلُّي صَاحِبُ جَبِينٍ وَاللَّاهُ كُلُّهُ جَعَلْتُهُ رُخْسًا رَوَى
 وَاللَّاهُ بِنْدِ بِنِي كُفْلِي وَانْتِ كَرْدَنِ شَلِ اَبْرِقِ نَقَرَهُ دِجَانِي كَيْ لَوْ لَيْتُ كِي كَرْدَنِ كِي طَرَحِ (گو یا سو نا اس کی ہنسیوں
 سے جاری ہوتا ہے جلد باریک اور روششن اور خوبصورت ہونے کی علامت ہے کہ خون چلتا ہوا نظر
 آئے لگتا ہے) سینے سے لے کر ناف تک بال ہیں۔ اور پیٹ اور سینے کے اوپر کوئی بال نہیں ہے۔ رنگ
 گندمی، ہونٹ پتلے ہاتھ پیر بھرے ہوئے جب مڑتا ہے تو ایک دفعہ ہی مڑتا ہے۔ اور چلتا ہے تو جیسا
 کہ پتھر پر سے اُکھڑ گیا اور جیسے نشیب کو اترتا چلا جاتا ہے۔ یعنی بہت سبک رفتاری جلد اور چھریر سے
 پن سے۔ اور جب لوگوں کے ساتھ آتا ہے تو لہن سے سبقت کر جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر پسینہ کے
 قطرے مثل تانہ موتیوں کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور مشک کی خوشبو اس سے ہکتی ہے۔ اس کی مثل نہ اس
 سے پیسے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد دیکھا جائے گا۔ اس کی بُرا پاکیزہ ہے۔ وہ عورتوں سے بہت نکاح کرنے
 والا ہے (مثل تھامے حضور و بیہ زن نہ ہوگا)۔ اور قلیل نسل والا ہے۔ اور اس کی نسل ایک دختر مبارک سے
 ہے۔ جس کے لئے بہشت میں گھر ہے جس میں کسی قسم کا شور و شغب اور سوخ و الم نہ ہوگا۔ ایک ماہ امامت
 اس کی کفالت کرے گا جس طرح ذکر ثانی نے تمہاری والدہ کی کفالت کی۔ اس کے دو بچے ہیں جو شہید ہوں گے۔
 اس نبی کا کلام قرآن ہے۔ اور دین اسلام۔ اور میں سلام ہوں۔ طوبی ہے اس کے لئے جو اس کے زمانہ کو
 پائے اور ایام کو دیکھے اور اس کے کلام کو سنے۔ حضرت عیسیٰ نے دریافت کیا۔ کہ طوبی کیا ہے؟ فرمایا ایک
 عذرت ہے جس کو میں نے خود لگایا ہے۔ اصل اس کی رضوان سے ہے۔ اور پانی اس کا تسنیم سے ہے جس
 نے اس چشمہ سے پانی پیا۔ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ کی خواہش پر فرمایا کہ تجب تک وہ نبی اس سے
 نہ پیے۔ کوئی نہیں پی سکتا۔ اور جب تک اس کی امت نہ پیے۔ کسی کی امت نہیں پی سکتی میں تجھے اپنے پاس
 اٹھاؤں گا اور آخر الزماں میں تجھے اُتار دوں گا۔ تاکہ تو اس امت کے عجاہات دیکھے اور ان کی مدد کرے گا۔
 اور دجال کو قتل کرے گا۔ میں تجھے نماز کے وقت اُتار دوں گا تاکہ تو ان کے ساتھ نماز پڑھے۔ کہ علامت موعود
 ہے۔ یہ پیشگوئی حضرت قائم کی انجیل میں تھی۔ اور حضرت عیسیٰ نے اسی کے اظہار میں فرمایا۔ کہ میں بشارت
 بیٹے والا ہوں ایک نبی کی جو میرے بعد آئے گا۔ اور اس کا نام احمد ہے۔ اور اس کی تصریح اُسندہ آئے گی جیلدارک
 دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ جیہ علیہ جناب ہمدی آخر الزماں سے بہت مشابہ ہے۔ اور اسی واسطے حضرت نے

نمایا تھا کہ ہندی خلق اور خلق میں میرا شبیہ ہے۔ اور اسی کی محققین علماء اہل سنت اور شیعہ نے تصریح کی ہے۔ حضرت عیسیٰ کی وفات سے جناب خاتم کے ظہور تک پانچ سو سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس میں سے دوسو پچاس سال تک تو اوصیاء جناب عیسیٰ کبھی کبھی ظاہر ہوتے رہے۔ اور لوگ ان سے احکام دین اخذ کرتے تھے اور معارف لیتے تھے۔ مگر آخری دوسو پچاس سال میں کوئی دھمی عیسیٰ اور عالم ربانی ظاہر نہیں رہا۔ تمام غائب ہے۔ اور جو زمین تھے وہ دین عیسوی پر قائم تھے۔ اور یہی ان کی تکلیف تھی۔ اور یہی زمانہ زمانہ فقرت کہلاتا ہے۔ اس زمانہ فقرت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے تھے۔ برابر جناب محمد مصطفیٰ کے منتظر تھے۔ اور تلاش میں پھرتے تھے۔ جیسا کہ جناب سلمان فارسی چار سو برس اس انتظار میں رہے۔ اور آخر کار نہ پارت سے فائز ہوئے۔ پھر اناب بھی قبل بعثت زیارت سے فائز ہوا۔ اور علامہ علامہ مذکورہ سے حضرت کی پیمانی لیا۔ حق اور رحمت خدا کبھی اہل ایمان پر مشتمل نہیں رہتے۔ حال جنس میل، الیٰ الجنس ایمان ایمان کی طرف اور حق حق کی طرف بالفطر کشش رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ ایک سلسلہ اتحاد و روحانی باطنی اس میں قائم ہے۔ وہ کئی شیعیان یزید جعفر الصلیہ نے اپنے اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کفار باوجود آیات بینات و معجزات باہرات دیکھنے کے کفر و کفار ہی کی طرف اور طاعت ہی کی طرف جھکتے ہیں۔ ہر لوگ پہلے سے صحیح اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پہلے ہی سے نور ایمان روشن نہیں ہے۔ وہ بعد ظہور و بعد بعثت اور بعد خروج ہرگز اس پر ایمان نہیں لاسکتے اور ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے۔

سُنَّتِ سَابِقَةٍ لَّا تَحْمِلُ اساتذہ الفاظ میں فرماتا ہے۔ اُمّ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ دُوْا لَا يَاتِكُمْ مِّثْلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَّا تُسْأَلُهُمْ اَلْبَسْتُمْ فِي الْفَرَقِ اَوْ رُكِبْتُمْ عَلَى الْغُلُوْغِ يُقُوْلُ الرَّسُوْلُ اَلَا اَنْتُمْ اَمْتُوْا مَعَهُ صَحِيْحٌ نَّصَرُ مَا لِلّٰهِ اَلَا اِنَّ نَّصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ رَّبِّقِرْ ۶ کہ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور تم میں ان لوگوں کی مثال نہ پائی جائے جو تم سے پہلے ہو گئے ہیں۔ کلام کو سختیاں اور شدتیں پیچیں اور وہ خوب ملائے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور زمین کو اٹھے۔ کہ کب نصرت خدا آئے گی آگاہ رہو کہ نصرت خدا قریب ہے۔ جب تک وہی حال اس امت میں نہ ہو گئے جو پہلی امت میں ہو چکی ہے۔ اس وقت تک دخول بہشت محال ہے۔ ضرور اس امت میں بھی ہونا ہے جو پہلی امتوں میں ہوا ہے۔ دَعَا مِنَ النَّاسِ اَنْ يُؤْمِنُوْا اَحْبَاكَ هُمُ الْهُدٰى وَاسْتَغْفِرُوْا ذُنُوْبَكُمْ اَلَا اَنْ تَاْتِيَهُمْ مَّسَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ تَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ بَلَدًا وَكُفْرًا اَيُّمَا تَقُوْلُوْا اَحْبَدًا قَدْ قَبِلُوْا التَّغْيِيْلَ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اَنْتُمْ اَمْتُوْا مَعَهُ صَحِيْحٌ نَّصَرُ مَا لِلّٰهِ اَلَا اِنَّ نَّصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

غیبت و سیرت ہے جس میں بہت سے لوگ دین سے پھر جائیں گے۔ اور بطور تشبیہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کا حال ہوا۔ اسی طرح ان کا بھی ہوگا۔ اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں ہوا ہے وہی اس امت میں بھی ہوگا۔ **حَذِّذُوا النُّعْلَ بِالنُّعْلِ وَالْقَدَمَ بِالْقَدَمِ**۔ بالکل برابر برابر۔ اور اسی طرح ہوگا۔ وہ ساری باتیں ہونگی۔ فرق صرف شخص زمانی میں ہوگا۔ **وَالْفَسْ حَقِيقَتٌ فِيهِ**۔ قتال فیہ:

پس شد غیبت انبیاء یہاں تک مشہور تھا کہ حضرت عمرؓ بھی جناب رسول خدام کی وفات کے وقت فرمانے لگے کہ رسول اللہؐ نہیں مرے بلکہ وہ غائب ہو گئے ہیں۔ اور پھر غیبت سے ظہور فرمائیں گے اور لوٹیں گے۔ جو شخص کے گا کہ رسول اللہؐ مر گئے ہیں۔ میں اس کی گردن مار دوں گا کہ جناب ابی بکرؓ آگئے۔ اور آیہ **إِنَّمَا مِثْتُ وَإِثْمُ مَيْتُونَ**۔ تلوات کی۔ تب آپؐ خاموش ہو گئے۔ علاوہ انہیں اس میں شک نہیں ہے۔ کہ شریعت محمدی جامع ہے۔ شرائع سابقہ کو مع شے زائد کہنا کمال عنز و جلّ شرع کلمہ من الدّین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وضحنا یہ موسیٰ وعلیٰ ان اقبول الدّین ولا تنقر کوا اور کتاب محمدی مصدق جمیع کتب سابقہ ہے۔ اور محمد مصطفیٰ مصدق جمیع حجج اللہ سابقین۔ اور تصدیق صرف توی نہیں ہے۔ بلکہ تصدیق فعلی بھی۔ اسی واسطے جتنے معجزات انبیاء سابقین رکھتے تھے سب کا نمونہ جناب رسول خدام رکھتے تھے۔ اور پیروروں اور نصاریٰ کے سوالات پر کہہ کے دکھاتے ہیں۔ اور پھر آپؐ کے وصی نے ان سب کی تصدیق توی و فعلی کی ہے۔ پس تصدیق غیبت حجج اللہ تو لا و فعلاً اس امت میں ضروری ہے۔ اور جب غیبت حجج اللہ شرائع انبیاء میں ثابت ہے۔ اور یہ شریعت ان تمام شرائع کو جامع ہے۔ تو ضرور اس شریعت میں غیبت مشروع رہے گی۔ اور ضرور اس کا وجود پایا جائے گا۔ یہاں یہ امر کہ یہ غیبت کس حجت خدا کے لئے ہے۔ سو یہ دو دلیلوں کے ثابت ہے۔ کہ یہ غیبت صرف آخر خلفاء رسولؐ آخر اوصیاء کے لئے ہے۔ اول یہ کہ خلفاء رسولؐ ابدال و صیاء رسولؐ بارہ ہیں۔ اور یقیناً ان میں گیارہ گزر چکے ہیں۔ اور اب صرف بارہ حواں باقی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ان گیارہ میں سے کسی کے لئے غیبت ثابت نہیں ہے۔ لہذا اسی سے مخصوص ہو گئی ہے جواب موجود ہے۔ دوم احادیث میں آچکا ہے۔ اور تصریح ہو چکی ہے۔ کہ ہدیٰ آخر الزمان میں سنن انبیاء ثابت ہیں۔ سنت ادبیس۔ سنت نوح۔ سنت ابراہیم۔ سنت موسیٰ۔ سنت عیسیٰ۔ سنت محمد مصطفیٰ۔ اور یہ سب ہو چکا ہے۔ کہ ان انبیاء میں سے اکثر کو غیبت حاصل ہوئی۔ پس لاہر جناب ہدیٰ آخر الزمان کے لئے غیبت ضرور ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح ابھی آچکی ہے۔ پھر

خاص تشریح کے ساتھ اسلام میں بہت سی احادیث و روایات غیبت امام مہدی آخر الزمان کے باب میں موجود ہیں۔ علاوہ انہیں ابواب سابقہ میں وجود اور ولادت مہدی آخر الزمان ثابت ہو چکی ہے اور یہ مشاہد و محسوس ہے کہ آپ ظاہر نہیں ہیں۔ اور جب موجود ہیں اور ظاہر نہیں ہیں۔ تو بلاشبہ غائب موجود ہیں۔ اور غیبت ان کے لئے مسلم و متفق ہے۔ اور حدیث منقول یہودی میں مذکور ہو چکا ہے کہ مہدی مثل لادوی بن برخیا غائب ہوگا۔ اور اسی طرح حدیث جندل میں کہ مہدی غائب ہوگا۔ اور سعید ابن جبیر عبد اللہ ابن عباسی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ میرا وصی ہے۔ اور اسی کی اولاد سے قائم مہدی منتظر ہے۔ جو زمین کو عدل و داد سے پُر کرے گا بعد اس کے ظلم و جور سے پُر ہو گئی ہوگی۔ اور مجاہد کو قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو بشر و نذر بنا کر بھیجا ہے کہ جو لوگ اس کے زمانہ غیبت میں اس کی امامت کے قائل رہیں گے۔ وہ کبریت احمر سے زیادہ عزیز الوجود ہیں۔ اس وقت جابر بن عبد اللہ الانصاری نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا مہدی قائم کے لئے غیبت ہے۔ فرمایا۔ ہاں خدا کی قسم۔ تاکہ خدا مومنین کو چھانٹے اور کافرین کو ہلاک کرے۔ نیز رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ مہدی میری اولاد سے ہے۔ اس کے لئے غیبت ہے۔ جب وہ ظاہر ہوگا۔ تو زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا دیکھو فلاں السطین نیز حضرت عائشہ نے مہدی آخر الزمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ وہی وہ حجت خدا ہے۔ جس کی ولادت میں شک کیا جائے گا۔ اور وہ صاحب غیبت ہے اور یہ آپ کے اسماء خاصہ سے ہے۔ جب ارہ خریج کرے گا۔ تو زمین اس کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ اور یہی امام شافعی حویلی جبار رضا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے دجبل نزاعی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے مہدی آخر الزمان کی تشخیص میں فرمایا۔ فرزند حسن عسکری حجت قائم ہے۔ جو منتظر ہے اپنی غیبت میں اور مطاع ہے۔ اپنے ظہور کے وقت۔ اور مناقب میں اسی جناب سے مروی ہے کہ آپ نے تاسف کرتے ہوئے فرمایا۔ سَیِّدِیْ غَیْبَتُكَ نَفَتْ رُقَدِیْ۔ اے میرے سردار تیری غیبت نے میری نیند کھدی ہے۔ اور دل کا چین چھین لیا۔ راوی حدیث سدید میرنی فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا۔ خدا آپ کو کبھی نہ لٹائے آپ کس کا ذکر فرما رہے ہیں۔ آپ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ میں نے آج ہی کتاب جعفر جامع میں دیکھا۔ اور وہ کتاب ہے۔ جو ہم اہل بیت سے مخصوص ہے۔ میں نے اس میں مولد قائم مہدی اور ان کی طول عمر اور طول غیبت اور لوگوں کے امتحان اور دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہونے اور بہت سے لوگوں کے مرتد ہوجانے کے علامات میں غور کیا۔ اور میں نے اختیار نہ لگا۔ اور فرمایا کہ خدا نے ان کی ولادت کو شل دلا دیا۔ اور غیبت غیبت عیسے۔ اور تاخیر تاخیر نوح۔ اور عمر حضرت کو ان کی

طول عمر کی دلیل قرار دیا ہے۔ جس طرح فرعون قتل موسیٰ کی تلاش میں تھا۔ تو خدا نے ان کے
 مولد کو پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح نبی امیہ اور بنی عباس جب واقف ہوئے۔ کہ القطار ملک جبارہ ہندی کے
 ہاتھ پر ہے۔ اس کے قتل کے لیے ہوئے۔ تو خدا نے مثل موسیٰ ان کے مولد کو بھی پوشیدہ کر دیا۔ اور
 غیبت مثل غیبت حضرت عیسیٰ ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ حضرت قتل ہو گئے۔ اور
 خدا ان کی تکذیب کرتا اور فرماتا ہے۔ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اِذْ اُصْلِحَ اِلهِمْ اِلهِمْ
 غیبت قائم ہے۔ لوگ اس کو طول مدت کی وجہ سے منکر جانتے ہیں۔ پس بعض لوگ ترجمان کی وجہ
 سے ولادت کا انکار کرتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ پیدا ہوا۔ اور مر گیا۔ اور بعض جہاں کہتے ہیں۔
 کہ ہمارے گیارہویں امام جناب امام حسن عسکری عقیقہ تھے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ امامت بارہ سے
 تجاوز کر گئی ہے۔ اور بارہ میں منحصر نہیں ہے۔ وَكَانَ اُولَئِكَ يَفْقَهُوْنَ اِنْ رُودُخِ الْقَائِمِ يَنْطَلِقُ فِي هَيْكَلِ
 غَيْرِهِ وَكُلُّهَا بَاطِلٌ اور بعض یہ کہیں گے۔ کہ ہندی قائم کی روح کسی دوسرے شخص کے
 جسم میں بولے گی اور بروز و ظہور کرے گی۔ اور یہ سب باتیں باطل ہیں۔ اور آپ کی تاخیر تاخیر
 حضرت نوح ہے۔ کہ جب حضرت نے چاہا۔ کہ طلب عذاب کریں۔ تو حکم باری ہوا۔ اور جبریل کے
 اگر عرض کیا۔ کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ کہ یہ میری مخلوق اور میرے بندے ہیں۔ اور میں ان کو ہلاک
 نہ کروں گا مگر بعد مکمل اور تو کہ دعوت اور اقامت حجت کے اور مجبوریں ہونے کا حکم ہوا۔
 اس عرصے میں تمام ضعیف الامیان لوگ مرتد ہو گئے۔ اس طرح طول مدت غیبت ہندی آخر الزماں میں
 ہو گا۔ اور عمر حضرت خضر صرف طول عمر ہندی آخر الزماں کے لئے دراز کی گئی ہے۔ اور کتاب غیبت ابی
 غلام احمد میں مروی ہے۔ کہ امام حسن عسکری نے اس مولود مسود کو دکھانا کہ فرمایا۔ کہ میرے بعد تمہارا
 امام اور میرا خلیفہ مہدی قائم ہے۔ جس کی انتظار میں آنکھیں لگی رہیں گی الخ
 حدیث امام رضا علیہ السلام جس طرح ثبوت شخص مہدی اور غیبت ہندی کی بین دلیل ہے۔
 اسی طرح یہ ان کے عالم علم لدنی ہونے اور ان کے اخبار بانیب اور ان کی امامت کی نہایت روشن اور
 واضح دلیل ہے۔ کیونکہ اس میں جو امام زمانہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے۔ وہ حرف بحرف اس وقت
 شاہدے میں آ رہی ہے۔ یعنی اس زمانے میں امام مہدی کے متعلق یہ خیالات ہیں جو امام نے فرمائے
 ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ پیدا ہوئے تھے مگر مر گئے۔ اور
 بعض سلسلہ امامت کو بارہ سے متجاوز قرار دیتے ہیں۔ اور برابر امام بنائے چلے جاتے ہیں اسماعیلیہ
 جو چالیس سے زائد امام ہر چکے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ امام مہدی کی روح نے ایک قادیانی میں

بروز کیا ہے اور وہی مدی ہے۔ اور اب کوئی مدی نہ آئے گا۔ اور یہ کل اعتقادات اور خیالات باطل محض ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ امام مدی ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے۔ وہ بھی غلطی پر ہیں۔ چنانچہ البواب سابقہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ پیدا ہو کر مر گئے۔ ان کا بھی محض قیاس فاسد ہے۔ کوئی دلیل اس پر نہیں ہے۔ محض لغو خیال ہے۔ جو سلسلہ امامت کو بارہ سے متجاوز قرار دیتے ہیں۔ وہ صحیح و مسلم اور منزه از اعدائے نبوت کے منکر یا مکتذب ہیں۔ حالانکہ یہ ضروریات دیانت اسلامیہ سے ہے۔ اور ظہور و بروز روح ہمدومی کسی شخص میں تو برہنہ ہی البطلان ہے۔ اور عقلاً و نقلاً کتاب و سنت سے باطل ہے۔ اور امام ثامن سلسلہ اہل البیت نے ایک ہزار برس پہلے اس فتنہ اور اعداء باطل کی خبر دے دی ہے۔ اور یہ پیشگوئی اب زر سے نکھے جانے کے قابل ہے۔ اور اگر انسان ذرا اسی عقل اور کچھ ایمان رکھتا ہو۔ تو اس مرزائیت کے بطلان کے لئے یہی کافی ہے۔ اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں نہ ہو۔ انہی کی شان میں تو رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ ہونے والی بات کو ہونے سے پہلے ہی جان لیتے ہیں۔ فَاُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔ یہی سچے امام ہیں۔ ذُكُوْنَا مَعَ الْمَصَادِقِينَ ان بہتوں کے ساتھ ہر جاؤ کبھی گمراہ نہ ہو گئے۔

جناب سعید ابن محمد المجہزی نے بعد از جوع از اعتقاد امامت محمد صلیفہ حضرت صادق آل محمد سے غیبت کی بابت دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ غیبت میرے چھٹے بیٹے کو واقع ہوگی۔ جو سلسلہ اہل اثنا عشر میں بارہواں امام ہے۔ جن کا اہل امیر المؤمنین ہیں۔ آخر وہی قائم باحق بقیۃ اللہ فی الارض و صاحب الزمان ہے۔ وَاللّٰهُ لَوْ بَقِيَ فِيْ غَيْبَتِهِ مَا بَقِيَ نَوْحٌ فِيْ قَوْمِهِ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الدُّنْيَا كَحَتَّى يَنْظُرَهُ فَيَمْلَأَ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مَلَكَتْ ظُلُمًا وَجَوْسُرًا خدا کی قسم اگر وہ اپنی غیبت میں اتنی مدت بھی باقی رہے جتنی مدت نوح اپنی قوم میں رہے۔ تو بھی دنیا سے نہ جائے گا تا آنکہ وہ ظاہر ہو۔ اور زمین کو عدل داد سے پُر کر دے جبکہ وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی۔ ستید موصوف نے یہ سن کر اپنے اعتقاد باطل سے توبہ کی۔ اور مدی آخر الزمان پر ایمان لائے۔ نیز حضرت رضا علیہ السلام اپنے سلسلہ ذہبیہ سے جناب رسول خدا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ قسم ہے اس کی جس نے مجھے پیغمبر بشیر بنا کر بھیجا۔ کہ ضرور بالضرور میری اولاد میں سے امام قائم الزمان غائب ہوگا۔ اور یہ میرا ایک عہد معهود ہے۔ یہاں تک کہ اکثر لوگ یہ کہیں گے۔ کہ خدا کو آل محمد کے وجود کی ضرورت ہی نہیں۔ اسی ہے۔ اور بعض آدمی اس کی ولادت میں شک کریں گے۔ پس جو شخص اس کے زمانہ کو پالے۔ اس کو چاہئے کہ اس سے متمسک ہو۔

الزمانہ غیبت میں ایمان لائے۔ اور اس میں شک و شبہ کی طرف شیطان کو راہ نہ دے۔ ورنہ یہ شک اس کو میری ملت سے بیحدہ کر دے گا اور میرے دین سے خارج کر دے گا۔ پس تحقیق کہ اس نے تمہارے باپؑ مان آدم و نوح کو جنت سے نکال دیا۔ اور خدا نے شیاطین کو ان لوگوں کا ولی قرار دیا ہے۔ جو ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور جابر بن عبد اللہ انصاریؓ جناب رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہے۔ اس کا نام میرا نام ہے۔ اور اس کی کنیت میری کنیت۔ اور خلق و خلقی سورت ہیرت میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔ اس کے لئے غیبت و حیرت ہے جس میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ پھر وہ مثل شہاب ثاقب آئے گا۔ اور زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ بعد اس کے کو ظلم و جور سے پُر ہو گئی ہوگی۔ اور ابو حمزہ بقرہ صادق آل محمدؐ جناب رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ تو شاہ حال اس شخص کا جو میرے قائم اہل بیتؑ کو پالے و در آسٹھا لیکہ زمانہ غیبت میں اس کی امامت کا قائل ہو۔ اور اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہو۔ اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہو۔ یہی لوگ میرے ساتھی ہیں اور یہی اہل مودت ہیں۔ اور یہی لوگ بروز قیامت میرے نزدیک سب سے مکرم ہیں۔ اور ابو بصیر جناب صادق آل محمدؐ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہے۔ اور میرا ہم نام اور ہم کنیت ہے اور سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔ اس کے لئے غیبت و حیرت ہے جس میں بہت سی مخلوق اپنے دین سے پھر جائے گی۔ پھر اس وقت مثل شہاب ثاقب آئے گا۔ اور زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ اور صالح بن عقبہ نے اپنے باپ سے اور اس نے جناب باقر سلوٹم سے سلسلہ ذہبیہ جناب رسول خداؐ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہے۔ اس کیلئے غیبت اور حیرت ہے جس میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے پھر وہ ذخیرہ انبیاء کو لائے گا۔ اور زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ میرے بعد میری امت کا امام اور میرا خلیفہ ہے۔ اور اسی کی اولاد سے قائم منتظر ہے۔ جو زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ اور بخدا اس کے زمانہ میں اس کی امامت پر ثابت رہنے والے کبریتا حمر سے زیادہ نادر الوجود ہیں۔ اور ابن عباسؓ بن نباتہ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضرتؐ متفکر زمین کرید رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ کو اس کی طرف رغبت ہے۔ فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ اور نہ کبھی دنیا کی طرف مجھے رغبت ہوئی۔ بلکہ میں ایک مولود کی بابت سوچ رہا ہوں۔ جو میری اولاد کے گیا۔ جو میں امام سے پیدا ہو گا۔ اور زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ اور اس کے لئے غیبت ہے جس

میں کچھ لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور کچھ ہدایت پائیں گے۔ میں نے عرض کیا، یا امیر المؤمنین کیا یہ ہر
 والا ہے۔ فرمایا کہ ہاں۔ گویا وہ مخلوق ہو چکا ہے۔ اور تمہیں اس امر کا کہاں علم ہے۔ بہترین امت محمدی
 نیک ترین اس امت کے ہمراہ ہوں گے۔ پھر اس کے بعد جو کچھ خدا چاہے گا کرے گا۔ **فَإِنَّ لَكَ إِذْ أَدَّاتُكَ**
وَعَلَّيَا وَنَعَايَا اور کیل بن زیاد نے جناب امیر سے ایک طرلانی حدیث حجت خدا کی غیبت میں روایت کی
 ہے۔ اور محمد بن مسلم جناب باقر العلوم سے بسلسلہ ذہبیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے فرمایا کہ
 خدا نے چار چیزیں چار چیزوں میں پوشیدہ کی ہیں۔ اس نے اپنی رضا کو اپنی طاعت میں پوشیدہ رکھا ہے
 پس اس کی کسی طاعت کو حقیر نہ جانو۔ نہ معلوم کس طاعت میں خوشنودی خدا ہے۔ اور اس نے اپنے عقد
 اور غضب کو اپنی معصیت میں پوشیدہ رکھا ہے۔ پس اس کی کسی معصیت کو حقیر نہ جانو۔ ممکن ہے کہ وہ موافق
 غضب الہی ہو۔ اور اس نے اجابت کو دعا میں پوشیدہ رکھا ہے۔ پس دعا کو حقیر نہ جانو۔ نہ معلوم کس وقت
 قبول ہو جائے اور کونسی دعا قبول ہو جائے۔ اس سے طلب کئے جاؤ۔ اور اس نے اپنی حجت کو اپنے
 بندوں میں پوشیدہ کر دیا ہے۔ پس اس کے بندہ مومن کو حقیر نہ جانو۔ ممکن ہے کہ وہ بندہ اس کا ولی
 ہو۔ اور تم نہ جانتے ہو۔ اور اصح بن نباتہ نے اس جناب سے یہ بھی روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے
 قائم آل محمد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ ضرور غائب ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ خدا کو آل محمد
 کے وجود کی کوئی حاجت نہیں رہی۔ اور روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ صاحب اللہ شریہ۔ طریہ
 فرید و وجد ہے۔ اور عبد العظیم سے بحوالہ محمد بن علی بن موسیٰ بسلسلہ ذہبیہ مروی ہے۔ کہ حضرت
 علی نے فرمایا۔ ہمارے قائم کے لئے غیبت ہے۔ اور شیعوں کو دیکھتا ہوں۔ کہ اس کے زمانہ غیبت میں
 چوپایوں کی طرح چراگاہ اور جائے پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ اور نہیں پاتے مگر وہ لوگ جو اس کے دین پر
 قائم ہیں۔ اور طول غیبت سے ان کے دل سیاہ نہیں ہوتے۔ یہ لوگ روز قیامت
 میرے درجے میں ہوں گے۔ اور قائم آل محمد جو بخریج کرے گا۔ تو کسی کی بیعت اس کی گردن میں
 نہ ہوگی۔ اسی واسطے اس کی ولادت پوشیدہ رکھی گئی۔ اور وجود شخصی غائب ہوا۔ اور امام حسن نے صلح معاویہ
 کے وقت فرمایا کہ ہم میں سے کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی گردن میں کسی نہ کسی طغیہ زماں کی بیعت
 ہے۔ الا ہمارا قائم جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔ کیونکہ خدا اس کی ولادت کو پوشیدہ رکھے گا۔
 اور اس کے وجود شخصی کو غائب۔ تاکہ کسی طغیہ زماں کی بیعت اس کی گردن میں نہ ہو۔ اور یہ میرے بھائی
 امام حسین کی ولادت سے نواں ہے۔ حتیٰ سید نبی ہے۔ خدا اس کی عمر طولانی کر دے گا۔ پھر اپنی قدرت
 سے چالیس سے کم نوجوان کی صورت میں ظاہر کرے گا۔ تاکہ لوگ جان لیں۔ کہ خدا ہر شے پر

قادر ہے۔ اور امام حسینؑ نے فرمایا ہے۔ کہ میری اولاد کے لوہے امام کو اس امت میں غیبت
 ہے۔ اور وہی صاحب غیبت کہلاتا ہے۔ اور وہ ہے جس کی میراث اس کی زندگی ہی میں تقسیم
 ہو جائے گی (بسیب غائب ہونے کے اس کی میراث اور رشتہ دار تقسیم کریں گے۔ چنانچہ جعفرؑ نے کی)۔
 اور جناب علیؑ ابن الحسینؑ فرماتے ہیں کہ باز بھی امام کی غیبت طولانی ہوگی۔ اور اس زمانے میں
 اس کی امامت کے قائل اور اس کے ظہور کے منتظر ہر ایک زمانے کے مومنین کے
 افضل ہیں۔ اور حضرت نے دجیل کا کلمہ باقیہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ ہماری شان میں
 ہے۔ اور امامت عقب امام حسینؑ میں ہے قیامت تک۔ اور ہمارے قائم کے لئے دو غیبتیں ہیں
 اور دوسری کی مدت دساز ہوگی۔ کہ اس عرصے میں بہت سے وہ لوگ جو اس کے قائل ہیں پھر جائیں گے۔
 اور نہیں باقی ہے گا دین پر مگر وہی جس کا یقین قوی ہو اور معرفت صحیح۔ اور ہمارے حکم سے
 دل میں تنگی نہ پائے۔ اور ہم اہلبیت کے امر کو تسلیم کرے۔ اور فرمایا۔ دین خدا مقبول ناقصہ
 آراء باطلہ اور قیاسات فاسدہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ تسلیم سے حاصل ہوتا ہے۔ جس نے
 ہم اہلبیت کے امر اور حکم کو تسلیم کر لیا۔ نجات پا گیا۔ اور جس نے قیاس اور رائے پر عمل کیا۔ ہلاک ہو
 گیا۔ اور جو ہمارے امر اور قضاء سے تنگ دل ہو۔ وہ آیات قرآن سے کافر ہے در آخر اس کے وہ
 نہیں جانتا کہ وہ کافر ہو رہا ہے۔ حضرت باقرؑ نے ائمہ اہلبیت میں سے شخص مہدی کے باب میں
 فرمایا ہے۔ کہ جس کی ولادت پوشیدہ ہو۔ وہی صاحب غیبت ہے اور وہ انفس الجوار اللہ کی تفسیر میں
 فرمایا ہے۔ کہ اس سے مراد ایک بچہ ہے جو آخر الزمان میں ہوگا۔ اور وہی مہدی عترت ہے۔ اس کے
 لئے غیبت و حیرت ہے۔ جس میں کچھ لوگ گمراہ ہوں گے اور کچھ ہدایت پائیں گے۔ خوشحال اس کا
 جو اس کو پائے۔ عمادق آل محمدؑ نے فرمایا۔ کہ قائم آخر الزمان ساتویں امام کا پانچواں فرزند ہے۔ جس کا
 وجود شخصی غائب ہوگا۔ اور اس وقت اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ اور ابو بصیر روایت کرتے ہیں۔ کہ
 حضرت نے فرمایا۔ کہ صحیح سنن انبیاء مع غیبات ہمارے قائم میں جاری ہیں۔ برابر ہمارے ہلاک و کاست۔
 عرض کیا۔ قائم کون ہے۔ فرمایا۔ میرے بیٹے موسیٰ کی پانچویں اولاد فرزند مردار کینزاں۔ جس کا وجود
 غائب ہوگا۔ اور مہدیین اس میں شک کریں گے۔ یہاں تک کہ خدا اس کو ظاہر کرے گا۔ اور اس کے
 ہاتھ پر مشرق و مغرب عالم کو فتح کرے گا۔ اور عیسیٰ بن مریمؑ نازل ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے
 اور دین اس کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ اور تمام مومن زمین پر خدا ہی کی عبادت ہوگی۔ جہاں
 بت خانے ہیں مساجد ہوں گی۔ دَیْکُونِ الدِّیْنِ مُکْمَلًا وَکُوکِبَةُ الْمَشْرِقِ کُوْنُ۔ اور کل دین ہی دین رہ

موقع نہ ہے۔ اور تمام اہتمام خدائی ہو۔ مجھوٹے مدعیوں کی طرح اخبار و اشتہار بازی سے لوگوں کو بہکانا نہ چلے بلکہ حق خود روشن ہو جائے۔ اور جناب امام محمد تقی نے فرمایا ہے کہ قائم آل محمد وہ مدعی ہے۔ کہ واجب ہے اس کی غیبت میں انتظار کیا جائے اور وقت ظہور اس کی اطاعت کی جائے۔ اور ایک روایت میں حضرت نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک قائم ہمارا اللہ ہے۔ لیکن وہ مدعی و قائم جس کے ذریعہ خدا زمین کو اہل کفر و جود سے پاک کرے گا۔ وہ ہے جس کی ولادت پر شیہ ہوگی۔ اور اس کا وجود شخصی پوشیدہ رہے گا۔ اور لوگوں پر اس کا نام لینا زمانہ غیبت میں حرام ہوگا۔ اور وہ ہم نام و ہم کیفیت رسول اللہ ہے۔ اس کے لئے زمین پیدہ کی جائے گی۔ اور ہر ایک دشواری اس کے لئے آسان ہو جائے گی۔ اور اس کے پاس اس کے اصحاب جو بقدر اصحاب بدرتین سو تیرہ ہیں انصاء ارض سے جمع ہو جائیں گے۔ اور یہی مطلب ہے خدا کے اس قول کا۔ اِنَّمَا تَكُونُوا يَاقَاتُكُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ جب یہ اصحاب جمع ہو جائیں گے تو خدا ان کے امر کو ظاہر کرے گا۔ اور جب دس ہزار جمعیت ہو جائے گی۔ تو وہ خروج کریں گے۔ اور برابر دشمنان خدا کو قتل کریں گے تاہیکہ خدا ان سے خوش ہو جائے۔ جب خدا خوش ہو جائے گا۔ تو ان کے دل میں رحم ڈال کر دے گا۔ مدینہ منورہ میں داخل ہوں گے۔ اور ولادت و عمرے کو نکال کر جنادیں گے۔ اور امام علی نقی نے فرمایا کہ میرے بعد امام میرا بیٹا ہے۔ اور کیا حال ہوگا تمہارا اس کے فرزند کے ساتھ۔ کیونکہ اس کا وجود جسمانی غائب ہوگا۔ اور اس کا نام لینا حرام ہوگا۔ اور اس کے الحجت کہہ کر پکاریں گے۔ اور ایک روایت میں فرمایا ہے کہ مدعی قائم اور صاحب الامر وہ ہے جس کی بابت لوگ کہیں گے کہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے احمد بن اسحاق اس میرے فرزند کی مثال حضرت اور ذوالقرنین کی سی ہے۔ واللہ ضرور غائب ہوگا۔ اور غیبت میں ہلاکت سے صرف وہی لوگ بچیں گے۔ جن کو خدا اس کی امامت کے اعتقاد پر ثبات رکھے گا۔ اور تعجیل فرج کی دعا کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اس حدیث غیبت پر بیٹا ہیں۔ مگر اہل ایمان و ایمان کے گویا ان کے بڑھتے اور ثبات رہنے کے لئے ہم انہی پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اور ان سے بیان سابق کی پوری پوری تائید ملتی ہے۔ اور ثبات ہو جاتا ہے۔ کہ حجت اللہ کے لئے اس امت میں غیبت ضروری ہے۔ اور وہ امام ثانی عشر الحجۃ ابن الحسن مہدی آخر الزمان ہی کے لئے ہے۔ پس غیبت امام مہدی آخر الزمان پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور کوئی مومن مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس جناب پر زمانہ غیبت میں ایمان نہ لائے۔ نجات صرف انہی کے لئے ہے جو مومن بالغیب ہیں۔ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُخْلَصُونَ اور یہ احادیث باکمال عموم آیات اور دلائل و براہین سابق الذکر ہیں۔ اس لئے ان کے

صحیح ہونے میں دوبا بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور مرثیین کا یہ عین ایمان ہے۔ اور جب یہ غیبت حضرت امام
مندی مہدی انص احادیث و بدلائل و نصوص آیات ثابت اور مسلم ہے۔ تو اس کا انکار انکار نبوت حضرت
خاتم النبیین اور ان کی تکذیب ہے۔ وَمَنْ كَذَبَ فِي شَيْءٍ فَقَدْ أَلْكَرَ نَبُوءَتَهُ۔ جس کے کسی امر میں
آنحضرت کی تکذیب کی۔ اس نے آنحضرت کی نبوت کا انکار کیا۔ وَمَنْ أَلْكَرَ نَبُوءَتَهُ فَقَدْ كَفَرَ۔
جس نے آپ کی نبوت کا انکار کیا۔ وہ کافر ہو گیا۔ اور چونکہ وہ غایت ختم نبوت و وصایت ہے۔ اور ظہور
نبوت لعل اور اسی طرح کمال ظہور امامت و وصایت اور ظہور دین اسلام اسی جناب پر موقوف ہے۔
اس لیے اس جناب اور اس کی غیبت کا انکار کرنا جملہ اوصیاء رسول اور ائمہ امت کا انکار کرنا ہے۔
وَقَالَ الْإِسْلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ مَنْ أَلْكَرَ وَاجِدًا مِنْ الْأَحْيَاءِ فَقَدْ أَلْكَرَ الْأُمَمَاتِ جس نے کسی زندہ
امام کا انکار کیا اس نے تمام گزشتہ اماموں کا انکار کیا۔ اور فرمایا جس نے میرے آباء و اولاد میں سے ہر
ایک امام کا اقرار کیا اور مہدی کا انکار کیا۔ وہ ایسا ہی ہے جس نے سارے انبیاء کا اقرار کیا۔ اور
جناب محمد مصطفیٰ کا انکار کیا۔ جو ساتویں امام کی پانچویں نسل سے ہے۔ جس کا وجود شخصی غائب ہو گا۔
اور اس کا نام لینا حرام ہو گا۔ اور یہی جناب رسول خدام نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے۔ چنانچہ شہام
بن سالم صادق آل محمد سے بسلاہ اہل البیت جناب رسول سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔
مہدی میری اولاد سے ہے۔ اور وہ میرا ہم نام و ہم کیفیت ہے۔ اس کی شامل میری شامل ہیں۔ اس کی
سنت میری سنت ہے۔ وہ لوگوں کو میری سنت و شریعت پر قائم کرے گا۔ اور میرے پروردگار کی کتاب
کی دعوت لے گا۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے
اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور جس نے اس کی غیبت کے زمانے
میں اس کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا۔ اور جس نے اس کی تکذیب کی اس نے
میری تکذیب کی۔ اور جس نے اس کی تصدیق کی اس نے میری تصدیق کی۔ میں
خدا سے شکایت کرتا ہوں اُن لوگوں کی جو اُس کے باب میں میرے امر کی تکذیب
کرتے ہیں۔ اور اس کی شان میں میرے قول کے منکر ہیں۔ اور میری امت کو اس کے
طریق سے گمراہ کرتے ہیں۔ وَسَيُخْلِقُ الَّذِينَ كَانُوا أَيْ مُنْقَلِبٌ يُنْقَلِبُونَ یَقِينُ حضرت
امام آخر الزمان مہدی امت اور قائم آل محمد کا منکر و تکذیب رسول خدام ہے۔ اس حدیث نبوی میں اس کی
بھی تصریح و تصدیق ہے۔ جو کہ محی الدین العربی نے جناب مہدی آل محمد کے باب میں لکھا ہے۔ کہ جس
طرح سے جناب رسول خدا نے مہدی آخر الزمان حجۃ ابن الحسن قائم آل محمد کی عصمت پر نص کی ہے۔

اور اس کئے سے انہوں نے اپنے نفوں پر ظلم کیا۔ اور ہم نے ان کو بعد میں رہ جانے والی باتیں بنا دیا۔ اور بائبل جدا جدا اور پارہ پارہ کر دیا۔ اور متفرق و مشتت بنا دیا۔ اور بیشک اس میں ہر ایک صابر و شکر گزار کے لئے نصیحت و عبرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور بیشک شیطان نے ان کے باب میں اپنا گمان پرجہ کر دکھایا۔ پس سب نے اس کی پیروی کر لی سوائے نو مبین کی ایک جماعت کے۔ حالانکہ اس کو ان پر کوئی غلبہ حاصل نہ تھا۔ لیکن عزت اس لئے کہ یہ معلوم ہو جانے۔ کہ کون روزِ آخرت پر کامل یقین رکھتا ہے۔ اور کون اس سے شک میں پڑا ہوا ہے۔ اور ضرور تیرا پروردگار ہر ایک شے پر فیض ہے۔ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور کوئی شے اس سے فوت نہیں ہو سکتی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں یہ امر خود طلب ہے کہ خداوند عالم اس میں دو قسم کے قریوں کا ذکر کرتا ہے۔ ایک مبارک قریہ ہے۔ اور دوسرے اور قریہ ہیں۔ جن کو ظاہری قریہ کہا گیا ہے۔ لیکن بظاہر ان قریوں کا پتہ نہیں لگتا۔ اور کہیں ایسے گاؤں نہیں معلوم ہوتے۔ کہ جو مبارک قریہ ہوں۔ اور ان کے درمیان اور ظاہری قریہ بنائے گئے ہوں۔ اور ان کے درمیان آمد و رفت ہو۔ اور پھر ان لوگوں نے کہا ہو۔ کہ خدا ہمارے سفروں کو بعید کر دے۔ اور دور دراز قریہ بنائے۔ کہیں قرآن یا حدیث یا تفسیر یا سنت یا کلامِ صالح ذیل میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں بعض مفسرین وغیرہ اپنے قیاس سے یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ قریہ مکہ اور شام کے درمیان تھے جو برباد کر دیے گئے۔ لیکن کوئی ذیل اس پر قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ دلیل عقلی یہاں قائم نہیں ہو سکتی۔ حدیث و نقل قائم ہو سکتی ہے۔ اور دلیل عقلی ہمیشہ و قرآن و حدیث ہے۔ اگرچہ سند ہمارے لئے یقیناً قرآن یا حدیث ہی ہے۔ اور کسی مفسر کا قول تب ہی سند ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ کوئی دلیل عقلی یا نقلی کتاب و سنت سے رکھتا ہو۔ ورنہ تفسیر بالرائے میں ہر ایک عالم مساوی ہے۔ بلا دلیل اور مرجع ایک کے قول کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں ہو سکتی۔ اور جب مفسرین کے ان قریوں کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو ان کا قول ہرگز سند نہیں ہو سکتا۔ پھر آج مجاہدین میں غور کیا جائے۔ تو ایک بات اور نظر آتی ہے۔ اور صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ان گاؤں کا کوئی وجود ظاہری نہیں ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ کہ ایک قسم قریہ ظاہریہ ہم نے ان کے درمیان بنادے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایک قسم قریہ جو ان کے مقابل ہیں وہ ظاہری نہیں ہیں۔ اور جب ظاہری نہیں ہیں۔ تو پھر عز وری وہ باطنی ہوں گے۔ کیونکہ ظاہر و باطن کے درمیان کوئی میسر ہی صورت واسطہ نہیں معلوم ہوتی۔ ورنہ ظاہر کی قید بائبل سے فائدہ ہوگی۔ اور کلامِ خدا اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ ضرور قرآن ظاہریہ مقابل قرآن باطنیہ ہیں۔ اور وہ مبارک ہیں۔ اور ان قرآن ظاہریہ اور قرآن باطنیہ کے

نہیں ہے۔ مگر یہ کہ ہم قبل یوم قیام اس کو ہلاک کریں گے یا اس کو سخت تکلیف دیں گے۔ ان تمام آیات مبارکہ میں قریہ سے اہل قریہ اور لوگ ہیں۔ اور یہ مجاز قیامتہ النشی بامسح محملہ وظرفہ مستعل و معروف ہے۔ اور جب یہ ثابت ہے کہ قریہ سے اہل قریہ یعنی کچھ اشخاص وجود مراد ہیں۔ تو اب آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ظاہریہ اور وہ باطنیہ وجود کون ہیں۔ جن کے درمیان سیر قائم ہے۔ اور شب و روز امن سے گزرتے رہتے ہیں۔ یقیناً کچھ مبارک وجود ہیں۔ اور وہ باطنی اور پوشیدہ وجود ہیں۔ ہر شخص مبارک اور صاحب برکت ہونے کا مدعی ہو سکتا ہے۔ لیکن قرآن شریف سے جن صاحب برکت وجودوں کا پتہ لگتا ہے۔ وہ یہ بزرگوار ہیں۔ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْبَيْتِ۔ اگر کسی کے صاحب برکت پاک۔ مطہر و مقدس ہونے پر نرس ہے اور دلیل قائم ہے۔ وہ اہل بیت نبوت ہی ہیں اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ وہ مبارک قریہ اہل بیت نبوت ہیں۔ تو اب یہ دیکھنا ہو گا کہ وہ ظاہری قریہ کون ہیں۔ قرآن شریف ان بابرکت اشخاص کو نبوت بھی کہتا ہے۔ فِي مِيقَاتٍ اِذْ قَالَ اللهُ اَنْ مَوْفَعٌ دِيْدٌ كَذِبٌ جَا اَسْمَاءُ مِيسِمٌ لَمْ يَجِبَا اِلَّا الْغَدِرُ وَالْاَصَالُ بِهَجَالٍ لَا تَلْفِيْهِمْ سَجَاةٌ وَلَا يَنْعُ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَاَتَىكَ النَّكْرَةُ یعنی لور خدا کچھ نبوت رکھتا ہے۔ جن میں خدا نے اذن دے دیا ہے کہ وہ بلند گئے جائیں۔ اور ان میں خدا کا نام لیا جائے۔ ان میں صبح شام اس کی تسبیح کی جاتی ہے۔ یہ کچھ مرد ہیں جن کو ذکر خدا اور اقامہ صلوٰۃ اور ادا دے زکوٰۃ سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت کوئی امر دنیاوی ان کے لئے دین میں حارج نہیں ہو سکتا۔ اور احادیث میں خود آنحضرتؐ نے اپنے کو مدینہ فرمایا ہے۔ انا مدینۃ العلم میں شہر علم ہوں۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قرآن شریف سے جن وجودوں کا مبارک ہونا ثابت ہے وہ وارثان نبوت در رسالت ہیں۔ اور شک نہیں کہ مابہ النبوة علم ہے۔ چنانچہ الباب سابقہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ مابہ الامامت و مابہ النبوة ایک ہی ہے۔ اور اس امت آخری میں نبوت صرف حضرت محمد مصطفیٰؐ علیہ السلام کے لئے ہے۔ اور اہل بیت وارثان نبوت در رسالت امام ہیں۔ اور اس لئے مابہ المبارکیت اور مابہ الامامت ایک ہے پس یہ قرآن مبارک کہ اہل بیت ہیں۔ اور مابہ المبارکیت علم ہے۔ اور وہ ضرور علم الہی کے شہر و قریہ ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ قریہ اور مدینہ میں کوئی فرق دراصل نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے کلام اللہ میں تمام ایسے مقام پر خدا نے قریہ ہی استعمال کیا ہے۔ اور کتبہ معظمہ کو اتم التقریہ فرمایا ہے۔ بنا بریں یہ شہر اتم علم الہی ہیں۔ مگر چونکہ الودائغ طہرین تمنا ثا وجود محمدیؐ میں تھے۔ اس لئے بحیال آنحضرتؐ یہ حضرات قرآن میں اور سب مجموعہ محمد مصطفیٰؐ شہر اتم اور

جب یہ شہر مانے علم الہی ہیں۔ تو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ ظاہری قریبے جن کے درمیان سیر قرار دی گئی ہے وہ وہ علماء ہیں جو علم خدا صرف ان قریبوں سے پیتے ہیں۔ اور شب در در امن و امان سے فیض روحانی حاصل کرتے ہیں۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ یہ قرآن کے باطن مبارک محال علوم خدا اور خزان اسرار الہی ہیں۔ اور قرآن کے ظاہر جو اس کے ساتھ سیر و سلوک رکھتے ہیں طالبان علم خدا ہیں۔ اور پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ان خزان علوم الہی اور ان محال مشیت اللہ اور ان شہر مانے اسرار اللہ میں ایسا قریب مبارک جس کے پاس علم جاسکیں اور فیض حاصل کر سکیں وہی ہے جو اس وقت موجود ہے۔ کیونکہ نہ اس کا کوئی قائل ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ جو اہل بیت اس عالم سے دوسرے عالم میں جا چکے ہیں۔ ان کے پاس علم جاتے ہیں بلکہ یقیناً ایسا وجود وہی ہو سکتا ہے جو اس عالم میں موجود ہو۔ اور جو اس وقت صاحب الزمان ہو۔ اور ضرور چاہیے کہ ایک فرد ان میں سے ایسا موجود ہو جس کے پاس طالبان علم خدا جاسکیں علم حاصل کر سکیں۔ اور جب وہ موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ ظاہر نہیں ہے۔ تو ضرور موجود غائب ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ایک امام اہل بیت بدیل قرآن مجید موجود غائب ہے۔ وہو المطلوب ہ اس مطلب کی آیت کے آخری حصے سے بھی تائید ہوتی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ نعمت ان کو دی۔ اور ان شہر مانے علم اور قرآن مبارک اور طالبان علم کے درمیان آمد و رفت قرار دے دی۔ مگر وہ ان کے شکر گزار نہ ہوئے۔ کفران نعمت کیا۔ ان کو جھٹلایا۔ اور ان پر طرح طرح کے ظلم کئے۔ اور اس طرح ہے انہوں نے گویا زبان حال سے کہا۔ کہ ہم ان شہروں میں جانا نہیں چاہتے ہمارے اور ان کے درمیان دوری ڈال دے۔ جب ان کی یہ حرکت دیکھی۔ تو ہم نے ان کے اس کفران نعمت کی وجہ سے اپنے شر علم کو ان کی عام نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ اور اس عام سیر و سلوک کو بند کر دیا۔ اور ان کو بالکل جدا جدا کر دیا۔ اور وہ اس طرح سے علم خدا سے دور ہو کر دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر بیٹھے۔ اور ہر ایک جماعت متفرق اور پریشان ہو گئی۔ بیشک اس میں صابر و شکر گزاروں کے لئے خدا کی بڑی نشانیاں ہیں۔ انہی بہتری اہل صبر و شکر ہی کے لئے ہے۔ اور آئندہ ثابت ہو گا۔ کہ ایک علت غیبیہ امام یہی ناشکر گزار ہی ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ اس ناشکر گزار کی کاثر کلی انہی ناشکر گزاروں پر ہو گا۔ اور جو صابر و شکر ہیں۔ وہ اس حالت میں بھی شر علم سے فیض اٹھا سکتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہے۔ علماء و عارفین کاملین کتنی و شیعہ نے اس زمانہ غیبت امام میں فیض اٹھایا ہے۔ اور اٹھانے ہیں۔ اور اس بیان سے وجود امام۔ غیبت امام۔ علت غیبیہ امام ثابت ہو گئی۔ اور نیز یہ کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اب بھی امام کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں اور صحبت سے فیضیاب ہوتے

ہیں۔ لہذا انکارِ غیبت امام یقیناً انکارِ نبوت خاتم النبیین ہے۔ جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہے۔ اور یہی مضمون معاونِ علومِ الہی سے مروی ہے۔ چنانچہ عالمِ اہلِ البیت فرماتے ہیں۔ عبداللہ الرمانی نے جناب علی بن مرثیہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک مفسر میرے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے پوچھا۔ تو فلاں ہے؟ کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ تو قرآن کی تفسیر کرتا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ اس آیت کی کیا تفسیر کرتا ہے۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْوَادِيْنَ الْقَهْرِيَّ الَّذِي يَارِكُنُ الْاَظْمَ۔ کہا۔ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان گاؤں ہیں۔ فرمایا۔ کیا ان مقامات میں خوف نہیں ہے اور نہ آگ نہیں پڑتا ہے اور راہِ زنی نہیں ہوتی ہے؟ کہا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا۔ پھر آمین کے کیا معنی ہیں۔ خدا جس کو جائے امن فرمائے اس میں خوف نہ کیا۔ کہا۔ تو پھر اس کے کیا معنی ہیں۔ فرمایا۔ ذَٰلِكَ لَئِنْ أَهْلُ الْاُبْيَیْتِ یہ ہم اہل بیت ہیں۔ اللہ نے تم کو اناس کہا ہے اور ہم کو قرآن کہا ہے۔ عرض کیا۔ کیا قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ کہ قرآن کچھ مرد ہیں؟ فرمایا۔ اللہ نے تم کو اناس کہا ہے۔ اور ان کو قرآن کہا ہے۔ کیا خدا نہیں فرماتا ہے۔ وَاسْئَلِ الْقَهْرِيَّ اللہ کتنا خدھا اس گاؤں سے پوچھ لو۔ جس میں ہم تھے۔ کیا یہ سوال دیواروں سے ہوگا۔ یا لوگوں سے۔ اور خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ مِنْ قَرِیْبٍ اِلَیْكُمْ مَّجْلَدٌ مِّنْ اِلَیْكُمْ ہاں اللہ ہم ایک قریب کو ہلاک کر دیں گے۔ کیا دیواریں ہلاک اور عذاب کی جائیں گی یا لوگ؟ قریب قریب یہی سوال تبادہ سے اس آیت کی تفسیر کی جا رہا ہے۔ اور حضرت ہی نے کیا۔ پھر یہی سوال تسنن بصری سے بھی ہوا ہے جب وہ جواب دوسرے کے اور اس آیت کی صحیح تفسیر نہ کر سکے۔ تو فرمایا۔ کہ قرآن باطنیہ مبارکہ ہم ہیں۔ اور قرآن ظاہرہ شیعہ عالم ہیں جو ہمارے پاس آکر علم حاصل کرتے ہیں۔ اور ابو بکرؓ سے فرمایا۔ کہ امن کے ساتھ ہمارے قائم کے پاس جاؤ گے۔ اور علم سمجھو گے۔ اور اسی مضمون کی اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ اور صاف فرمایا ہے۔ کہ خدا نے ہمیں باورِ تمثیل میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کی تاویل ہم ہی اہل بیت ہیں اور ہر زمانے میں ایسے قریب اور علم کے شہر موجود رہتے ہیں۔

بہر کیفیت ان بیانات اور ان دلائل و براہین سے بخوبی واضح ہو گیا۔ کہ غیبت حجج اللہ حضرت آدمؑ سے ثابت ہے۔ اور سنتِ انبیاء و اوصیاء ہے۔ اور یہی سنت اس امر میں یقیناً جاری ہے۔ ہرگز اس میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ اور غیبت امام مہدیؑ آخر الزمان نبضِ آیات و احادیثِ محقق و مسلم ہے۔ اور اس کا انکار انکارِ قرآن و حدیث ہے۔ اور غیبت پر ایمان لانا ضروریاتِ دین سے ہے۔ ہمیشہ مومنین غیبت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور بہترین ایمان افضل ترین

ایمان ایمان بالغیب ہی ہے۔ اور قرآن سے ہدایت پانے والے صرف وہی لوگ ہیں۔ جو مومنین بالغیب ہیں۔ اور انہی کے لئے نجات ہے۔ اور غیب سے مراد اس آیت مبارکہ میں تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي كُنْ يُدْعُونَ بِهَا الْغَيْبِ۔ حجت خدا ہے۔ اور اس وقت حجت غائب امام مہدی آخر الزماں ہے۔ اور وہی غیب کا مصداق ہے۔ اور اسی جناب کا نام غیب ہے اور اس سے معلوم ہو گیا۔ جو لوگ غیبت حجت خدا کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے انکار کی وجہ یا محض جہالت ہے اور دیانت اسلام اور تاریخ دیانت قرآن و حدیث سے لاعلمی اور نادانیت ہے۔ یا عداوت و عقیدت۔ ورنہ عالم شریعت اسلامیہ سے محال ہے۔ غیبت حجت خدا کا انکار کرنا حضرت آدم سے لے کر تا خاتم دیانت اسلامیہ کا انکار اور انبیاء اللہ حجۃ اللہ کی تکذیب ہے۔ اور یہ سچ ہے بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذْبًا عَظِيمًا جس چیز پر لوگوں کا علم محیط نہیں ہوتا۔ وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہترین شے و افضل ترین اور حقیقت دیانت اسلامیہ یعنی غیبت حجۃ اللہ سے انکار کرتے ہیں۔ اور اس پر مذاق اڑاتے ہیں۔ یَسْتَهْزِئُونَ بِاللَّهِ وَاللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اس سے مذاق کرتے ہیں۔ اور مٹھا اڑاتے ہیں۔ اور خدا ان کی اس حالت پر ہنستا ہے۔ اور اس کی ذات ہنسی سے بری ہے۔ وہی خود اس استہزاء کے وبال کو بھگتے ہیں۔ اور اس کی جزاء دیکھتے ہیں۔ اور خدا ان کی طرہ رحمت نہیں کرتا۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ ان منکرین کا انکار انکار محمودی ہے۔ و جحد و ابھاد و استیقظت انفسہم دلان کے یقین کرتے ہیں۔ مگر وہ دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں۔ قَاتِلُوا اللَّهَ الْغَیْبِ یُؤْفَكُونَ۔ اَفَلَا یَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ عَلٰی قُلُوبٍ اَفَلَا لَهَا کَیَاہِ قُرْآنِ میں تذکر نہیں کرتے ہیں یا ان کے دلوں پر ان کے فضل لگے ہوئے ہیں یا قوم منون ببعض الکتاب و نکفون ببعض کیا بعض آیات قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض پر نہیں سمجھتے و ما اللہ بغافل عما یعملون خدا ان کے عملوں سے غافل نہیں ہے۔ آیات خدا کو یاد کرو۔ اور ان سے غافل نہ ہو۔ ان ساری باتوں پر ملاحظہ ہو۔

حَالِ غِیْبَتِ اِمَامِ مَہْدِیِّ اَخِرِ الزَّمَانِ
عَلِیْہِ السَّلَامِ عَجَلِ اللہُ فَرَجَہُ
حالات ولادت باسعادت سے بعض حالات مرقوم ہو چکے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک غیبت عمومی جناب مہدی آخر الزماں کے لئے ہمیشہ سے ثابت ہے چنانچہ وقت ولادت کے بعد ہی حضرت روح القدس کے پیر ہوئے جس طرح کہ حضرت موسیٰ نے تحت فرش الہی پر ریش پائی۔ روایت جناب حکیم تاتون پر اکثر

اہل سنت اور اہل تشیع ملنا سے نقل ہو چکی ہے۔ اسی میں مذکور ہے کہ فرماتی ہیں۔ ولادت کے تیسرے روز میں پھر آئی۔ اور سو سن کے کرے میں گئی۔ مولود مسود کا کوئی اثر و نشان نہ دیکھا اور کوئی ذکر نہ تھا۔ تعجب ہوئی اور ترمیم کی وجہ سے تفصیل احوال نہ کر سکی۔ اور حاضر خدمت امام حسن عسکری ہوئی۔ حضرت نے خود ابتدا کی اور فرمایا۔ اے بھوپتی ولی خدا حفظ و امان خدا میں ہے۔ جس وقت دیکھو کہ میرے وجود کو خدا نے دنیا سے غائب کر دیا۔ اور میری اہل آگئی۔ لوگ اختلاف کریں گے۔ کوئی کچھ کے گا اور کوئی کچھ۔ اس وقت معتزین و موثقین کو خبر دینا۔ اور امر دلی خدا کو اپنے اور ان کے درمیان راز مخفی رکھنا۔ کیونکہ خدا اپنے دلی کو غائب رکھے گا۔ اور نظروں سے پوشیدہ کر دے گا۔ جب تک جبریلؑ اس کے حاضر خدمت ولی خدا ہوں۔ احمد بن حسن بن اسحاق ثقی نے روایت کی ہے۔ کہ میرے دادا اسحاق کے پاس جناب امام حسن عسکریؑ کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط پہنچا۔ اور اس میں حضرت نے لکھا تھا۔ میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس امر کو پوشیدہ رکھنا میں نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی اطلاع نہیں دی ہے۔ اور تجھے اس لئے اطلاع دی ہے۔ کہ تو اس خبر سے خوش ہو جائے جس طرح خدا نے مجھ کو خوش کیا ہے۔ شیخ صدوقؒ یعقوب بن منقوش سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دن جناب امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اپنے گھر میں ایک دکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے دائیں جانب ایک مکان تھا۔ جس پر پردہ ٹکا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ صاحب الامر (امام) کون ہے؟ فرمایا۔ یہ پردہ اٹھا میں نے پردہ اٹھایا۔ تو ایک بڑے کا جب کا کوئی پانچ بالشت قد ہو گا نکلا۔ جو آٹھ دس سال یا اس کے قریب قریب عمر کا ہو گا۔ سفید چہرہ۔ کھلی جبین۔ روشن آنکھیں۔ بھری ہتھیلیاں۔ مڑے ہوئے گھٹنے۔ دائیں رخسار میں تل اور سر پر زلفیں۔ اور وہ امام حسن عسکریؑ کی ران پر بیٹھ گیا۔ اور امام نے فرمایا۔ صاحب الامر یہی ہیں۔ پھر حضرت سٹ پٹاٹے۔ اور فرمایا۔ اے بیٹے وقت معلوم تک کے لئے اندر داخل ہو جاؤ۔ وہ گھر میں داخل ہو گیا۔ اور میں دیکھتا رہا۔ اور پھر حضرت نے فرمایا۔ اے یعقوب دیکھو۔ اندر کون ہے۔ میں اندر گیا۔ تو کچھ نہ دیکھا۔ ان روایات۔ حالات و ولادت اور نیز اسی قسم کی اور روایات و احادیث سے جو باب شہادات میں مذکور ہوں گی ثابت ہے۔ کہ غیبت حضرت کے لئے روز اول سے ثابت ہے۔ اور حیات جناب امام حسن عسکریؑ میں بھی خاص معتزین و موثقین ہی نے دیکھا تھا۔ اور ان سب کو کتمان امر کا حکم تھا۔ اور حضرت کو پوشیدہ ہی رکھا جاتا تھا۔ بلکہ حالات امام حسن عسکریؑ دیکھنے سے معلوم ہو گا۔ کہ حضرت ہی نے زمینیں کو غیبت کا عادی بنانا شروع کر دیا تھا۔ اور حضرت اکثر خود بھی محبوب رہنے لگے تھے۔

۲۶۰ ہجری نبوی میں امام حسن عسکریؑ نے وفات پائی۔ اور یہ آٹھویں ربیع الاول قمری۔
 لہذا جناب صاحب العصر علیہ الصلوٰۃ والسلام ۹ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری کو
 امام ناطق قمرانہ پائے اور ظاہری خلافت الہیہ پر مستند نشین ہوئے۔ اور اس وقت
 روایات مشہورہ کے موافق جناب کی عمر پانچ سال چھ مہینے تیس دن کی تھی۔ اسی وجہ سے کہ ۹ ربیع
 الاول کو جناب صاحب الامر علیہ السلام سند نشین خلافت الہیہ ہوئے۔ یہ دن امامیہ اثنا عشر فرقے میں
 بہت بڑی عید اور خوشی کا دن شمار ہوتا ہے۔ اور خوشی کی جاتی ہے مجلس جشن مقرر ہوتی ہیں۔ اور چونکہ
 اسی دن سردار لشکر یزد قاتل امام حسینؑ و فرزند ان حسینؑ و دیگر ذریت رسولؐ و اصحاب حسینؑ عمر نے التار
 ہوا ہے۔ اس دن کی مسرت دو چند ہو جاتی ہے۔ اور امام حسینؑ علیہ السلام پر یکم محرم المحرم سے آٹھ
 ربیع الاول تک رٹنے والے اس دن جشن کرتے ہیں۔ لباس سوگ اتار دیتے ہیں۔ اور یہ ان تمام
 اہل اسلام کے لئے نہایت مسرت کا دن ہے۔ اور جو شخص امام حسینؑ سے ذرا بھی قلبی محبت رکھتا
 ہے۔ وہ سزاوار اس دن خوش ہوگا۔ جنال نے اس دن کو عمر بن الخطابؓ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔
 اور اس وجہ سے اہل سنت بلا تحقیق شیعوں کو سرزنش کرتے ہیں۔ اور اس خوشی کو بڑی نظر سے دیکھتے
 ہیں اور طعن و تشنیع سے پیش آتے ہیں۔ یہ صرف دنیا طلب ملاؤں کے شیعہ سینوں میں نفرت پیدا
 کرنے کے لئے مشہور کیا ہے۔ اور طرح طرح کی جھوٹی باتیں منسوب کر دی ہیں۔ جیسا کہ بعض اور اعیاد
 شیعہ کے موقع پر طرح طرح کی ناشائستہ اور ناگفتہ بہ باتیں یہ حضرات ملا شیعوں کی طرف منسوب کرتے
 ہیں۔ اور عوام و جہال کو نفرت دلاتے ہیں۔ اور اتفاق و معاشرت اسلامی میں حاسر ہو کر فتنہ و فساد
 برپا کرتے ہیں۔ جیسا کہ عید غدیرہ حالانکہ واقعہ خم غدیرہ مسلم واقعہ اسلام ہے۔ اور احادیث و روایات
 سے کتب اہل اسلام سننی اور شیعہ پر ہیں۔ اور یقیناً وہ اہل اسلام کی خوشی اور بڑی خوشی کا
 دن ہے۔ احادیث یوم غدیرہ باب سابقہ خصوصاً فصل اہل البیت میں مذکور ہو چکی ہیں۔ اور انسانی واقعات
 سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ جناب رسولؐ خدام کے اس جلسہ خم غدیرہ اور اعلان ولایت جناب امیرؑ
 علیؑ بن ابی طالبؑ بقول من کنت مولاً فقد اعلیٰ مولاً کا الخ پر مومنین حاضرین نے
 خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے سب سے پہلے بخ بخ لا یاعلیٰ حضرت
 مولاً و مولیٰ کن مومن و مومنتہ کہ مبارکباد دی تھی۔ تہنیت میں قیصر سے کھسکے گئے جن سے
 تواتر و سیر و کتب احادیث پر ہیں۔ بنا بریں اس دن کی عید اور خوشی اور جلسہ مسرت و جشنانے سرور
 برپا کرنا جناب امیرؑ اور رسولؐ کی تعریف میں قصائد پڑھنا سنت رسولؐ و اصحاب رسولؐ ہے اسی سنت

روایتی شیعہ بالکل ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور تبشیر و قصیدہ خوانی کے جلسے مقرر کرتے ہیں۔ مگر جہاں نے ان کو شیعوں سے مخصوص کر دیا ہے۔ اور حضرات مناظر طرح طرح کی نفرت آمیز باتیں ان کی بابت مشہور کرتے ہیں۔ اور سی حال اور امور شیعہ میں ہے۔ خدا انہیں ہدایت دے۔ جہالت کی وجہ سے بعض شیعہ بھی نہیں ربیع الاقل کو عید اور خوشی کی اصلی علت سے غافل اور بے خبر ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دونوں فرقوں میں اتنا فی تنافر کا سبب صرف جہالت اور غلطوں کی بددیانتی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ میں اتنی نفرت فی مابین نہیں ہوتی ہے۔ اور جتنی جہالت دور ہوتی جائے گی۔ اتنا ہی اتفاق و اتحاد ملے گا اور اہل تشیع میں بڑھتا جائے گا۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ ہماری یہ کتاب بھی بعض اختلافات کے دور کرنے کا قوی سبب ثابت ہوگی بشرطیکہ روح دیانتی رکھتے ہوں۔ رَبِّ اَهْدِ قَوْمِي الْبَصَرَ لَا كُفْلِمُون -

بہر حال یہ جملہ معترضہ تھا۔ جناب صاحب الامر علیہ السلام ۹ ربیع الاقل ۱۲۶۰ ہجری کو کسند نشین خلافت ہوئے۔ اور اسی دن۔ سے غیبت صغریٰ کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ زمانہ غیبت صغریٰ اس دن سے اسی وجہ سے شمار کیا جاتا ہے۔ کہ آج ہی سے آپ صاحب حکم اور امام ناطق اور ظاہری خلیفۃ اللہ و خلیفۃ رسول قرار پائے۔ گویا بزبان عام یہ آپ کی زمانہ امامت کی پہلی اور چھوٹی غیبت کا زمانہ ہے۔ اور تا غیبت کبریٰ غیبت صغریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ اور زمانہ وجود امام حسن عسکری علیہ السلام کی غیبت کی مثال جناب موسیٰ کی غیبت ہے۔ جس میں وہ صندوق اور دیبا میں ہے ہیں۔ اور خانہ فرعون میں پرورش پائی ہے۔ اور اس کے بعد غیبت صغریٰ و کبریٰ ہیں۔ اس طرح صاحب الامر علیہ السلام ہیں۔ اس زمانہ غیبت صغریٰ میں حضرت کاظمؑ نے معاشرت یہ۔ ہا۔ کہ عام لوگوں بلکہ خواص میں بھی ظاہر نہیں ہوتے تھے اور خاص خواص اصحاب میں سے کسی ایک شخص کو اپنے امور کا متولی و قسٹم قرار دیتے تھے۔ اور سید و کلام امام زمانہ کہلاتے تھے۔ یہ و کلام مرئین کے مسائل میں وکیل ہوتے تھے۔ لوگ ان کے پاس مسائل لاتے۔ اور یہ امام سے جواب دے کر لے لیتے تھے۔ بعض تحریراً بعض تقریراً۔ اور یہی لوگ و حال خمس و زکوٰۃ لوگوں سے لیتے اور امام علیہ السلام کو پہنچا دیتے تھے۔ اکثر یہ لوگ جناب صاحب الامر سے یا شاہد جواب لیتے تھے۔ اور بعض اوقات تحریراً بھی جناب عیثہ فائق بھی اپنی حیات میں واسطہ مسائل میں چنانچہ حالات و لاویہ میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اور باب شہادت میں اور مذکور ہے۔ ہرگز۔ لیکن و کلام مختصر سین بن کو لو اب خاص امام زمانہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے چار بزرگوار

ہیں۔ اقل عثمان بن سعید۔ دوم ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید۔ سوم ابوالقاسم
 الحسین بن روح۔ پھر حسین بن روح نے ابوالحسن علی بن محمد السمری کو وصیت وکالت
 کی اور وہ وکیل چارم ہیں۔ اور ان سے جب سوال کیا کہ اب کس کو وصایت وکالت دی جائے گی۔
 تو انہوں نے جواب میں فرمایا۔ اللہ امر ہو یا لآخر۔ اور ان کے بعد غیبت نامہ کبرئے واقع ہوئی۔
 اور بنا بر روایات صحیحہ مشہورہ ۳۲۹ھ ہجری سے غیبت کبرئے کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اور اس
 لئے ۳۲۹ھ میں پورے ایک ہزار سال غیبت کبرئے کو جاتے ہیں۔ اور معلوم ہے کہ
 ایام ربوبیتی میں ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ تَكْوِيْنُهُمْ اَكْبَرُ
 كَانَ مَعْدًا اَرْكَا الْكَفَّ سَنَةً مِّمَّا نَحْنُ دُونَ (سجدا کا) پھر اس کی طرف رجوع کرتا ہے ایسے
 دن میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کی ہے۔ اور ۳۲۹ھ کے بعد دوسرا
 دن شروع ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا دن کچھ اڑتا ہوا اور واقعات و حوادث طلوع کرتا ہے۔ دکا
 یخفی علی التامل یہ وکالت و نیابت خاصہ امام زمان علیہ السلام محض دعویٰ سے ثابت نہیں
 ہوتی۔ بلکہ نص صریح امام علیہ السلام سے ثابت ہوتی ہے۔ جناب علامہ مجلسی سیرۃ دہم بخاری میں
 لکھتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری اپنے باپ سے اور وہ محمد بن صالح ہمدانی سے
 روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ میرے
 کہنے والے مجھے افیت دیتے ہیں۔ اور اس حدیث سے جو آپ کے اجداد طاہرین سے مروی ہے
 خُذْ اَمْنًا وَتَقْوًا مَّا شَاءَ خَلَقَ اللّٰهُ رہمارے خادم اور ہمارے امور کے متولی بدترین مخلوقات
 ہیں مجھے طعن کرتے ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ تم ان لوگوں میں داخل نہیں ہو۔ خدا تمہیں خیر دے۔ کیا
 تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْوَادِيَّ الْقَهْرٰی الَّتِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهَا قَرْیٰ
 ظَاهِرًا وَقَدْ رَمٰنَا فِيْهَا السَّيْرُ خدا کی قسم قریہ ہائے برکت و رحمت ہم ہیں ہم پر خدا نے اپنی برکت
 و رحمت نازل کی ہے۔ اور تم لوگ قریہ ہائے ظاہری ہو۔ اس سے ثابت ہے کہ امام کے درمیان
 سیر و سلوک و سفارت نص قرآنی ہے۔ اور اسی آیہ مبارکہ سے ثابت ہے۔ مگر تفریح امام
 بھی ضروری ہے۔ چنانچہ عثمان بن سعید عمری جناب امام علی النقی و امام حسن عسکری کے منسوبین
 معتبرین و کھاد میں سے تھے۔ اور بعد امام حسن عسکری وہی وکیل صاحب الزمان مقرر ہوئے۔ یہ طائفہ
 بنی اسد سے ہیں۔ آپ کا نام عثمان بن سعید عمری ہے اور کنیت ابو عمر۔ اور اپنے دادا جعفر بن عمری
 کی طرف منسوب ہو کر اسدی سے عمری مشہور ہوئے۔ اور عمری بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ قریہ عسکر سرمن رائے

کے رہنے والے تھے۔ اور چونکہ بغرض انفراد امر و غن فروشی کی دکان گر لی تھی۔ سہان بھی کسے جانتے تھے
چنانچہ جو مال شیعہ لاتے تھے وہ روغن کے مشک میں رکھ کر حضرت خیفہ جناب امام حسن عسکریؑ کو پہنچاتے
تھے۔ بخاری میں احمد بن اسحاق بن سعدی کی روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں امام علی النعمانیؑ کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ اے مولائیں کبھی یہاں ہوتا ہوں اور کبھی یہاں نہیں ہوتا۔ اور جب یہاں
ہوتا ہوں۔ پھر بھی اکثر شرف خدمت نصیب نہیں ہوتا۔ پس ایسی صورت میں کس کی بات مانیں اور
کس کی اطاعت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ابو عمر ثقفی و امین ہے۔ جو کچھ قسم سے کہتا ہے اور جو
کچھ قسم کو پہنچاتا ہے میری طرف سے پہنچاتا ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ اور یہی سوال اس جناب سے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص مستند و امین ہے میری زندگی
میں بھی اور میرے بعد بھی۔ جو کچھ یہ کہے ہماری طرف سے کہتا ہے۔ اور چند حدیثیں ان کی امانت و
تفہیمت و کالت امام کے باب میں محقق و مسلم ہیں۔ اور تمام شیعوں میں ان کی جلالت قدر مشہور و
معروف تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ یہ ہمارا ثقفی اور
امین اور وکیل ہے۔ اور اس کا فرزند بھی میرے بیٹے کا وکیل ہوگا۔ عثمان بن سعید عمری کی تہذیب و
یاد دروازہ حیلہ کے نزدیک مسجد میں دائیں جانب کو واقع ہے۔ ابونصر زینبہ الشہید بن محمد سے مروی
ہے۔ اور کشیع صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ سترہ ہجری میں نے اس قبر کی زیارت کی۔ وہیں
پانی جہاں ابونصر نے بیان کی ہے۔ اور تقریباً چالیس سال تک ہم زیارت کرتے رہے۔ اور اکثر
اہل محکمہ اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور ایک مرد عمار جانتے تھے۔ اب اس کی اصل حالت مابعد
باقی نہیں رہی ہے۔ عثمان بن عمری کی وفات کے بعد ان کے فرزند محمد بن عثمان بن سعید عمری حضرت
امام حسن عسکریؑ اور توقیع امام نہائی سے نائب خاص اور وکیل مقرر ہوئے۔ چنانچہ امام نہائی کی تصریح
باب شہادات و توقیحات میں آئے گی۔ چنانچہ اس جناب نے توقیع تقریب عثمان بن سعید عمری میں
فرمایا ہے اور ایک توقیع میں یوں ہے۔ وفات ابونصر کے بعد خدا اس کے پسر کو اپنی حفاظت میں
رکھے۔ وہ اپنے باپ کی زندگی میں بھی ہمارا مستند تھا۔ خدا اس کے باپ سے خوش ہو۔ اور اس کو خوش کئے
اس کا فرزند ہمارے نزدیک۔ مثلاً اپنے باپ کے ہے اور اسی کی جگہ اور اس کا قائم مقام ہے۔ جو کچھ
وہ کہتا ہے ہماری طرف سے کہتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ خدا اس کا صاحب ہو
اور مدد کرے۔ اس کی بات کو قبول کرے۔ ہماری ذات اور اس سے بیچاؤ۔ ابونصر روایت کرتے ہیں کہ
ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری نے سترہ یا سترہ میں وفات پائی۔ اور تقریباً پچاس سال

وکالت امامت میں رہے دچند سال زمانہ امام حسن عسکری علیہ السلام اور باقی زمانہ امام صاحب الزمان ۱۱۔
 اور ان کی قبر سبزہ دروازہ کو ذہیں اپنی مادر گرامی کے پاس اپنے ہی مکان میں ہے۔ ان کی وفات کے
 بعد ابو القاسم الحسین بن روح قائم مقام اور وکیل امام ہوئے۔ چنانچہ جعفر بن محمد مدینی سے مروی
 ہے کہ میں نے مال خداوندی حضرت محمد بن عثمان بن سعید کی خدمت میں لے جایا کرتا تھا۔ اور عرض کرتا تھا کہ
 یہ مال امام علیہ السلام ہے۔ وہ کہتا ہاں۔ اور ان کو رکھ لیتا۔ ایک مرتبہ میں مال لے کر حاضر ہوا۔ اور میں نے
 مال امام پیش کیا۔ تو کہا۔ حسین بن روح کے پاس لے جا اور اس کے سپرد کر دے۔ میں نے کچھ اصرار کیا۔
 تو کہا۔ جو کچھ کہا گیا ہے اس پر عمل کر۔ پھر باہر گیا۔ مگر دل میں شک رہا۔ آخر پھر واپس آیا۔ نہایت غصہ نہاک
 صورت میں فرمایا کہ میں نے حسین بن روح کو اپنی جگہ مقرر کیا ہے۔ اور اپنے منصب پر قائم کیا ہے عرض
 کیا کیا حکم امام سے ایسا کیا ہے۔ فرمایا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے۔ خدا تجھے سلامت رکھے
 میں حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ماجرا سنایا۔ حسین بن روح نے سجدہ شکر ادا کیا۔
 اور مال کو وصول کیا۔ یہ بزرگوار زمانہ ابو جعفر میں ان کے اصحاب خاص میں سے مشہور و معروف تھے
 اور وہ انہی پر اعتماد رکھتے تھے۔ اور یہی ابو جعفر محمد بن علی اسود سے مروی ہے۔ اور ان سے ابو جعفر
 محمد بن عثمان سے فرمایا کہ مال ابو القاسم کے سپرد کرو۔ جو اسے پہنچا دے مجھے پہنچ گیا۔ اور جعفر بن احمد
 بن شبل سے مروی ہے کہ وقت احتضار ابو جعفر میں حاضر تھا۔ اور ابو القاسم حسین بن روح پائنتی
 بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر ابو جعفر نے فرمایا کہ میں مامور ہوا ہوں کہ ابو القاسم حسین بن
 روح کو بجنتی کروں اور معاملات کو اس کے سپرد کروں۔ میں یہ سن کر اٹھا۔ اور ان کو اپنی جگہ
 بٹھایا اور خود پائنتی بیٹھ گیا۔ اور اسی قسم کی روایات ابو ابراہیم جعفر بن احمد نو بجنتی وغیرہ سے مروی ہیں
 اور ان میں یہ بھی تصریح ہے کہ ابو القاسم الحسین بن روح نو بجنتی میرا قائم مقام ہے۔ اور تمنا ہے اور
 امام کے درمیان واسطہ اور لپٹی اور ثقہ و امین ہے۔ اور اسی کی تصدیق دفتر ابو جعفر سے بھی ہوئی ہے
 اور اس لئے حسین بن روح کے وکیل امام ہونے میں شک نہیں۔ اور یہ جناب بطور تہذیب میر کرتے تھے۔
 اور اہل سنت و شیعہ دونوں کے نزدیک معتد و ثقہ و صالح مشہور تھے۔ اور لوگ ان کی بڑی تعظیم کرتے
 تھے۔ شعبان سال ۳۷۰ میں وفات پائی۔ اور بغداد کے محلہ نو بجنت میں دفن ہوئے۔

حسین بن روح کے بعد ابو الحسن علی بن محمد سمیری وکیل امام و باب صاحب العصر قرار پائے۔
 چنانچہ احمد ابو عبد اللہ احمد بن محمد صفوانی سے مروی ہے کہ ابو الحسن علی بن محمد سمیری نے امور ابوالقاسم
 پر قائم کیا اور ان کے قائم مقام ہوئے۔ جس وقت ان کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو لوگوں نے خواہش

کی کہ کسی کو اپنا قائم مقام و باب صاحب الزمان مقرر کرو۔ فرمایا۔ خدا کا ایک امر ہے جو بالغ ہے۔ میں
 مامور نہیں ہوں کہ کسی کو مقرر کروں۔ اور ابو محمد حسن بن مکتب کہتے ہیں۔ کہ میں بخدا میں سمری کی خدمت میں
 حاضر ہوا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ ایک ترویج نکال کر لوگوں کو دکھاتا ہے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِاِذْنِ ابْنِ مُحَمَّدٍ السَّمَرِیِّ اَعْظَمَ اللّٰهُ اُجْرَ اَخَوَانِكَ فَاِنَّكَ
 مَدِیْتُ بَيْنَ سِتْرَ اَیَّامٍ فَاجْمَعِ اَمْرًا وَلَا تَقْصِرْ اِلٰی اَحَدٍ فَيَقُوْمَ مَقَامُكَ بَعْدَ رَفَاثَتِكَ
 فَقَدْ وَقَعَتِ الْعِلَیَّةُ السَّامَةُ فَلَا ظَهْرَ لَیْلٍ اِلَّا بَعْدَ اِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی ذِكْرُكَ وَذَالَیكَ بَعْدَ طَوْلِ الْاَمَدِ
 وَتَسْوِیَةِ الْكُلُوْبِ وَامْتِلَاؤِ الْاَرْضِ حُجُورًا وَاَوْسِیَاتٍ مِّنْ شِیْعَتِیْ مَنْ یَّدْعِیْ الْمُنْتَأَهِّلَةَ اِلَّا
 فَمَنْ اَدْعٰی الْمُنْتَأَهِّلَةَ قَبْلَ خُرُوجِ السَّیِّفِیْنِ ذُو الصَّیْغَةِ فَهُوَ كَذَّابٌ مُّفْتِرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
 بِالْاِیْمَةِ الْعَلِیِّیَةِ الْعَظِیْمَةِ یعنی اے علی بن محمد سمری تیرے بھائیوں کو تیری مصیبت میں خدا جو عظیم عطا فرمائے
 کیونکہ تو چھ دن کے اندر مائید مرنے والا ہے پس تیار ہو جا۔ اور کسی کو اسب و صیت نہ کہہ کہ وہ تیرا
 قائم مقام ہو۔ کیونکہ غیبت تمامہ کبرئے واقع ہو گئی۔ پس اب میں ظاہر نہ ہوں گا۔ مگر بعد
 اذن خدا۔ اور یہ ایک طولانی مدت کے بعد ہو گا۔ جبکہ لوگ فتنی القلوب ہو جائیں گے
 اور زمین جو رے سے بھر جائے گی۔ اور عقوبت بعض شیعہ مشاہدہ کا دعویٰ کریں گے۔ آگاہ ہو کہ
 جو خروج سعیا فی اور صیحة آسمانی سے پہلے مشاہدہ کا مدعی ہو۔ وہ کاذب و مفتری ہے۔ ولا حول ولا قوۃ
 الا باللہ العلی العظیم اور آخری الفاظ وکیل مرصوف یہ ہیں۔ ”لِلّٰهِ اَمْرٌ هُوَ بِالْعَهْدِ“ اور ابو الحسن علی
 بن محمد سمری نے ۳۹۰ھ ہجری میں شہر ماہ شعبان کو وفات پائی۔ اور یہی ابتداء غیبت کبرئے ہے اور
 اس لحاظ سے اس وقت غیبت عمر آنجناب ۴۷ برس ہوتی ہے۔ اور زمانہ غیبت صغریٰ تقریباً ۶۹ برس
 کما لا یحییٰ دَعٰی الْمَتَامِلِ باقی حالات باب توقیعات وغیرہ میں ملاحظہ ہوں:

مُبَصَّرَةٌ (اور دفع بعض شبہات)

ناظرین کتاب سے مخفی نہیں ہے کہ بیان ابواب سابقہ و حاضرہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ وجود امام
 ہمیشہ اور ہر زمانے میں عقلاً و نقلاً ضروری ہے۔ اور ضرورت امام و ضرورت نبی ایک ہی ہے۔ کہ دو توحید اللہ

وطلعت خدایں۔ اور علت وجود و بقا، محبت و مخالفت الہیہ یکساں ہے۔ اور اس لئے وجود امام سے انکار نفس نبوت کا انکار اور وجود نبوت کی تکذیب ہے۔ اور یہ کہ اوصاف امامت صرف ذریت پیغمبرؐ بنی ثابت ہیں۔ اور ہمدی آخر الزمان عترت و ذریت نبویؐ سے ہے۔ اس لئے نہیں ہے امام موجود مگر از عترت و ذریت رسولؐ و اولاد علیؑ و تبون سے۔ اور یہ کہ امام از ذریت رسولؐ و عترت رسولؐ و اہل بیت نبوتؐ رسالت غیر از حجت ابن الحسن العسکریؑ اور کوئی نہیں۔ پھر باحدیث کثیرہ متواترہ اہل سنت و شیعہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہمدی موجودی حجت ابن الحسن ہیں۔ اور یہ بھی تصدیق و تحقیق فریقین سے ثابت ہے کہ وہ جناب پیدا ہو چکے ہیں۔ اور یہ کہ غیبت ان کے لئے مسلم ہے۔ لہذا ان براہین عقلیہ و نقلیہ اور ان تفصیلات و تشریحات کے بعد کسی مسلمان اہل دیانت کو اس کے قبول کرنے میں تاہل نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمدی موجود آخر الزمان جس کے ہاتھ پر نور محمدیؐ کا ظہور ہو گا اور تمام لئے زمین عدل و داد سے پُر ہو جائے گی وہی ہیں جس کے امامیہ قائل ہیں اور علماء محققین اہل سنت تائید و تصدیق فرماتے ہیں۔ خصوصاً بہت سے صوفیائے کرام اور کسی اہل علم کو اس کے قبول کے بغیر چارہ کار نہیں۔ ہمدی آخر الزمان از اولاد رسولؐ کا آنا اہل اسلام میں مسلم ہے اور اس کے اوصاف و احادیث میں مروی و مذکور ہیں۔ اور وہ اوصاف سوائے اس جناب کے اور کسی پر بھی صادق نہیں۔ اور غیبت اس جناب کی مثل غیبات حجج اللہ امام سابقہ آیات و احادیث سے مبراہن و محقق و مسلم ہے اور اگر باوجود اس قدر دلائل و براہین قاطعہ امامت و حدویت جناب مرحوم ابن الحسن العسکریؑ اہل اسلام کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ تو پھر کوئی امر دین بھی ان کے نزدیک محقق و مسلم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ دلائل اثبات امامت ہمدی میں کافی نہیں ہیں۔ تو کوئی دلیل اثبات نبوت خاتم النبیینؐ میں یہود و نصاریٰ و مشرکین کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ اگر باوجود ان دلائل و براہین معارضہ اللہ بقول ابن حجر و غیرہ امامت حجت ابن الحسن باطل ہے۔ تو نہ صرف نبوت خاتم بلکہ جمیع نبوت باطل ٹھہرتی ہیں۔ کیوں کہ طریق اثبات ایک ہی ہے۔ اور اس کے تسلیم کرنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ عند تحقیق مسئلہ جناب ہمدی آخر الزمان مع جمیع جزئیات متفق علیہ اہل اسلام ہے۔ اور جمیع جزئیات میں اختلاف مشہور ہے یعنی برہان لاجس اصول و احادیث و روایات و عنروایات دین اسلام ہے۔ پس جمیع ان دلائل و براہین سے وجود و بقا و ضرورت و غیبت و ظہور و خروج امام ہمدی آخر الزمان محقق ہے۔ تو کسی مشہد یا کسی استبعاد عقلی یا قیاسات سے اس میں مومنین کو شک نہیں ہو سکتا۔ یہ یقینی نفسی مسئلہ قیاسات سے باطل نہیں ٹھہر سکتا۔ اور مسلم ہے کہ کسی امر کی علت کا نہ پانا یا بعض مصالح الہی کا نہ پہچانا اس کے عدم اور نفی کی دلیل نہیں ہے۔ تو غیبت امام ہمدی کی علت کو نہ پہچانا ان کے وجود کے منافی نہیں ہو سکتا۔

فان عدم الوجدان ليس يذليل العدم - کسی امر کو نہ پہنچنا یا نہ جانتا ان کے عدم کی دلیل نہیں ہے۔
 مسلم ہے کہ ہم بہت سے احکام عبادی وغیرہ کی علت کا علم نہیں رکھتے۔ اور اکثر امور میں مصالح الیہ کو
 نہیں پہچانتے۔ پس اگر علت و مصلحت کا نہ جانتا اس کے نہ ہونے اور اس پر اعتقاد نہ رکھنے اور اس پر
 عمل نہ کرنے کی دلیل ہو۔ تو اکثر و بیشتر بلکہ تمام عبادات کا انکار لازم آئے گا۔ اور اگر مکلفہ علت معلوم کرنے
 پر مامور ہو۔ تو عبادات و تکلیفات الیہ کا تعطل لازم آئے گا۔ اور تا وقتیکہ علت کا علم نہ ہو۔ کسی حکم کی
 تعمیل نہ ہوگی۔ اور اس صورت میں نہ صرف تعطل عبادات بلکہ تعطل نظام عالم لازم آئے گا۔ اور نظام
 تمدن و تہذیب دو نو بیکار و درہم و درہم ہو جائیں گے۔ در آخر ایک یہ ممکن بلکہ یقینی ہے کہ اگر ہم ایک
 امر کی علت و مصلحت کو نہ جانتے ہوں۔ تو یہ ضروری نہیں کہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ اور اس سے یہ ہرگز
 لازم نہیں آتا۔ ممکن ہے کہ صاحب حکم اس کی علت سے عالم ہو۔ یا واسطہ علم و حکم اس کے واقف ہوں
 نہ ممکن بلکہ یقینی اور محقق ہے۔ اور ہر حکم خدا و رسول بنی بر حکمت و مصلحت ہے۔ کیوں کہ وہ حکیم ہے۔
 و فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة وہ عظیم انزل اور عظیم بالذات ہے۔ اور عظیم بالذات عالم جمیع
 کلیات و جزئیات ہے۔ فہو عالم لا یجہل۔ پس ہمارے تکلیف حکم کا علم حاصل کرنا ہے نہ
 مصلحت و علت حکم کا۔ علت و مصلحت حاکم و آمر سے متعلق ہے۔ نہ محکوم و مامور و مکلف سے۔
 پس جس وقت یہ ثابت ہو گیا ہے کہ خدا موجود اور وجود نبی برحق ہے۔ اور محمد مصطفیٰ سچے پیغمبر خدا ہیں۔
 اور قرآن کتاب خدا ہے۔ تو تمام احکام کا ماننا ہم پر واجب ہے۔ اور جو کچھ پیغمبر فرمائے۔ اس کا
 تسلیم کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور یہی اسلام و ایمان ہے۔ و کذٰلک اٰقَالَ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ لَے
 مسلمانو! ایمان لاؤ خدا پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس پر نازل کی ہے۔ اور اس کتاب پر
 جو اس سے پہلے نازل کی ہے۔ و قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوات بھیجتے ہیں۔ اے ایمان
 والو! اس پر درود بھیجو۔ اور اس کو تسلیم کر لو جو حق تسلیم کرنے کا ہے۔ اور جو کچھ وہ کہے اس کو سنے و سہ
 کیونکہ وہ لا یطیع عَنِ الْجَوِّیِّ ان ہوا و دھری و جوی ہے۔ قل رسول تول خدا ہے۔ و مَنِ اطَّاعَ اللَّهَ
 فَطَاعَ اللَّهَ اس کی اطاعت عین اطاعت خدا ہے۔ و قَالَ مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
 وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا جو کچھ رسول تمہیں کہے اس کو لے لو۔ اور جس سے روکے اس سے
 باز رہو پس جب وجہ دہندی آخر الزمان کی پیغمبر نے خبر دی۔ اور نبیہت سے مطلع فرمایا۔ اور یہ

ترقی طوی نہیں ہے جس فطرت پر حق ہوئے ہیں۔ اسی پر باقی ہیں۔ وما من الا لہ مقام معلوم ان کا
 مقولہ قرآن میں مذکور ہے۔ اور اسی کی تفسیر میں سر اللہ نے العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب
 نبیج الاملا غم میں فرمانے ہیں۔ فَتَنَى مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ الْعُلَى فَمَلَأَهُنَّ اَحْوَاسَ مَنْ مَلَائِكَتِهِ
 مِنْهُمْ سَجُودًا يَزْكُوْنَ وَرُكُوعًا لَا يَتَقَبَّلُونَ رِصَافًا يَتَزَايِلُوْنَ مَسْبُوحًا لَا يَسْمَعُونَ
 لَا يَشَاهِمُ نَحْمَ الْعِيُونَ لَا سَهْوًا الْعُقُولَ وَلَا ذَاتَ الْاَبْصَارِ لَا الْغَفْلَةَ النَّسِيَانَ الْحُجَّ - پھر
 خدا کے بلند آسمانوں کو چیرا اور ان کو بدرجات مختلفہ ملائکہ سے پُر کر دیا۔ پس بعض فرشتے تو سجدے
 میں ہیں، کبھی رکوع نہیں کرتے۔ اور بعض رکوع میں ہیں۔ کبھی سجدے نہیں ہوتے۔ اور بعض
 صنف بستہ برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ ذرا جنبش نہیں کرتے اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے۔ اور بعض
 ہمیشہ تیسع خدا میں مشغول ہیں۔ کبھی تنگ دل اور طول نہیں ہوتے۔ زمان کو نیندا آتی ہے اور کبھی
 ان کی حقول کو سہو عارض ہوتا ہے۔ نہ ان کے بدن کبھی سُست اور غنیف ہوتے ہیں۔ اور نہ انہیں
 غفلت لب ان ماضی ہوتی ہے۔ ہمیشہ ایک ہی حالت میں ہیں۔ اور جب تک خدا چاہے گا میں گے
 وهو علی کل شیء قدیر۔ وقال اللہ تبارک وتعالی فان استکبروا فاما المذنب عذرا ربک لا
 یسبحون لہ باللیل والنهار وھم لا یسمعون اگر یہ لوگ میری عبادت سے استکبار کرتے ہیں۔
 تو کریں۔ پس وہ لوگ جو تیرے پروردگار کے پاس ہیں۔ وہ رات اور دن اس کی تسبیح کئے جاتے ہیں۔
 اور تنگ نہیں ہوتے ہیں۔ جس وقت سے پیدا ہوئے ہیں آج تک باقی ہیں۔ اور ان کے قریب ہیں
 کوئی فرق نہیں۔ جن ابوالبشر سے پہلے سے موجود ہیں۔ اور ابلیس حضرت آدم سے ہزاروں برس
 پہلے خلق ہوا ہے۔ اور قرآن شریف میں اہل بہشت و دوزخ کا ذکر ہے۔ اور بہشتی ایک حالت
 میں ہمیشہ ہمیشہ بہشت میں زندہ و سلامت رہیں گے۔ رَبِّ الشَّارِطِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالٰتِ اَنْ
 لَّھُمْ جَنَّاتٌ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھَارُ کُلَّمَا رُزِقُوا مِنْھَا مِنْ شَجَرَةٍ رَزَقُوا لَھَا اَلْوَانٌ اَلَدٰی
 رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاَنْۢوَیْہِ مُتَشَابِھًا وَلَھُمْ فِیْہَا اَنْۢوَاعٌ مُّطَهَّرَةٌ وَھُمْ فِیْہَا خَالِدُوْنَ
 ھُمْ فِیْہَا اَشْتَمَتِ اَنْفُسُھُمْ خَالِدُوْنَ اٰیۡہِ تَامِ خَاشِعَاتٍ اُورِیۡتُوْنَ کَے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے
 کوئی پیڑ متغیر اور تبدیل نہ ہوگی۔ جب ایک انسان لاکھوں برس بلکہ کروڑوں برس باقی رہ سکتا ہے۔
 تو ہزاروں ہزار برس باقی رہنا کیا مشکل ہے۔ اور کونسی عقل اس کو مستبعد جان سکتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے
 کہ ہم خدا کی قدرت میں شک نہیں کرتے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ بلکہ بقاء وجود انسانی کو بعید از عقل
 سمجھتے ہیں۔ تو ہم کہیں گے۔ ہم کب اس کے قائل ہیں کہ وہ وجود خود بخود بنفسہ باقی ہے۔ بلکہ

باقی بر بقاء اللہ ہے۔ خدا اس کو اپنی قدرت کا واسطہ بنا رکھتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ بقاء اہل بہشت ازہر ہے اور بقاء اہل دنیا ازہر۔ اور ایک کا دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہم اہل بہشت کا اہل دنیا پر قیاس نہیں کر رہے۔ بلکہ ذکر قدرت خدا کا ہے۔ کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور ایک وجود کو لاکھوں برس زندہ رکھ سکتا ہے۔ اور اہل بہشت کی مثال محض خصم کے مشاہدے کے لئے دی ہے۔ نہ بغرض قیاس بر اہل دنیا۔ اور قدرت میں حیثیت ہو قدرت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ثبوت میں یہاں صرف اس کا دنیا ہے۔ کہ ایک وجود کو لاکھوں برس زندہ رہنا ممکن ہے۔ ایک انسان لاکھوں برس زندہ رہ سکتا ہے۔ اور خدا قادر ہے۔ کہ ایک وجود کو کروڑوں برس زندہ رکھے اور ایک ہی حالت میں رکھے۔ اور اس لئے اس لحاظ سے بقاء وجود امام مہدی میں اہل ایمان کے نزدیک کوئی استحالہ نہیں ہے۔ اور ہرگز قابل ایراد و اعتراض نہیں ہے۔ اور دوزخ کے لئے لاکھوں آگیں ہیں۔ اور آئندہ آتی ہے۔ اور نظائر پیش نظر مشاہد و محسوس ہیں۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی قدرت مطلقہ تمامہ کاملہ کا قائل کہیں یہ اعتراض نہیں کر سکتا اور اب ہم بدلائل عقلیہ اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ اول اگر موجودات و کمونات عالم میں غور کیا جائے اور دیکھا جائے۔ کہ بعض اجسام تو یہ ایسے نظر آتے اور پائے جاتے ہیں۔ کہ وہ بہت تھوڑے دنوں میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض بظاہر نازک و ضعیف جسم دیر تک باقی رہتے ہیں۔ بڑی بڑی پتھر کی سلیں گھس کر کچھ عرصے میں نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ اور ذرا ذرا سے الماس کے ٹکڑے مدت باقی رہتے ہیں۔ و غلے ہذا القیاس۔ پھر ہم نباتات میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ بعض نازک اور ضعیف الخلقت پودے اور لہوٹے شدید سردی کی برداشت کر لیتے ہیں۔ اور بعض جسم اور قوی پودے سردی میں جل جاتے ہیں۔ بعض اوقات بڑے بڑے آسم کے پڑے برف سے جل جاتے ہیں۔ اور بعض نازک درختیں برف کے نیچے سبز رہتی ہیں اور پرورش پاتی ہیں۔ و بالعکس نباتات میں بعض کی عمر چند دن کی اور بعض کی چند ماہ کی اور بعض کی برسوں کی اور بعض کی ہزار برس کی ہوتی ہے۔ بعض درخت ہزار برس باقی رہتے ہیں۔ جیسے برگد وغیرہ۔ اور بعض دوسرے اسی جسامت و قد و قامت کے تھوڑے عرصے میں فنا ہو جاتے ہیں۔ یہی حال گھوڑا نات کا ہے۔ اور ان تمام کمونات میں غور کرنے سے ایک عاقل اس میں شک نہیں کر سکتا کہ بقاء اشیاء صورت جسمانی ظاہری پر موقوف نہیں ہے۔ اگر جمائیت ظاہری اور صورت ظاہری پر دار ذمہ حیات و بقا ہوتا۔ تو چاہیے تھا کہ ہر ایک وجود جو بظاہر قوی الجسم ہو دیر تک باقی رہے۔ اور ہر ایک جسم آدمی کی عمر زیادہ ہو۔ حالانکہ مشاہدہ بالکل اس کے خلاف ہے۔ پس یقیناً بقاء و حیات اشیاء قدرت باطنی

پر موقوف ہے۔ اور ہم باب معیار امامت اور معجزات میں ذکر کر چکے ہیں۔ کہ ہر ایک شے ایک قوت باطنی ملکوتی رکھتی ہے۔ درجہ بزرگی و کمزوری اور مابہ القوام و مابہ الوجود وہی قوت ملکوتی باطنی ہے۔ اور جب مابہ القوام اور مابہ الحیات و البقاء قوت باطنی ملکوتی ہے۔ تو جس شے میں قوت ملکوتی قوی تر اور اشد و اکمل ہوگی۔ وہ زیادہ دیر پاؤں اور قائم و باقی ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض نباتات ضعیفہ و برکت یافتہ رہتی ہیں۔ اور سردی و گرمی کی متحمل ہوتی ہیں۔ اور بعض بڑے بڑے درخت اس کے متحمل نہیں ہو سکتے اسی طرح حیوانات میں پس ممکن ہے کہ ایک انسان کی قوت ملکوتی بہ نسبت دوسرے انسان کے قوی ہو اور بہت ممکن ہے کہ نبی اور امام محبت خدا اور خلیفہ کی قوت ملکوتی دوسرے انسانوں سے بڑھی ہوئی ہو۔ اور جب اس کی قوت ملکوتی باطنی جو مابہ الحیات اور مابہ البقاء اور مابہ القوام و العیام ہے دوسرے انسانوں سے بڑھی ہوئی ہو۔ تو تمام دوسرے انسانوں سے اس کی عمر کا زیادہ ہونا اور دیر تک باقی رہنا بھی ممکن ہے۔ اور جب ہم باب مذکور میں ثابت کر چکے ہیں کہ قوت ملکوتی نبی و امام تمام بنی نوع انسان سے اعلیٰ و اکمل ہوتی ہے۔ بلکہ ثابت کر چکے ہیں کہ قوت ملکوتی خاتم النبیین اور امام مطلق تمام مخلوقات سے اعلیٰ و اکمل و اشد و اکمل ہے۔ بلکہ مظہر قدرت و مرکز قوت ملکوتی باطنی یہی ہیں۔ تو ان کی بقا و امداد ان کے قوام و قیام میں شک و شبہ محض جہالت ہے۔ وہ تمام افراد امت سے زیادہ عمر پا سکتے ہیں۔ بلکہ تمام موجودات سے زیادہ عمر تک باقی رہ سکتے ہیں۔ اور تمام سے خواص کا قیاس نہیں ہو سکتا ہے۔ اور عام کا ہر ایک حکم ہر خاص کو شامل نہیں ہے۔ اور نہ ہر خاص کا ہر ایک حکم عام کے لئے ثابت ہے۔ قانوم اور مستلزم ہے اور ہم ثابت بھی کر چکے ہیں کہ حج الشہداء و خلیفہ الشہداء اولیاء کا دوسرے لوگوں پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ دارائے روح قدس نبوتی ہیں جو فوق ارواح ہے۔ اور بقا و حیات ان کی غیر بقا و حیات عامہ ناس ہے۔ خصوصاً محبت مطلق و خلیفہ مطلق و ولی مطلق کا قیاس کسی دوسرے شخص پر نہیں ہو سکتا۔

ایں زمین یا آسمانے دیگر است

خصوصاً جبکہ وہ وجہ الشہداء و بقیۃ الشہداء و عین الشہداء نفس الشہداء و روح الشہداء ہوں اور خداوند عالم فرماتا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا أَقَانُ رِيبَتِي وَجْهٌ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ہر ایک شے جو زمین پر ہے وہ فنا ہونے والی ہے مگر وجہ الشہداء کہ صاحب جلال و بزرگی ہے۔ وجہ الشہداء کہ فنا نہیں ہے۔ اور یہاں سے واضح ہے کہ یہاں خدا موجودات ارضی کا ذکر فرماتا ہے کہ فنا ہو جانے والی ہیں۔ اور پھر ان تمام موجودات ارضی میں سے وجہ الشہداء کو مستثنیٰ فرماتا ہے۔ پس ضروری ہے وجہ الشہداء انہی موجودات

ارض سے ہے۔ ورنہ کوئی وجہ صبح استنشا کی نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ غیر ارضی اس حکم میں پہلے ہی داخل نہیں ہیں۔ ان کو مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور کلام حکیم میں کوئی لفظ بلا عدت نہیں ہو سکتا۔ اور یقیناً ذات خدا کی شان اس سے بزرگ و برتر ہے۔ وہ نہ ارضی ہے نہ سماوی۔ وہ مَنِّ عَلَیْکُمْ مَائِین داخل نہیں ہے۔ اور جب وہ مَنِّ عَلَیْکُمْ مَائِین مَنِّ عَلَی الْاَرْضِ میں داخل نہیں ہے۔ تو اس کا استثناء محض بے فائدہ اور لغو ہے۔ اور کلام خدا اس سے ارفع ہے۔ پس لا بد یہ وجہ اللہ موجودات ارضی سے ہے۔ اور اس کو فنا نہیں ہے۔ اور فنا تفرق اجزاء مادیہ کا نام ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وجہ اللہ تفرق اجزاء مادیہ سے مستثنیٰ ہے۔ اور یہ وجہ اللہ وہ وجود مبارک ہیں۔ جو مابہ الترتیب اللہ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اور جن کی وجہ سے خدا تک پہنچا جاتا ہے۔ اور جن کی طرف توجہ کرنا خدا کی طرف مستوجب ہوتا ہے۔ اور ایسے وجود محمد و آل محمد ہیں۔ کہ واسطہ مطلقہ ہیں۔ پس وہ وجہ اللہ ہیں۔ اور اسی لئے فرماتے ہیں۔ حَقَّ عَلَیْکُمُ اللّٰهُ الْبَاقِیُّ بَعْدَ فَتَاوِیْهِ شَیْءٌ۔ ہم ہی وہ وجہ اللہ ہیں جو تمام اشیاء کی فنا کے بعد بھی باقی رہنے والے ہیں۔ اور نام زمان کے لئے زیارت میں آیا ہے۔ وَجْہُ اللّٰهِ الَّذِیْ یَسْجُدُ لَکَ الْاَوَّلِیُّا عَزَّ وَجْہُ اللّٰہِ ہے جس کی طرف اولیاء اللہ مستوجب ہوتے ہیں۔ تاکہ خدا تک پہنچیں اور عجب خدا حاصل کریں۔ وَقَالَ عَزَّ وَجْہُ لَکَ شَیْءٌ مِّمَّا لَکَ اِلَّا وَجْہُہُ۔ ہر ایک شے ہلاک ہونے والی ہے مگر وجہ اللہ کو ہلاکت نہیں ہے۔ اور وجود وجہ اللہ بعد فنا و ہلاکت اشیاء ضروری ہے۔ کیونکہ اسی کے ساتھ حشر و نشر ہونا ہے۔ وَکَیْفَ نَدْعُوْکَ اِنْ اَنْا اِسْیَامَا مَعِہُمْ۔ وَجِائَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَہِیدٌ اور اسی واسطے فرمایا ہے۔ کہ حجت خدا وہ ہے۔ جو قبل خلق بھی موجود ہو۔ اور بعد خلق بھی موجود رہے۔ اور خلق کے ساتھ بھی موجود ہو۔ پس ان وجودوں کا قیاس جو وجہ اللہ ہوں اور جو فنا و ہلاکت سے مستثنیٰ ہوں دوسرے لوگوں پر کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اور ان کی بابت ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ بصورت ظاہری جسمانی اتنی مدت ہزار سال یا دو ہزار سال زندہ نہیں رہ سکتے۔ بلکہ جب تک بھی خدا چاہے اسی صورت میں باقی اور زندہ نہیں گئے۔ دماغ لیکہ ان کے ترے میں بھی فرق نہ آئے۔ وہو الحق۔ ثانیاً علم بافوق الطبیعہ و فلسفہ اولیٰ میں ثابت ہے۔ کہ ممکن من حیث ممکن کا عدم وجود مساوی ہے۔ اور احد الطرفین کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔ اور اس لئے اپنے وجود میں محتاج علت ہے۔ اور جس طرح وہ اپنے وجود میں محتاج علت ہے۔ اسی طرح اپنی بقا میں محتاج علت ہے۔ اور یہ بھی مسلم و محقق ہے۔ کہ علت موجودہ اور علت بنقیدہ واجب الوجود ہے۔ اور بقا جہن ممکنات معیت قیوم سے وابستہ ہے۔ واجب حی قیوم تمام ممکنات کو باقی و قائم رکھنے والا ہے۔ حُوْ مَعْکُمْ اَیْنَ کُنْتُمْ حُوْ واجب ہے کہ

مقام ممکن اور صحیح معیت واجب قیوم۔ اگر ایک چشمِ زدن کے واسطے معیت قیومہ ممکن کے ساتھ ذر ہے ممکن فناء ہو جائے۔ پس جب بقاء و قیام ممکنات نہ بنفس وجود اشیاء ہے بلکہ بمعیت واجب قیوم۔ تو یہ ممکن ہے کہ جب تک معیت قیومہ کا اس سے تعلق ہے۔ وہ شے باقی رہ سکتی ہے۔ اور ہرگز فناء نہیں ہو سکتی۔ اور ثابت ہے کہ جس شے کا سکوت اشد و اقلے و اکد ہو۔ اسی قدر معیت قیومہ اشد و اتوی و اکد ہوگی۔ اور وجود جمع اشد ایسا ہی ہے۔ لہذا جو معیت قیومہ حجت اشد سے ہے وہ کسی سے نہیں ہے اور اس لئے ان کی بقاء سب سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ اور درباب نبوت قول حکماء کہ عَدْنَا یُکَلِّمُ اللّٰہَ یَلٰہُ اَمَّکَ تَرَفًّی تو بہ و عنایت الہی اس کے ساتھ سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ خصوصاً وہ وجود جن کے اور خدا کے درمیان میں کوئی اور واسطہ نہ ہو۔ اور وہی درمیان خالق و مخلوق واسطہ ہوں۔ ان کی معیت قیومہ کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے ان کی بقاء اور قیام اور قوام کا بھی کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور خصوصاً واجب کہ ثابت ہو کہ وہ موجود مقام امکان ذاتی سے گزر کر مقام وجوب غیری پر پہنچا ہوا ہو۔ اس صورت میں کیوں کر ممکن ہے کہ اس کی بقاء و فناء کا دوسرے وجودوں سے تپاس کیا جائے۔ در آسمان ایک ثابت ہو کہ ان کا وجود بنفسہ و لنفسہ نہیں ہے۔ بلکہ وجود بغیرہ ہے۔ اور وجود جمع اشد و وجود بنفسہ ہے نہ بغیرہ۔ اس لئے کہ اصل غرض و غایت وہی ہیں نہ مخلوق۔ وہی خلیفہ مظہر کمال صالح ہیں۔ اور غایت غرضی الغایت سے افضل ہے۔ اور موجود بنفسہ کا تپاس موجود بغیرہ پر باطل۔ اور یہ ثابت ہے کہ ایسے وجود محمد و آل محمد ہیں۔ اور وہی غرض و غایت خلقت ہیں۔ وَلَوْ لَکَ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلَکَ۔ وہ بقاء کے واسطے خلق کئے ہیں نہ فناء کے واسطے۔ اور ان کی فناء ظاہری بھی دوسروں کے وجود بقاء سے بہتر ہے۔ ان کی حیات غیر حیات عامہ ناس ہے۔ ان کی بقاء غیر بقاء عامہ ناس ہے۔ اور تعلق صالح و خالق چشمِ زدن کے واسطے ان سے منقطع نہیں ہے۔ بلکہ رشتہ حیاتیات عالم وہی ہیں۔ اور شیرازہ عالم انہی سے وابستہ ہے۔ اگر وہ زمین سے اٹھ جائیں۔ زمین درہم و برہم ہو جائے۔ بلکہ زمین مع اہل زمین نیست و نابود ہو جائے۔ ان کے لئے ہزار سال اور دو ہزار سال زندہ رہنا مساوی ہے۔ بہر حال بقاء و قیام اشیاء ممکنہ معیت قیومہ پر ہے۔ اور معیت قیومہ کے تعلق کے لئے کوئی حد اور کوئی وقت ہم مقرر نہیں کر سکتے۔ اور ہرگز نہیں بتا سکتے کہ فلاں وجود سے کب معیت قیومہ جدا ہو جائے گی۔ اور فلاں وجود سے کب تک باقی رہیں گی۔ جب تک وہ باقی ہے۔ وہ باقی رہ سکتا ہے۔ اور یہ کنہ محض نادانی اور علوم عقیدہ و اصول فطریہ و مقام و مرتبہ بحث اشد و خلافت الیہ سے ناواقفیت پر موقوف و مبنی ہے۔ کہ ایک وجود کا ایک ہزار سال یا اس سے کم و زیادہ مدت تک باقی رہنا محال ہے۔ اور اس لئے امام مہدی

اتنی مدت زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسی وجہ سے اقل معرفت امام واجب ہے مگر صرف علم اجمالی۔ اور صرف اس کا نام جان لینا کافی نہیں ہے مگر مآت رکھ کر بعرف امام زمانہ فقط مات میتہ الحجازیہ مبتدہ کھڑے و شریک و بفاق :

مثلاً۔ اس میں شک نہیں کہ اجسام و ابدان مرکب ہیں عناصر اربعہ آب و آتش و خاک و ہوا سے اور ان سے جو کیفیت اتحادیہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کو اصطلاح میں مزاج کہتے ہیں۔ یعنی ہر ایک دوسرے کی سورت اور تیزی کو توڑ دیتا ہے۔ یعنی پانی آگ کی تیزی۔ خاک کی برست اور ہوا کی حرارت کو توڑتا اور کم کرتا ہے۔ آگ پانی کی برودت کو اور خاک اس کی رطوبت کو۔ و علیٰ ہذا القیاس۔ اور اس طرح سے پانی کی برودت و رطوبت ہوا کی حرارت و خشک کی برست اور آگ کی سوزش کم ہو کر سب میں ایک حالت انتراجی اتحادیہ پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حکماء نے مزاج کی یہ تعریف کی ہے۔ **وَإِذَا تَصَغُرَتْ رَاجَمَتْ فِي الْمَرْكَبِ وَفَعَلَ بَعْضُهَا فِي بَعْضٍ يَقْوَاهَا وَكَسَّرَ كُلٌّ وَاحِدًا مَعَهَا** سورتہ کیفیہ الخویٰ فنحصل کیفیہ متوسطہ توسط ما بین کیفیات متضادہ الخ یعنی بساط اربعہ پانی۔ ہوا۔ آگ اور خاک جب چھوٹے چھوٹے ہوجائیں۔ اور کسی مرکب میں جمع ہوجائیں جیسے جسم انسان مثلاً۔ اور ہر ایک دوسرے میں اپنی طبعی قوتوں سے اثر کرے اور ہر ایک دوسرے کی کیفیت کی تیزی کو توڑ دے۔ اور کم کرے۔ مثلاً پانی آگ کی سوزش کو اور آگ پانی کی برودت کو جیسا کہ گزرا۔ تو ان کیفیات متضادہ کے درمیان ایک کیفیت متوسطہ (درمیان درجہ) پیدا ہوجائے گی اس کا نام مزاج ہے۔ جیسے مزاج حیوان و مزاج نبات وغیرہ۔ اور شیخ ابو علی ابن سینا شیخ الرئیس نے کلیات قانون میں یہ تعریف کی ہے۔ **المزاج کیفیہ تحدث من تقابل کیفیات متضادہ موجودہ فی عناصر مصغرة الاجزاء لتماس اکثر کل واحد منها اکثر الاخر اذا تضاعفت بقواها بعضهما فی بعض حدث من جملة کیفیہ متشابهة فی جمیعها هو المزاج ولان القوى الارثیة فی الارکان المدکورہ اربعہی الحارۃ والبردۃ والرطوبة والیوسۃ فتبت ان المزاج فی الاجسام الکائنۃ الفاسدۃ انما یكون عدما یعنی مزاج ایک کیفیت ہے جو کیفیات متضادہ موجودہ عناصر مصغرة الاجزاء کے تقابل سے پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح یہ کہ اکثر حصہ ہر ایک کیفیت کا دوسرے سے تماس ہوجائے اور مل جائے کہ جب وہ ایک دوسرے میں اپنے قوت سے اثر کریں۔ ان سب سے ایک کیفیت انتراجیہ متشابهہ پیدا ہوجائے یہی مزاج ہے۔ اور چونکہ قوائے ارکان اربعہ (خاک و آب و آتش و ہوا) چار ہیں۔ حرارت۔ برودت۔ رطوبت اور برست۔ اس سے ظاہر ہوتا۔ کہ مزاج**

ان اجسام کا نہ فاسد دارغیر ہیں انہی قوتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی مزاج حرارت۔ برودت۔ رطوبت اور
یہ برست کے قواس و تفاعل یکدیگر سے پیدا ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ شیخ نے جو یہاں مزاج کی تعریف اور
اس کی بحث کی ہے۔ وہ بلحاظ بدن انسانی اور انسانی مزاج کے ہے۔ کیوں کہ موضوع طب بدن انسان
اسی ہے۔ بحیثیت صحت و سقم۔ جیسا کہ آئندہ عبارت شیخ سے اس کی تصریح ہوتی ہے۔ لیکن صدق
مطلق تعریف مطلق مزاج پر مخفی نہیں ہے۔ اور صاحب شرح المربع تعریف مزاج میں فرماتے ہیں۔
المزاج هو كيفية متوسطة بين الكيفيات الاربع توسطها ملحد عن العناصر اذا
تصغرت اجزائها وتماست حصل بينهما فعلان فاعل انفعال ورکھاد و اطباء کے نزدیک بقا طبعی جسم و
بدن کی اس وقت تک ہے جب تک یہ مزاج اپنے حد اعتدال میں باقی ہے۔ جہاں اس قدر قوتوں کا غلبہ
ہوگا۔ موت طبعی واقع ہو جائے گی۔ اور جسم باقی نہ رہے گا۔ اگر حرارت باقی قوتوں پر غالب ہو جائے۔ تو موت
واقع ہو جائے گی۔ اگر یہ برست غالب ہو جائے۔ تب موت واقع ہو جائے گی۔ اگر رطوبت غالب آجائے
تب موت واقع ہو جائے گی۔ اور اکثر حرارت کے کم نہ ہونے اور دیگر قوتوں کے غالب آجانے سے
موت و نفاذ واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی عبارت شیخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جہاں کہ لکھتے ہیں ثم
يجب ان يعلم ان الحرارة بعد مدّة من الوقوف تاخذ في الانتفاص لتشاف الهواء المحي
مادتها التي هي الرطوبة والمعاونة الحرارة الغريزية التي هي ايضا من اجل و عاصدة
الحركات البدنية والنفسانية الطارئة في الغيبة له تجز الطبع عن مقاومة ذلك
دائما فان جميع القوى الجسمانية متناهية و هي في ذلك في العلم الطبيعي فلا يكون ضاهما
في ايراد المواد دائما ولو كانت هذه القوى ايضا غير متناهية وكانت دائمة الا ان
لبدل ما يتخلل على السواء بمقدار واحد ولكن كان التحليل ليس بمقدار واحد
بل يزداد دائما كل يوم لما كان البديل يقادم التعلل وكان التعلل يقضي الرطوبة
فكيف والامر ان كلاهما متظاهران على هيئة النقصان والتزاحم
پھر یہ جہاں ضروری ہے۔ کہ بعد سن وقوف توت حرارت کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔
گویا کم ہونے جیسا اس کے مادہ یعنی رطوبت کو خشک اور جذب کرتی ہے۔ اور حرارت غریزیہ اس کی
داخل جسم سے معین ہوتی ہے۔ اور حرکات بدن و نفسانیہ ضروریہ اس کی معاند اور طبیعت اس کے
مقابلہ اور مقاومت سے عاجز کہ تمام قوتوں جہاں یہ متناہی ہیں۔ اور علم طبعی میں یہ بیان ہے۔ پس ان کا
لفظ ایراد مراد میں دائمی نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ غیر متناہی بھی ہوتیں۔ اور بدل یا متخلل بمقدار مساوی برابر وارد کرتی

رہتیں۔ لیکن تحلیل بدنی ہمیشہ ایک مقدار میں نہیں ہے۔ بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ تو بدل تحلیل کا مقابلہ و مقادمت نہ کر سکتا۔ اور تحلیل رطوبت کو نفاذ کر دیتا دیکھو کہ سر۔ شجوریت کی جانب تحلیل بدنی بڑھتا ہے۔ اور جسم گھٹتا جاتا ہے۔ اور اس کی تلائی نہیں ہوتی، پھر جب یہ دولہا میری تہیہ نقصان پر معاون ہوں۔ کیوں کہ بدل و تحلیل مساوی رہے گا اور رطوبت قائم ہے گی۔ وراذا کان کذا الک وجب حصرہ

ان تعنی المادة فتتلفی الحوادث خصوصاً اذا بعین علی انطفاؤها بسبب عون المادة صیغہ
اخر و الرطوبة الغریبۃ التي تحدث دائماً لعدم الغذاء المضمین فتعین علی اطفائها
من وجهین احدهما بالخنق والخرق بصلابة الکيفیة لان تلك الرطوبة تكون
بلمتیہ باردة وهذا هو الموت الطبعی الموجب لكل شخص بحسب مزاجه الاول الى نقصان
القوة فی حفظ الرطوبة وکل واحد منهم اجل مسمى و هو مختلف فی الرضی ص لا اختلاف
الاحرز جة فخذ صھی الاحیال الطبیعیة و رجب ایسا ہی ہے۔ تو یہ ضروری ہوا۔ کہ حرارت بجھ جائے۔
نقصاناً جبکہ اس کے انطفاء پر سوائے مادہ اور کوئی دوسرا سبب بھی معین ہو۔ اور وہ رطوبت غریبہ
ہے۔ جو غذا کے ثروت ہضم نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ رطوبت دو طرح سے اس کے
اطفاء پر مدد دیتی ہے۔ ایک تو اس طرح پر کہ غالب اس پر محیط ہو جاتی ہے۔ انداس کو اپنے میں جذب
غرق کر لیتی ہے۔ اور دوسرے اس طرح پر کہ کیفیت متضادہ پیدا کر دیتی ہے۔ کیونکہ یہ رطوبت سرد بلقی
ہوتی ہے۔ اور یہی موت طبعی ہے۔ جو ہر شخص کے لئے مقرر ہے۔ بلحاظ مزاج اقول اس حد تک جہاں تک
کہ قوت حفظ رطوبت کو متضمن ہے۔ اور ہر ایک شخص کی ایک اجل معین ہے۔ اور وہ ہر ایک شخص
کے مزاج کے موافق مختلف ہے۔ کسی کی ایک دن۔ کسی کی ایک سال۔ کسی کی دس اور کسی کی بیس۔ کسی کی
سود سال اور کسی کی دوسو اور کسی کی تین سو اور کسی کی ہزار سال وغیرہ (الک) ہمیں جہاں مسائل طب پر بحث
منظور نہیں۔ اور نہ یہاں یہ منصوب ہے۔ یہاں صرف یہی دکھانا ہے۔ کہ انہی نے طب بقاء اجسام
و ابدان بقاء مزاج پر موقوف ہے۔ اور حسب اختلافات امزجہ اہل ہر ایک انسان کی جدا گانہ ہے۔ اور
زیادتی کا ہر ایک میں امکان ہے۔ اور اصول و قوانین حکمت ہرگز اس کے امکان کی حد معین نہیں کر سکتے۔
اور جو طبعی انسانی ہر زمانے میں قرار دی گئی ہے۔ وہ محض استقراتی ہے نہ بڑھتی نہ ہٹتی۔ پس بیشک شرہ
ہر ایک کے لئے ایک علیحدہ اجل ملے ہے۔ مگر کوئی شخص کسی کی بابت اس کی اجل اور عمر کی مدد مقرر نہیں کر سکتا
کیونکہ اجل مٹے ضرور ہے اور وہ مختلف ہے۔ اور ہر ما علم اس کو محیط نہیں۔ بلکہ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى حَتّٰىٰ اٰجَلٌ اٰجَلٌ
عند اللہ اور علم غرایب ہے۔ وَقَالَ الْمُتَكَلِّمُونَ اَجَلٌ لِّمُحَمَّدٍ هُوَ الْوَقْتُ الَّذِي عَلَّمَ اللّٰهُ لِعَبْدِهِ

حیاتِ فیصلہ اجل ہر ایک آدمی حیات کی وہ وقت ہے جس میں خدا کے نزدیک اور خدا کے علم میں اس کی حیات باطل ہونے والی ہے۔ وَلَا یَعْلَمُ إِلَّا هُوَ۔ لہذا یہ کہنا کہ کوئی انسان اتنی مدت زندہ نہیں رہ سکتا اور اس قدر طویل عمر جو صاحب الزمان کے لئے ثابت کی جاتی ہے محال ہے محض جہالت پر مبنی ہے اور اصول سے نادر کیفیت کا نتیجہ ہے؛

اسباب یاد رکھنا چاہئے کہ حکماء و اطباء جو اجسام میں درمیان عناصر متضادہ و قوائے متباہتہ ایک کیفیتِ اتحادیہ اعتدالیہ کے قائل ہیں اور اس کو مزاج کہتے ہیں۔ اس اعتدال سے مراد ان کی اعتدالِ حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ اعتدالِ اعمانی ہے۔ بلکہ تمام اطباء اعتدالِ حقیقی کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خارج میں اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ چنانچہ عبارت نفیسی یہ ہے۔ وَذَلِكَ الْعَدَالُ الْحَقِیْقِیُّ لَا وَجُودَ لَهُ فِی الْخَارِجِ الْحَرِّ۔ اور اس معتدل یعنی معتدلِ حقیقی کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اور کوئی موجود ایسا نہیں ہے جو مزاج معتدلِ حقیقی رکھتا ہو۔ اور شیخ کا بیان یہ ہے جو مزاج کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وَذَلِكَ اِمَّا بِحَسَبِ مَا یُوجِبُ الْقِسْمَةَ الْعَقْلِیَّةَ بِالنَّظَرِ الْمَطْلُوقِ غَیْرِ مَصْنُوفِ اِلٰی شَیْءٍ فَهُوَ عَلٰی وَجْهِیْنِ اَحَدُ الْجَمِیْعِیْنَ اِنْ یَكُوْنُ الْمَزَاجُ مَعْتَدِلًا عَلٰی اَنْ یَكُوْنَ الْمَقَادِیْرُ مِنَ الْكِیْفِیَّاتِ الْمُتَضَادَّةِ فِی الْمَمْتَزِجِ مُتَسَادِیةً مُتَقَادِمَةً وَ یَكُوْنُ الْمَزَاجُ كِبَفِیةً مُتَوَسِّطَةً بَیْنَهُمَا بِالْاَحْزَانِ وَ الْوَحْشِ الثَّانِی اِنْ لَا یَكُوْنُ الْمَزَاجُ بَیْنَ الْكِیْفِیَّاتِ الْمُتَضَادَّةِ وَ سَطًا مُطْلَقًا وَ لٰكِنْ یَكُوْنُ اَمِیْلًا عَلٰی اَحَدِ الطَّرَفِیْنِ اِمَّا فِی اَحَدِ الْمُتَضَادَّتِیْنِ هُوَ الْبَرْدُ وَ الْحَرَارَةُ وَ الرُّطُوبَةُ وَ الْیَبَوسَةُ وَ اِمَّا فِی كِلْتَاھُمَا لٰكِنْ الْعَدَلُ فِی صَدَاقَةِ الطَّبِّ بِالْاِعْتَدَالِ وَ الْخُرُوجِ عَنِ الْاِعْتَدَالِ لَیْسَ هَذَا وَاِلَا ذٰلِكَ بَلْ یَجِبُ اَنْ یَتَسَلَّمَ الطَّبِیْبُ مِنَ الطَّبِیْعِ اَنْ الْعَدَلُ عَلٰی هٰذَا الْمَعْنٰی الْحَالِ لَا یُجُوزُ اَنْ یُوجَدَ اَمِیْلًا فَتَعَدَّلُ اِنْ یَكُوْنُ حُرَّاجِ اِنْسَانٍ اَوْ عَضْوِ اِنْسَانٍ اِنْ تَعَلَّمُ اَنْ الْعَدَلُ الَّذِی یُسْتَعْمَلُ اِلٰی فِی مِیَاخِھُمْ حَرِّ مُشْتَقٍّ لَا مِنَ التَّعَدُّلِ الَّذِیْ هُوَ الْمُتَوَازِنُ بِالْاَسَدِیَّةِ بَلْ مِنَ الْعَدَلِ فِی الْقِسْمَةِ وَ هَوَاتِ یَكُوْنُ قَدْ تَوَقَّفَ عَلٰی الْمَمْتَزِجِ بَدَنًا كَانَتْ جَمَامَہُ اَوْ عَضْوًا مِّنْ اَعْضَاہِ كَمَا یَكْمِیَا تَحَا وَ كِیْفِیَا تَحَا الْقِسْطُ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَهٗ فِی الْمَزَاجِ الْاِنْسَانِیِّ عَلٰی اَعْدَالِ قِسْمَةِ وَ نَسِیْتِ لٰكِنَّہٗ قَدْ عَرَضَ لَہٗ اَنْ یَكُوْنُ هٰذِهِ الْقِسْمَةُ الَّتِی یَتَوَقَّفُ عَلٰی الْاِنْسَانِ قَرِیْبَةً جَدًّا مِمَّنْ الْمَعْتَدِلُ الْحَقِیْقِیُّ الْاَوَّلُ وَ هٰذَا الْعَدَلُ الْمَعْتَبَرُ بِحَسَبِ اَبْدَانِ النَّاسِ۔ اُنْتَهٰی

ان عبارات سے صاف ثابت ہے کہ معتدلِ حقیقی کا وجود ہی نہیں۔ بلکہ شیخ کے قول سے ثابت ہے کہ اس کے

نزدیک کوئی معتدل حقیقی موجود ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہے کہ علم طب میں اعتدال اضافی معتبر ہے۔ اور اضافت کے لحاظ سے اس کے بہت سے درجات ہو سکتے ہیں۔ اور اس لئے جو مزاج جس قدر اعتدال حقیقی سے قریب تر ہوگا۔ اسی قدر وہ معتدل تر ہوگا۔ اور وہ اثرات واسطی اور اکمل ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ انسان آخر درجہ کمونات ہے۔ اور درجہ ششم کمونات میں واقع ہے۔ اور وہ اثرات مغزوات شمار ہوتا ہے۔ پس مزاج انسان یا اعتدال مزاجی انسانی سب سے اثرات ہوگا۔ ولذا اقال الحكماء المعتدل الأمثل أى أقرب إلى الاعتدال الحقیقی مزاج الإنسان فإن مزاج كل نوع معتدل بالنسبة إليه لكن إذا اعتبرت الأمثلة الأنواع كان أقرب إلى الاعتدال الحقیقی مزاج الإنسان لأن النفس الناطقة التي تتعلق به أشرف وأكمل ولا يجعل في أفاضل المبداء بل يحسب استعداد القوايل فذلك ذلك على أن استعداد الإنسان بحسب مزاجه أشد فيكون مزاجه إلى الاعتدال الحقیقی أقرب كان أشرف الأمثلة ما كانت فيه الأعداد وتباطلت على السوية وهو المعتدل الحقیقی لذلك لم يكن محدوداً فإن الأشرف ما يكون أقرب منه فمزاج المعدن لبغده عن الاعتدال تفيض عليه صوسرة تحفظ عناصره من الإنفكاك ومزاج النبات يكونه قريبا من الاعتدال الحقیقی قريبا ما تفيض عليه نفس مبداء حفظ العناصر والاعتدال والتشوي والتماء وتوليد البتل ومزاج الحيوان يكونه أقرب إلى الاعتدال منه تفيض عليه نفس هي مبداء لها ذكر من النبات والحيوان الإرادية ومزاج الإنسان يكونه أقرب إلى الاعتدال الحقیقی من الكل تفيض عليه نفس هي مبداء لما ذكر في الحيوان فلا عقلا واعتدال أصنافه مكان هذا السور السور الحقیقی معتدل ترين مزاج یعنی أقرب إلى اعتدال حقیقی مزاج انسان ہے۔ اس لئے کہ ہر نوع کا مزاج بالترتیب اپنے معتدل ہے۔ لیکن جب تمام انواع کے مزاجوں کا اعتبار اور لحاظ کیا جائے۔ اور ان کا مقابلہ کیا جائے۔ تو سب سے زیادہ اعتدال حقیقی سے قریب مزاج انسان ہے۔ کیونکہ نفس ناطقہ جو اس انسان سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ سب سے اثرات واکمل ہے۔ اور مبداء نیاض میں غفل نہیں خالق و صانع عالم نیاض مطلق و جواد مطلق و غنی مطلق ہے۔ اس کی طرف سے سب کے لئے فیض موجود ہے۔ لیکن استعداد اور قابلیت کی ضرورت ہے۔ اور اس لئے حسب استعداد و قابلیت فیضان ہوتا ہے۔ اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ انسان کی استعداد اپنے مزاج کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ پس اس کا مزاج اعتدال حقیقی سے قریب تر ہوگا کیونکہ

شریف ترین مزاج وہ ہے جس میں یکانہ انداد ہو جائے۔ اور ہر ایک کا استقلال مساوی حالت میں باطل ہو جائے۔ اور حکم استقلال کسی کا باقی نہ رہے۔ نہ آگ کی حرارت اپنی اصلیت پر باقی رہے۔ اور نہ پانی کی برودت و طوبت وغیرہ الگ۔ الہی اعتدال حقیقی ہے لیکن چونکہ وہ موجود نہیں ہے۔ ناس صورت میں اثرات المزاج وہی ہے۔ جو اس سے قریب تر ہو۔ پس مزاج معدن (جماد) چونکہ اعتدال سے بعید ہے۔ اس پر صرف ایک ایسی صورت کا فیضان ہوتا ہے۔ جو عناصر کو انفکاک سے محفوظ رکھتی ہے (اور اس کو نفس جمادی کہتے ہیں)۔ اور مزاج نبات چونکہ کچھ اعتدال سے قریب تر ہے اس پر ایسے نفس نباتی کا فیضان ہوتا ہے جو حفظ عناصر کے ساتھ اعتدال اور تشو و نماد اور تولید مثل کا مبداء ہے۔ اور مزاج حیوان چونکہ اس سے بھی زیادہ اعتدال سے قریب تر ہے۔ اس پر ایسے نفس کا فیضان ہوتا ہے۔ جو ان امور کے علاوہ حس و حرکت ارادہ کا بھی مبداء ہے۔ اور مزاج انسان چونکہ سب سے زیادہ اعتدال حقیقی سے قریب ہے۔ اس پر ایسے نفس کا فیضان ہوتا ہے۔ جو ان اوصاف کے علاوہ تعلقات کا بھی مبداء ہے معتدل ترین اصناف انسانی خط استواء کے رہنے والے ہیں۔ اس سے واضح ہوا۔ کہ فیضان الہی حسب استعداد اور اثرات المزاج انسان ہے۔ اور وہی اقرب الی الاعتدال الحقیقی ہے۔ اور تمام موجودات ارغنی کے مقابلہ میں معتدل تر ہے۔ اور ہر نوع کا مزاج جدا جدا ہے۔ اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتدال مزاج تو اے باطنیہ اشیاء پر موجود ہے۔ نفس جمادی کے لئے اور مزاج ہے۔ اور نفس نباتی کے لئے اور۔ اور نفس حیوانی کے لئے اور۔ اور نفس انسان کے لئے اور ہے۔ یا یوں کہئے۔ کہ جیسا مزاج ہے ویسا ہی اس کے لئے تو اے باطنیہ کا فیضان ہے۔ اور چونکہ مزاج انسان معتدل تر ہے۔ اس لئے نفس انسانی سب سے افضل ہے جو اس کو عطا ہوا ہے۔ لیکن حقیقت الامر صورت اول ہے۔ کیوں کہ اصل اشیاء میں قوت باطنی ہے۔ مثلاً انسان کی انسانیت روح انسانی یا باصطلاح عام نفس ناطقہ انسانی پر ہے۔ بلکہ نفس ناطقہ انسانی ہی دراصل انسان ہے۔ اور جسم اس کے لئے ظرف و مکان ہے۔ اور اس لئے وہ عوارض سے ہے۔ ذات انسان نفس ناطقہ انسانی ہے۔ اور اس کو تقدم ذاتی یقیناً حاصل ہے۔ پس چونکہ نفس ناطقہ انسانی تمام ماتحت نفس و ارواح مثل نفس جمادی یا روح جمادی و نفس نباتی و نفس حیوانی سے اشراف و اکمل ہے۔ اس کے لئے حسب استعداد معتدل ترین المزاج عطا کیا گیا۔ اور جب یہ ثابت ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے۔ کہ مبداء فیاض میں غل نہیں ہے۔ بلکہ فیض حسب استعداد مستفیض ہے۔ پس اگر کسی وجود میں عام نفس ناطقہ انسانی سے بھی زیادہ استعداد ہو۔ تو یقیناً فیض مبداء فیاض اس پر اس سے زیادہ ہوگا۔ اور پھر اس کا مزاج عامۃ الناس سے زیادہ معتدل تر ہوگا۔ اور جب وہ عامۃ الناس سے زیادہ

معتدل تر ہوگا۔ اور اعتدال حقیقی سے اور زیادہ قریب۔ تو یقیناً اس کی بقاء و حیات عامۃ الناس سے بہت زیادہ ہوگی۔ اور جب یہ ثابت ہو چکا ہے۔ اور البواب سابقہ میں آچکا ہے۔ کہ روح و نفس حجتانہ و خلیفۃ خدا فی نفس عامہ کی صفت سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ عام ارواح سے کہیں افضل و اشرف و اکمل ہے۔ تو یقیناً مزاج نبی و امام تمام انسانوں سے بہت زیادہ معتدل تر ہوگا۔ اور جب اس کا مزاج تمام لوگوں سے زیادہ معتدل تر ہوگا۔ تو یقیناً اس کی بقاء اور حیات عامۃ الناس سے کہیں زیادہ اور کامل ہوگی۔ اور اس کی حیات و بقاء کا عامۃ الناس پر قیاس کرنا درست نہ ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ایک روح ایسی ہو۔ کہ فنی مخلوق و تحت غنائق ہو۔ اور اس کے اور خالق کے درمیان میں کوئی مخلوق فاسلہ نہ ہو۔ تو پھر اس کا مزاج و جو تمام مخلوقات سے اعدل اور اقرب بمبد و عدل و عدل مطلق ہوگا۔ بلکہ وہ بحد اعتدال حقیقی ہوگا۔ اور روح نورانی اولیاء مطلق محمد و آل محمد ایسی ہی ہے۔ اور جب مزاج اعتدال حقیقی کے درجہ میں ہوگا۔ تو پھر یقیناً فناء طبعی اس کے لئے محال ہوگی۔ کیونکہ اعتدال حقیقی وہی ہے کہ جس میں چاروں قوتیں درجہ مساوی میں متبادل ہو جائیں۔ اور کوئی عنصر کوئی قوت اپنے درجہ اعتدال میں باقی نہ رہے۔ اور کوئی حکم استقلالی اس کے لئے حاصل نہ ہو۔ بلکہ سب مل کر ایک حالت اتحادی اعتدال حقیقی میں منتزج ہو جائیں اور جب یہ حالت اتحادی اعتدالی پیدا ہو جائے۔ تو پھر جس قدر انوار و احوال و احوال و احوال کو دوسرے پر غلبہ ناممکن ہوگا۔ کیونکہ دوئی ہی نہیں رہی ہے۔ یعنی حکم استقلالی ہر فرد کے لئے باقی نہیں رہا ہے۔ اور جب حکم استقلالی اور اثر استقلالی کسی فرد کے لئے باقی نہیں ہے۔ تو اس کو دوسرے پر غلبہ یقیناً محال ہے۔ البتہ اور جب یہ نہیں۔ تو پھر فناء طبعی اس کے لئے محال۔ اور فی الحقیقت یہی وجہ ہے۔ کہ حکماء نے معتدل حقیقی کے وجود کا انکار کیا ہے۔ کیوں کہ اگر معتدل حقیقی کا وجود پایا جائے۔ تو ضرور اس کے لئے فناء طبعی محال ہوگی۔ اور ان کے خیال و اعتقاد اور مشاہدے میں ایسا وجود نہ تھا۔ بلکہ سب فانی ہیں۔ اور فناء طبعی اور اہل طبعی کہتے ہیں۔ اور وہ حقیقت خلافت الیہ و حجت خدا سے واقف نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے حکم کر دیا۔ کہ معتدل حقیقی کا وجود جائز ہی نہیں ہے۔ اور اطباء نے جو معتدل حقیقی کے موجود ہونے پر دلیل دی ہے وہ برہانی نہیں ہے۔ اور قابل اعتماد و اعتبار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔ لَإِنَّ الْعَنَاصِرَ الْمُسَدِّدَةَ فِي الصُّوَرِ إِنْ يَكُنْ حَقًّا فَاسْتَوْفَى يَمْتَعِقُ عَنْ مَدْلَمِ إِلَى أَحْيَا زَهَّالٍ حَصِلَ مِنْهَا تَرَكِيبٌ لَا تَعْمَا بِالطَّبِيعِ يَمِيلُ إِلَى أَحْزَانٍ وَإِنْ لَمْ يَمِيلْ إِلَى أَحْيَا زَهَّالٍ لَمْ يَكُنْ الْمَطْرُوبُ بِالطَّبِيعِ مَرْمُومًا بِالطَّبِيعِ وَهُوَ مُحَالٌ وَإِنْ كَانَ

لَمَّا تَأَمَّرُوا فَلَا يَجْلُو أَمَّا أَنْ يُمْسِكَ فِي مَكَانٍ أَحَدِ الْبَسَائِطِ وَذَلِكَ تَرْجِيحٌ بَلَدٌ مَرَجٌّ أَوْ فِي مَكَانٍ
 الْخَرَجِ مَكَانِ الْبَسَائِطِ وَذَلِكَ يُوجِبُ الْخَلَاءَ قَبْلَ وَجُودِ ذَلِكَ الْمَرْكَبِ لِيُفِيَّ اسْلَافَهُ لَكُمُ الْكَرَّ
 خاتم متناوبہ فیہ بصورت کے لئے اگر کوئی قاسر اور مانع ہو ان کو اپنے حیزر مکان وجود کی طرف مائل ہونے سے
 روکے۔ تو ان سے ترکیب ہی حاصل نہ ہوگی اور جسم ہی نہ بنے گا۔ کیونکہ وہ بالبطع اپنے حیزر کی طرف میل رکھتے
 ہیں۔ اور اگر ان میں باوجود قاسر نہ ہونے کے ان میں اپنے حیزر کی طرف میلان نہ ہو۔ تو خلافت فرض لازم
 آئے گا۔ اور انقلاب طبیعت ہو جائے گا۔ اور شے مطلوب بالبطع متروک بالبطع ہو جائے گی۔ اور یہ
 محال ہے۔ اور اگر کوئی قاسر ہے۔ تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ قاسر اسس کو کسی عنصر کے بیتر میں
 رکھے گا۔ تو یہ ترجیح بلامرج لازم آئے گی۔ اور اگر کسی اور مکان میں رکھے۔ تو قبل وجود مرکب
 خلاہ لازم آئے گا۔ اور یہ بھی محال ہے۔ کیوں کہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ یہی اعتراض
 وجود معتدل اعتدالی پر بھی لازم آسکتا ہے۔ اور اگر احد البسائط کے حیزر میں روکنے کے لئے غلبہ ابدالارکان
 کو مرجع قرار دیا جائے۔ تو کیوں نہیں ممکن ہے۔ کہ معتدل حقیقی ابدالارکان کی طبیعت میں متحد الارکان
 و متحد الصور ہو کر تحقق پیدا کرے۔ اور یہی مرجع اس کے حیزر میں ہونے کے لئے کافی ہے۔ فاعلم فیہ۔
 اور ایراد وجود خلاہ قبل وجود مرکب بھی دفع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی وجود کی خلقت آتی فرض کی جائے۔
 اور بسائط کو مرکب پر تقدم زمانی حاصل نہ ہو۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ عالم دو قسم پر منقسم ہے۔
 ایک عالم خلقی اور ایک عالم امری آئی۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَظَنُّوا أَنَّهُم كَالْأَحْيَاءِ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَفْعَلُوهُ
 لَكِنَّ فِيكَوْنُ دِيكُوْبَابِ حَقِيقَتِ اَمَامَتِ۔ وجود خلقت آتی نہیں آیات قرآنی محقق و مسلم ہے۔
 فانهم وتدبر۔ فانه و قیق و الاعتقاد حقیق :

پس یہ محقق و مبرہن نہیں ہے۔ کہ وجود اعتدال حقیقی قطعاً محال ہے۔ بلکہ حقیقت امر یہی ہے۔
 جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور جس کا مد رک علم لدنی اور عقل کل ہے۔ نہ تیاسات ریکیہ اور توہمات فلاسفہ
 جن میں سے اکثر خدا کے بھی منکر ہیں۔ چہ جائیکہ وجود حجت الشہ و خلیفہ کے معتقد اور اس کی حقیقت سے
 واقف ہوں۔ اور اگر انسان تقلید کو چھوڑ کر عقل سے کام لے۔ تو یقین کرے گا۔ کہ اگر دنیا میں کوئی معتدل
 حقیقی موجود ہو۔ تو وہ فنا طبعی سے مستثنیٰ ہوگا۔ اور یہ کہ منہ فیاض میں بخل نہیں ہے۔ اور فیض الہی کی
 کوئی عدم نہیں ہے۔ اور عدم الوجدان دلیل عدم نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ دنیا میں کچھ نفوس ایسے
 ہوں۔ جو ان کے خلقت و باستعداد کمال و روحانیت و نفسانیت و درجہ اعتدال میں خلق کئے گئے ہوں
 اور اس لئے ان پر حوادث طبعیہ و عوارض مادیہ اثر نہ کر سکتے ہوں۔ بلکہ نبصوم سرآنی یہ بات

مَقْتُولٌ، ہم فناء طبعی جسمانی سے ہر ایک یا نہر سے مارا جاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے۔ ان کی حیات جسمانی باطل کرنے کے لئے علاوہ طبیعت مادیہ و طبیعت ارکان و عناصر و قوائے عناصر کسی سبب خارجی کی ضرورت ہے۔ اور اسی واسطے احادیث میں آیا ہے اور ان حضرات نے فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَا تَمُوتُ اَكْبَارًا بِاخْتِيَارٍ بِهَمٍّ۔ یہ نہیں مرتے ہیں مگر اپنے اختیار سے۔ طبیعت حوادث و عوارض طبعیہ ان میں مؤثر نہیں ہو سکتے۔ اور سبب خارجی بھی ان میں جب تک اثر نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ خود نہ چاہیں، خاصمان خدا خلفاء اللہ اور حجج اللہ کی شان کچھ اور ہی ہے۔

ایں زمین را آسمانے دگر است

اور یہ سابقہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ مادی آخر الزمان جزو نور محمدی ولی خدا خلیفہ خدا و حجت اللہ و جبر اللہ ہیں۔ اور ان کی اصلیت و حقیقت اصلیت و حقیقت محمدی ہے۔ اور وہ یقیناً اسی امت وسط میں سے ہیں پس وہ اعتدال حقیقی جسمانی رکھتے ہیں۔ اور جب وہ اعتدال حقیقی جسمانی رکھتے ہیں۔ اور پھر روح ان کی فوق ارواح ہے۔ اور فوق عالم حوادث ہے۔ تو پھر فناء طبعی ان کے لئے کیوں کر ہو سکتی ہے۔ اور کیوں کسان میں تغیر طبعی واقع ہو سکتا ہے۔ اور کیوں کسان کی حیات طولانی اور بقا میں شک و شبہ کیا جا سکتا ہے کس طرح اس جزو نور محمدی کو عامۃ الناس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے بلاشبہ ہزار سال اور دس ہزار اور ایک لاکھ سال بقائے لئے مہادی ہیں۔ ہرگز اتنی طولانی عمر محال نہیں ہے۔ اور اصول حکمیہ و طبیہ ہرگز اس کی نفی نہیں کر سکتے۔ بلکہ تمام مؤید ہیں پھر آیات قرآنی میں عام انسانوں اور خلیفہ خدا کی خلقت کا فرق ہیں و واضح ہے۔ کیوں کہ خدا نے جہاں عام انسانوں کی خلقت کا ذکر کیا ہے وہاں فرمایا ہے خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ وَفِي آتِي مَضْرُوبَةٍ مَا تَشَاوُرُكَ كَبَدَكَ۔ اور چار بجے خلقت کے قرار دئے ہیں۔ اور جہاں خلیفہ خدا کی خلقت کا ذکر ہے وہاں یوں ہے۔ اِلٰی خَالِقٍ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ فَادَّا سَوْبَةً وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَفَعَّوْا لَهُ سُلٰجِدِيْنَ يٰٰهٰنَ لَا تَعْدِلُ كَاذِبًا كَاذِبًا كَاذِبًا۔ بلکہ صرف تسویر ہے۔ اور تسویر کے ساتھ نفخ روح ہے۔ اسی نفخ روح پر خلقت کے چاروں درجے خود مکمل ہو جاتے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تعدیل ارکان و اعلاط و قوائے کی علیحدہ ضرورت نہیں ہے۔ نفس روح نبوی خود معتدل ہے۔ اور جب خود معتدل توئے و ارکان و اعلاط ہے۔ تو اعتدال توئے و مزاج سب تابع روح ہو گا نہ تابع جسم طبعی۔ اور اس لئے اس کی فناء و بقاء میں عامۃ الناس کی فناء کا حکم جاری

نہیں ہو سکتا۔ ان کے لئے فنا طبعی نہیں ہے۔ طبیعت وہاں مژثر نہیں ہے۔ بلکہ خود مژثر ہے۔ اور وہی معتدل ہے۔ اور اسی پر اعتدال موقوف ہے۔ اور یہ خلقت عام حجۃ اللہ کے لئے ہے۔ بلکہ روح ولی مطلق خلفاء جزئی سے کہیں افضل ہے۔ اور اس لئے اس میں عوارض و حوادث طبعیہ مژثر نہیں ہو سکتے۔ آدم اگر دو ہزار برس زندہ رہے۔ تو ولی عالم دس ہزار برس زندہ رہ سکتا ہے۔ ایضاً ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نفس مادہ جسمانی انبیاء و حجۃ اللہ مادہ عرشی ہے مادہ جسمانی ظہانی ارضی۔ اور یہ جو کچھ حکماء و اطباء کی تحقیق ہے۔ اور ان کے احکام ہیں۔ یہ مادہ جسمانی ارضی اور اس کے خواص کے متعلق ہیں۔ مادہ سماوی عرشی کے متعلق۔ اس کا حکم اس سے جدا ہے۔ مادہ سماوی عرشی میں یہ حوادث مادیہ ارضیہ کب مژثر ہو سکتے ہیں۔ اور وجود عرشی کو وجود ارضی پر کیوں کر قیاس کیا جاسکتا ہے وہ یقیناً تاثرات ارضی و مواد ارضی سے بالاطلاق اور ان سے متبرک۔ اس کے لئے فنا طبعی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ یہ وجود وجود عرشی تھا۔ اور تاثرات ارضی و موجودات سے بالاطلاق متبرک تھا۔ تمام کرات ارضی گہرا زلزلہ و زہرہ و غیر ہمارے گزر گیا۔ اور عرش تک جا پہنچا اور یہ اشیاء اس میں اثر نہ کر سکیں۔ اور اسی طرح زمانہ ظہور میں مدیٰ آخر الزمان مع بعض اصحاب معراج کو تشریف لے جائیں گے۔ اور عرش تک پہنچیں گے۔ اللہ عمل فرمادے و اورد فنا مبینہ:

واللہ اعلم۔ یہ جو کچھ بیان ہوا۔ عام طور پر اس کے اعتقاد کے لئے جو خداوند عالم کے وجود کے قائل ہیں۔ اب ان حکماء کے اصول مسلمہ سے ثابت کرتے ہیں۔ جو وجود خدا کے بھی قائل ہیں۔ اور تمام انواع و موجودات کو اثرات مادیہ بتلاتے ہیں۔ کہ ایک انسان کا ہزار دو ہزار سال باقی رہنا ہرگز محال یا خرق عادت نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے اول چار اصول ہیں۔ جن کو تو امیس اربعہ کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ خلا و اجزاء فردیہ مادیہ سے چمکتا تھا۔ اور ان اجزاء مادیہ میں چار باتیں پائی جاتی ہیں۔ اول وہ متحد الذات و مختلف الصفات ہیں۔ دوسرے وہ ایک حرکت و کشش طبعی رکھتے ہیں۔ تیسرے وہ حرارت طبعی رکھتے ہیں۔ چوتھے ان میں سے ہر ایک قوی جزو ضعیف کو فنا و مضمحل کرتا رہتا ہے۔ اور اسی کو تناسل بقا کہتے ہیں۔ ان چاروں اصولوں کی بناء پر ترکیب عالم ہوئی ہے۔ اور تنوع اقسام عالم انہی پر موقوف ہے۔ اور ان میں سے بعض کی رائے ہے۔ کہ اول اولی حرکت و تنجاذ ہے۔ طبعی و تناسل بقا سے اجزاء مادیہ جمع ہوئے شروع ہوئے۔ تو جوں جوں اجزاء جمع ہوتے گئے۔ حرکت بڑھتی گئی۔ اور ایک گروہی شکل میں حرکت کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ایک بہت بڑا گروہ بن گیا۔ اور چونکہ حرکت سے حرارت بڑھتی ہے۔ تو جب حرکت اس گروہ کی بہت زیادہ بڑھی۔ تو حرارت زیادہ

ہو کر مشعل ہو گئی۔ اور وہ کرہ راسخ ہو گیا اور چمک اٹھا۔ اور یہ پہلا کرہ آفتاب ہے۔ پھر اس میں سے اجزاء کیلئے ثقیلہ جن میں رطوبت تھی علیحدہ ہو کر اس کے گرد گھومنے لگے۔ اور اسی طرح زمین میں غلے ہذا القیاس۔ اور چونکہ ان اجزاء مادیہ میں ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ سب متحد الذات مختلف الصفات ہیں۔ ان کی حرکت و تجاذب و اضمحلال اجزاء ضعیفہ سے وقتاً فوقتاً مختلف نوعیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اب جو کچھ عالم میں موجودات بازاع مختلفہ متفادۃ نظر آ رہے ہیں۔ یہ سب انہی خاصیات مادہ کا نتیجہ ہیں سب (پراپرٹیز آف میٹیر) ہیں۔ اور کوئی قوت خارجی ان میں اثر نہیں ہے۔ وجود انسان و وجود حیوان و وجود نبات ان کی نشوونما ان کے نتائج و اثرات سب خاصیات مادہ ہیں۔ اور جب یہ سب خاصیات مادہ ہیں۔ اور کوئی قوت خارجی علت اور اثر نہیں ہے۔ تو پھر ضرور ان کی بقا میں بھی کوئی علت خارجی اثر نہیں ہے۔ جب تک بھی ان اجزاء فردیہ مادیہ کی صورت تکلیفی و امتزاجی باقی رہے۔ ایک جسم خواہ جسم نبات ہر یا حیوان یا انسان باقی رہ سکتا ہے۔ جب تک کسی جسم کے اجزاء فردیہ مادیہ میں تجاذب اور کشش باقی ہے موجود اور زندہ رہ سکتا ہے۔ خواہ ہزار برس رہے یا دو ہزار برس یا لاکھ برس۔ خود یہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور خود ہی جب تک ان میں یہ ترکیب یہ صورت اور یہ جذب رہے باقی رہتے ہیں۔ اور اصول فلسفہ جدیدہ کے موافق کسی جسم نہائی۔ حیوانی اور انسانی کی عمر معین اور محدود نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان کے اصول کے موافق اگر ایک انسان ہزار برس یا دو ہزار برس یا دس ہزار برس زندہ رہے۔ تو ان کو تعجب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک کوئی شے اس اقتزاج جسمانی کو توڑنے والی نہیں ہے۔ کوئی فرد اس کو مارنے والا نہیں ہے۔ عالم میں مشابہہ ہے۔ کہ بعض اجسام نباتی وغیرہ ہزاروں برس باقی رہتے ہیں اللہ ہیں۔ خود یہ کرات عالم ہی اجسام ہیں۔ اور اسی طرح بنتے ہیں۔ اور ہزاروں برس سے چلے آ رہے ہیں۔ اور جسم بحیثیت جسم ایک ہی حکم رکھتا ہے۔ اور اس نے بہت ممکن ہے۔ کہ ایک انسان ہزار برس یا دو ہزار برس باقی رہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ استقرار کے طور پر بہت سے یا کچھ وجودوں کو دیکھ کر یہ کہہ دیا جائے۔ کہ یہ وجود عام طور پر پائے نہ دیں باقی رہتے ہیں۔ لیکن یہ کہ کوئی خاص وجود اس سے زائد عرصے تک باقی نہیں رہ سکتا۔ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ لہذا کسی وجود انسانی کا ہزار برس باقی رہنا فلسفہ عقولان حکماء کے نزدیک بھی محال نہیں ہے۔ جو خدا کے وجود کے بھی قائل نہیں ہیں۔ نہ وہ کسی طرح اس کو محال جان سکتے ہیں۔ جو جانشینہ خدا کے قادر مطلق کے وجود کے قائل اور معتقد۔ حالانکہ قادر مطلق وہ ہے۔ اگر چاہے کروڑ برس ایک جسم کو ایک ہی حالت میں رکھے۔ کیا نہیں سنا قول خدا نے تامل فرعون کے باب میں۔ کہ

جب وہ طرق ہوئے لگا اور ایمان کا اقرار کیا۔ کرلے یا یا اللہم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلقت امیۃ
وان کشیرا من الناس عن ایتنا العاقلون یوتقون لخرم پس آج ہم تیرے بدن کو بچائیں گے اور سالم
رکھیں گے تاکہ تیرے جیسے آنے والوں کے لئے یہ ہماری آیت اور نشانی ہو۔ اور بیشک بہت سے آدمی ہماری
آیات سے غافل ہیں! اس وعدے کو پورا کیا۔ اور ہزاروں برس ایک مردہ لاش کو اسی حال میں باقی اور
سالم رکھا۔ اہرام مصر میں رہی۔ اور اب مال میں بھکی گئی۔ اور جانب خانہ مصر میں اسی طرح موجود ہے۔
تو ایک دشمن کی لاش مردہ ہزاروں برس ایک حال میں صحیح و سالم باقی رکھ سکتا ہے۔ اور ایک اپنے ولی کی
عورت جسمانی کو ایک ہزار برس باقی نہیں رکھ سکتا جس کا باقی رکھنا اس کی مصلحت میں ضروری ہے۔
اور بقاء عالم اسی پر موقوف ہے۔ فاحتملہذا یا اھل الکایصا س۔ یہ معلوم یہ احتمال طول عمر ولی زمان
کے سوال کس جمالت خانہ سے نکلے ہیں۔ مسلمان اور ایسے سوال۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

خاصاً حکماء قدیم یونان قائل تھے۔ اور اب بھی بعض اس خیال کے حکماء ہیں خصوصاً حکماء منجمین۔ کہ
عالم جسمانی زمانی تمام حرکات وادوار و اطوار و قرانات افلاک اور سیارات و کواکب و نجوم کا اثر
ہے۔ ہر ایک شے جو اس عالم زمانی میں ہوتی ہے ہر ایک موجود جو وجود میں آتا ہے۔ وہ خاص اوضاع افلاک
و سیارات وغیرہ پر موقوف ہے۔ اور ہر وضع فلکی ایک خاص وجود کو چاہتی ہے۔ بعض اوضاع فلکی ایک وقت
میں وجود پختہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور بعض اوضاع وجود ولی خدا غیر پختہ ہو کر۔ بعض اوضاع وجود کا بن و سا حاکم۔
بعض وجود کا ذب کو۔ بعض اوضاع وجود صادق کو۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ قبل ظہور نبوت جب تک وہ وضع
فلکی جو وجود پختہ ہو چکا ہوتا ہے پوری مکمل نہ ہو۔ تو کوئی جھوٹا مدعی پیدا ہو گا۔ اور اس لئے نبوت کے
ظہور سے پہلے جھوٹے نبی ضرور ہوتے ہیں۔ علامہ ابن خلدون نے بھی اس کا اپنے مقدمہ میں ذکر کیا ہے
بہر حال جو کچھ یہاں ہوتا ہے۔ ستاروں کے قران اور آپس میں ملنے اور قریب ہونے آسمان کی وضع اور
کواکب و نجوم کی حرکات اور ان کے اطوار وادوار پر موقوف ہے۔ اور خدا نے انہی کو اسباب قرار دیا ہے۔
اور اسی طرح بقاء عمر بھی انہی کا اثر ہے۔ اور انہی اوضاع فلکی وغیرہ پر موقوف ہے۔ بعض قرانات اور
اوضاع ایسے ہیں۔ کہ وہ طول عمر کو چاہتے ہیں۔ اس میں جو بچہ پیدا ہو گا۔ بہت دیر تک باقی رہے گا۔ اور
بعض قصور عمر کو چاہتے ہیں۔ اور اس نقصان کی کوئی مد مقرر نہیں ہے۔ اور بعض علما علم نجوم و ہیئت پختے کی
ولادت اور اس کے طالع اور اس کو دیکھ کر بتا دیتے ہیں۔ کہ یہ اتنے عرصے تک زندہ رہے گا۔ اور بعض
اوقات یہ باتیں صحیح بھی ہوتی ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ نے الحقیقت علم نجوم کے عالم نہیں ہیں۔ صرف
بعض باتیں جانتے ہیں خصوصاً ان کے یومیہ تغیرات سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ حقیقت اس علم کی

انہی لوگوں کے پاس ہے۔ جو صاحب علم لدنی ہوں۔ پیناچہ شریعت محمدی میں اس کے بہت سے اُممُول
لئے ہوئے ہیں۔ اور بہت سے قواعد موجود ہیں۔ اور یہ بھی احادیث میں موجود ہے۔ کہ ان حرکات اور
اوضاع کو اس عالم کے موجودات میں ضرور دخل ہے۔ اور اسی واسطے مہر ساجد عورت و مرد کے لئے
اوقات خاصہ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور سائنات کے لحاظ کا حکم دیا گیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ اس حصہ
کتاب کے طول ہو جانے کا خوف ہے۔ ورنہ یہاں اس میں سے چند باتوں کا ذکر کرتے۔ اور بعض طوابع
دکھلاتے۔ یہاں صرف اتنا ہی کہتے ہیں۔ کہ ان حکماء کے نزدیک بھی کسی وجود انسانی کا ہزار یا دو ہزار برس
زندہ رہنا محال نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ ایسا جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک ممکن ہے۔ کہ کوئی بچہ ایسے
وقت اور ایسی ساعت اور ایسی وضع فلکی میں پیدا ہو۔ جس کا آئینہ طول عمر ہو۔ اور جس میں وہ بچہ ہزار
سال زندہ رہ سکے۔ ان اصول کے موافق کوئی دلیل اس من کے خلاف پر قائم نہیں ہو سکتی۔ درآئیکہ
یہاں ہر امر خرق عادت رکھتا ہے۔ اور ہر ایک امر غالب اعجازی ہے۔ اور خاصان خدا کی شان ہی نرالی
ہے۔ طابع محمدی کو دیکھو۔ کیا ہے اور ان کی عمر اور بناء اور بقا دین کو۔ تواریخ و سیر میں مذکور ہے۔
کہ بعض علماء علم نجوم آئے۔ اور اس پیغمبر کا حال دریافت کیا۔ وقت اور ساعت ولادت دریافت کیا۔
جو ساعت بتلائی گئی۔ اس کو سن کر کہنے لگے۔ کہ جو بچہ اس ساعت میں پیدا ہو۔ وہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور
تم مسلمان کہتے ہو۔ کہ وہ موجود رہا۔ جب ان کو یقین دلایا گیا۔ کہ ضرور یہ بچہ اسی ساعت میں پیدا ہوا اور زندہ
رہا۔ تو انہوں نے کہا۔ وہ ضرور کوئی پیغمبر ہے۔ ورنہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور بعض ان نجومیوں سے
مسلمان ہو گئے۔ کیونکہ یہ جناب محمد مصطفیٰ کا حکم کھلا معجزہ تھا۔ اور جب ان خاصان خدا کی یہ حالت ہو کہ
طابع ان کے خلاف پر مؤثر ہو اور ان کی ہلاکت پر دال۔ پھر بھی یہ زندہ رہتے ہیں۔ اور یہ تاثیرات ان میں اثر
نہیں کر سکتیں۔ پھر جب طابع بھی موافق اور اوضاع فلکی کے اقتضادات بھی موافق ہوں۔ تو پھر ان صاحبان
اعجاز کے ہزاروں برس زندہ اور موجود رہنے میں کیا عقائد کو شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر ممکن ہوا۔ تو طابع محمدی
آخر الزمان ابواب آئندہ میں کہیں ذکر کریں گے اور نیز طابع محمدی:

شبہ دوم یہ ہے۔ کہ جب وجود امام اور جانشین خدا ضروری ہے اور کبھی اس سے زمین خالی
نہیں ہو سکتی۔ اور اب بھی امام موجود ہے اور وہ باقی زندہ ہے۔ اور یہ بھی مان لیا۔ کہ ایک وجود ہزاروں
برس زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن ایسا ضروری وجود لوگوں سے غائب کیوں ہے۔ جس کے وجود پر دار و مدار
دین ہو۔ وہ غائب رہے۔ اس کی کیا عاقبت ہے؟ ہم اس شبہ کے جواب میں اول یہ کہتے ہیں۔ کہ بیت شہادت
ہے کہ وجود امام ہمیشہ ضروری ہے اور زمین اس سے خالی نہیں ہے۔ اور یہ بھی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ بہت سے

مجمع انبیاء انبیا غائب رہے ہیں۔ اور نیز آیات اور احادیث نبویہ سے عز و کبریت غیبت امام مہدی آخر
 الزمان ثابت ہو چکی ہے۔ تو اعتقاد کے لئے صرف یہی کافی ہے۔ اور اس کی عز و کبریت نہیں ہے۔ کہ
 کیوں؟ دراصل اس کی حکمت ہے۔ اور ہم مکرر ذکر کر چکے ہیں۔ کہ کسی حکم کی علت کا نہ جاننا اس کے عدم تعمیل
 کی علت نہیں ہے۔ اور کسی شے کو نہ سمجھنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ مکلف کا فرض حکم حاصل
 کرنا ہے نہ علت معلوم کرنا۔ قرآن میں یومنین کی صفت میں یُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ آیا ہے۔ نہ یَعْلَمُونَ
 عِلَّتَهُ۔ اور اگر کوئی قائل امام غائب علت غیبت نہ بتلا سکے۔ تو اس سے وجود امام پر کوئی اثر نہیں پڑ
 سکتا۔ کون شخص ہے جو تمام حکم و مناسخ الہیہ کو جان سکے؟ اور اس لئے یہ شبہ محض یہاں ہے
 ثانیاً ہم اجمالاً کہتے ہیں کہ علت غیبت امام آخر الزمان وہی ہے۔ جو علت غیبت مجمع انبیا سابقین ہے
 وہی علت ہے جس کی وجہ سے حضرت ادریس غائب ہوئے۔ جس کی وجہ سے حضرت صالح پوشیدہ ہوئے۔
 جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم نے اعتزال اور لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔ جس کے باعث حضرت
 موسیٰ ایک مدت غائب رہے۔ جو علت غیبت وہاں تجویز کی جائے۔ وہی یہاں ہے۔ کیونکہ منہاج صحیح ۲
 اللہ ایک ہی ہے۔ ثالثاً ہم کہتے ہیں کہ بلا شک و شبہ وجود امام اور حجت خدا ایک نعمت خدا ہے۔
 اور ایک لطف و کرم و تفضیل الہی ہے۔ اور ثابت بھی کر چکے ہیں۔ کہ امامت نعمت بلکہ عظیم ترین نعم الہی
 ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ اور تمام نعم اس کے تحت اور اس کے تابع اور طفیل
 میں ہیں۔ پس لامد غیبت غیبت خدا کی طرف عائد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا جو اود و کریم و غنی و سخی۔ لطیف
 اور رؤف و رحیم ہے۔ اس کے لطف و کرم اور جو و سخا اور اس کی رحمانیت اور رحیمیت کے یہ بالکل
 خلاف ہے۔ کہ وہ ایک نعمت نہ دے کہ باوجود خود وہی چھین لے۔ ایسا تو کوئی سخی انسان بھی نہیں کرتا۔
 چہ جائیکہ خدا کے رحمان۔ و سخا کیہ خود فرماتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا
 مَا بِأَنْفُسِهِمْ خدا کسی قوم کی کسی حالت کو تغیر نہیں دیتا۔ تا وقتیکہ وہ خود اپنی حالت اپنے
 افعال و اعمال و کردار سے نہ تغیر کر دیں۔ اور فرماتا ہے۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا لِّلنَّعْمَةِ الَّتِي
 عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ یہ اس لئے کہ خدا ہرگز ایسا نہیں ہے۔ کہ کسی قوم سے اپنی دی
 ہوئی نعمت بدل دے۔ تا وقتیکہ وہ خود اپنی حالت کو بدلیں۔ اور اپنے افعال سے کفران نعمت کر کے
 اس کو منافی کر دیں۔ یہ کفران نعمت ہی کا اثر ہے۔ کہ خداوند نہ بروئے نعم دنیا کو کم کرتا جاتا ہے۔ اَوْ كُنْزُ
 أَنَا نَكُنَّ فِي الْأَرْضِ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَرَدِّعَ ۖ كَيْفَا انہوں نے نہیں دیکھا۔ کہ ہم اطراف و
 آفاق زمین سے اپنی نعمتوں کو کم کرتے جاتے ہیں۔ اور نہ یہ علت خود امام کی طرف عائد ہو سکتی ہے

کہ وہ خود بخود بلا وجہ غائب ہو گیا ہو۔ اللہ تبلیغ دین اور اقامہ حدود و اجراء احکام اور ہدایت خلق سے اعراض کرتا ہو۔ اور خدائی فرض کو ادا نہ کرتا ہو۔ اور یہ حلال ہے۔ اگر ایسا ہو۔ تو خدا اس کو امام ہی نہ بنائے گا۔ خدا اس کو اپنے امراء کا امین قرار نہ دے گا۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ امام معصوم مطلق ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہ تابع مشیت الہی ہے۔ بلکہ محل مشیت الہی ہے۔ ممکن نہیں کہ وہ حکم خدا اور مشیت خدا سے ایک ذرہ برابر تخطی کرے۔ پس ضرور عدت غیبت مطلق کی طرف عائد ہوتی ہے۔ اور خود انسان اس غیبت کا سبب ہیں وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كُنْتُمْ آيِدِيكُمْ وَتَجْعَلُوا

حُجَّ كُشَيْد۔ جو کچھ تم پر مصیبت پڑی ہے۔ یہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کثرت کا نتیجہ ہے۔ اور خدا بہت کچھ معاف کر دیتا ہے! اگر معاف نہ کرتا۔ تو روئے زمین پر ایک تنفس نظر نہ آتا۔ سبب غیبت امام وہی لوگوں کی سرکشی۔ ظلم و جور و فسق و فجور اور کفران نعمت الہی و تکذیب آیات خدا و بدی حج اللہ اور ان کفار کا غلبہ ہے۔ چنانچہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ تمام حج اللہ جو غائب ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جہاں لوگوں کا کفران نعمت اور تکذیب آیات الہی اور ظلم و جور اور عدوان و طغیان حد سے بڑھا۔ خدا نے ان کو یہ سزا دی کہ اپنے دلی اور اپنی حجت کو ان سے غائب کر دیا۔ اور شاہان جابرہ ان پر مستط ہوئے۔ دوسرے نفلوں میں یوں سمجھئے کہ خدا نے آفتاب و قاتل کو روئے زمین روشن کرنے اور فیض پہنچانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو کبھی تو اس کی غیبت کا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک قطعہ زمین سے گزرتا ہوا دوسرے قطعہ زمین پر پہنچ جاتا ہے۔ اور ہمارے افق سے گزر جاتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے غائب ہے۔ حالانکہ وہ موجود ہے۔ اپنے کام میں مشغول ہے۔ اور برابر حرکت کرتا ہے۔ جس کے لئے وہ خلق کیا گیا ہے۔ اور بعض اوقات اس طرح سے ہم سے غائب ہو جاتا ہے کہ زمین کا دھواں۔ غبار اور بخار اٹھ کر بادل بن جاتا ہے۔ اور آفتاب کو مائل ہو جاتا ہے اور ہمیں نظر نہیں آتا۔ اور یہ بخار تربیت عالم کے لئے ضروری ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک غبار فتنہ و فساد برپا کر کے ایک حجاب اپنے اور آفتاب و قاتل کے درمیان حاصل کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ شاعر اپنے شاہانہ لہجے میں اس کو ظاہر کرتا ہے۔

ز ستم ستوراں در آں پہن دشت نہیں شش شد و آسمان ہشت گشت

گھوڑوں کی ٹاپوں سے میدان جنگ کا غبار اٹتا اڑا کہ ایک طبق زمین اڑ کر ساتوں آسمانوں کے چنے ایک اور آغواں آسمان گرد و غبار بن گیا۔ کبھی خود ایک تنگ تاریک جگہ میں چھپ کر اور مکان کے ایک گوشہ تاریک میں بیٹھ کر فیض آفتاب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی ہماری صنعت بصارت پہن کر آفتاب

دیکھنے سے مانع ہوتی ہے۔ اور جب ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ عدلت فیسبب امامت خلق کی طرف عائد ہے نہ خالق کی طرف اور نہ واسطہ فیضان خلق امامت کی طرف۔ تو معلوم ہو گیا کہ لوگوں کے اوہم باطلہ عقائد فاسدہ اور ان کے اعمال فسق و فجور اور کفران نعمت اور تکذیب آیات اللہ کے بادل ان کے اور اس آفتاب امامت کے درمیان حائل ہیں۔ لوگ ان کہ تو توں سے اس کے فیض سے محروم ہیں۔ اپنے صنعت بصیرت اور نقص نور عقل اور نور ایمان کی وجہ سے اس آفتاب ولایت و خلافت کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور اپنے نقص ایمان اور صنعت عقیدہ کی وجہ سے مثل اس جاہل کے جو ابرہہ میں آفتاب کے وجود کا منکر ہو۔ وجود امام سے انکار کرتے ہیں۔ "انما است کہ برماست" ۱۰

ہرچہ بہت از قامت ماسا زوئے اندام است ورنہ تشریف تو برابر بالائے کس کوتاہ نیست
 نہ خدا کا قصور ہے نہ حجت خدا کا۔ بلکہ کفران نعمت خدا کا۔ اگر اس کے شکر گزار رہتے۔ برابر فیض پہنچتا رہتا۔ یعنی فیض ظاہری ورنہ فیض باطنی سے تو کبھی غالی نہیں۔ دل میں شک نہ کرنا کہ اگر تم شکر گزار ہو گے تو ہم اپنے انبیاء اور ارجسائے کو اور زیادہ کر دیں گے۔ "و قلیل من عبادی الشکوک شکر گزار بندے تو بہت ہی کم ہیں" ۱۱

صريح الفاظ میں خصوصیت کے ساتھ نبوت امام زمان کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس سلسلہ مقدسہ مطہرہ میں گیارہ حجت اللہ ظاہر ہوئے۔ علی ابن ابی طالب ظاہر ہے۔ ان کے ساتھ کیا کیا۔ کہ ان تک لوگوں نے ان سے فیض اٹھایا۔ کتنے علوم و فنون عام مسلمانوں نے ان سے سیکھے۔ کس نے ان کی اطاعت کی۔ اور وصیت رسول کران کے اور ان کی اہلیت کے باب میں پورا کیا۔ ہمیشہ جنگ و جدل سے مسلمانوں نے میل نہ دی۔ اور آخر کار شہید کر دیا۔ پھر حسن بن علی ظاہر ہوئے۔ تبلیغ کی ہدایت کی۔ نصیحت کی۔ کس نے سنی؟ اور کس طرح اس نعمت الہی کا شکر کیا؟ مجبور ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور آخر کار نہ ہرے شہید کر دئے گئے۔ حسین بن علی بن ابی طالب ظاہر ہوئے۔ خیر خواہی اور نصیحت قوم میں کوئی دقیقہ فرو گذار نہ کیا۔ گوشہ نشینی میں بھی چین نہ دیا۔ حرم خدا میں پناہ نہ لینے دی۔ اور آخر کار مسلمانوں نے اس نعمت عظمیٰ الہی اور اس حجت خدا فرزند رسول اور حکر گوشہ نشینوں کے ساتھ وہ کیا۔ جو کبھی کسی قوم نے نہ کیا تھا۔ اور جس رو سیاہی کا داغ مسلمانوں کی پیشانی سے تاقیامت نہ جانے گا۔ علی ابن حسین کے ساتھ کیا کیا کیسے کیسے ظلم انہوں نے سے۔ کیسی کیسی قید کی تکلیفیں اٹھائیں۔ اور آخر شہید کر دئے گئے۔ علی ہذا القیاس کسی حجت خدا اور فرزند رسول اللہ کو ہدایت کا امن و امان کے ساتھ موقع نہ دیا۔ جب تک زندہ رکھا۔ قید اور ذلت و خواری میں رکھا۔ اور جب مصلحت حکومت مقتضی قتل و ہلاکت ہوئی۔ نہ ہرے دیا۔ یا

بچا سکتا تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ بچانے کی یہی صورت ہے۔ کہ کسی ظالم اور جابر کو اس پر قدرت نہ ملے۔
 اگر کوئی قتل کرنے آئے۔ تو اس کو قبل از تکاب قتل ہلاک کر دے۔ اور خدا ایسا نہیں کرتا۔ کیونکہ اس نے
 انسان کو اپنے افعال میں فاعل مختار بنایا ہے۔ وہ اس طرح مجبور نہیں کرتا۔ اگر ایسا کرتا۔ تو دنیا میں کوئی
 کافر و مشرک نہ ہوتا۔ جو کفر کرتا۔ اس کو ہلاک کر دیتا۔ یا اس کو اسباب ہی نہ دیتا۔ مروج ہی نہ دیتا۔ اور
 اس صورت میں عمریح جبر لازم آتا۔ حالانکہ وہ فرماتا ہے۔ **يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَهْدِي مَا يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ**
وَمَا كَانَ عَطَاءُكَ مَحْظُورًا۔ ہم اپنی عطا سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں۔ ان کی بھی اور ان کی
 بھی۔ اور تیرے پروردگار کی عطا کسی کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ اگر ایک کو نہ دیں اور اسباب سلب
 کر لیں تو ت سلب کر لیں۔ تو وہ مجبور ہو جائے گا اور حق و باطل میں تیز نہ رہے گی۔ مستحق اور غیر مستحق ثواب و
 عقاب معلوم نہ ہو گا۔ مومن خالص اور منافق میں تمیز نہ ہو گی۔ شکر گزار اور کافرین نعمت نہ پہچانے جائیں گے
 اور وہ فرماتا ہے۔ **وَهُدًى بِنَاہِ الْخٰلِدِيْنَ** خدا نے دو نور اپنے دکھلا دئے ہیں۔ اور لوگوں کو اختیار ہے
 کہ راہ حق پر چلے کہ شکر یہ اس نعمت خدا کا تو نا و فعل ادا کریں۔ یا راہ ناحق اختیار کر کے کفران نعمت خدا
 کر کے کافر بنیں۔ **اِنَّ هٰذَا بَيِّنٰتٌ لِّلنَّبِيِّنَ اِذَا شَاكَوْا اِلٰىكَ** اگر خدا جبر کر کے ان کے
 ظلم و جور مہدی آخر الزمان سے روکتا۔ تو اپنے وعدے کے خلاف کرتا۔ اور خدا کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔
 لہذا خدا یہ نہیں کرتا۔ کہ ظالم ہر کھ کر ان کو محفوظ رکھے۔ اور کسی کو ظلم نہ کرنے دے۔ علاوہ انہیں اگر وہ
 ہر ایک ظالم و جابر کو ہلاک کر دیتا۔ تو بہت سے مومن بھی ضائع ہوتے۔ کیونکہ **يُخْرِجُ مِنَ الْحَيٰۃِ مَنَ الْكَفٰرِ**
يُخْرِجُ مِنَ الْحَيٰۃِ مَنَ الْكَفٰرِ۔ خدا کافر سے مومن پیدا کرتا ہے۔ اور مومن کے سلب سے بعض کافر
 پیدا کرتا ہے۔ اگر ان تمام کفار اور ظالمین کو ہلاک کر دیتا۔ تو ہزاروں مومنین جو اس وقت ان کے
 سلب سے پیدا ہوئے ہلاک کر دیتا۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ تب تک کفار کو مدت دیتا ہے۔
 جب تک کہ مومن و کافر جدا نہ ہو جائیں۔ اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ اور اگر یہ کرتا کہ ان کو ظلم کرتے دیتا
 جو قتل کو آتا۔ اس کو نہ روکتا۔ چونکہ ہر دینا اس کو ہلاک نہ کرتا۔ لیکن زہر کی تاثیر بدل دیتا اور تلوار کا اثر ہلک
 دیتا۔ اس صورت میں ایک اور بہت بڑی خرابی لازم آتی۔ وہ یہ کہ لاکھوں آدمی اس جرم کے مرتکب
 ہو کر عجت اللہ کو زہر دے کہ اس پر تلوار چلا کر یقیناً عذاب میں گرفتار ہوتے۔ اور اس کے وبال میں وہ
 اور ان کے لاکھوں اتباع اور اشیاع اور انصار پھنستے۔ اور یہی سلسلہ جاری رہتا۔ کہ دڑوں آدمی اس
 طرح سے ہلاک ہوتے۔ اس لئے خدا نے اپنے جنت کو غائب کر کے رحمتہ للعالمین کی امت پر لطف
 کیا۔ اور ان کو اس ارتکاب سے ایک زمانہ تک کے لئے بچا دیا۔ **وَهُوَ اللّٰطِیْفُ الْخَبِيرُ** دماکان

اللہ لعلہ بھم دانت فیہ حب پیغمبر یا جزو پیغمبر اور نفس پیغمبر یہاں موجود ہے۔ ان کو عذاب نہیں کر سکتا۔ اور اگر امام کو یہ حکم ملے دیتا۔ کہ وہ ظالموں اور کاذبوں سے لڑیں اور مقابلہ کریں اور سب کو قتل کر دیا کریں۔ تو تمام عالم میں ہمیشہ معرکہ عظیم و شہرہ آفاق جاری رہتا اور عقیدہ ہدایت خلق پر بھی پورا نہ ہوتا۔ جیسا کہ سابقہ حالات سے ظاہر ہے۔ حق و باطل میں تمیز بین نہ ہوتی۔ اور اگر امام کو قتل حسینؑ شہید ہو جائے دیتا۔ تو حجت خدا سے زمین خالی ہو جاتی۔ اور عالم تباہ۔ کیونکہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یہ آخری حجت خدا ہے۔ اور اگر زمین حجت خدا سے خالی ہو جائے۔ اور امام زمین سے بالکل اٹھ جائے تو زمین مع اہل زمین منصف ہو جائے۔ پس ایسی حالت میں کوئی صورت ممکن نہیں تھی الا یہ کہ موافق سنت قدیمہ اپنے نئے حجت اور امام کو نظروں سے غائب کرے اور امام کو قتل اور ظلم سے اور ان لوگوں کو فوری عذاب سے بچائے۔ **وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ رَحِيمٌ وَهُوَ لَإَبْصَارٌ لِّطَیْفَتِیْ** نیز اگر خدا اپنے حجت آخری کو ظاہر رکھتا۔ تو لابد اس کو قتل جناب امیر و جناب امام حسن و مثل امام حسینؑ تا واقعہ کربلا، وغیرہم من الامۃ المفسدۃ میں کسی نہ کسی طاغیہ زمان کی حکومت میں دینا پڑتا۔ اور چونکہ ناقض اجل مٹے مقابلہ و جہاد نہیں کر سکتے۔ مگر وہ ان سے معاہدہ صلح کرنا پڑتا۔ کہ ہم تمہاری مخالفت نہ کریں گے اور تم سے نہ لڑیں گے۔ تم یہ خرچ نہ کریں گے۔ اور اسی معاہدہ کو بیعت کہا گیا ہے۔ اور بیعت بیع سے ہے۔ اور ایک معاہدہ خاص ہی کا نام ہے۔ اور ایسے معاہدے اطاعت مطلقہ یا اس کی حقیقت لازم نہیں آتی جس کی ایسی بیعت کی گئی ہے۔ لیکن حضرت حجت عجل الشرف و جہ مدی آخر الزمان کو ضرور ایک دن ان جملہ خلفاء جو پد خروچ کرنا ہے۔ اور ان کے مقابلہ پر آنا ہے۔ لہذا خدا نے اس وجود مقدس کو نظروں سے غائب کر دیا۔ تاکہ کسی طاغیہ زمان کی بیعت آپ کی گردن میں نہ ہو۔ تاکہ وقت خرچ خلافت معاہدہ لازم نہ آئے۔ اور یہ خصوصیات امام زمان سے ہے۔ جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ چنانچہ اعدادیت میں آیا ہے۔ اور جمیل بن صالح حضرت صادقؑ آل محمد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا **یُبْعَثُ الْقَائِمُ وَلَیْسَ فِیْ مَعْنٰیہِ بَیْعٌ** (احمد)۔ حضرت قائم آل محمد اس حال میں مبعوث ہوں گے۔ کہ کسی کی بیعت ان کی گردن میں ہوگی۔ اور یہی ہشام بن سالم نے بیان کیا ہے۔ اور علی بن فضال نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت علی بن موسی الرضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا۔ میں اپنے تیسرے فرزند کے بیٹے کے غائب ہونے کے وقت شیعوں کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ جو پایوں کی طرح حیران بھرتے ہوں گے۔ اور کہیں ٹھکانا اور اگر ام نہ پائیں گے۔ کیونکہ ان کا امام ان سے غائب ہوگا۔ راوی نے عرض کیا۔ کیوں؟ فرمایا۔ اس لئے کہ

ذات ہے۔ جو سب کی سنتا ہے اور سب کو دیکھتا ہے۔ اور ایک ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔
 لَا تَدْرِيكَ إِلَّا بَصَارٌ وَهُوَ يُدْرِيكَ الْإِنِّصَارُ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ انکھ اس کو ہرگز نہیں دیکھ
 سکتی مگر وہ ہر ایک نظر کو دیکھتا ہے۔ اور بہت ہی باریک بین اور بانہر عالم ہے۔ امام اس کا خلیفہ
 اور جانشین اور اس کی ولایت مطلقہ کا منظر کامل متصرف فی العالم ہوتا ہے۔ اور عین اللہ و اذن اللہ
 و ید اللہ و جنب اللہ و وجہ اللہ و لسان اللہ اس کے خطاب اور القاب ہیں۔ اور شہید علی الناس
 اس کی صفت ہے۔ وہ چشم الہی سے دیکھتا ہے۔ اور اسی کان سے سنتا ہے اور اسی زبان سے
 برتا ہے۔ اور دست قدرت سے عالم میں تصرف حاصل کرتا ہے۔ اور دنیا اس نورانی آنکھ کے سامنے
 مثل ہاتھ کی پتیلی کے ہے۔ کمال اللہ خدائی اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہی ان سب کا منظر
 ہے۔ اس کے لئے وجود شخصی کسی تصرف میں شرط نہیں ہو سکتا۔ اس کا نائدہ ہمارے علم اور
 احاطہ پر موقوف نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ کار خدائی انجام دیتا ہے۔ خواہ ہم اس کو دیکھیں یا نہ دیکھیں
 اور اس کے کام کو جانیں یا نہ جانیں۔ عدم الوجدان لیس نبی لیل العدم۔ رابعاً امام غائب
 کے وجود کا یہ نائدہ ہے جو ہم کو پہنچ رہا ہے۔ کہ ہم اس کی طفیل زندہ اور روزی پارہے ہیں۔ ایک
 تو اس لئے کہ دنیا امثال ان کے لئے خلق ہوئی ہے۔ اور ہم سب اس کے طفیل ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا
 ہے۔ دوسرے اس لئے کہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ وہ واسطہ فیضان الہی ہے۔ جو فیض مخلوق کو خالق
 کی طرف سے پہنچتا ہے۔ وہ بواسطہ خلیفہ خدا و ولی خدا پہنچتا ہے۔ پس اس وقت بھی ہم اس واسطہ فیض
 کے سبب سے فیض الہی سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اور یہ جو کچھ ہم کہانی ہے۔ ہیں اسی کا چشمہ فیض
 ہے۔ جو جاری ہے۔ کیونکہ رب العالمین کا منظر اور رحمتہ للعالمین کا بانی ہے۔ جس سے کہ فیض وجود
 بھی اس کے واسطہ اور وسیلہ سے ہم کو پہنچتا ہے۔ اگر یہ واسطہ فیض ہمارے اور واجب الوجود کے
 درمیان نہ ہو۔ تو انقطاع فیض جاری لازم آئے۔ خامساً خداوند عالم فرماتا ہے۔ كُوْنُوا حِذْرُ اللَّهِ النَّارُ
 يُظَلِّمُهُمُ مَا تَرَكُوا عَلَيْهَا مِنْ ذَاكِبَةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسْتَحَقٍّ فَاِذَا جَاءَ أَجَلُكُمْ
 لَا يَسْتَخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ اگر خدا لوگوں کے گناہوں اور ان کے ظلم کا مواخذہ اور
 باز پرس کرتا۔ تو ان کے گناہ اور ظلم اتنے ہیں کہ ان کی سزا میں ان کو باطل تباہ و برباد کر دیتا۔ اور ایک
 متحرک زمین پر باقی نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ ایک ميعاد معین تک کے لئے ان کو ملت دیتا ہے۔ جس وقت
 وہ ملت کی ميعاد پوری ہو جائے گی اس وقت وہ ان سے مواخذہ کرے گا۔ اور پھر وہ ایک گھڑی اس سے
 آگے پیچھے نہ ہو سکیں گے۔ اور فرماتا ہے۔ وَكُوْنُوا حِذْرُ اللَّهِ لَكُمْ الْعَذَابُ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

كُنْ يَحْيٰى مِنْ دُونِهِمْ مُّؤْتِيًا رَّكْعَتًا ع ۝) اگر خدا ان کی کرتوتوں کا مواخذہ کرتا۔ تو ابھی ابھی ان
 پر عذاب نازل کرتا۔ لیکن ان کے لئے ایک وقت موعود مقرر ہے۔ اس سے پہلے کہ کہیں نہیں جاسکیں گے۔
 ان آیات سے ثابت ہے۔ کہ لوگوں کا ظلم امدان کے گناہ اور ان کا فسق و فجور اور کفران و طغیان صدر ان
 اتنا بڑھ گیا ہے۔ کہ اگر ان کے اعمال کی باز پرس اب کی جائے۔ تو فوراً عذاب نازل ہو۔ اور
 ایک مفرک ایک متنفس زمین پر زندہ نہ چھوٹا جائے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ کسی پر عذاب نازل نہیں ہوا۔
 سب عیش و راحت میں بسر کر رہے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لیے کہ وہ وعدہ خدا ہے حاکمان اللہ
 لِيُعَذِّبَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمْ لَسَوْفَ يَكُوْنُ لَهُمْ جَزَاءٌ كَثِيْرٌ مِّنْ رَّحْمَتِيْهِمْ اِذْ هُمْ يُقْرَبُوْنَ
 میں ہے۔ اب اگرچہ خود رسول نہیں ہے مگر نفس رسول اور جزو رسول اور جانشین رسول اور عزت رسول
 موجود ہے۔ اور اسی کے لائق عذاب مرتفع ہے۔ سزا ئے دنیا سے محفوظ ہیں۔ اور ملت ملی ہوئی ہے۔
 اور یہ اجل مستحق اسی کا وقت ظہور ہے۔ وہ خود انہیں سزا دے گا اور عذاب کرے گا۔ اور تیغ کے گھاٹ
 اتارے گا۔ قُلْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْكَافِرُوْنَ اَكْثَرُ مِمَّا يُظُنُّوْنَ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مِّنْ ذٰلِكَ اِلَّا مَا رَاَتْ
 ہوگا۔ کہ اس دن کسی کافر کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ پہنچے گا۔ اور نہ اس وقت ان کو ملت دی جائے گی۔
 ملت کا وقت ختم ہو جائے گا۔ اب اس امام معصوم کے طفیل گناہ گار بھی عذاب دنیا سے بچے ہوئے
 ہیں۔ اور عذاب اسی کے ہاتھ پر محفوظ ہے۔ اور یہ امام غائب کے وجود کا فائدہ ہے جو سب کو پہنچ رہا
 ہے۔ ورنہ زمین تباہ ہو جاتی۔ اور اسی طرف اشارہ کر کے خدا فرماتا ہے۔ كُوْنُوْا ذُرِّيَّةَ اللّٰهِ النَّاسُ بَعْضُهُمْ
 بِبَعْضٍ كَهَيْئَةِ مِثْلِ سَوَاجِعٍ وَبِيعُوْا وَصَلُّوْا ۚ وَمَسَاجِدُ يُذَكِّرُ فِيْهَا سَمَاسَ اللّٰهِ اَنْزَلَ عَذَابًا
 وجودوں کی طفیل دوسرے لوگوں سے عذاب دفع نہ کرتا۔ تو کہیے۔ گرجے۔ مندر اور دیوبند کے
 عالموں کی عبادت گاہیں اور مساجد جن میں ذکر خدا ہوتا ہے سب منہدم ہو جائیں۔ سادو ساری زمین و
 آسمان وجود جنت اللہ اور خلیفہ خدا اور وجہ اللہ سے قائم ہیں۔ اور احادیث امان میں اچکا ہے کہ رسول خدا
 نے فرمایا۔ کہ میرے اہل بیت زمین کے لئے امان ہیں جس طرح ستارے آسمان کے لئے امان ہیں۔
 اور یقیناً مدعی آخر الزمان اہل بیت نبوت و رسالت سے ہیں۔ اور وہ امان زمین ہیں۔ وَكُوْنُوْا رُفَعًا
 لِّسُلٰطَتِ الْاَرْضِ بِاَهْلِهَا۔ اگر امام زمین سے اٹھ جائے تو زمین مع اہل زمین دھس
 جائے اور منتشر ہو جائے۔ اور اس لئے خود وہ جناب فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ لَکُمَاکِیْ یٰ کَھْلُ الْاَرْضِ
 کَمَا اَنَّ النَّجْمَ اَمَانٌ لِّلْاَهْلِ السَّمَاۗءِ اور اشارہ ہو چکا ہے۔ اور خلیفہ جناب امیر میں ذکر ہے۔ کہ
 بقدر نفس و سماء وجود امام ہی سے ہے۔ اور یہی وجہ اللہ و عمود آسمان ہیں۔ وجود کھلائی نہیں دیتے۔

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْقَوِيُّ الْغَنِيُّ ۚ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ الْحَيَاةَ وَالْمَوْتَ ۚ وَهُوَ الْقَاسِمُ ۚ وَأَمَّا السَّاعَةُ فَمَا بَيِّنَةٌ ۚ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ
 پر قائم کیا ہوا ہے۔ جن کو تم نہیں دیکھتے ہو کیونکہ یا وہ غائب ہوئے ہیں۔ یا اگر ظاہر بھی ہوئے ہیں تو ان کا
 تصرف دراصل تصرفِ روحانی ہے نہ تصرفِ جسمانی ظاہری۔ اور خلافتِ الہیہ روحِ نبی و امام پر قوت
 ہے نہ جسم پر۔ بلکہ درحقیقت امام اور خلیفہ اور ولی وہی روح ہے نہ جسم۔ پس اس وجود مقدس
 سے بقاء زمین و آسمان ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو نہ زمین ہو اور نہ آسمان۔ پھر وجود اور حیات انسان
 کہاں۔ کَذَٰلِكَ كُوِّنَ الْإِنسَانُ أَتَمًّا ۚ وَلَا تَكْفُرْ ۚ وَكَأَسَا بِتَعَابٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُجَاتِهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَتَمُنُّ الْبَشَرُ بِهٖ ۚ وَإِن كُنَّا لَمُبِينًا ۚ
 پر نہیں ہے۔ اور نیز یہ محقق اور مسلم عقلا ہے۔ کہ فیض و قسم پر ہے۔ ایک جسمانی و دوسرا
 روحانی۔ تو حالتِ غیبتِ امام میں اگر لوگ فیضِ جسمانی سے محروم ہو سکتے ہیں تو فیضِ روحانی سے
 محروم ہونا ضروری نہیں ہے۔ فیضِ روحانی ان کو پہنچ سکتا ہے خواہ امام کہیں ہوں۔ مشرق میں ہوں
 یا مغرب میں۔ لیکن چشمِ بصیرتِ داہرہ۔ نورِ عقل موجود ہو اور دل میں شمعِ ایمان روشن۔ وہ ضرور اپنے
 دوستوں کو فیضِ روحانی پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور ایک بڑا فیض یہ ہے کہ وہ منظرِ خدا۔ مومنین کے
 دلوں سے دسائیس شیطانی اپنی قوتِ تصرف سے دفع کرتے رہتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَخْتَلِفُ بَيْنَ
 الْمَكْرُحِ وَوَقْلِهِ ۚ وَكَانَ خَدَامُ مَنْ اَوْرَاسَ كَيْفَ تَلْبَسُ كَيْفَ تَلْبَسُ ۚ وَكَانَ خَدَامُ مَنْ اَوْرَاسَ كَيْفَ تَلْبَسُ كَيْفَ تَلْبَسُ ۚ
 اور اغواشیطان کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ اس تصرف کا ظہور ولی متصرف اور ولی زمان سے ہوتا
 ہے۔ اور عہدِ آخر الزماں ہی مومنین کے دلوں سے دسائیس کو دور کر کے روحِ ایمان کو تازہ
 کرتے رہتے ہیں۔ ورنہ نہایت دشوار تھا۔ کہ اس زمانہ غیبت میں باوجود دشمنانِ خدا کی کثرت
 کے ان کے حلوں اور اغوا اور اضلال سے مومنین محفوظ رہتے۔ اگر کوئی مومن کامل ہے تو انشاء اللہ
 کبھی کسی اعتقادِ باطل اور وسوسہ شیطانی کو اس کے دل میں دخل نہ ہوگا۔ اور اگر کبھی کسی فعل
 کے اثر سے کوئی وسوسہ پیدا بھی ہوگا۔ تو جس وقت اس ولی زمان کی طرف رجوع کرے گا۔ فوراً رفع
 ہو جائے گا۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس مَنُوٰی اور مُفَضِّل شیطان کے مقابل ایسے متصرفِ امام
 اور محبتِ خدا اور ولی زمان کا وجود ہمیشہ ضروری ہے۔ جو ان شبہات اور دسائیس کو
 دفع کرتا ہے۔ پس یہ اس کا روحانی فیض ہمیشہ جاری ہے۔ خواہ اس کو کوئی سمجھے۔ یا نہ
 سمجھے۔ جس طرح کہ جب آفتاب کے نیچے ابر آجائے۔ تو آفتاب غائب ہو جاتا ہے۔ اور نظر
 نہیں آتا۔ مگر جو اس کا کام ہے یعنی اپنی حرارت سے اور روشنی سے تربیتِ عالم کرنا۔ مواد
 کو پکانا اور پختہ کرنا اور استیلا کو نشوونما دینا۔ اس میں وہ ہمیشہ مصروف ہے۔ وہ آفتابِ مانت

اس حالت غیبت میں بھی اپنا کام کر رہا ہے۔ اور اس کو فیض پہنچ رہا ہے۔ خواہ کوئی جاہل اس کو محسوس کرے یا نہ کرے۔ اس طرح اس امام برحق کا فیض روحانی قلوب مومنین کو پہنچ رہا ہے۔ وہ ان کی روح کی روحانی پردہ کشی کر رہے ہیں۔ خواہ ان کو کوئی دیکھے یا نہ دیکھے۔ اور اس فیض اور اس فائدہ کا احساس کرے یا نہ کرے۔ چنانچہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔ **وَأَمَّا الْإِنْتِقَاعُ بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِنَّهُ إِذَا انْتَبَهَتْهَا الشَّهَادَةُ**۔ لیکن حالت غیبت میں مجھ سے انتقاع اور فائدہ اٹھانا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ لوگ ابر کی حالت میں آفتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ورنہ جو عالم ہوتے ہیں۔ اور اس کو جانتے ہیں۔ وہ اس فائدہ کو محسوس کرتے اور اس کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح جو فیض امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے واقف ہیں۔ علم رکھتے ہیں۔ اور ان کی روحانیت اور نورانیت قلب اس کے احساس کے قابل ہو چکی ہے۔ وہ اس کا احساس کرتے ہیں۔ اور اقرار دے رکھتے ہیں۔ جیسا کہ آئندہ ثبوت بھی دیں گے۔ اور علماء عارفین کے اقوال دکھائیں گے۔ شامنا اس سے مسئلے مسائل کا دریافت کرنا اور علم حاصل کرنا یہ بھی۔ بزد ظاہری پر موقوف نہیں ہے کیونکہ علم کا تعلق روح اور نفس ناطقہ انسانی سے ہے۔ اور عالم روحانی اور نفسانی غیر عالم جسمانی زمانی ہے۔ اور تحصیل علم صبرت کان اور آنکھ پر موقوف نہیں ہے۔ کہ کسی کتاب یا تحریر میں دیکھ کر یا کسی زبان سے سُن کر ہی حاصل کریں۔ بلکہ تعلیم قلبی و روحانی بھی ہوتی ہے۔ اور نیز ظاہری بھی صرفت وجود ظاہری جسمانی پر موقوف نہیں ہے بلکہ معلّم بھی روح ہے۔ اور متعلّم بھی روح۔ پھر بلا ظہور جسمانی بھی یہ تعلیم ممکن ہے اور اس طرح مومنین امام غائب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلیم روحانی پا سکتے ہیں۔ علم حاصل کر سکتے ہیں۔ اور مسائل لے سکتے ہیں۔ ہاں معرفت اور نور ایمان کی ضرورت ہے چنانچہ بعض عارفین نے اس زمانہ غیبت کمرے ہی میں اس بنائے سے تعلیم پائی ہے اور علوم حاصل کئے ہیں۔ معرفت تحصیل کی ہے۔ جیسے کہ قطب مدار وغیرہ عارفین۔ اور ان کا انشاء اللہ باب ششم میں ذکر کیا جائے گا۔ اور کتنے معصوم اہل اسلام مستحق عارفین اور شیعوں میں گزرے ہیں۔ جنہوں نے امام غائب علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل اللہ فرجہ سے فیض حاصل کیا ہے۔ کیونکہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل اللہ فرجہ دراصل غائب نہیں ہے۔ دُشیا سے معدوم نہیں ہے۔ لوگوں نے خود اعتقادِ باطلہ

اور اوہام فاسدہ اور فسق و فجور کے پردے اپنے نور بصیرت و بصارت پر ڈال لئے ہیں۔ اور خود اس کے فیض سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور اس لئے جو شخص اس سے مستثنیٰ ہو۔ اور یہ حجاب اس پر نہ پڑے ہوں۔ معرفت اور دل میں نور رکھتا ہو۔ اور گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو۔ تاکہ ساحت قدس امام علیہ السلام سے تعلق پیدا کر سکے۔ خاندان طاہرین جا کے مقدمین سے مل سکے۔ وہ خدمت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچ سکتا ہے۔ امام علیہ السلام کو دیکھ سکتا ہے۔ وہ سوال کر سکتا ہے۔ مسائل پوچھ سکتا ہے۔ اور بہت سے مومن ہیں۔ جو بصورت جسمانی خدمت امام علیہ السلام میں پہنچے ہیں۔ زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور فیض پایا ہے۔ اور اب بھی جو شخص چاہے۔ کوشش کرے۔ باشرائط اس کا امتحان کر سکتا ہے۔ اور خدمت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچ سکتا ہے۔ اور ان شرائط میں اول صدق دل سے اس پر ایمان لانا اور فسق و فجور کا ترک کرنا اور اس کی نئے الجھ معرفت حاصل کرنا ہے۔ باب شہادات میں ان لوگوں کی ایک فہرست آئے گی۔ جو خدمت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچے ہیں۔ اور ایسے ہی نصرت امام علیہ السلام بھی ظہور جسمانی پر موقوف نہیں ہے۔ وہ تصرف رومانی ہیں۔ اور برابر مومنین کی نصرت کرتے رہتے ہیں۔ فریاد کو پہنچتے ہیں۔ اور حفظ ثغور و نصرت ظاہری اور اجرائے بعض حدود ساقط ہے۔ تو یہ ہمارا قصور ہے۔ یہ گناہ ہمارا ہے۔ کہ ہم نے اپنے افسال سے اس نعمت کو کھو دیا ہے۔ ناصحاً تحت نداء پیغمبر یا امام سے ہدایت پانا۔ احکام سیکھنا اور علم نبی حاصل کرنا۔ معرفت خدا حاصل کرنا حضور نبی موقوف نہیں ہے۔ کہ بالمشافہ ہی حاصل ہوتے ہیں۔ نہ یہ پیغمبر کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر شخص کے گھر جائے۔ اور مسائل بیان کرے۔ اور نہ ہر فرد انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ تمام اور مرکز نبوت پہنچ کر بالمشافہ احکام حاصل کرے۔ بلکہ علم ان احکام پیغمبر ہی کا ضروری ہے۔ جن کی تبلیغ پر وہ مامور ہے۔ اور وہ بلا واسطہ و بالواسطہ دونوں طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر ممکن ہے خود انسان جائے۔ اور پوچھے اور سنے۔ ورنہ اس سے دریافت کر سکتا ہے۔ جو جانتا ہو۔ اور جس کو اس کا علم ہو۔ اور اسی طرح معرفت پیغمبر اور اس پر ایمان لانا اس پر مبنی نہیں ہے۔ کہ انسان پیغمبر کو آنکھ ہی سے دیکھے۔ بلکہ معرفت قلب سے حاصل ہوتی ہے۔ اور احکام سماج سے تحصیل کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے

میں نہ خود سب کے گھر جاتے تھے۔ اور نہ تمام رُوسے زمین پر پھرتے تھے۔ اور نہ ہر نقطہ زمین سے ہر ایک شخص حاضر خدمت ہونے پر مامور تھا۔ بلکہ بہت سے لوگ دور دراز کے ملکوں میں رہتے تھے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہوئے تھے اور معرفت رکھتے تھے۔ اور حضرت جب کوئی بات بیان فرماتے تھے۔ تو اکثر فرمادیا کرتے تھے کہ حاضرین غائبین کو پہنچا دیں۔ اگر تحصیل احکام نبوتی فرض ہے۔ تو فرض کفائی ہے۔ کہ ہر شہر یا ہر قوم میں سے ایک جماعت جائے۔ اور احکام سیکھائے۔ دین حاصل کر کے واپس لوٹے۔ پر دوسرے بھائیوں کو بتلائے اور تبلیغ کرے۔ جتنا بخدا فرماتا ہے۔ کوکا تَقْرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ لِّمَنِ ثَقَرْتُمْ كَيْفَعُمْرَا فِي الدِّينِ وَلَيْسَ دَرْوَاتُوهُمْ مَعَهُ اِذَا رَجَعُوا اِكْتِبَهُمْ ہر ایک فررتے سے کیوں ایک جماعت نہیں باقی۔ جو دین کو سیکھے اور واپس ہو کر اپنی قوم کو ہدایت کرے۔ پس ہر شخص حضور صی حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مامور نہیں ہے۔ بلکہ ہر حال میں عوام کو ان علماء کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ جو احکام دین سے واقف ہوں۔ آدہ اس وقت میں بھی ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔ ان کی معرفت حاصل کی ہے۔ ان کے احکام سیکھے ہیں۔ حالانکہ ہم میں سے ایک نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود نہیں دیکھا۔ ہاں تسلیم حضرت حاصل کی ہے جو قرآن اور احادیث میں موجود ہے۔ اور علماء سمجھانے والے ہیں۔ اسی طرح امام غائب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا حاصل کرنا اور اس پر ایمان لانا واجب ہے نہ حضور صی۔ اور تعلیم ہذریعہ علماء حاصل ہو سکتی ہے۔ اور تعلیم امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے گیارہ آباء طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام بیان فرما گئے ہیں۔ وہی ہم علماء سے حاصل کریں۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو جس کی اصل بالعرض علماء کو نہ ملے۔ تو ان علماء میں بعض ممکن ہے کہ ایسے ہوں۔ کہ وہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کریں۔ اور ظاہراً حاضر خدمت ہو کر یا باطناً اس جناب سے اس مسئلہ یا کہ اس اصل کو حاصل کریں۔ اور ہمیں بتلا دیں۔ اور یہی فائدہ امام غائب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا ہوگا۔ اور حوادثِ یومیہ کے لئے خود حضرت نے دستور العمل دے دیا ہے۔ کہ ہماری احادیث کے رواۃ کی طرف رجوع کریں۔ اور اس زمانہ غیبت کی تکلیف خود بیان فرمادی ہے۔ کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے۔ اور اس لئے ہمیں اس جناب کا دیکھنا ضروری نہیں ہے۔

غرض وجود امام غائب ہرگز فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اور ہم پر فرض معرفت اور ایمان و اعتقاد ہے
تعلیل احکام ہرگز لازم نہ آئے گی۔ چنانچہ مشاہد ہے۔ عاشقِ اُ - وجود امام غائب اور اس پر
ایمان لانے کا عظیم الشان فائدہ یہ ہے کہ جو شخص امام برحق امام غائب پر ایمان رکھتا ہوگا۔ وہ
اپنے ایمان میں ان لوگوں سے پیغمبر اور مستقیم ہوگا۔ جو کسی پر ایمان نہیں رکھتے اور کسی پر اعتقاد نہیں
رکھتے۔ وہ شک و شبہ میں نہ پڑے گا۔ اور وہ ہرگز کسی جھوٹے مدعی نبوت اور امامت کا قائل نہ
ہوگا۔ اور وہ کسی فریضی عیسیٰ۔ موعی۔ کرشن پر ایمان نہ لائے گا۔ اور مجنون مرکبِ مہر ویت اور عیسویت
پر معتقد نہ ہوگا۔ وہ مسئلہ امامت میں ہرگز گمراہ نہ ہوگا۔ کسی کے ہلکانے سے نہ بیکے گا۔ تاہیں کہ
اس کے ایمان میں منفع نہ آجائے۔ یا وہ اوصاف امامت سے بالکل بے خبر اور جاہل ہو۔ جیسا
کہ بعض جہال ایران باب کے دامنِ نزویر میں آگئے تھے۔ اور علماء اور سلطنت نے ان کو
قتل کر کے قلع قمع کر دیا۔ چنانچہ یہاں دیکھو کہ جو لوگ امام غائب پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہیں
اور اس کے عارف ہیں۔ وہ ہرگز کسی جھوٹے نبی یا امام یا عیسیٰ یا مہر ویت کے پیچھے نہیں ہو گئے
امام غائب کا قائل اگرچہ کوئی اس کو اور فائدہ نہ پہنچتا ہو مگر یہ ضرور پہنچے گا کہ وہ حیرانی میں نہ ہوگا۔
اس کے قلب کو ایک اطمینان اور استقلال حاصل ہوگا۔ اس کے دل کو ایک شمع کی تسلی ہوگی۔ کہ
اس کا حامی اور پیشوا موجود ہے۔ اس کے حال سے بیخبر نہیں ہے۔ اور دنیا و حجبے میں کام آئے گا۔
جیسا کہ وہ شخص جو اس خدا کے قادر مطلق پر ایمان رکھتا ہے۔ جو نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ دیکھنے کے
قابل ہے۔ اور نہ جس کی ذات کا ادراک ہو سکتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ اس خدا سے اس کو کیا
فائدہ پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی تربیت کر رہا ہے۔ کیونکہ اس کو علم و معرفت عطا کرتا ہے۔ اور
ایمان کا فیض پہنچاتا ہے۔ خدا کے غائب اور غیر مرئی پر ایمان لانے سے ایک اطمینان قلب رہتا ہے
بھروسہ ہوتا ہے۔ اور کہیں ایسا شخص جبران اور مضطرب نہیں ہوتا۔ کھٹن سے کھٹن مصیبت میں اس
پر توکل کر کے صابر اور ثابت قدم اور مستقیم و مستقل القلب رہتا ہے۔ بخلاف اس کے جو خدا کا
قابل نہیں اور دوسرے ہے۔ وہ ہمیشہ حیرت میں رہے گا۔ اور کبھی اس کو اطمینان قلب اور استقلال حاصل
نہ ہوگا۔ اور بلا و مصیبت کے وقت کہ چیز پر بھروسہ نہ کر سکے گا۔ اور یہ ایک بہت ہی بڑا فائدہ امام غائب
کے وجود اور اس پر ایمان لانے کا ان لوگوں کو حاصل ہے جو خدا کے غائب و عارف و ناظر پر ایمان رکھتے ہیں۔
یہ جو روز بروز نئے نئے مذہب نکل رہے ہیں اور مذہبی اور امام پیدا ہو رہے ہیں۔ امام غائب پر ایمان
نہ لانے کا نتیجہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْرِیْکَ فِیْمَا یُھْدٰی لِلْمُتَّقِیْنَ الدِّیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْقَدِیْمِ الْوَحْدِیِّ

اور تعمیل حکم بجالائیں گے جس طرح ملائکہ جو قبل خلقت حضرت آدم علیہ السلام ایمان لائے ہوئے تھے۔ پس اگر کسی بد نصیب کو اس وقت فائدہ نہ بھی پہنچے جو عمل ہے۔ تو اگر ایمان رکھتا ہے تو وقت بشت اور ظہور امام علیہ السلام تو ضرور اس ایمان کا فائدہ اٹھائے گا۔ ورنہ محروم ہی رہے گا۔ نجات انہی کے لئے ہے جو پہلے سے ایمان لائے ہیں۔ اور یٰ مُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اَیُّہیں۔ اور اگر انتظار ظہور میں ہو گیا۔ تو بھی مثل ان مومنین کے ہو گا۔ جو قبل ظہور ابراہیم و موسیٰ و جناب محمد مصطفیٰ انتظار میں ہو گئے۔ وہ ضرور نجات پائیں گے۔ کیونکہ یٰ مُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اَیُّہیں۔ یہ ہیں بارہ فائدے وجود امام دوازہ ہتم اہل بیت و امام غائب کے۔ جس میں تمام دنیا بلکہ تمام عوالم من حیث المجموع شریک ہیں۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو اور بہت سے فوائد مل سکتے ہیں۔ وَ اِنْ تَحَدَّثْ اِنَّ نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصَوْنَہَا اب ہم اس حصے کو ختم کرتے ہیں۔ اور باقی شبہات انشاء اللہ باب شبہات میں ذکر کریں گے۔ یعنی جلد دوم میں جس میں باب اول شہادات وجود امام میں ہو گا۔ اور باب دوم علامات آخر الزمان و علامات ظہور امام میں۔ باب سوم معاملات ظہور امام میں۔ باب چہارم خصائص امام زمان ہیں۔ باب پنجم دفع شبہات میں۔ باب ششم تکالیف اہل اسلام در زمان غیبت اور اعمال مخصوصہ کے بیان میں۔ خدا اسی طرح سے اس دوسرے حصے کے اختتام کی بھی توفیق دین عطا فرمائے۔ اور مومنین کو اس کے مطالعہ کی آمین وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ وَ سَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ۔ لَا سَیِّئَ لَکُمُ التَّیْبِیْنَ وَ عِزَّتِہِ الطَّہْرِیْنَ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

۲۶ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۳۵ھ جری

احقر فقیر سید محمد سبطین سرسوی عفی عنہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی مشہور کتابِ نہایت سلیس فہم اردو ترجمہ

حیاتِ القلوب جلد دوم

مترجمہ جناب مولوی سید بشارت حسین صاحب کمال مرزا پوری

جس میں حضرت خاتم الانبیاء اور ان کے اہلبیت کے فضائل، آنحضرت کے جادات و نباتات و حیوانات و حق و نس اور ارضی و سماوی سے متعلق بے شمار معجزات، تمام غزوات و سیرایا، مفصل ذکر معراج و مباہلہ، مباہلہ سے قبل علمائے نصاریٰ کا آنحضرت کی رسالت پر مناظرہ، نسخ مکہ، حجۃ الوداع، مقام غدیر میں حضرت علی مرتضیٰ کی ولایت کی و بیعتی اُن حضرت کا مفصل خطبہ مختصر یہ کہ ابتدائے خلقت نور سے آنحضرت کی ولادت تا وصال کے تمام صحیح واقعات اور آپ کے اصحاب خاص جناب سلمان، مقداد و ابوذر و عمار و یاسر رضوان اللہ علیہم کے ایمان افروز حالات بالتفصیل درج ہیں۔ ایسی جامع کتاب کہ اس کے بعد آنحضرت کے حالات میں کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی ترجمہ نہایت سلیس، عبارت عام فہم جس کو عورتیں بچے سب ہی سمجھ سکتے ہیں۔ انہی ضخیم کتاب کی اس قدر کم قیمت اس لئے رکھی گئی ہے کہ عام مومنین آسانی خرید کر مستفید ہو سکیں۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ سائز ۲۰x۲۴ حجم ۱۰۴ صفحات۔ قیمت قم اول سفید کاغذ جلد بین روپے۔ قم دوم اخباری کاغذ جلد ۱۵ روپے۔

طے کا پستہ

امامیہ کتب خانہ مغل حویلی۔ موجی دروازہ حلقہ ۲، لاہور۔

- ۱۹۴۔ اللہ کی طرف سے علم و ایمان
- ۲۱۷۔ اللہ کی طرف سے - تشریف میں
- ۲۲۲۔ نفس رسول اور حوالت
- ۲۲۷۔ خلافت حق و ولایت مطلقہ ہے۔
- ۲۳۰۔ منصب اخفوت پر نبوت و رسالت و امامت و ولایت و خلافت الہیہ۔ اور ان کے سے حق
- نبوت و رسالت کا ختم ہونا ثابت ہے۔ اس کے علاوہ سب باقی ہیں۔
- خلافت انصاف یا اوصاف الہی کا نام ہے۔
- ۲۳۱۔ ایک نبی یا وصی نبی کا قتل کرنا گواہ نام لوگوں کا قتل کرنا ہے۔
- ۲۵۲۔ دین سے جو کچھ ۱۔ تفسیر قرآن بار بار ہے۔ بلا علم قوی
- ۲۵۶۔ شہادت ولایت علی و دریدار
- ۲۶۲۔ بیعت یعنی معاہدہ۔۔۔ عقل و فہم و معرفت اس شہد کی ہوتی ہے۔ امام کی غیبت ہفتہ روزہ حضور شہود ہے
- یہی خلاصہ ہے۔۔۔ احوال اہلبیت کے تحت دل شہود کا۔
- ۲۶۸۔ لیت و حق کا چلنا
- ۲۶۹۔ رخصتی خندہ کرم
- ۲۷۰۔ آیت میں داخل کن
- ۲۷۱۔ اہلبیت سے مراد اہل بیت، شریک صاحب بیت، شریک شرف و طہارت و عفت ۲۸۸
- ۲۷۲۔ ۲۷۵۔ بے ریل و بے جوڑ آیات کی مثال
- ۲۷۶۔ حق تعالیٰ ہر قسم کے عیب و جہل، شہ و شہ، نفی و کلامی کے جہل و جہالت و جہل و جہل کے ظاہری
- و باطنی عیب سے بے غایت ہے۔
- ۲۷۷۔ آیت تفسیر میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ ارادہ کیا کہ نبی کی تکوینی ہے۔ وقت تکوینی ارادہ سے
- ۲۸۱۔ رحمت و برکت خالص سے مراد نبوت و امامت و غیرہ کی طرحی مادی اسباب کے۔
- ۲۹۳۔ علی ان کان لرحمن ولد فانا اول العابدین
- ۲۹۷۔ شان البرہان ہے آیت
- ۳۰۲۔ عزت عام ہے اور اہلبیت خاص۔ (ایک ہی اصل ہے)
- ۳۱۹۔ علی قرآن سے افضل۔
- ۳۲۶۔ مسک با کتبہ کے حق
- ۳۳۰۔ رسول کے ساتھ اہلبیت کی شرکت
- ۳۵۱۔ عزت کے حق اصل و جہل ہے
- ۳۶۱۔ امام زمانہ کے دشمن علماء و مجتہدین ہوتے۔
- ۳۸۱۔ اجماع انبیاء عالم اور عالم عربی سے بے مافوق کلامی و کلامی ہے۔
- ۱۹۹۔ دین میں ہوائے نفائی کی پیروی کرنا علم ہے۔ اللہ عالم کی حد نہیں کرتا
- ۲۸۵۔ مساحت نبی و لہ
- ۳۶۳۔ جابر شہر انور و امام حسین کا اہل دنیا

- ۳۹۸۔ روح القدس یا روحِ مسدود
 ۴۱۰۔ حجاب الارضی (انبیاء کی خصوصیات)
 ۴۱۵۔ حجابِ خفّہ
 ۴۱۷۔ راسخون فی العلم
 ۴۲۰۔ امت کے معنی
 ۴۲۲۔ وہ آیات جنہیں اہلِ ایمان
 ۴۸۱۔ مذمتِ ملائکہ میں بشور
 ۴۹۱۔ قلب، اہلال، بحیب، سماجی
 ۴۹۲۔ حدیثِ موانع
 ۴۸۵۔ حدیثِ زہری
 ۴۹۹۔ سنتِ الہیہ، ۵۳۵، ۵۳۶
 ۵۳۵۔ ادعاۃ جنت - ۵۳۶
 ۵۳۷۔ حرفِ تقدیر قوی نہیں بلکہ ضعیف ہے
 ۵۳۸۔ غیبت : ظاہر نہیں ہیں، جو درجہ
 ۵۴۵۔ قائم بامر اللہ
 ۵۵۵۔ عیدِ شہید
 ۵۶۰۔ آخری نبی کی وفات
 ۵۶۳۔ مذمتِ تقلید - ۵۷۶
 ۵۶۹۔ تعریفِ مزاج
 ۵۷۱۔ عالمِ خلقی و عالمِ اری
 ۵۷۱۔ عام انسان کی خلقت و آدم کی خلقت
 ۵۷۸۔ تعریفِ بیعت
 ۵۹۱۔ وظائفِ امام
 ۵۹۶۔ احکامِ دین کا بالمشافہ حاصل کرنا واجب نہیں ہے -
 ۵۹۹۔ اولی الامر - فقہی
 ۱۰۔ لفظِ امامت، کثرت، امامت صغریٰ و کبریٰ۔